يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

رسالہ

اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

محمدی

خادمان مسجد ووکنگ انگلستان

جس حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن

(مدیران اعزازی)

خطیب الدین احمد بی اے — عبد المجید ایم اے بی ٹی

ایڈیٹر اسلامک ریویو انگریزی — امام خادمان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتب

شیخ عبد الغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

قیمت پانچ پیسے فی پرچہ ممالک غیر کیلئے

ان بے بہا کتب کا بہت ہی قلیل سٹاک دفتر میں ہے

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان۔

نبی کامل۔ قیمت دو روپے۔	2/-/-	تمدن اسلام۔ قیمت ایک روپیہ	1/4/-
ینابیع المسیحیت۔ قیمت ایک روپیہ	1/-/-	راز حیات۔ قیمت بارہ آنے	-/12/-
موضوع القرآن۔ قیمت چار آنے۔	-/4/-	تحفہ کرسمس۔ قیمت چار آنے۔	4ر
توحید فی الاسلام۔ قیمت دس آنے۔	10ر	سلک مروارید۔ قیمت بارہ آنے۔	12ر
مکالمات علیہ۔ قیمت دس آنے۔	10ر	مذہب محبت۔ قیمت چار آنے۔	4ر
اسوۂ حسنہ۔ قیمت آٹھ آنے۔	8ر	مطالعہ اسلام۔ قیمت دس آنے	10ر
لمعات انوار محمدیہ۔ قیمت چھ آنے۔	6ر	ام الالسنہ۔ قیمت آٹھ آنے۔	8ر
خطبات غربیہ۔ قیمت بارہ آنے۔	12ر	مقصد مذہب۔ قیمت چار آنے۔	4ر
براہین نیرہ۔ قیمت بارہ آنے۔	12ر	پیام اسلام۔ قیمت آٹھ آنے۔	8ر
ہستی باری تعالیٰ۔ قیمت چھ آنے۔	6ر	یسوع کی الوہیت۔ قیمت چار آنے۔	4ر
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ قیمت دس آنے۔	10ر	اسلام اور علوم جدیدہ۔ قیمت چار آنے۔	4ر
ذات عالم کا مذہب۔ قیمت چار آنے۔	4ر	حیات بعد الموت قیمت آٹھ آنے۔	8ر
روحانیت فی الاسلام۔ قیمت بارہ آنے	12ر	ضرورت الہام۔ قیمت آٹھ آنے۔	8ر

ملنے کا پتہ

منیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل

برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی ایک حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۱

[illegible] الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

شذرات

دورِ جدید کا مقابلہ

جنگ بظاہر ختم ہو چکی ہے گو اس کے اثرات ایک عالمگیر بے چینی کی صورت میں باقی ہیں اور یہ پریشانی اس ہیجان اور غصہ کا تتمہ ہے جو ابھی فرو ہوا ہے یہ بے چینی انسانی دماغ کے عدم توازن کی وجہ سے اور ثقافت کی یک طرفہ ترقی سے پیدا ہوئی ہے۔

انسانیت اپنے قلب کی گہرائیوں میں امن و سکون کی ضرورت محسوس کر رہی ہے جو اس کھوئے ہوئے توازن کے بحال ہونے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اسے ضرورت ہے کہ اس مرض پر روشنی ڈالی جائے۔ سیاست دان، سائنس دان ماہرین معاشیات اور ماہرین تعلیم اس ضمن میں انسانوں کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ایک پیغمبر کی ضرورت ہے صرف پیغمبر ہی جو براہ راست خدا تعالےٰ سے فیضان حاصل کرتا ہے انسان کی کہنہ امراض کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ اگر ہم نوع انسانی کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اس پیغمبر کو تلاش کر سکے تو وہ یقینا اپنے مرض کا علاج معلوم کرے گی۔

اس رسالہ[1] کو اس بین الاقوامی دور کے پیغمبر کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا شرف حاصل ہے۔ دسمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت سے اس رسالہ کی چونتیسویں جلد کا آغاز ہوتا ہے۔ آج سے تینتیس ۳۳ سال پیشتر ہمیں یورپ کی موجودہ مصائب کے رونما ہونے کی توقع تھی۔ ہم نے اس وقت یہ کام شروع کیا تھا کہ جب یورپ کی دماغی کیفیت ایسی نہیں تھی کہ وہ الٰہی قانون حیات کو قبول کر سکے کیونکہ موجودہ جنگ کی تباہ کاریاں مستقبل کے پردہ میں چھپی ہوئی تھیں لیکن ہم اللہ کے دیئے ہوئے نورِ فراست کی مدد سے اس بہت بڑے خطرہ کو محسوس کر رہے تھے قرآن مجید

[1] رسالہ اسلامک ریویو انگریزی جس کا اجرا فروری ۱۹۱۳ء میں شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان سے ہوا۔ مترجم

نے اس خطرہ سے دنیا کو آگاہ کیا تھا اس محارب عظمیٰ کے متعلق آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں پوری ہیں ہم نے اُس وقت خطرہ کی گھنٹی بجائی تھی جس وقت ساری دنیا غفلت کی نیند سو رہی تھی۔
ہم نے اپنے تبلیغی کام کی ابتداء اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دُور کرنے سے کی عیسائی پادریوں کے غلط پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر یورپ اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا تھا جس نے بعد میں اس کو زندگی اور موت کے سوال میں اُلجھا دیا۔ اس طویل عرصہ میں ہم نے ان غلط فہمیوں کو دُور کر کے یورپ میں ایسی فضا پیدا کی ہے کہ وہ لوگ اسلام کے پیغام کی طرف توجہ کر سکیں۔ ابتدا میں ہماری آواز بالکل صدا بصحرا کے مترادف تھی مگر درحقیقت یہ ایسا نہیں تھا۔ پہلی جنگِ عظیم کے اختتام پر یورپ نے محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ اسلام عیسائیت سے نبرد آزما ہے کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو مغربی لوگوں کے لئے موزوں ثابت ہو سکتا ہے۔

جوں جوں وقت گذرتا گیا یہ احساس وسیع ہوتا چلا گیا اور اس سے ہمارے کام کے ایک اور پہلو نے جنم لیا اور یہ ہماری مساعی کے دوسرے دس سالوں کا اختتام تھا۔ پہلے دس سالوں میں ہم صرف مدافعت میں مصروف رہے اور دوسرے دس سالوں میں ہم نے اسلام کو عیسائیت کے بدل کے طور پر یورپ کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا اور ہم نے انہیں بتایا کہ اسلام ایک سماجی اور اخلاقی ضابطے کے لحاظ سے عیسائیت پر فوقیت رکھتا ہے۔ سماجی انقلاب اور بین الاقوامی رقابتوں نے وسعت اختیار کر کے ہمارے کام میں آسانیاں پیدا کر دیں اور ہماری تبلیغی مساعی کو زیادہ موثر بنا دیا۔ دوسری عالمگیر جنگ نے اس حقیقت پر مہر ثبت کر دی کہ عیسائیت بحیثیت مذہب کے یورپ کی مشکلات کو حل نہیں کر سکتا اس لئے وہ اس کے لئے ناکافی ہے۔ عیسائی دنیا کے سماجی ڈھیر کو گھن لگ گیا۔ کوئی انسان کا ساختہ نظام اس گرتے ہوئے نظام کی ایک ذرہ برابر بھی مدد نہیں کر سکتا روسی خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا بلکہ اس کی وجہ سے مایوسی کے تاریک بادل چھا جائیں گے

جیسا کہ بجا طور پر ایک ممتاز انگریز سیاستدان نے کہا تھا کہ سارا یورپ شدید روحانی بھوک محسوس کر رہا ہے جو کہ جسمانی بھوک سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اس روحانی بھوک کے مٹنے سے ہی مغرب میں ایک نظام جدید قائم ہو سکتا ہے اس نظام کے قیام کے لئے یہ ضروری شرط ہے۔ سماج کے خلاف جو احساس پیدا ہو گیا ہے وہ انسانی روح کی غیر مرئی بھوک کی علامت ہے۔ ضرورت ہے کہ انسان کو روحانی طریقہ اختیار کرنا سکھایا جائے تاکہ وہ اس قابل ہو سکے کہ اپنے ہمسایہ سے اپنی طرح محبت کر سکے۔ زندگی کا معاشی نقطۂ نگاہ جیسے کارل مارکس کے متبعین نے پیش کیا اور جس پر تمام مغربی آبادی عمل پیرا ہے اس کی جگہ ایک مذہبی نقطۂ نگاہ کو رائج کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مغرب کے مرد اور عورتیں ہمسایہ کی محبت کو عملی جامہ پہنا سکیں لیکن اس ضمن میں پرانا ترک کیا ہوا مذہب فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ محض خیالی خطبات کا مذہب ہے جسے انسان کی عملی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اس کے پاس کوئی ایسا عملی پروگرام نہیں کہ وہ اس خوبصورت عقیدہ کو عملی جامہ پہنا سکے اس کے لئے ایک عملی مذہب کی ضرورت ہے جو اس دَور کی سائنٹیفک روح کی بھی تشفی کر سکے ہر جگہ نظام جدید کے لئے ایک پکار سنائی دے رہی ہے لیکن کوئی نہیں جانتا کہ یہ نظام جدید کیا ہوگا۔ یقیناً ڈوبتی ہوئی نوع انسانی اپنے آپ کو بچا نہیں سکتی۔ اب بیرونی مدد کی ضرورت ہے مادرے سے نور کی ضرورت ہے جب وہ مدد آجائے تو انسان کو اس کے سامنے سر بجھو خم کر دینا چاہیئے اس انداز سے ہی اس کے قلب میں ایک اطمینان اور سکون پیدا ہو سکتا ہے اور اسے اپنی حفاظت اور سلامتی کا یقین آسکتا ہے اور اس کی زندگی اور اس کی جدوجہد میں ایک ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔ نظام جدید کے لئے خدائی نور اور اس پر ایمان لازمی شرط ہے۔ اس نئے دَور میں ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کے نور کو ان لوگوں تک پہنچائیں یعنی یورپ کے بے چین لوگوں کے سامنے قرآن مجید کو پیش کریں۔ ہمیں قرآن مجید کو ان لوگوں کے سامنے اس طریقہ سے پیش کرنا چاہیئے کہ وہ اسے خدا کا کلام ماننے پر مجبور ہو جائیں۔ اسے لوگوں

کے سامنے امید اور محبت کے پیغام کے طور پر پیش کرنا چاہیئے یہ ہمارا فرض ہے اور ہمیں اس فرض کو ہر بات پر مقدم کرنا چاہیئے۔

ہمارا دوسرا کام یہ ہوگا کہ ہم لوگوں کو دلائل اور براہین سے سمجھائیں کہ وہ نظام جدید جس کو وہ اپنے دماغوں میں مبہم طور پر محسوس کر رہے ہیں اسے قرآن مجید کے مقدس اوراق میں نہایت وضاحت کے ساتھ مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ دوسرا کام اہم ہے ــــ ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ دونوں کام سرانجام دینے بہت مشکل ہیں ایک دوسرے سے بڑھکر مشکل ہے۔ دونوں کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایسے جوہر قابل اور خصوصیت کی ضرورت ہے جو ہم اپنے اندر پورے طور پر نہیں پاتے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ مغربی اقوام تک صداقت کا نور پہنچے۔ ساری نسل انسانی دکھوں اور مصائب میں مبتلا ہوکر خدا تعالےٰ کی رحمت میں جوش پیدا کررہی ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم اور کریم ہے وہ یہ برداشت نہیں فرماسکتا کہ زمین کا ایک قطعہ بارش سے محروم ہوکر بالکل خشک ہوجائے تو وہ یہ کیسے برداشت فرماسکتا ہے کہ ساری انسانیت روح اور قلب کی بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرجائے اور وہ اس کی طرف سے تغافل برتے آیندہ مساعی میں ہمیں اس کے فضل وکرم پر بھروسہ ہے۔ نئے حالات میں ایک نئے پروگرام کی ضرورت ہے ایک نئے طریقہ سے ان تک پہنچنے کی ضرورت ہے ــــ سب سے بڑی بات یعنی خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کی مدد ہمیشہ ایک درخشاں ستارہ کی مانند ہماری رہنما رہی ہے اور آج بھی ہمارے شامل حال ہے ہم اپنی جدوجہد سے کامیاب نہیں ہوسکتے بلکہ محض اس کے فضل سے کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اگر ہمارے اس مشن کے سرپرست اور معاونین اپنے اندر یہ طاقت پاتے ہیں کہ وہ ہماری کشمکش میں ہمارے شریک کار ہوں تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے بھی حصہ پائیں گے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آدمی کو کچھ نہیں ملے گا لیکن اسی سے جس کے لئے وہ کوشش اور جدوجہد کرتا ہے" صرف ہمارے جدوجہد کرنے سے ہی خدا تعالیٰ

کی نصرت نازل ہوسکتی ہے اور روحانی دنیا میں یہ اصول اسی طرح صادق آتا ہے جیسا کہ وہ مادی دنیا میں صادق آتا ہے ۔ بابرکت ہیں وہ لوگ جو صداقت کے پھیلانے کے لئے محنت شاقہ کا باعث ہوتے ہیں ۔ ہم ایک ایسے نصب العین کے لئے جدوجہد کرتے ہیں جس میں ہرگز ہرگز دنیا کی ملونی نہیں اور ہمیں کسی طریقہ سے بھی ان لوگوں کی طرف سے مدد نہیں پہنچتی جو دنیا کے مادی ذرائع پر حاوی ہیں ۔ پیپر کنٹرول - پریس سنسر شپ ، چھپائی کی مشکلات اور ڈاک خانہ کی بیقاعدگیاں اپنی ذات میں ہی بہت بڑی مشکلات ہیں لیکن ہمارے لئے تو یہ بہت ہی بڑی روک ثابت ہوئیں کیونکہ عملی طور پر کسی شخص کی دماغی اور قلبی کیفیت ایسی نہیں تھی کہ وہ ہمارے کام اور اس کی نوعیت کے متعلق ہمدردی سے سوچتا کیونکہ یہ کام مادی اور زمینی لحاظ سے کسی کے لئے بھی فائدہ مند نہیں ہے ۔ اس کا اثر ہمارے پرچہ پر بہت ہی بُرا پڑا اشاعت میں بے قاعدگی ہوئی اور چھپائی بہت خراب ہوئی ہم کسی کو الزام نہیں دیتے اور نہ ہم ہمت ہارتے ہیں یہ ہمارے عزائم کی قیمت ہے کیونکہ ہم دنیا کو روحانی لحاظ سے بہتر اور آسودہ حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں ۔

جب حالات میں اعتدال پیدا ہو جائیگا تو ہمارا خیال ہے کہ ہمارے اس کام پر بھی اس کا خوشگوار اثر پڑے گا اسی جگہ سے ہمیں فائدہ حاصل ہوگا جہاں بظاہر ہمیں نقصان نظر آتا تھا اور وہیں ہم کو کامیابی ہوگی جہاں بظاہر ہم ناکام ہوتے ہوئے نظر آتے تھے ۔ چیزوں کی خارجی اور ظاہری ہیئت کوئی وقعت نہیں رکھتی بلکہ روح کی غیر مرئی آگ حقیقی وقعت رکھتی ہے ہمارے وہ ساتھی جو اس کام اور بلند نصب العین کے لئے کمربستہ ہیں ہم ان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں وہ اپنے قلوب کی اس آگ کو جلائے رکھیں وہ آگ یقین و ایمان کی آگ ہے اور تباہ ہوتی دنیا کے لئے سچی ہمدردی کی چنگاری ہے ہمیں اپنے آپ کو اس عظیم المرتبت انسان کے سچے اور حقیقی متبعین ثابت کرنا چاہیئے جس کے متعلق لکھا ہوا ہے ۔ فلعلك باخع نفسك علیٰ اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا ۔

ترجمہ :- تو کیا تو اپنی جان کو ان کے پیچھے رنج میں ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر

بڑی محنت سے کام لیتے ہیں ۔ آخری کچھ سال کئی وجوہ سے ہمارے لئے محنت شاقہ

مجھے ایمان نہ لائیں۔ خاکسار ۔ آفتاب الدین احمد۔ بی ۔ اے ۔ ایڈیٹر اسلامک ریویو
سابق امام مسجد ووکنگ

ایڈیٹر صاحب کی مذکورہ بالا اپیل میں کسی مزید اضافہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں پراس رسالہ کی طرف سے دوسری باتوں سے بڑھکر ضروری فرض عائد ہوتا ہے۔ اسلام کے نورہدایت کو مغرب کے ہزاروں لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں اپنے اسلامی بھائیوں کے مکمل تعاون کی ضرورت ہے اسلامک ریویو کا ہرایک خریدار عیسائیوں کے وسیع حلقہ میں اسلام کی مفت اشاعت میں مدد دیتا ہے اور یہ حلقہ دن بدن وسیع ہورہا ہے۔ ہم اسلامک ریویو کی بہت سی کاپیاں دنیا کی متعدد لائبریریوں میں مفت بھیج رہے ہیں ۔

آپ کا مخلص اور اسلامی بھائی ۔ خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن
عزیز منزل ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور ۔ (پنجاب)

کیا امن ممکن ہے

اتحادی اقوام میں بالآخر صلح وامن کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ جنگ ختم کر دینے کے لئے ہے ۔ اگر اسکو صحیح معنیٰ میں عملی جامہ پہنایا جائے تو تمام بنی نوع انسان تہ دل سے ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرے گی۔

بدقسمتی سے جنگ جذبات نفرت و انتقام برانگیختہ کرنے میں ناکام نہیں رہتی۔ جبکہ فاتحین کو چاٹ لگ جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مغلوبین پر پابندیاں عاید کردی جائیں تاریخ میں پہلی مرتبہ مغلوب اقوام کے قائدین کو عسکری مجرمین کی حیثیت سے عدالت میں طلب کیا جائے گا۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ ان رہنماؤں کے اعزہ و اقربا بھی ہیں اور ان کے لاکھوں ماننے والے بھی ہیں تو یہ پیشگوئی غلط نہ ہوگی کہ یہ ایک ایسا زہر پھیلایا جارہا ہے جو آنے والی نسلوں تک کو اپنے

اثر کے لپیٹ میں لے لے گا۔

اگر یہ سچ ہے کہ آدمی مواقع پیدا نہیں کر سکتا بلکہ مواقع تو آدمی کو پیدا کرتے ہیں تب یہ مان لینا چاہیئے کہ معاہدۂ مارسیلز کے بغیر ہٹلر کا وجود عمل میں نہیں آسکتا تھا۔

وہ معاہدۂ صلح و امن جس میں جراثیم فساد و نزاع پرورش پا رہے ہوں ان پر ایک زبردست ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیتا ہے جنہوں نے اس کو قائم کیا۔ مغرب کی مروجہ تہذیب اس نقطہ تک پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہے جہاں نسل انسانی کا وجود خطرہ سے دو چار ہوتا ہے۔ ایسی صلح جس کا مقصد اقوام کی اقتصادی استعدادات کو الجھن میں ڈالنا ہے۔ ہر چیز پیدا کر سکتی ہے۔ صرف قیام امن اس سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ حقیقی اور مستقل امن کے قیام سے پیشتر انسان کو اپنے خالق کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ یورپ نے عملی طور پر مذہب کو ترک کر دیا ہے۔ امریکہ کی حالت بھی کوئی زیادہ بہتر نہیں ہے۔ مغرب بہت زیادہ مادہ پرستی میں پڑ گیا ہے امریکہ میں جس معبود کی پرستش کی جا رہی ہے وہ صرف دولت کا دیوتا ہے۔

جب تک مادی زندگی پر روحانی زندگی کو ترجیح نہیں دی جائے گی قیام امن خیال و خواب ہے۔ مکمل روحانی زندگی صرف اسلام ہی میں پائی جاتی ہے۔ اسلام کے معنی ہیں "امن" اور "اطاعت"۔ یہی چیز قیام امن کا سبب ہو سکتی ہے۔

اسلام کے معنی ہیں صلح و آشتی کے ہیں مکمل رضائے الٰہی کے حصول کے بغیر امن محالات سے ہے پنجوقتہ نمازیں روزانہ ایک مخلص مسلمان کو صداقت کے اصولوں پر چلنے کی تلقین کرتی ہیں۔ گویا دہریت لاکھ اس اداء فریضۂ صلوٰۃ کو تضیع اوقات کا شغل قرار دیں۔

نماز اسلام کی حقیقی بنیاد ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ نماز کے بغیر اسلامی زندگی۔ اسلامی زندگی نہیں کہلا سکتی۔ اسلام میں ہر ایک دن عبادت کا دن ہے۔ عبادت، عبادت گذاروں کو برائی اور ہر تخریب سے روکتی ہے ؛

مسجد ووکنگ میں خطبۂ عید الفطر ۱۳۶۵ھ

از جناب ڈاکٹر شیخ علی حسن عبد القادر صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔

میرے اسلامی بھائیو۔ آج اس رخصت کے دن جبکہ ہم عید الفطر منا رہے ہیں مجھے موقعہ ملا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ اسلام کے بعض پہلوؤں پر آپ سے خطاب کروں۔۔۔۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آج نوع انسانی ایک خطرناک بحران سے دوچار ہے اس لئے سب اقوام کی معاشرتوں پر تبادلۂ خیالات اور بحث کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے تاکہ ہم قریب ہوکر ایک دوسرے کی عزت کرسکیں اور خیالات کو سمجھ سکیں۔

یہ بحرانی دَور بہت خطرناک ہے۔ انسانی تہذیب اور ثقافت معرض خطر میں ہے۔ بڑے بڑے ممالک ذلیل ہو چکے ہیں اور دوسری مرتبہ دنیا کا ایک بڑا حصہ مختصر سے وقفہ میں تباہ و برباد ہو چکا ہے اس آشوب کے بعد ایک اچھے نظامِ حیات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور یہ پکار اقصائے عالم میں گونج رہی ہے ۔۔۔۔ سائنس نے بڑے بڑے راز انسان کے سامنے افشا کر دیئے ہیں یہ وہ راز ہیں جو انسان کی بہتری اور بہبودی کے لئے استعمال کئے جا سکتے تھے لیکن اس کے بجائے وہ اس کی تباہی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

درحقیقت یہ اظہر من الشمس ہے کہ مادیت سے خود غرضی، رقابت، دوسروں کے حقوق کی پامالی اور ظلم و عدوان پیدا ہوتے ہیں، صرف روحانیت نسل انسانی کو متحد کر سکتی ہے، سب سے پہلی ضرورت اور شرط جدید نظامِ حیات کی یہ ہونی چاہیئے کہ اس کی بنیاد اخلاق پر قائم ہو جب تک یہ نہ ہوگا اس وقت تک ان دکھوں اور تکلیفوں کا اعادہ ہوتا رہے گا جن کا مزا انسان پہلے چکھ چکے ہیں۔

اس صدی کے دوران میں بنیادی اقدار پر ایمان میں ایک اضمحلال پیدا ہوتا چلا گیا ہے اور ہم اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا کو صرف مادی نقطۂ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ اشیا جنہیں ہم دیکھ سکتے ہیں سونگھ سکتے ہیں سُن سکتے ہیں مس کر سکتے ہیں اور چکھ سکتے ہیں یعنی جن کا حواس خمسہ سے اندازہ کر سکتے ہیں صرف انہی کو ہم لائق اعتنا خیال کرتے ہیں ہم نے اپنی چھٹی حس کو نشو ونما سے محروم کر دیا ہے۔ وہ مہین آواز جو ستاروں کی چھاؤں میں صاف طور پر ہم سے کلام کرتی ہے اور نیچر کی خاموشیوں میں ہم سے کلام کرتی ہے جو نہایت مختصر سے لمحہ کے لئے ہمارے اندر خدا کی ہستی کا شعور پیدا کر دیتی ہے اور ہمارے تمام شکوک و شبہات کو رفع کرے جاتی ہے اور ہم سے جواب طلب کرتی ہے۔

بہت سے لوگوں نے ہمیں بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس کائنات کا کوئی مقصد اور معنی نہیں ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ سب زمانوں میں اس عظیم الشان راز کا انسانوں کو مسلسل شعور رہا ہے؟ کیا دنیا میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے کبھی یہ محسوس نہ کیا ہو کہ کہیں نہ کہیں اس کائنات میں اس راز کی کلید موجود ہے اور وہ خود بھی اس راز میں اُلجھا ہوا ہے۔

یہ ہماری تقدیر ہے کہ ہم ایک ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جس کے دوران میں سائنس اور مذہب میں ایک آویزش پیدا ہو چکی ہے۔ مثال کے طور پر لیجئے گذشتہ صدی میں عیسائی کلیساؤں نے ڈارون کی شدید مخالفت کی ہے۔ جب ڈارون نے اپنی مشہور کتاب "اصل انواع" لکھی تو وہ کتاب بنیادی طور پر انسان کے مذہبی خیالات کے برعکس تھی کچھ عرصہ تک یہ تضاد قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ یہ اختلاف کم ہوتا چلا گیا اور جتنی سائنس نیچر کے رازوں کو دریافت کرتی چلی گئی اتنا ہی اسے نامعلوم مقدار یعنی "لا" کا سامنا کرنا پڑا زندگی کا حقیقی جوہر جس کی وضاحت نہیں کی جا سکتی اور علت اولیٰ جسے توحید پرست اپنی اصطلاح میں خدا کہتے ہیں اس کے سامنے آتی چلی گئی۔

انسان زندگی کے اچھے طریقہ کی غیر معمولی خواہش رکھتا ہے باوجود اخلاق پر مادیت کے

افسوسناک غلبہ کے انسان کے اندر ایک بلند نصب العین کی خواہش موجود ہے۔ وہ خدا کو تلاش کرتا ہے لیکن دنیا کو آج کیسے مذہب کی ضرورت ہے؟ دنیا کو ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو عقلیت پر مبنی ہو اور انسانی روح کے اندر صلح اور امن کی اعلیٰ کیفیات پیدا کر سکے اور اس کے ذریعہ سے اس کے ماحول میں بھی ایک خوش ترتیبی پیدا ہو سکے۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مذہب اس قابل ہو کہ انسانی قلوب میں خدا کا صحیح شعور پیدا کر سکے اور دوسرے وہ ایک عملی مذہب ہونا چاہیئے۔ سائنس کی ترقی اور بڑھی ہوئی تعلیم کی وجہ سے انسان آجکل توہم پرستانہ مذاہب جن کی بنیاد جذبۂ خوف پر ہو کی اندھا دھند تقلید نہیں کر سکتا۔ اس کے عقیدہ کو عقل کے سنگِ امتحان پر پورا اترنا چاہیئے۔ اس کا مذہب آسان اور عالمگیر ہونا چاہیئے اور ایسا جامع ہونا چاہیئے کہ وہ اس کی ساری زندگی پر حاوی ہو سکے وہ اس کے اندر اپنے خالق پر کامل بھروسہ اور انسانوں پر کامل اعتماد پیدا کر سکے اور انسانوں کے مابین غیر معمولی رواداری کی تعلیم دے۔

ہم جو کہ اسلام کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہمارا مذہب ان ضروریات کو بدرجہ اتم پورا کرتا ہے لیکن اتنا کافی نہیں ہے۔ ہم اس افراتفری کے زمانہ میں بھٹکتی ہوئی دنیا کے سامنے اپنے مذہب کا ایک اچھا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ آؤ ہم سب مل کر آج اس مسئلہ پر غور کریں اور ہم ان اصولوں کا اظہار کریں جن پر ہم کاربند ہیں اور اپنی نمونہ زندگی سے ان اصولوں کا صادق ہونا ثابت کریں اور اپنے جذبہ ایمان سے موجودہ بحرانی دور میں ایک اطمینان کی لہر دوڑا دیں۔

آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام نے تہذیب کی گرتی ہوئی عمارت کو بچایا تھا۔ ظلم و عدوان اور جنگیں رومی اور ایرانی سلطنتوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ رہی تھیں ایسے نازک دور میں اخوت انسانیہ کا ایک تصور دنیا کے سامنے پیش کیا گیا یہ تصور کہ سب نسل انسانی ایک ہی قوم ہے اقوام کا مجموعہ نہیں ـــــ ایک نیا اخلاقی ضابطہ پیدا ہوا عرب قبیلے جو کہ شروع سے ایک

دوسرے سے لڑتے آئے تھے بالآخر آپس میں متحد ہو گئے۔ مختلف اقوام کے اندر ایک اخوت پیدا ہو گئی۔ رنگ، نسل، زبان اور جغرافیائی حدود کے اختلافات مٹ گئے۔ دوسرے مذاہب صرف ایک نسل کے مختلف طبقات کو متحد کرنے میں کامیاب ہوئے تھے مگر اسلام مختلف نسلوں کو متحد کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ایک صدی کے اندر اندر عرب سے زیادہ وسیع ممالک نے اس متحد کرنے والی ثقافت کو قبول کر لیا۔ اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کا راز کیا تھا؟ اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ تمام نوع انسانی ایک قبیلہ ہے۔ ایک لمحہ کے لئے تم اس عالمگیر اخوت انسانیہ کے تصور کو ذہن میں لاؤ اور ذرا اس انسانی آویزش پر بھی غور کرو جس کے نقوش ہماری قوت حافظہ پر موجود ہیں، قوموں کا ایک دوسرے کو غلام بنانے کے لئے جدوجہد اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں، وہ اپنی مادی قوتوں کی تعمیر صرف اس لئے کرتی ہیں تاکہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کر سکیں۔ اختلافات تو بعض اوقات ایک کنبہ میں بھی رونما ہو جاتے ہیں لیکن وہ اختلافات دائمی نہیں ہوتے اور نہ ایک خاندان کے بعض افراد دوسرے افراد کو غلام بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب ایک انسان حلقۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ اسلامی اخوت میں بحیثیت انسان کے برابر کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ وہ چھوٹے اور بڑے کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہے شاہ و گدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کالے اور گورے ایک ہی میز پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں وہ ثقافت، مرتبہ اور رنگ و نسل کے اختلافات کو یکسر بھول جاتے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ عالمگیر جمہوریت روحانی قوت سے حاصل ہوئی اور آج بھی صرف اسی طریقہ سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

تہذیب کی بنیاد صرف انہی مادی ذرائع پر نہیں ہے جو انسانوں نے نیچر کی طاقتوں پر فتح پا کر حاصل کئے ہیں تہذیب کی اصلی بنیاد صرف خدا کے شعور پر ہی قائم کی جا سکتی ہے اور انسان صرف اس ایمان و یقین کے ذریعہ سے ہی تہذیب و تمدن کی ان بلندیوں پر پہنچ سکتا ہے ــــ یہ

انسانی اخوت اور مساوات کے بنیادی تصورات صرف نماز کے ذریعہ سے ہی ہمارے مذہب میں زندہ ہیں خواہ وہ نماز انفرادی طور پر ادا کی جائے یا اجتماع میں ادا کی جائے۔

مسلمان ہر روز مسجد میں جمع ہوتے ہیں جہاں مکمل امن اور سکون ہوتا ہے۔ روزمرہ کی محنت کشمکش اور معمولی رقابتیں انہیں بالکل تھکا دیتی ہیں لیکن مسجد کی پرامن فضا سے ان کے اندر ایک تازگی اور شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے اس طریقہ سے خدا کی ہستی کا احساس ان کی زندگیوں میں ایک قوت بن جاتا ہے جو ہمیشہ ان کے مادی اور روحانی معاملات کو متاثر کرتی رہتی ہے۔

یہ اسلام کے دو بڑے ستون ہیں خدا کی ہستی پر زندہ ایمان اور ایک ایسا سماجی نظام جس کی بنیاد وحدت نسل انسانی پر ہو — ایک نہایت اہم اسلامی عقیدہ ہے جس پر ہماری اخلاقی زندگی کی بنیاد ہے یعنی مسلمان اپنے اعمال کا خدا اور سوسائٹی کے سامنے جوابدہ ہے مذہب بغیر عمل کے ایک مردہ چیز ہے۔ قرآن مجید میں جہاں دین کا ذکر آیا ہے اس کے ساتھ اچھے اعمال کا بھی ذکر ہے جو اعلیٰ عقائد کے پھل ہیں۔

اسلام زندگی کے محکم اصول پیش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں اور تعلقات میں ہماری نہایت وضاحت کے ساتھ رہنمائی کی گئی ہے یعنی انسان اور خدا کے درمیان کیا تعلق ہے؟* مرد اور عورت کے درمیان کیا تعلق ہے۔ انسان اور حکومت کے درمیان کیا تعلق ہے ان تمام تعلقات پر روشنی ڈال کر اور مکمل ہدایات دے کر ہم سب کو ایک پرامن سماج کے ارکان بنا دیا گیا ہے لیکن یہ ذمہ داری انسانوں پر عاید ہوتی ہے کہ وہ ان ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں یا انتہائی تغافل سے کام لیتے ہوئے انہیں نظرانداز کر دیتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے :۔

"کہ تم میں سے ہر ایک امین ہے اور اپنی امانت کا ذمہ دار ہے"

آنحضرت صلعم اور حضرت یسوع کی تعلیمات پر بحث کرتے ہوئے مسٹر برنارڈ شا رقمطراز ہے :۔

"یسوع اتنی چھوٹی عمر میں وفات پا گیا کہ وہ اپنی تعلیم اور پیغام کی تکمیل نہیں کر سکا اور ان کے

* انسان اور انسان کے درمیان کیا تعلق ہے

بالمقابل حضرت محمد صلعم نے لمبی عمر پائی اور ان کے پاس کافی وقت تھا کہ وہ اپنی دینی تعلیم کو مکمل کر سکیں اور اس دنیا سے رخصت ہونے سے پیشتر کامیابی حاصل کر سکیں"

اسلام کی روحانی طاقت ایک منظم کلیسا کے ذریعہ برقرار نہیں رکھی جا سکتی بلکہ یہ ایک حریت پسند مذہب ہے۔ ہمیں خدا اور انسانوں کے درمیان کسی واسطہ کی ضرورت نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہر ایک شخص پاک پیدا ہوتا ہے اور وہ پیدائشی طور پر گنہگار نہیں ہے، انسان صرف اپنی بدعملی کی وجہ سے پستی اور ذلت کے گڑھے میں گرتا ہے ـــــ ہمیں اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے مسلسل جدوجہد کی تعلیم دی گئی ہے۔ جس سے ہماری فطرتوں کی تکمیل ہو سکے تاکہ بالآخر نوع انسانی ترقی کی انتہائی منزل پر پہنچ سکے ـــــ ہماری رہنمائی کے لئے قرآن مجید میں قوانین اور اصول بیان کئے گئے ہیں جو ہماری روحانی اور مادی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ ان اصولوں کے ذریعہ سے خانگی سماجی، معاشی، قومی اور بین الاقوامی تمام مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام صرف روحانی زندگی میں ہی ہماری رہنمائی نہیں کرتا بلکہ دنیوی معاملات میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ تقوے کے ساتھ زندگی بسر کر کے ہم روحانی کمال کو حاصل کر سکتے ہیں، ہمیں خدا تعالے کا عرفان حاصل ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہم مادی لحاظ سے بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آج بدی کی طاقتوں پر غلبہ حاصل کرنے کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے بلکہ پس منظر میں پھینک دیا گیا ہے اور انسان نے صرف نیچر کی طاقتوں کو تسخیر کرنیکے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے صرف مادی منفعتوں کے حصول کی طرف اس کی توجہ ہے اور اخلاقی اقدار کی طرف وہ بالکل متوجہ نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ فرد واحد کے حقوق کو خاطر میں نہیں لایا جا سکتا بلکہ اس پر ہر قسم کا ظلم روا رکھا جاتا ہے۔ انصاف اور صداقت کو صرف نظر انداز ہی نہیں کیا جاتا بلکہ پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ انسان کی ان کمزوریوں کا اندازہ کرتے ہوئے اسلام یہ چاہتا ہے کہ حکومت کی بنیاد بلند روحانی اور اخلاقی اصولوں پر استوار ہونی چاہیئے۔ تقوے اور دوسرے لوگوں کے حقوق کی نگہداشت حاکم کی نمایاں خصوصیات ہونی چاہئیں کیونکہ انسان اپنے جوہر ذاتی کے

لحاظ سے درحقیقت روحانیت پسند ہے اور صرف روحانی اصولوں کے ذریعہ سے ہی اس پر حکومت کی جاسکتی ہے۔

جب تک ایک حکمران کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کی رہنمائی میں حکومت کر رہا ہے اور اس کے حضور میں اپنے اعمال کا جواب دہ ہے تو اس وقت تک یہ خطرہ باقی رہتا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ تاریخ آنحضرت صلعم کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضہ سے بہتر حکمران کی نظیر نہیں پیش کرسکتی۔ آپ کو شاید ان کا وہ واقعہ یاد ہوگا کہ ایک رات وہ گشت کرتے ہوئے ایک قحط زدہ خیمہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک عورت کو پایا جس کے بچے بھوکے تھے۔ یہ کیفیت ملاحظہ فرما کر آپ تین میل کے فاصلہ سے اپنے کندھوں پر اناج کی بوری اٹھاکر لے گئے تاکہ اس عورت اور اس کے بچوں کو کھانا میسر آسکے ایک غلام نے عرض کی کہ وہ اس بوری کو اٹھا لے گا جس کو حضرت عمر رضہ نے جواب دیا:

"اس زندگی میں تم میرا بوجھ اٹھا لوگے لیکن قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائیگا"

جب یہ عظیم المرتبت شخص بستر مرگ پر تھا تو ایک نوجوان نے آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں کی تعریف شروع کر دی، حضرت عمر رضہ نے اس تعریف کو سن کر فرمایا "میرے نوجوان یہی غنیمت ہے کہ اختیارات کے استعمال میں مجھ سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اگر ان کی میرے اچھے اعمال سے تلافی ہوجائے"۔ یہ انداز ہے جو ایک شخص کو حکومت کرنے کے قابل بناتا ہے ———

اسلام ایک آسان مذہب ہے جو ہم پر یہ فرض عاید کرتا ہے کہ ہم خالق کائنات کو پہچانیں اور اس کے سب حقوق ادا کریں۔ خدا تعالےٰ کو بیان کرنے کے لئے زیادہ کھینچ تان کرنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے خدا تعالےٰ تمام حدود اور قیود سے آزاد ہے اس کی کسی چیز سے مشابہت قائم نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے لیکن انسان کی آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔

آنحضرت صلعم نے جو حکمت دنیا کو دی ہیں اس کے بنیادی اصولوں کو واضح کرنے کے لئے

حضور کے چند ارشادات کو پیش کرتا ہوں۔

مذہب شدید قسم کی مذہبی ریاضتوں پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اچھی زندگی بسر کرنے کا نام مذہب ہے جس میں دوسروں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے ـــــ اپنے دنیوی کاروبار کو اس طرح سرانجام دو جیسے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور دوسری زندگی سے متعلق کاموں کو اس طرح کرو جیسا کہ تم نے کل مرنا ہے" خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان رکھنے کی وجہ سے ہم اس کے سامنے اپنے اعمال کے جوابدہ ہیں۔ اسلام میں موجودہ دنیا کے لئے ایک عظیم الشان پیغام ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پیغام کو دنیا تک پہنچائیں۔

میرے اسلامی بھائیو! گزشتہ مہینہ ہم صبح سے لیکر شام تک روزہ رکھتے رہے ہیں اور کھانے پینے سے اجتناب کرتے رہے ہیں ہم نے اپنی مرضی سے بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر وارد کیا ہے تاکہ ہمیں اپنے غریب بھائیوں کی مشکلات اور مصائب کا اندازہ ہو سکے اور ہم نہایت فراخدلی کے ساتھ ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے خرچ کر سکیں۔ غرباء کے لئے خرچ کرنا ہمارے قدیم قوانین کی وجہ سے ہم پر فرض ہے۔ مذہب اسلام کی شوکت تمام پیروان اسلام پر خیرات کو فرض قرار دیتی ہے۔ ہم اپنے بھائیوں کی چیخ و پکار کو سُن کر عدم التفات کا ثبوت نہیں دے سکتے خواہ انہیں مادی مصائب پیش آئیں یا روحانی مشکلات کا سامنا ہو ان کی مدد کرنا مذہبی لحاظ سے ہمارا فرض ہے۔

اس لئے میں خصوصاً آپ دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اس سال ہمیں انتہائی کوشش سے اپنی انفرادی طاقتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے اس فرض کو ادا کرنا چاہیئے یعنی اسلام کے اس پیغام کو دنیا تک پہنچانا چاہیئے، جنگ وجدال کے سیاہ بادل اب چھٹ رہے ہیں اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر عہد کرنا چاہیئے کہ ہم دنیا میں صلح اور امن قائم کرنے کی سعی کریں گے ؛

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں کُل عقائد مذاہب باطلہ کی تردید موجود ہے

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ دراصل ایک مختصر سا فقرہ ہے۔ لیکن اس میں کل باطل پرستیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے رحمٰن اور رحیم کے ان معانی سے واقف ہو جائیں جو قرآن نے خود ان دو لفظوں کے کئے ہیں۔ رحمانیت وہ فیض ربانی ہے کہ جس کے ماتحت انسانی ضروریات کے دفعیہ کے سامان اُن ضروریات کے پیدا ہونے سے یا بعض وقت خود انسان کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالےٰ نے پیدا کر دیئے اور جس فیض ربانی سے ہر شخص خواہ وہ خدا پرست ہو یا منکر ہستیٔ باری تعالیٰ یکساں فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے مقابل رحیمیت وہ فیض ربی ہے جو انسان کے اعمال پر بطور نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ بچہ کی پیدائش سے پہلے پستانِ مادر اور ان پستان میں دودھ کا ہونا ایک فیض رحمانیت ہے اور ایک کسان کا بیج بو کر کئی گنا پھل کاٹنا فیض رحیمیت کی ایک مثال ہے۔ الغرض فیض رحمانیت انسانی ضرورت یا انسانی اعمال سے پہلے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور فیض رحیمیت انسانی اعمال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ امور ہیں۔ کہ جن کا ثبوت صحیفۂ قدرت کی کتاب سے ملتا ہے۔ بالغرض اگر ہمارے ہاتھ میں کوئی الہامی کتاب نہ ہو۔ اور مطالعۂ فطرت سے خالق فطرت کے اخلاق کی

تلاش کرنی ہو تو سورج ۔ چاند ۔ سیارگان ۔ آکاش ۔ پانی ۔ ہوا ۔ بادل وغیرہ وغیرہ کا وجود جن کی بابت اہل علم نے مان لیا ہے کہ ان کا وجود انسان کے وجود سے پہلے تھا ۔ ایک ایسی مہربانی اور فیض کا پتہ بتلاتے ہیں ۔ کہ جس مہربانی اور فیض نے ان مظاہر قدرت کو ان ضروریات انسانی کے دفعیہ کے لئے پیدا کر رکھا ہے ۔ جو انسان کی پیدائش اور اس کے وجود اور اس کی آئندہ بقاء کے ساتھ وابستہ تھیں ۔ اور جو بعد میں پیدا ہونی تھیں ۔ اور جن کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کو پیدا کر دیا ۔ لہذا یہ فیض ربانی کسی انسانی عمل کے عوض میں عطا نہیں ہوا ۔ بلکہ محض ایک خاصۂ ربوبیت ہے ۔ بس ایسے فیض کا نام قرآنی اصطلاح میں رحمانیت ہے ۔ اور رحیمیت کا فیض تو ہم ہر روز اپنے اعمال پر بطور نتیجہ مرتب ہوتا دیکھتے ہیں ۔ ۔ الغرض صحیفۂ قدرت کا ذرہ ذرہ ہمیں ایک ایسے خدا کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو ایک طرف رحمان ہے تو دوسری طرف رحیم ہے ۔ دنیا نے قرآن سے پہلے خدا کو اب اور بعض نے رب بھی پکارا ۔ اسے خالق اور پالنہار بھی مانا ۔ لیکن اسے رحمان نہ سمجھنے پر مختلف قسم کے عقائد فاسدہ تراشے ۔ اس لئے قرآن نے لفظ رب سے بھی پہلے سب سے اول رحمان کا ذکر صفات اللہ میں کیا ہے ۔ جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سے ظاہر ہے ۔ تاکہ انسان اس صفت اللہ پر غور کر کے عقاید باطلہ کی اصلاح کر لے ۔ ایک منکر ذات باری تعالیٰ جس طرح رحمانیت کی مذکورہ بالا حقیقت پر غور کر کے اپنا اطمینان حاصل کر سکتا ہے ۔ اسی طرح ایک نیم دہریہ آریہ بھائی قدامت مادہ کے عقیدہ کو بھی اسی ایک صفت کے سمجھ لینے پر ترک کر سکتا ہے ، ایک برہمو جس طرح خارجی الہام کے بارے میں اس صفت الٰہیہ سے تسلی پا سکتا ہے ۔ اسی طرح اس صفت کی کما حقہٗ معرفت ایک عیسائی اور ایک آریہ کو نجات کا صحیح مسئلہ بھی سکھا سکتی ہے ۔ الغرض اس ایک صفت رحمانیت کی حقیقت کا انکشاف تمام عقاید باطلہ . . . . کو دنیا سے مٹا دیتا ہے ۔

رحمانیت میں رد دہریت

یہ کون نہیں جانتا کہ کل دنیا علت و معلول سے مربوط ہے۔ منکر ذات باری تعالےٰ بھی ایک فرسٹ کاز یعنی علت العلل کا قائل ہے۔ وہ نظام عالم میں ایک ترتیب اور نظام ابلغ کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ ایک چیز کو دوسری چیز کے مناسب حال تو دیکھتا ہے اور ایک چیز کی ضرورت خاصہ کا دفعیہ دوسری چیز میں بھی پاتا ہے لیکن وہ ان سب چیزوں کا ظہور کسی مدبّر بالارادہ ہاتھ کے ماتحت نہیں مانتا۔ بلکہ وہ ان سب میں بے جان مادے کی ارتقائی حالت دیکھ رہا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ بعض چیزوں کا بعض چیزوں کے بالمقابل آکر ایک دوسرے کے مطابق حال ہو جانا ہی ضرورت اور دفع ضرورت کی شکل پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے مقابل قرآن نے خدا تعالیٰ کی صفات میں لفظ رحمان استعمال کر کے یہ دکھلانا چاہا ہے۔ کہ رحمان کسی ضرورت کے پیدا ہونے سے پہلے دفع ضرورت کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ اب ان دو امور میں فیصلہ ایک ہی طریق پر ہو سکتا ہے۔ آیا ان ضروریات کا دفعیہ کسی مقررہ قانون کے ماتحت ہوتا ہے۔ یا جو چیزیں ہماری راہ میں اتفاقیہ آگئیں۔ اور اتفاقاً وہ دفع ضرورت کا باعث ہو جاتی ہیں۔

خوش قسمتی سے ہمارا زمانہ سائنٹیفک زمانہ ہے۔ آج سائنس کے اعجازوں نے ہماری کل ضروریات کا دفعیہ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ وہ باتیں جو اتفاقیہ آج سے پہلے ہماری مشکلات کا حل کر دیتی تھیں۔ آج وہ باتیں سائنس کے ماتحت ترتیب و تنظیم میں آگئی ہیں۔ سائنس کسی چیز کو پیدا نہیں کرتی۔ سائنس تو ان قوانین کے علم کا نام ہے جو مادہ پر حکمران ہے۔ اور جن کے ماتحت مادہ مختلف شکلوں میں ان خواص کو ظاہر کر دیتا ہے جو اس میں پہلے سے موجود ہیں۔ اس امر سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ مادہ میں مختلف قسم کی خاصیتیں کسی اتفاق کا ظہور نہیں بلکہ پہلے سے ہی اس میں موجود ہیں۔ ہاں ان خاصیتوں کا ظہور علیٰ وجہ الکمال بعض قوانین مختلفہ کے دریافت پر حصر رکھتا ہے۔

جس سے یہ امر متحقق ہو سکتا ہے۔ کہ قانون مادہ کے وجود پر فائق اور حکمران ہے۔ اس لئے یہ بات بالکل غلط ہو جاتی ہے۔ کہ ہماری ضروریات کا دفعیہ جو مادہ سے ہو رہا ہے۔ وہ محض اتفاقیہ ہے۔ بلکہ ہماری ضروریات کے دفعیہ کے اسباب پیدا کرنا چونکہ قانون کے ماتحت ہے۔ اس لئے ایک واضع قوانین کا وجود ضرورتاً تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

خاصیت مادہ دفع ضرورت کا نام ہے

دراصل مادہ کے خواص کیا ہیں۔ مختلف ضروریات کے دفعیہ کے اسباب۔ دفع ضروریات کا نام ہی خاصیتِ مادہ ہے۔ انسان کو پیاس لگتی ہے۔ اور پانی کی خاصیت پیاس کو بجھانا ہے۔ اس طرح یہ پانی کی خاصیت کسی ضرورت خاص کا دفعیہ ہے۔ اب جیسے کہ اوپر دکھلایا گیا ہے کہ دفع ضرورت قانون کے ماتحت ہے۔ اور قانون ایک مقنن کو چاہتا ہے۔ اس لئے وجود باری پر ایمان لانا ایک منطقی مجبوری ہے۔ خدا کی آخری کتاب نے اس طرح خدا کی صفات میں لفظ رحمان بیان کر کے ہم کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔ کہ رحمان وہ ہے جس نے کائنات میں ہر ضرورت کے دفع کے اسباب پہلے سے ہی مہیا کر رکھے ہیں، جس کے لئے علم اور ادراک کی ضرورت ہے یعنی جس آنے والی ضرورت کو سمجھ کر اس کے دفعیہ کے لئے قوانین تجویز ہوں۔ یہ علم اور ادراک جو علم ضرورت اور وضع قوانین کے لئے ضروری ہیں۔ وہ مادہ میں بالبداہت موجود نہیں ہیں۔ اس لئے مادہ کسی ذی ارادہ ذی علم ہستی کا پیدا کردہ ہے۔ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع ضرورت کے اسباب پہلے سے ہی پیدا شدہ ہیں۔ نہ کہ ضرورت اور اسباب دفع ضرورت اتفاق سے جمع ہو کر ایک دوسرے کے مفید پڑ گئے۔ بلکہ یہ اسباب اور ان اسباب کے نتائج کا ظہور لاٹل اور مضبوط قوانین کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اسی طرح ہم ایک لفظ رحمان کی حقیقت پر کما حقہٗ غور کرنے سے دہریت سے نکل کر رب العالمین کی ہستی پر ایمان لے آتے ہیں اور ساتھ ہی مادہ کو مخلوق اور حادث ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

رحمانیت مادہ کے حادث ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے

مادہ بلا خواص محض لاشئے ہے۔ اگر مادہ قدیم ہے تو اس کے خواص بھی قدیم ہیں۔ اور خواص وہی امور ہیں جن کے ذریعہ پیدا شدہ ضروریات دفع کی جاتی ہیں۔ جب یہ امر ظاہر ہے کہ ضرورت کے پیدا ہونے سے پہلے دفع ضرورت کے اسباب کائنات میں موجود ہیں۔ تو گویا مادہ کے اندر ناپیدا شدہ لیکن پیدا ہونے والی ضروریات کا علاج رکھ دیا گیا ہے۔ یہ پھر علم و ارادہ کو چاہتا ہے۔ یعنی اس بات کا علم ہو۔ کہ پیدا ہونے والی ضروریات کیا ہیں۔ اور ان کا دفعیہ کس طرح ہو گا۔ اور پھر ارادہ بھی ہو۔ کہ ان ضروریات کو دفع کرنا ہے۔ لیکن بے جان مادہ اس علم اور ارادہ سے خالی ہے۔ اس لئے مادہ کے خواص از خود نہیں۔ بلکہ وہ اس مدبر بالارادہ ہستی کے ارادہ اور علم کے ماتحت وجود میں آتے ہیں۔ کہ جس نے پیدا ہونے والی ضروریات کو سامنے رکھ کر ان کے دفعیہ کے لئے مادہ میں خواص رکھ دیئے۔ اس لئے مادہ حادث ہے نہ قدیم کیونکہ خاصیت مادہ دفع ضرورت کا دوسرا نام ہے۔

رحمانیت اور رد تناسخ

ہم نے اس صفت کے متعلق ابھی دیکھا۔ کہ اس کا ظہور پیدائش انسان سے پہلے ہوا۔ اور اس فیض رحمانیت نے انسان کے آرام اور سکھ کے لئے ہزاروں سامان پیدا کر دیئے۔ یہ امر مانا گیا ہے کہ انسان فطری قوائے عالم کا آخری نچوڑ ہے۔ اور یہ بھی مانا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش کے بہت پہلے زمین آسمان۔ ہوا۔ پانی وغیرہ موجود تھے۔ اب اگر ہمارے آرام اور سکھوں کا اندازہ کیا جاوے۔ جو ان مظاہر قدرت کیساتھ وابستہ ہیں۔ تو ان کے مقابل وہ سکھ جو ہمارے مکتسبہ امور یعنی ہمارے افعال کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمارے مکسوبہ سکھ بھی انہیں مظاہر قدرت سے وابستہ ہوتے ہیں۔ لہذا تمام سکھوں کے اسباب اگر انسانی نسل کی پیدائش سے پہلے موجود تھے۔ تو لامحالہ

افعال انسانی سے تو بہت پہلے موجود تھے۔ اب اگر انسان کے سکھ اس کے افعال سے بہت پہلے پیدا ہو چکے ہیں، تو یہ کسی گذشتہ اعمال کا نتیجہ نہیں۔ لہٰذا مسئلہ تناسخ کے ماننے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی جو ہمارے سکھوں کو ہمارے افعال کا نتیجہ ٹھیراتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری زندگی کے لئے بہت سے بے زبان جانوروں کا پہلے سے موجود ہونا ضروری ہے۔ اور یہ امر بھی علمی دنیا نے تسلیم کر لیا ہے کہ نسل و نوع انسانی کی پیدائش سے حیوانی پیدائش بہت پہلے ہوئی۔ اب اگر انسان کی آسائش کے لئے یہ بے زبان جاندار اُس کی پیدائش سے بہت پہلے پیدا ہو گئے۔ تو پھر تناسخ کا دوسرا پہلو بھی خاک میں مل جاتا ہے جس کے ماتحت مانا گیا ہے کہ بے زبان جاندار دراصل انسان ہی ہیں جو کسی بداعمالی کے باعث یہ شکل اختیار کر رہے ہیں۔ ان جانوروں کا ہونا ہماری ہستی کے لئے ضروری ہے۔ ان کا ہماری پیدائش سے پہلے موجود ہونا لازمی ہے۔ ہماری ہستی ان کی ہستی سے مابعد ہوئی ہے۔ کیونکہ ہماری ہستی ان کی ہستی ماقبل پر عصر رکھتی ہے ہماری ہستی کی بعض ضروریات کے لئے وہ بطور اسباب دفع ضرورت واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ حیوانات کوئی انسان کی بگڑی ہوئی جون نہیں ہو سکتے۔ الغرض لفظ رحمان نے ایک لطیف پیرایہ میں مسئلہ تناسخ اور کرموں کی تھیوری کا قلع قمع کر دیا ہے۔

رحمانیت اور ردِ کفارہ

اسی فیض رحمانیت پر اگر غور کیا جائے۔ کہ جس کی رو سے خدا تعالیٰ بغیر کسی اعمال کے عوضہ کے انسان پر اس قدر فضل کر رہا ہے۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ اس فضل کے عطیہ میں عدل کی زنجیروں سے جکڑا ہوا نہیں۔ بلکہ عدل کا تقاضا یہ چاہتا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی راحت یا رنج کا مستحق نہ ٹھیرایا جاوے جب تک اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو اسے رنج یا راحت کا مستوجب قرار دے۔ اب اگر خدا تعالیٰ کے کاروبار صفت عدل سے وابستہ ہوتے۔ تو اس کے فیض کا ظہور انسان کے وجود سے پہلے نہ ہوتا۔ کیونکہ صفت عدل

ان افعال کو چاہتی ہے کہ جن کی رو سے نیک و بد کی جزا و سزا دی جاتی ہے اور وہ افعال فاعل کو چاہتے ہیں۔ لہذا فیض الٰہی کا ظہور انسان سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ انسانی اعمال کے عوض میں مرتب ہوتا ہے۔ لیکن صفت رحمانیت کا ظہور وجود انسان سے بہت پہلے تھا۔ الغرض اگر خدا تعالےٰ رحمان ہے۔ تو اس کے کاروبار عدل سے بالاتر ہیں۔ اب اگر اس کا رحم جو رحمانیت نے ظاہر کیا۔ عدل کی زنجیروں سے جکڑا ہوا نہیں تو وہ سارے کا سارا استدلال خاک میں مل جاتا ہے کہ جس کے ماتحت کفارہ مسیح پر زور دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان نے گناہ کیا۔ خدا کے عدل نے گناہ کی پاداش چاہی، خدا کے رحم نے انسان کو بچانا چاہا۔ ان ہر دو تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجکر انسان کو خدا کے رحم سے مستفید کیا۔ اور خود اپنی جان صلیب کے سپرد کر کے عدل کے تقاضے کو پورا کیا۔ خلاصہ جس کا یہ ہے کہ خدا کا رحم عدل کے تقاضے کے پورا کرنیکے بغیر ظہور نہیں پا سکتا یعنی خدا تعالےٰ کا رحم بلا بدل نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دکھلا چکے ہیں کہ رحمانیت کے ماتحت خدا کا رحم جو ظاہر ہوا ہے اس نے عدل کی زنجیروں کو توڑ دیا ہے۔ اب اگر رحم کا ظہور بلا بدل و عدل ہو سکتا ہے تو پھر کفارہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر کفارہ کی ضرورت نہیں تو ابیت اور الوہیت مسیح بھی کوئی چیز نہیں اس طرح خدا تعالےٰ نے صفت رحمان کی طرف متوجہ کر کے الوہیت مسیح کی زبردست تردید کر دی۔ اگر خدا تعالےٰ رحمان ہے۔ تو پھر تو اس کے فضل کا اظہار چاروں طرف ۔ بے بدل ہو رہا ہے۔ اسکو ہماری غلط کاریوں کے بدل میں کسی بیٹے کی مصلوبیت کی ضرورت تھی۔ اسی لئے ابیت مسیح کی تردید میں لفظ رحمان ہی فرمایا :۔

وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا ۔ اے نادانو تم اس خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہوئے جو رحمٰن ہے۔ جس کے فضل ہمیشہ بلا بدل ہیں جس کا رحم بہ تقاضائے رحمانیت ہوتا ہے۔ عدل کے ماتحت نہیں۔ اور جب عدل کے ماتحت اس کا

رحم نہیں۔ تو پھر کفارہ کیا اور ابنیت کیسی۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اصل مسئلہ عیسویت نہ تو کفارہ اور نہ الوہیت مسیح ہے۔ ساری پولوسی تعلیم کی بنیاد گناہ پر ہے۔ انسان نے گناہ کیا۔ خدا کے فضل نے جس کے ماتحت انسان نے نجات پائی تھی۔ بہ تقاضائے عدل بدل چاہا۔ اس لئے کفارہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک گنہگار دوسرے گنہگار کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اسے اپنے گناہ کا کفارہ لازمی ہے۔ کفارہ کے لئے ضروری تھا کہ کوئی معصوم ہو۔ انسان بہ عقاید عیسویت معصوم نہیں۔ اس لئے کفارہ دینے والا لازماً صاحب الوہیت ہونا چاہیئے۔ الغرض یہ ساری بحث عدل اور بدل کی ہے۔ لیکن رحمانیت اس کی بین تردید کرتی ہے۔

برہمو رحمانیت پر غور کریں

اسی صفت رحمانیت سے ایک زبردست ثبوت الہام کا بھی ملتا ہے برہمو سماج والے جو وجود باری تعالےٰ کے تو قائل ہیں لیکن وہ روحانی اور ذہنی قوٰے کی ترقی کے لئے کسی خارجی الہام کے قائل نہیں۔ وہ اس کانشنس یا نور ایمان کے قائل ہیں جو انسان کے اندر پہلے سے موجود ہے۔ اور یہی کانشنس ان کے نزدیک الہام کا قائمقام ہے۔ ان کے نزدیک کل استعدادیں انسان کے اندر موجود ہیں۔ وہ نشوونما پالیتی ہیں۔ اور اسی طرح عقل اور کانشنس بھی ایک استعداد ہے جس کے نشوونما کے لئے کسی خارجی فیض کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر غور کرکے دیکھا جاوے۔ تو کوئی بھی ایسی انسانی استعداد نہیں۔ کہ جس کے نشوونما کے لئے کسی ایسی خارجی بات کی ضرورت نہ ہو۔ جو رحمانیت کے ماتحت پیدا ہوچکی ہے۔ اور اگر انسان اپنے قوٰے پر چھوڑا جائے اور خارجی صحیفۂ قدرت سے وہ اپنے قوٰے کے نشوونما کے لئے استمداد نہ کرے تو اس کی کوئی قوت بھی نشوونما نہ پاوے گی۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رواداری

{از جناب محمد یوسف خانصاحب}

ذمی (یا ماتحت افراد) کی جو تسمیہ ہے یہ آقا و غلام کے معاشرتی تعلق کی جانب ذہن کو منتقل کرتی ہے۔ عرب میں بالعموم ایسے افراد کا وجود پایا جاتا تھا جو بعض وجوہات کی بنا پر اپنے قبیلہ کے بجائے کسی دوسرے قبیلہ کی سرپرستی میں ایک پرامن زندگی بسر کرتے تھے۔ ایسے افراد کو ان کے سرپرست قبائل دشمن کی دستبرد سے بچانے کے لئے ہر امکانی کوشش عمل میں لاتے تھے مارگولیتھ رقمطراز ہے:۔

(۱) اس طرح مسلمانوں نے ان غیر مسلموں کے لئے بھی حفاظت کے اسباب فراہم کئے اور لڑائیاں بھی لڑیں جو ان کے اقتدار کو تسلیم کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے پیغمبر پر ان کا ایمان نہ تھا۔

(۲) ان مسلمانوں کو سخت سزاؤں کی دھمکی دی جاتی تھی جو ان حفاظت میں آئے ہوئے قبائل کے افراد کو تہ تیغ کریں۔

(۳) پیغمبر صلعم کا یہ سنجیدہ اصول کہ عدم قبولِ مذہب کی صورت میں ادائیگی جزیہ کافی ہے ثابت کرتا ہے کہ آن کے قلب میں تعصب کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اسلام نے شدید مخالفت اور مخالف ماحول کی فضا میں جنم لیا اور امن و آشتی کے عالمگیر پیغام کا اس شان سے

علم بلند کیا کہ ضدیوں کی ستم شعاریوں سے نسل انسانی کو نجات نصیب ہوئی اس جدالبقا میں اسلام نے صفات باری تعالیٰ اور عالمگیر اخوت انسانی کے جلیل القدر اصول کے سہارے ترقی کے میدان میں سرعت سے قدم رکھا محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے گردوپیش کی دنیا ایک ظلمتکدہ سے بدتر حالت میں تھی۔ "پیغمبر صحرا" میں مرقوم ہے:۔

"محمد صلعم اپنے ملک کو خانگی مناقشات۔ برادرانہ اور قبائلی بغض وحسد کا شکار پاتے ہیں وہ قوم جس سے آپؐ کا رشتۂ الفت وابستہ ہے۔ جہالت ظلمت اور توہم میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اپنی خوبی۔ بہادری اور حوصلہ مندی کے باوجود اس قوم کے افراد غیر قانونی اور غیر انسانی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپؐ ان میں نہ کوئی مرکزی اقتدار پاتے ہیں، نہ قومیت نہ قانون ہے اور نہ انصاف لوگوں کی مجلسی زندگی دنیا نوسی بلکہ بعض اعتبارات سے حقارت آمیز نظر آتی ہے۔ اطفال کشی عام ہے عورتوں کی حالت مویشیوں سے بدتر ہے، ان کو صرف خواہشات نفسانی کی پیاس بجھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مے نوشی اور قمار بازی کا عام دستور ہے۔ اطاعت شعاری اور حقوق العباد کی پاسداری بالکل معدوم پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا عرب اور اس کے باشندے متمدن اور ان سفاکانہ مشاغل کی آلودگیوں سے پاک صاف کئے جا سکتے ہیں؟

بے جا اور نامناسب نہ ہوگا اگر اس موقعہ پر اس دلچسپ مکالمہ کا ذکر کر دیا جائے جو ایک نمایندہ اسلام اور شہنشاہ حبش کے درمیان ہوا تھا۔ حضرت جعفر طیار رضؓ مسلم پناہ گزینوں کی نمایندگی ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت! ہم ایسی قوم کے افراد ہیں جو جہالت کی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی تھی ہم بتوں کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ ہم مردار گوشت کھانے کے عادی تھے۔ ہم اخلاق سے بیگانہ تھے۔ ہم قرابت داری کی قیود سے آزاد رہتے تھے۔ ہم انسانیت کے تمام احساسات سے ناآشنا تھے ہم میں سے ہر زبردست زیردست پر ظلم کرتا تھا۔ ہم بدترین شہری اور بدترین پڑوسی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری ہی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جس کے حسب ونسب اور معصومانہ زندگی سے ہم بخوبی واقف

تھے۔ اس شخص نے جس کا نام محمدؐ ہے اور جو عبداللہ کا بیٹا اور ہمارے مشہور امیر قریش عبدالمطلب کا پوتا ہے۔ ہمیں خدا کی طرف آنے کی دعوت دی اور یہ نصیحت کی کہ پتھروں اور بتوں کی پوجا چھوڑ دو، اور کائنات کے خدائے بزرگ برتر کی پرستش کیا کرو۔ اس نے ہم کو حکم دیا سچ بولو۔ اپنے وعدوں کو نیک نیتی سے پورا کرو۔ قرابتی تعلقات کا خیال رکھو۔ دیانت داری اور انصاف پسندی اختیار کرو۔ اس نے ہم کو خون بہانے۔ برے چال چلن۔ یتیموں کی دولت پر ہاتھ صاف کرنے اور نیک عورتوں پر جھوٹے الزام دھرنے سے روکا ہے۔ اس نے ہم کو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے اسکو مانا اور اس کے پیغام پر ایمان لائے جو وہ اللہ کی طرف سے پیش کرتا ہے۔ ہم نے ان قانون اور اصولوں پر عمل کیا جو اس نے ہمیں تلقین کئے۔ چونکہ ہماری بندگی اور روش باقی دوسرے لوگوں سے بالکل نہیں ملتی جلتی اس لئے وہ ہم پر دانت پیستے ہیں۔ انھوں نے ہم کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہم کو مذہب سے پھیرنے کی تدبیریں کیں۔ ترغیبیں دیں اور چاہا کہ ہم پھر کعبہ کے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دیں۔ اور جب انھوں نے ہمیں ناقابل برداشت اذیتیں دینی شروع کر دیں اور ہمارے لئے امن وامان کے ساتھ دین کی پیروی کو ناد شوار کر دیا تو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ ہم تیری پناہ ڈھونڈیں اور تیری حکومت میں مہمان بن کر رہیں۔

انسانی تہذیب کے اس نازک مرحلہ پر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے (ایک مورخ کی رائے میں) ایسے قوانین نافذ کئے جن کی قوم کو اشد ضرورت تھی اور جو اس قابل تھے کہ ان پر عمل درآمد کیا جائے۔ میجر لے جی۔ لیونارڈ اس امر کی حسب ذیل الفاظ میں تائید کرتا ہے:۔

"اس نے (اسلام نے) لاکھوں انسانوں کو ایک ادنیٰ ترین مقام سے ایک اعلیٰ ترین تہذیب کی بلندی پر فائز کیا۔ افریقہ اور ایشیا میں اس نے قربانی کی برائی اور گھناؤنی رسموں کو مٹا دیا۔ ایک بہتر اور انسانیت آموز قانونی دستور وضع کیا۔ تجارت اور صنعت وحرفت کو فروغ دیا۔ اور ایک پائدار طرز حکومت کی بنیاد ڈالی۔ آخری بات یہ ہے۔ اس نے خدا کی خدائی کا آوازہ بلند کیا جس کی بندگی عملی دنیا میں نابود ہو چکی تھی۔ خدا کی عظمت وجبروت کا احساس پیدا کیا اور اس طرز عمل سے لوگوں کو

اخلاقی اور روحانی فضا میں شاندار زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیا۔ سٹینلے لین پول کے الفاظ ہیں:-

" اسلام نے اپنے پیروؤں کو وحدت باری تعالیٰ کی صحیح شکل سے روشناس کرایا ہے، جو عیسائیت کی مختلف الانواع وحدت سے کہیں زیادہ سادہ اور سنجیدہ ہے۔ حقوق اللہ کے تخیل کے اعتبار سے بھی بلند درجہ رکھتی ہے۔ حقوق العباد اور اعلیٰ و ادنیٰ کے باہمی تعلقات کے لحاظ سے بھی کچھ کم بلند مرتبہ نہیں۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زبردست ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا تھا تمام فضا میں تشتت و افتراق کی بو سمائی ہوئی تھی۔ آپ سے تمسخر کیا جاتا۔ توہین کی گئی۔ پریشان کیا گیا۔ اذیتیں دی گئیں۔ حملے کئے گئے اور یہاں تک کہ زہر بھی دیا گیا۔ یہ نقشہ نہایت خوبی سے مشہور کتاب "پیغمبر صحرا" میں کھینچا گیا ہے۔

دنیا کی مسرتیں آپ کو مشغلۂ اسلام سے غافل نہ کر سکیں۔ یہی چیز ایک نصب العین کی حیثیت سے آپ کے دماغ میں بسی رہی کہ کسی طرح میں اپنے پیروؤں کے مختلف مفاد میں یکجہتی پیدا کر دوں پرانے حسد و بغض کی آگ بجھے۔ مسلمانوں میں برادری اور اتفاق پیدا ہو۔ جاہلیت کی برائیاں دور ہو جائیں۔ بت پرستی کا نام و نشان مٹ جائے۔ یہی مقصد آپ کی تمام قوتوں۔ وسیلوں اور اثرات کا محور رہا۔ آپ نے اپنے زمانہ کے طبعی نظامات کی کوتاہیوں پر کافی غور و تدبر کیا۔ بالآخر وہ ذرائع مہیا ہو گئے اور وہ اختیار حاصل ہو گیا کہ آپ نے اپنے افکار و خیالات کو قانونی جامہ پہنایا اور اپنے ارشادات و نصائح کو روزمرہ کی زندگی کا دستور العمل بنا دیا۔

مسلم پناہ گزینوں کے نمائندہ سالار جعفر طیار رضؓ کے بیان سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ توہمات اور بے دینی نے بت پرستی کے عیوب پر خوب حاشیے چڑھائے تھے اور خدائے واحد القہار کی پرستش سے بیگانگی کی خلیج دن بدن بڑھتی جاتی تھی۔ سی۔ ایف اینڈریوز اس خواب حالی پر اظہار تاسف کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ میں اسلام کی تحسین کئے بغیر نہ رہ سکا۔

" ان عظیم الشان نوازشات میں سے جو اسلام نے مشرق و مغرب پر کیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس نے تاریخ انسانی کے ایک نازک دور میں توحید الٰہی کے عقیدہ پر کافی زور ڈالا۔ یورپ

اور ہندوستان دونوں جس وقت وحدت باری تعالیٰ کی صداقت عظمیٰ سے بیگانہ ہی نہیں بلکہ سخت منحرف تھے۔ اسلام نے نہی عن المنکر کا امتناعی پھریرا لہرایا۔ فی الواقعہ اگر اسلام اس صداقت پر زور نہ ڈالتا اور اپنے مرکزی مقام سے ہندوستان اور یورپ کے ناساز گار ماحول کو اپنی گرفت میں نہ لیتا تو احتمال ہو سکتا ہے کہ خدا کی وحدانیت کا تخیل انسانی فکر و خیال کے ان گوشوں میں راہ نہ پا سکتا جہاں آج دنیائے عقل و دماغ بلا چون و چرا اس کو جگہ دینے پر مجبور ہے۔ اسلام کی پیش کردہ صداقت توحید کوئی خیالی مفروضہ یا سائنٹیفک نظریہ نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس یہ چیز تمام تجارب کا مغز اور مذہب کا خالص جوہر ہے۔ اسلام کے اندر غالباً سب سے زیادہ یہی توحید باری تعالیٰ کے عقیدہ کا پہلو تھا جس سے راجہ رام موہن رائے کے دل میں تسکین و اطمینان کا چشمہ پھوٹا"

لیونارڈ اس امر کا شاکی ہے کہ اس دستور دینی کے مقابلہ میں جو پیغمبر اسلام نے قائم کیا معاصر یورپ انسانی احساسات اور رواداری کی ایک مثال بھی نہیں پیش کر سکتا۔

" اسلام اس زمانہ میں انسانیت اور رواداری کی خصوصیات پر تفصیلات پیش کرتا ہے جبکہ ہنوز ان محاسن کو شہرت بھی نصیب نہ ہوئی تھی اور دراصل یہ ہر دو فضیلتیں گلدستۂ طاق نسیان بنی ہوئی تھیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے نہ صرف اپنی قوم کی اخلاقی مجلسی اور روحانی پستی کو بلندی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی بلکہ آپ کو داخلی و خارجی خطرات سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ عبد اور معبود کے لئے اپنی زندگی خطرہ میں ڈالنی پڑی۔ آپ کو شدید مخالفت۔ اذیت و تعقیب اور ترک ملن کے باوجود اپنی راہیں ہموار کرنی پڑیں۔ آپ نے کہیں اپنی قوم پر عملی محبت کا اثر ڈالا کہیں دشمنوں کو اپنی نرمی اور میٹھے پن سے رام کیا۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد تھا:-

خانقاہی عزلت نشینی کے بے ضرر حامیوں کو گزند نہ پہنچاؤ۔ صنف نازک۔ شیر خوار اطفال اور ان اشخاص کو جو طبعی عمر کے منازل طے کرنے کے بعد اس منظر دار الفنا سے بسرعت تمام رخصت ہوا چاہتے ہیں۔ کچھ نہ کہو۔ مزاحمت نہ کرنے والے باشندوں کی رہائش گاہوں کو تباہ کرنے سے

احتراز کرو۔ اور ان کے ذرائع معاش کو برباد نہ کرو۔ ان کے باروردرختوں کو نہ کاٹو۔ ملک شام کے کھجوروں کے درختوں کو جو سایہ دار اور سرسبز ہوتے ہیں پامال نہ کرو۔

میں "پیغمبر صحرا" کا ایک اقتباس درج ذیل کرتا ہوں۔

" حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام نے متعدد مواقع پر فیاضی اور عالی حوصلگی کا ثبوت پیش کیا ہے اس قدر مثالیں ہیں جو خیطۂ بیان میں ہی نہیں آسکتیں۔ مگر قریش مکہ کی فوری معافی کا واقعہ تاریخ کا ایک نادرالمثال واقعہ ہے۔ جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کی زوجہ ہندہ کا قصور بھی معاف کر دیا گیا جس نے امیر حمزہؓ کے جگر کو دانتوں سے چبایا تھا۔ وہ وحشی بھی مرفوع القلم رہا جس نے پشت کی طرف حملہ آور ہو کر امیر حمزہ رض کو شہید کیا۔ وہ ابوسفیان رض بھی شان عفو سے نوازا گیا جس نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں اور لڑائیاں لڑی تھیں۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی جو احد کے موقع پر ایک سالار تھا اور جس کی سازش خالد رض نے (زمانہ کفر میں) عقب سے حملہ کیا۔ بری کر دیا گیا وہ عبداللہ ابن سرح جس نے قرآن کریم کے کئی صفحات میں خلط ملط کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ وہ کاتب وحی تھا، بے سزا چھوٹ گیا۔ وہ قاربہ جو رقاصہ تھی جس نے نہایت انسانیت سوز پیرایہ میں رسول کریم صلعم کی تضحیک کی تھی۔ انتقام کی زد سے محفوظ رہی۔ تو ان واقعات کی روشنی میں آپ کی فراخ حوصلگی کی ایک روشن مثال سامنے آتی ہے۔ البتہ لطافتِ طبع کی توقع اس ہستی سے کی جا سکتی ہے جو ہمیشہ اس تعلیم کا اعادہ کرتا ہو کہ صراط مستقیم کا مقصد ہے یتیموں کی مدد۔ محتاجوں کی نجات غلاموں کی رہائی (زرخرید کی ادائیگی کے بعد)۔ اس کی ہمدردی اور اس کی محبت کا دائرہ محدود نہیں ہوتا۔ یہ بھی نہیں کہ صرف ان جذبات الفت کا اظہار اپنے پیروؤں کے ساتھ ہی ہو۔ اس کی ہمدردی اور اس کی محبت تمام کائنات پر محیط ہوتی ہے۔ پرند چرند اس کی رحمت سے نوازے جاتے ہیں۔ اس نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ خدا سے ڈرو چوپاؤں کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ جو چوپائے سواری کے قابل ہوں ان پر سواری کرو اور جب وہ چلنے سے تھک جائیں تو ان کی پیٹھوں سے اتر پڑو۔ زمین پر کوئی ایسا چوپایہ یا

ہوا میں اڑنے والا کوئی پرندہ ایسا نہیں ہے جو تم جیسا مخلوق نہ ہو اور اللہ ہی کی طرف وہ واپس لوٹیں گے ان الفاظ سے کولرج کی مشہور نظم کے چند اشعار یاد آجاتے ہیں۔

(ترجمۂ اشعار) وہ اچھا عبادت گذار ہے جو انسان۔ پرندو چرند سے محبت کرتا ہے، بہترین اطاعت شعار ہے وہ شخص جو تمام بڑی اور چھوٹی چیزوں سے زیادہ محبت کرتا ہے کیونکہ خدائے عزیز وہ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس نے سب کو پیدا کیا اور سب سے محبت کرتا ہے"۔

اسکندرراس نے جو اسلام کے متعلق ایک ضعیف رائے رکھتا ہے اس کی ترقی و فروغ کے اسباب حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

"یقیناً اطاعت، راستبازی اور رحمدلی دین محمدی کے فروغ کے اصل اسباب ہیں،،

کس طرح اپنے شاندار نظریات کو عملی جامہ پہناؤں۔ کس طرح توحید الٰہی کے عقیدہ اور اخوت انسانی کے اصول کو قائم کروں۔ پیش پا افتادہ قوم کو کس طرح بام ترقی پر پہنچاؤں۔ تمام جماعت انسانی کو کس طرح فواحش و منکرات سے آزاد کروں۔ یہ سوالات ہر وقت آپؐ کے دماغ میں اُٹھتے رہتے تھے۔ کس طرح آپؐ نے ان سوالات کو حل کیا۔ اس سوال کا جواب کتاب بے نظیر یعنی قرآن شریف سے دستیاب کیا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن حکیم نے آپؐ کی شخصیت اور آپ کے اطوار و اخلاق کے متعلق ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ برک اور لین پول نے بہت سے دیگر ممتاز مصنفین کی طرح اس امر سے اتفاق رائے کیا ہے۔

"شرع محمدی کے تحت میں سب آتے ہیں خواہ سریر آرایان تخت سلطنت ہوں خواہ بادہ نوشان جام نکبت ہوں۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جس کی لڑی میں نہایت حکیمانہ۔ عالمانہ اور فاضلانہ تفقہ کے ایسے تابدار موتی پروئے ہوئے ہیں جو اس سے پیشتر دنیا میں نایاب تھے"۔ (برک)

" آپ نہایت وفاشعار محافظ تھے ان کے جو آپ کی سرپرستی میں رہے، آپ کا انداز کلام نہایت شیریں اور دلآویز تھا۔ جو آپؐ کو ایک نظر دیکھ پاتے فوراً تعظیم و تکریم کے لئے آمادہ ہوجاتے تھے۔ جو آپ کے نزدیک آنے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ آپ کی ذات سے محبت کا دم

بھرنے لگتے تھے۔ جنہوں نے آپ کے متعلق کچھ اظہار بیان کیا ہے ساختہ پکار اٹھتے "میں نے آپ کا ثانی نہ پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں دیکھنے کی توقع ہو سکتی ہے"۔ (لین پول)

ایسے مہتم بالشان اصول کی تلقین اور ان پر عمل درآمد کی زندہ مثال نے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیا۔ وہ بہادرانہ مصائب جن میں مسلمان مبتلا ہوئے اور وہ غیر انسانی مظالم جو ان پر توڑے گئے انسانی تاریخ کے ایک قابل یادگار باب کی حیثیت رکھتے ہیں چونکہ آپ کے دل میں امن عامہ کے قیام کے لئے دیانتدارانہ خواہش تھی اور آپ اپنے ہمسایوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ نے قبل از اسلام کا قانون جو اہل عرب میں جزیہ کے نام سے مشہور تھا۔ رائج کر دیا۔ مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے افراد سے معاہدانہ تعلقات قائم کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اسلام کو اپنی تاریخ اقتدار کے آغاز سے قومیتوں کے مسائل کے ساتھ سابقہ پڑا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ایسے قوانین کا نفاذ عمل میں آئے جن کی بنیاد بین الاقوامی سود و بہبود پر قائم ہو۔ یہ قوانین خفیہ حکمت عملی کی شرائط۔ مخفی معاہدات۔ پوشیدہ اتحاد و تعلق (جو دو یورپ کی عظیم الشان جنگوں کا باعث ہوئے اور آئندہ لڑائیوں کا سبب ہوں گے) پر مبنی نہ تھے بلکہ ان کے اندر انتہائی سادگی تھی۔ ان قوانین کی زبان میں مبہم الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کے برعکس ان کے الفاظ صداقت سے لبریز خوف خدا اور محبت انسانی کا آئینہ تھے۔ اس طرح اسلام نے دنیا کو دکھلا دیا کہ مختلف الخیال اقوام ایک واحد مرکز پر جمع ہو سکتی ہیں قطع نظر اس سے کہ انھوں نے مذہبی یا قومی قربانی کی ہے یا نہیں۔ صرف اسی چیز پر نظر تھی کہ وہ ایک خدا کی پرستش کس حد تک کرتے ہیں اور کہاں تک پاکبازی پر قائم ہیں رواداری جو اپنی اصل کے اعتبار سے اسلام ہی کی شرمندۂ احسان ہے۔ حکومت اسلامیہ کا اہم رکن سمجھی جانے لگی۔ غیر مسلم اسلامی حکومتوں کی رعایا اور معاہدین ہو سکتے تھے۔ اس کے باوجود غیر مسلم رہ سکتے تھے۔ مسلمان ان لوگوں کے معاملات میں دخل در اندازی ہرگز نہیں ہوتے تھے جو جارحانہ اقدامات سے گریز کرتے رہے ہوں۔ وہ لوگ جن کا برتاؤ مسلمانوں سے ناخوشگوار

صورت اختیار کر لیتا۔ متنبہ کئے جاتے کہ وہ داخلی اور خارجی طور پر قیام امن کی فکر کریں اور فریقین کے درمیان جو معاہدہ صلح قرار پایا ہے اس کی مزید تائید و توثیق کریں تاکہ شک و شبہ کا ہر امکانی شائبہ بھی باقی نہ رہے اور نہ فریقین کے مابین کینہ و بغض کے جذبات راہ پائیں۔ ان ہر سہ شرائط سے مدعا یہ ہوتا تھا کہ تمام امکانی مواقع بغض و عناد کا ازالہ ہو جائے اور تمام بنی نوع انسان ایک سطح پر آجائیں۔ ساتھ ہی ساتھ سب کو آزادیٔ ضمیر کی نعمت سے سرفراز کر دیا تھا اور اس میں ذات پات عقیدہ یا رنگ کا امتیاز مرعی نہیں رکھا گیا تھا۔ چونکہ اسلام پر اندرونی و بیرونی حملے ہوتے تھے۔ عرب میں اور گردو پیش کے جانی اور شدید ترین دشمنوں کی دست درازیوں کے خلاف دفاعی کوشش کی جاتی تھی۔ اس مشکل کا حل اس چیز میں تھا کہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ جس صورت میں کہ یہ دعوت قبول نہ کی جاتی جزیہ کی شق پیش کی جاتی تھی۔ اور اگر ان دونوں حالتوں پر فیصلہ نہ ہوتا تو آخری چارۂ کار اعلان جنگ ہوتا تھا۔ یہ امر کہ مسلمان تین شرائط پیش کرتے تھے دشمنوں سے حسن سلوک کی ایک روشن مثال ہے۔ اگر ان کے اندر رواداری نہ ہوتی وہ غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر جبراً آمادہ کرتے جیسا کہ عیسائیوں نے یہودیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ پروفیسر آرنلڈ "دعوت اسلام" (انگریزی) کے صفحہ ۹۰ پر رقمطراز ہے:۔ "مگر کسی ایسی منظم کوشش کے متعلق جو غیر مسلم آبادی سے بالجبر اسلام قبول کرانے کی صورت میں یا کسی باضابطہ ایذا رسانی کے بارہ میں جو دین عیسوی کو مٹانے کے لئے عمل میں آئی ہو ہم نے کوئی بات نہیں سنی۔ اگر خلفاء دونوں میں سے کوئی راہ عمل اختیار کرتے تو وہ عیسائیت کی اسی طرح آسانی سے بیخ کنی کر سکتے تھے جس طرح فرڈینینڈ اور ایسابلا نے ہسپانیہ میں اسلام کے اثرات کا خاتمہ کر دیا یا لوئی چہار دہم نے فرانس میں پروٹسٹنٹ مذہب کو خلاف قانون قرار دیا گیا جس طرح یہودی ساڑھے تین سو سال تک انگلستان کی حدود سے باہر رہے مشرقی کلیسا ایشیا میں بیدینی کے اڈے قرار دے گئے اور باقی دنیائے عیسائیت سے ان کا تعلق قطع کر دیا۔ اس طرح آج تک ان کلیساؤں کی بقا اسلامی حکومتوں کے روادارانہ

رویہ کا بیّن ثبوت ہے؛

تاریخ اسلام ثابت کرتی ہے کہ اس کے حقیقی پیروؤں نے ہمیشہ اپنے اعمال اور افعال سے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اسلام میں جبر و اکراہ کو دخل نہیں۔ نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ رض نے ہمیشہ اس شاندار اصول پر عمل کیا اور عمر بھر نہایت پرامن طریق سے اسلام کی تبلیغ کے فرائض سرانجام دیئے۔ اگر مخالفین اسلام قبول کر لیتے تو اندرونی اور بیرونی مخالفت از خود ختم ہو جاتی۔ عمر رض۔ خالد رض کو پرامن تبلیغ سے ہی حلقہ بگوش اسلام کیا گیا تھا اگر اس مصالحت آمیز طریق عمل سے بھی مطلب براری نہ ہوتی تو چونکہ مسلمانوں کی فکر ہمیشہ یہی ہوتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح صلح کارانہ طریق اختیار کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ مذہبی وقار میں بھی فرق نہ آنے پائے۔ لہٰذا وہ اپنے مخالفین سے جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے جو ایک برائے نام خراج کی صورت تھی۔ اس کے نفاذ کا مقصد یہ تھا کہ جانبین میں ملکی معاملات کے اندر رابطہ اتحاد قائم ہو جائے تاکہ دونوں مل کر اندرونی بغاوتوں اور بیرونی حملوں کی مزاحمت کر سکیں۔ غیر مسلموں سے اس چیز کا مطالبہ کیا جاتا کہ وہ یا تو پرامن شہریوں کی سی زندگی بسر کریں یا نقد جزیہ ادا کریں یا اپنے آپ کو فوجی خدمات کے لئے پیش کریں یا فوجی سامان مہیا کریں۔ مسلمان ان تمام شرائط کے مقابلہ میں غیر مسلموں کی حفاظت، مذہبی آزادی اور حقوق شہریت عطا کرتے تھے۔ کیا یہ مسلمانوں کو جبراً جنگ پر آمادہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے جبکہ دشمن ہر قسم کے دوستانہ اور معاہدانہ تعلقات پر لات مار دیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اسلام نے ایک لاجواب تہذیب اور بے مثال تمدن پیش کیا لیکن غیر مسلموں نے اپنی بے رخی اور بیزاری کی بنا پر اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس سے بھی بڑھ کر ستم ظریفی یہ ہے کہ انھوں نے آغاز ہی میں اس کی ترقی کو مسدود کرنے کی انتہائی کوششیں کیں اسلام برابر ان لاحقہ خطرات کی روک تھام کرتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھالے رہا اور اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ بدی کی قربانگاہ پر نیکی بھینٹ چڑھے۔ محمد مصطفےٰ صلعم دنیا کے سامنے حق اور صداقت

کے شارح کی حیثیت سے تشریف لائے جس کا آغاز ابتدائے آفرینش میں ہو چکا تھا۔ ابراہیمؑ موسیٰؑ ۔ اور عیسیٰؑ یکے بعد دیگرے ایک ہی صداقت کے علمبردار بن کر آئے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لڑی کی آخری کڑی تھے ۔ وہ نور جو سینا پر چمکا۔ وہ نور جس نے گلیل کے کسانوں اور مچھیاروں کی زندگیاں اجاگر کر دی اب فاران کی چوٹیوں پر ضیا پاش ہوتا ہے۔ آپ نے غیر مبہم الفاظ میں فرمادیا" اگر خدا ایک قوم کو دوسری قوم سے تباہ و برباد نہ کراتا تو خدا کی زمین پر بہت ہی برے لوگوں کی آبادی ہوتی لیکن اللہ اپنے بندوں پر فضل و کرم کرتا ہے!" ہم اس قسم کے ارشادات ہندوستان کے اوتاروں کے تذکروں میں بھی پڑھتے ہیں۔ شری مت بھگوت گیتا میں سری کرشن کا یہ قول درج ہے:۔

" وقتاً فوقتاً جب کبھی مذہب پر زوال آتا ہے اے بھارتی کے باسیوں۔ تو میں اپنی روح پیدا کرتا ہوں (رہنمائی کے لئے) پھر" پاکبازوں کی حفاظت۔ بدکاروں کی تباہی اور مذہب کی مستحکم تعمیر کے لئے میں خود بنفس نفیس ظہور* میں آتا ہوں"

قرآن شریف نے اس مضمون کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔ بایں الفاظ :۔

" اگر خدا بعض لوگوں کے ذریعہ بعض لوگوں کو تباہ نہ کرائے تو یقیناً خانقاہیں کلیسائیں صومع اور مسجدیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے تباہ و برباد ہو جائیں گے ۔

ملٹن نے نہایت ہی خوبصورتی سے اس منظر کو اپنی کتاب Samson Agonistic میں پیش کیا ہے:۔ - - - - - -

" ان مظلوم ارباب حق و انصاف کی روح کے لئے کس قدر حیات بخش مسرت کا مقام ہو اگر خدا ان کے نجات دہندہ کے دست و بازو میں وہ زبردست قوت پیدا کر دے جس

---

* ظہور خدا سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ نسل انسانی میں کسی پیغمبر وقت کے ذریعہ روحانیت کی ایک نئی زندگی کی روح پھونکی جائے گی۔ (مدیر)

کے بل بوتے پر وہ ظالم دنیا اور ان کے جفاکیشوں کی بربریت و وحشت خیز زور و توانائی کا خاتمہ کر سکے جو اپنی سفاکانہ تاب و تواں کو سختی و تندہی سے فروغ دینے پر آمادہ رہتے ہیں۔ لیکن پاکبازوں اور حق و صداقت کا احترام کرنیوالوں کی پیڑی پر جزبز ہوتے ہیں"

یورپ کی جنگ عظیم کا مقصد تو یہی تھا کہ باطل کے مقابلہ میں حق کی حمایت اور قوی کے مقابلہ میں ضعیف کی پائداری ہو۔ یہ دوسری چیز ہے کہ یورپ کی اقوام نے جوع الارض کی بنا پر اس سے اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کی۔ کارڈنیل ہنسلے ویسٹ منسٹر گرجا کے اسقف اعظم نے دس دسمبر ۱۹۳۹ء کی شب کو جو تقریر نشر کی تھی اس کے چند الفاظ یہ ہیں:۔ "صداقت سے طنز آمیز اور باضابطہ بے اعتنائی۔ لاابالیانہ عہد شکنی۔ وحشت اور بربریت کا اظہار۔ ظالمانہ ستم ایجادی یہ ہیں موجودہ جنگ کے فوری اسباب"۔

نبی کریم صلعم نے بھی ایسے مناظر کا مشاہدہ کیا تھا۔ وحدت باری تعالیٰ اور اخوت انسانی کا کسی ملک میں یا کسی شکل میں نام و نشان تک نہ تھا۔ ویدانت جو بے۔ ٹی۔ سنڈرلینڈ کی رائے کے مطابق ایک دلآویز۔ نفیس۔ موافق فطرت اور بہت سادہ مذہب ہے رسوم و رواجات کی نذر ہو گیا۔ زبردست آزادی کی تعبیر برہمنیت سے کی گئی اور بالآخر آج ہندویت کی شکل میں اس مذہب کو منتقل کر دیا گیا۔ وہ قدیم تعلیم جس کی رو سے خدا کو جوہر۔ حقیقت اور روح سے تعبیر کیا جاتا تھا بھلا دی گئی۔ یہودیت نے بھی اس عقیدہ سے کہ خدا راستبازی ہے اعراض کیا زرداشت کے پیرو بھی اس اعتقاد سے پھر گئے کہ خدا نور ہے، تنویر اور صداقت ہے۔ بدھ مت کا یہ عقیدہ کہ خدا امن، سکون اور دائمی راحت و آرام ہے ذہن سے خارج کر دیا گیا۔ کنفوشس کے مذہب کے ماننے والوں نے اس عقیدہ سے انکار کر دیا کہ خدا ثبات۔ نظم اور آئین ہے۔ عیسائیت نے اپنے اعتقاد "خدا محبت ہے" سے پہلوتہی کی۔ تہذیب کے اس نازک دور میں خداوند قدوس نے نبی کریم صلعم کو وہی پیغام دے کر مبعوث کیا جس کو دیگر انبیاء علیہم السلام لیکر آتے تھے۔ قدرے ترمیم کے ساتھ آخری پیغام نازل ہوا۔ محمد مصطفیٰ صلعم

نے تمام عالم کو اسی حقیقت سے متنبہ کر دیا کہ خدا ایک ہے۔ خدا عزیز تر ہے۔ خدا قادر مطلق ہے اور کائنات کا مدعائے حقیقی ہے۔ اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اور تعلیمات پر عمل کی فوری ترغیب کی خاطر آپ ان لوگوں اور اپنے ان ہمسایوں سے خطاب کیا۔ جو آپ سے ہی نہیں بلکہ آپ کے دین سے بھی متعصبانہ نفرت کے جذبات رکھتے تھے :

امریکہ میں اسلام

از جناب کے شبیر علی صاحب

تاریخ میں عروج اسلام غالباً نہایت ہی حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جتنی گہرائی سے ہم اس ترقی کا جائزہ لیتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ یہ غیر معمولی چیز ہمیں نظر آتی ہے۔ دیگر بڑے بڑے مذاہب نے آہستہ آہستہ ترقیاں کیں۔ تکلیفوں کشمکشوں اور بادشاہوں کی مدد سے جو ان کے دائرہ میں داخل ہوتے رہے ان مذہبوں نے نشو ونما پائی۔ عیسائیت کو قسطنطین ملا۔ بدھ مت کو اشوک اور زرتشت کے مذہب کو سائرس۔ لیتھراپ سٹوڈرڈ کے قول کے مطابق ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ نے اپنے اقتدار سے مذہبوں کو ترقی کے منازل طے کرائیں۔ اسلام کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان دنیا کے ہر گوشہ میں دکھائی دیتے ہیں۔ صفحۂ زمین پر قریب قریب ستّر کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے چار لاکھ اڑتالیس ہزار امریکہ اور فلپائن میں رہتے ہیں۔

امریکہ میں مسلمان تین درجات میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں :-

(۱) وہ جو مشرق سے ہجرت کر کے آئے ہیں اور مع اپنے خاندانوں کے امریکہ کی سرزمین

میں آباد ہو گئے ہیں۔

(۲) وہ جو جزائر فلپائن کے باشندے ہیں۔

(۳) وہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ بہت سے ارباب علم ہیں جو نیویارک شکاگو۔ بوسٹن اور کیلیفورنیا میں رہائش رکھتے ہیں۔ امریکہ میں پٹھان بحر قلزم کے سواحل پر فارغ البالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں یہ زمیندار ہیں اور ان کی تجارت کا سلسلہ عرب سے ہے۔ شامی مسلمان کے پاس تھوک کا سامان ہوتا ہے ترکی اور ہندوستانی مسلمان امریکہ کی یونیورسٹیوں میں پروفیسر ہیں۔ ازبک کے مسلمان دھڑلے سے تجارت کر رہے ہیں اور انھوں نے دولت کما کما کر انبار لگا لیا ہے۔ ان کا معیار زندگی بہت بلند ہے اور اس اعتبار سے وہ امریکہ کے رؤسا سے لگا کھاتے ہیں وہ امریکہ کی مجالس میں بھی نمایاں حصہ لیتے ہیں نسل یا عقیدہ کے امتیازات ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

کیلیفورنیا میں مسلمان کافی تعداد میں نہیں ہیں۔ لیکن شمال وجنوب کے تجارتی و صنعتی مرکزوں میں مسلمانوں کی گھنی آبادی ہے پیٹرسٹ میں دس ہزار نیویارک میں پانچ ہزار۔ کلیولینڈ میں تین ہزار۔ میساچیٹیکس کی ریاست میں دو ہزار اور رہٹرس میں میں پانچ ہزار آبادی ہے۔ باقی آبادی امریکہ کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہے۔ تجارتی اور مالی حیثیت سے امریکہ کے مسلمان بہت خوشحال ہیں۔ مذہبی معاملات میں بھی وہ بہت پیچھے نہیں ہیں۔ بروک لن میں مسلمانوں کے پاس سہ منزلہ عمارت ہے جہاں وہ آکر نماز پڑھتے ہیں۔ اس عمارت کا انتظام مسلم ایسوسی ایشن کے ہاتھوں میں ہے۔ عرب شامی اور فلسطینی مسلمانوں کا مرکز نیویارک میں ہے۔ نیویارک کے مسلمان ایک اخبار شائع کرتے ہیں جس کا نام "البیان" ہے۔ وہاں ہر سال قریباً قرآن شریف کے چار سو نسخے فروخت ہوتے ہیں۔ امریکہ میں اشاعت اسلام کا سلسلہ بہت زوروں پر ہے اور

لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے۔ سنہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۲ء تک چھ مرکز اور قائم ہو گئے۔ اور اب تک آٹھ ہزار امریکن اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ مراکز تبلیغ شکاگو۔ چینیا۔ پٹس برگ۔ پیٹرئیٹ۔ کینسس اور ایڈریوبل ہیں۔ حبشی بھی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ حبشیوں کو قبول اسلام کے بعد مساوی درجہ دیا جاتا ہے۔ حبشی نومسلین اپنے آپ کو ہسپانی مسلمانوں کی نسل ظاہر کرتے ہیں۔

مستورات کا مقام گھر کی چار دیواری ہے

از جنابہ محمودہ بی صاحبہ

مجھے شاید کٹر یا پرانے اور دقیانوسی خیالات کا مالک ٹھہرایا جائے۔ اس کی پرواہ نہیں صرف یہ اجازت چاہتی ہوں کہ مجھے اپنے خیالات آزادانہ طور پر پیش کرنے کا موقعہ دیا جائے اور بس۔ یہ خیالات میرے اندرونی جذبات کا آئینہ ہیں۔

یہ میرا مضبوط عقیدہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر کی چار دیواری سے بہتر اور کوئی مقام نہیں۔ میں چونکہ اس طبقہ سے تعلق رکھتی ہوں۔ مجھے علم ہے کہ مرد ہمارے ہر فعل پر ناواجب اور غیر مناسب قیود عاید کرتے ہیں۔ مجھے ان دشواریوں کا احساس ہے جن سے ہمیں دوچار ہونا پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس چیز کا بھی خیال ہے کہ ہمارے طبقہ کو "صنف نازک" کے لقب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ مرد کی طرف

سے یہ چوکسی ہمارے لئے بعض اوقات پریشان کن صورت اختیار کر لیتی ہے لیکن اگر مرد ہمیں چار دیواری میں بند رکھنا چاہتا ہے تو کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ہم سے نفرت کرتا ہے؟ کیا یہ اس لئے ہے کہ وہ ہم پر ناجائز دباؤ ڈالنا چاہتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ وہ ہمیں صنفِ نازک سمجھتا ہے۔ وہ ہماری ایک نہایت قیمتی ہیرے سے بھی زیادہ قدر کرتا ہے۔ اور انہیں وجوہات کی بناء پر چونکہ وہ ہمیں گھر کی ملکہ بناتا ہے۔ چار دیواری میں محصور دیکھنا چاہتا ہے ہمارے گھر سے باہر قدم نکالنے پر اس کو طیش آتا ہے۔ اس کی دیانت وخلوص میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن وہ اندھی دیانتداری میں یہ بھول جاتا ہے کہ اس طریق عمل سے وہ ہماری آزادی کے احساس کو فنا کر رہا ہے۔ وہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ بعض اوقات تو انتہا ہی ہو جاتی ہے۔ اس کی سرپرستی ہمارے سر آنکھوں پر لیکن ہم سے یہ نہ ہوگا کہ حدود سے تجاوز کی صورت اختیار کی جائے۔ ہم اس کو اس سے روک دیں گے



رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت فرمادیں ؏ (منیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر

نبوت کا ظہور اتم

المعروف بہ

نبی کامل صلعم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرۂ آفاق تصنیف "دی آئیڈیل پرافٹ" کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ مع مقدمہ و تمہید۔

آپ نے اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرائے میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اس کے علاوہ ان غلط بیانیوں کا بھی محققانہ طور پر ازالہ کر دیا ہے جو دشمنانِ اسلام نے حضور سرورِ کائنات صلعم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں۔

مندرجہ بالا کتاب میں بہت سی خوبیوں کے علاوہ دو خصوصیات اور بھی ہیں اوّل تو یہ کہ باعتبارِ وقعتِ مضامین اور ندرتِ خیال و جدتِ اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر پہلو سے جو ممکن الحصول ہو سکتا ہے بنی نوع آدم کے لئے اسوۂ کامل ثابت کیا گیا ہے اور لطف یہ کہ اول سے آخر تک کوئی لفظ محض جذبات پرستی کے ماتحت نہیں لکھا گیا ہے جو تاریخی اور تنقیدی دونوں پہلوؤں سے نہایت صحیح اور مستند نہ ہو۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدم قدم پر مغربی مصنفین اور دشمنانِ دین کی تدلیسات و تلبیسات کا دامن چاک کر دیا ہے ان کی خوردہ گیریوں کا جواب شافی موجود ہے اور جو زہر یلے خیالات پادریوں کی تحریرات سے آج کل کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں ان کی تریاق ہر سطر میں موجود ہے

فہرست مضامین

ملنے کا پتہ

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ
خواجہ عبدالغنی سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

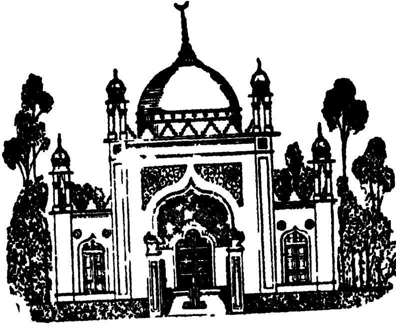
ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں نہ) لگے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان



مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سر انجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماع میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے

۴۹

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۵ھ۔م۔ماہ فروری سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۲

شذرات

تبلیغی یونیورسٹی اور اشاعت اسلام

قریباً دو سال کے عرصہ سے مولوی عبدالمجید صاحب قرشی ایڈیٹر ایمان کی طرف سے ایک تبلیغی یونیورسٹی کے قیام کے لئے تحریک کی جا رہی ہے جس کا سب سے بڑا مقصد تبلیغ اسلام ہے چنانچہ وہ خود ایمان مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۵۱ء میں لکھتے ہیں کہ تبلیغی یونیورسٹی کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے تبلیغ اسلام کا احساس ضروری ہے ... ہندوستان میں انگریزی یونیورسٹیاں موجود ہیں قومی یونیورسٹیاں موجود ہیں، اردو یونیورسٹی موجود ہے عربی تعلیم کے عظیم الشان سکول اور کالج موجود ہیں مگر اس خاص فریضۂ الٰہی کے لئے جس پر اسلام کی بنیاد ہے اور جس کی انجام دہی کے لئے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیائے الٰہی تشریف لائے تھے تمام دنیائے اسلام میں ایک بھی تبلیغی یونیورسٹی نہیں ..... تبلیغی یونیورسٹی اسکیم کی بار بار شرح کی جا چکی ہے اس کا مختصر مطلب ہے طالب علموں کا شہر اور مبلغوں کی نوآبادی جو ایک طرف دیال باغ آگرہ کی طرح مسلمانوں میں صنعت و حرفت کے احیاء کا ذریعہ ثابت ہو اور دوسری طرف اسلام کے مبلغوں اور معلموں کی ٹریننگ کا مرکز ہو اسکیم یہ ہے کہ یہ نوآبادی دینی اور صنعتی ضروریات کی جامع ہو جو دس کروڑ مسلمانوں کے لئے اس ملک میں تعلیم و تربیت تبلیغ ہدایت تنظیم اور کسب آموزی پر ہمہ گیر مرکز کا کام دے ..... "

تبلیغی یونیورسٹی کی اس تحریک کا بہت پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور بعض مسلمان عمائد اس تحریک کی تائید اور سرپرستی فرما رہے ہیں جن میں بہت سے بزرگ ایسے ہیں جن کو اسلام

کی اشاعت سے از حد دلچسپی ہے اور جو کہ . . . . . اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے اپنے دل میں ایک قابل رشک جذبہ رکھتے ہیں اور اس ضمن میں اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک اعلیٰ درجہ کی بصیرت بھی عطا فرمائی ہے وہ ادارہ اور تحریک جس کی وہ بزرگ سرپرستی فرمائیں وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی طرف خلوص نیت کے ساتھ رجوع کیا جائے جب کبھی ہندوستان یا عالم اسلام کے کسی گوشہ سے تبلیغ اسلام کے لئے کوئی مخلصانہ آواز بلند ہوتی ہے۔ تو اس سے کارپردازان ووکنگ مسلم مشن کو بہت ہی خوشی ہوتی ہے بلکہ ایک روحانی فرحت حاصل ہوتی ہے کیونکہ تبلیغ اسلام ہماری روح کی غذا ہے اور گذشتہ تینتیس ۳۳ سال سے اس کے لئے ہم نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں اس لئے تبلیغ اسلام کی تحریک کا وسیع ہونا ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے کیونکہ یہ کام اتنا عظیم الشان ہے کہ اس کے لئے مجاہدین کی ایک فوج کی ضرورت ہے بلکہ ہمارے نزدیک تبلیغ اسلام وہ فریضہ ہے جو ہر ایک مسلمان پر عاید ہوتا ہے اور اس دور میں اس فرض کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس بحرانی دور کی تمام مشکلات کا حل صرف اسلام ہی میں ہے اور دنیا کی نجات صرف اسلام کے روحانی نظام کو قبول کرنے سے وابستہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس امر پر بھی محکم یقین ہے کہ تبلیغ اسلام کی وہی تحریک کامیاب ہوگی جس کی بنیاد اسلام کی تبلیغی روایات پر ہوگی اور جس کا مزاج اسلام سے ہم آہنگ ہوگا ـــــ اس تبلیغی یونیورسٹی کے متعلق اپنے تجربہ کی بنا پر ہماری مخلصانہ گذارش یہ ہے کہ اس کے عقب میں جو خیال کارفرما ہے وہ یقیناً قابل تعریف ہے لیکن اس کے پروگرام اور اسکیم سے ہمیں اختلاف ہے جب تک اس خیال کے اظہار کے لئے خالص اسلامی سانچے تیار نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ اس ضمن میں ہماری سب سے پہلی گذارش یہ ہے کہ تبلیغ فن نہیں بلکہ روحانی قوت کا اظہار ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر زندہ ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ صحابہ اور صوفیائے کرام نے آخر کس تبلیغی یونیورسٹی میں ٹریننگ حاصل کی تھی وہ یونیورسٹی خدا اور اس کے رسول سے ایک زندہ تعلق ہے جب خدا تعالیٰ کی ہستی

پر ایک زندہ ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو قوم کا ہر ایک فرد ایک مبلغ بن جاتا ہے اور اس کے قلب میں وہ روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا اظہار کئے بغیر وہ رہ نہیں سکتا لیکن جب خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک محکم ایمان کے فقدان کی وجہ سے بے حسی اور جمود پیدا ہو جائے تو یونیورسٹی کی ٹریننگ اس جذبہ کو پیدا نہیں کر سکتی بلکہ صرف ایمانی قوت سے جذبۂ تبلیغ پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں تبلیغی یونیورسٹی کے قیام سے بڑھکر مسلمانوں کے قلوب میں ایمان اور جذبۂ تبلیغ کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی مثال کو پیش کرتے ہیں جنھوں نے کسی تبلیغی یونیورسٹی میں ٹریننگ حاصل نہیں کی تھی بلکہ محض ایک روحانی قوت اور عزم سے کام لیتے ہوئے انھوں نے مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی تبلیغی مساعی میں وہ برکت ڈالی کہ گذشتہ کئی صدیوں کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی چنانچہ خود انہی مخلص بزرگوں نے اپنی خداداد بصیرت کا اظہار کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اس مشن نے تینتیس سال کے قلیل عرصہ میں صدیوں کا کام سرانجام دیا ہے یہ امر واقعہ ہے محض ایک خیال نہیں ووکنگ مسلم مشن نے نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ کا فریضہ کو سرانجام دیا ہے اور اس کی مساعی جمیلہ میں سب برادران اسلام کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کونسی خصوصیت ہے جس نے یہ تبلیغی خدمات سرانجام دینے میں ووکنگ مسلم مشن کے مبلغین کی مدد کی ہے، وہ خصوصیت وہی جذبۂ ایمان اور روحانی قوت ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں ہمارے دوستوں کو ووکنگ مسلم مشن کے تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے اس طریق کار کو اختیار کرنا چاہیئے یا اس مشن کا ساتھ دینا چاہیئے جس کو اس دور میں تبلیغی میدان میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ یک رنگی اتحاد اور اتفاق میں بڑی برکت ہے اگر سب مسلمان متحد ہو کر اس ادارہ کی اعانت فرمائیں تو یہ ادارہ اپنے تبلیغی میدان کو بہت وسیع کر سکتا ہے اور ان تبلیغی مقاصد کو بھی بروئے کار لا سکتا ہے جو ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتے ہیں لیکن یہ اسلامی مشن انہیں

مالی مشکلات کی وجہ سے بروئے کار نہیں لا سکتا ـــــ دوسری گذارش ہم یہ کرنا چاہیئے ہیں کہ اس مذکورہ تبلیغی یونیورسٹی کی اسکیم میں تبلیغی ٹریننگ اور صنعتی ضروریات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ دو چیزیں ایک ہی ادارہ میں پہلو بہ پہلو پنپ نہ سکیں گی تجارت پرستی اور تجارتی انہماک اعلائے کلمۃ الحق کے بلند عزائم کے راستہ میں بہت بڑی روک ثابت ہونگے اس ادارہ کے تجارتی اور صنعتی حصہ میں مادی اور دنیوی اغراض نمایاں ہوں گی اور دوسرے حصہ میں ایک روحانی نصب العین اور جہاد کے لئے طلباء کو تیار کیا جائے گا، تجارتی اور تبلیغی دو طبقات پیدا ہو جائیں گے مغربی اصول تجارت اور اسلامی اصول تبلیغ ایک ہی جگہ جمع نہیں ہو سکتے ان دونوں کے اندر طبقاتی نزاع کا پیدا ہونا لازمی امر ہے تو اس ادارہ کے اندر ہی ایک ایسی کشمکش شروع ہو جائے گی جو تبلیغی اور تعمیری کام میں بہت بڑی روک ثابت ہوگی ہمارے تجربہ کی بناء پر یہ محض ایک خیال ہے جو عمل کا جامہ نہیں پہن سکتا اگر مسلمانوں کی دنیوی بہتری کے لئے صرف ایک صنعتی ادارہ ہی قائم کر دیا جائے تو یہ زیادہ مفید رہے گا۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے جو ادارہ قائم کیا جائے اس کا اس صنعتی ادارہ سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس ادارہ کو صرف انہی اصولوں پر کام کرنا چاہیئے جن اصولوں پر پہلے ایک تبلیغی ادارہ کاربند ہو کر کامیاب ہو چکا ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تبلیغی میدان میں سب مسلمانوں کا اتحاد از بس ضروری ہے۔ ہم نے یہ گذارش نکتہ چینی کی غرض سے نہیں کی بلکہ ہماری یہ مخلصانہ رائے ہے امید ہے ہماری اس گذارش پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔

ایٹم بم اور سر سی۔ وی رامن

تھوڑا عرصہ ہوا مشہور سائنس دان سر سی۔ وی رامن نے ان سائنسدانوں کے خلاف انتہائی نفرت کا اظہار کیا تھا جنہوں نے ایٹم بم ایجاد کیا آپ نے یہاں تک فرمایا

"میں ان سائنس دانوں کی پست فکری پر لعنت بھیجتا ہوں جنہوں نے اس شیطانی ہتھیار کی ایجاد میں وقت اور قوتوں کو صرف کیا ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں امن و مسرت کا کوئی امکان نہیں"

قصور ان سائنسدانوں کا بھی ہے لیکن ان سے بڑھ کر قصور اس مادی تہذیب کا ہے جس کی روح اور افتاد طبیعت کے یہ سائنسدان ترجمان ہیں۔ اس تہذیب کا کوئی اخلاق نہیں اور نہ کوئی ضابطہ ہے بلکہ یورپ کے مہذب وحشیوں میں جنگل کا قانون رائج ہے ان کے نزدیک طاقت خیر اور ضعیفی شر ان کی ابلیسی شریعت میں اپنی اغراض اور منفعت کے لئے دوسری اقوام کو موت کے گھاٹ اتارنا عین ثواب ہے۔ قدرت نے دماغی قوائے انسان کی بہتری اور بہبودی کے لئے عطا فرمائے تھے لیکن یہ قومیں اسے انسان کی تباہی کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ اس تہذیب نے دنیا میں راحت اور آرام کی بجائے دکھ اور تکلیف کو پیدا کیا ہے اور اپنی طاقت اور علم کے ناجائز استعمال سے دنیا کے امن اور سکون کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن قدرت کی مکافات شدید ہے یہ قومیں قدرت سے کھیلنے والے اور اپنی اغراض پر انسانیت کو قربان کرنے والے خود بھی اس وحشت اور بربریت کا شکار ہو جائیں گے اور ان کی یہ تہذیب صفحہ ہستی سے نابود ہو جائے گی اگر یہ اقوام تباہی اور ہلاکت سے بچنا چاہتی ہیں تو اس کا صرف ایک ہی طریق ہے کہ یہ اپنی تہذیب کی عمارت کو اخلاق اور روحانیت پر قائم کریں اور اگر یہ اس طریق کو اختیار نہ کریں گی تو ان کے لئے سوائے تباہی کے اور کوئی راستہ نہ رہے گا، اور مخلوق خدا کو خاک و خون میں لٹانے والے خود بھی تڑپ تڑپ کر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے ۔

ناظرین کرام

رسالہ اشاعت اسلام کی اپنے حلقۂ اثر میں توسیع اشاعت فرما کر داخل حسنات ہوں۔

امن کا راستہ

(از جناب ڈبلیو۔ بی۔ بشیر پکٹ صاحب۔ بی۔ اے کنٹب)

ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون۔ قالوا یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا ھٰذا ما وعد الرحمٰن و صدق المرسلون۔ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون۔ فالیوم لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فکھون۔ ھم وازواجھم فی ظلٰل علی الارائک متکئون۔ لھم فیھا فاکھۃ ولھم ما یدعون سلٰم قولا من رب الرحیم۔ (سورۃ یٰسین)

ترجمہ:۔ اور صور پھونکا جائے گا پس وہ ناگہاں قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے کہیں گے ہم پر افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمان نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ وہ صرف ایک ہی آواز ہوگی۔ تو وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے سو آج کسی جان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں کچھ بدلہ نہیں ملیگا مگر وہی جو تم عمل کرتے تھے۔ جنت والے اس دن ایک کام میں لگے ہوئے خوش ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں تختوں پر تکئے لگائے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لئے اس میں پھل ہوگا اور ان کے لئے ہوگا جو وہ مانگیں گے۔ سلامتی رحم کرنیوالے رب کی طرف سے قول ہوگا۔

یہ مذکورہ بالا آیات قرآن مجید کی سورہ یٰسین سے لی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان آیات کی کلید آخری آیت کے لفظ "سلام" میں ہے۔ سلامتی رحم کرنے والے رب کی طرف سے قول

ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ سکون حاصل کرنے کے لئے ایک قطعیت مطلوب ہے۔ موجودہ لمحات کا انبساط (جبکہ موسم بہار میں نسیم صبح گاہی درختوں کے پتوں میں ایک سرسراہٹ پیدا کر رہی ہو) کافی نہیں ہے۔ قلب انسانی بعض گہری کیفیات کا طالب ہے یہ بات کافی نہیں کہ موجودہ لمحات کے سکون کے بعد مستقبل کے گہرے بادل عرصۂ حیات پر چھا جائیں جو پراسرار اور خوفزدہ کرنے والے ہوں۔ دل کو ایک مکمل اطمینان کی ضرورت ہے ایک قطعی حفاظت کی ضرورت ہے اور امن کی یہ قطعی اور یقینی بنیادیں صرف قرآن مجید میں ہی مل سکتی ہیں۔

قرآن مجید میں اس صداقت کو بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر کامل اختیار حاصل ہے ہر وہ چیز جو کبھی پیدا ہوئی تھی اور جو آج ہے اور جو کبھی مستقبل میں پیدا ہوگی ان سب پر اللہ تعالیٰ کو اختیار مطلق حاصل ہے۔ موت و حیات پر بھی خدا تعالےٰ کو اختیار حاصل ہے اور وہ اس اختیار کو بڑی حکمت کیساتھ استعمال کرتا ہے اس کائنات کے ظاہر اور باطن پر اسی کی حکومت ہے لیکن یہ بات بھی انسانی قلب میں حقیقی سکون اور اطمینان نہیں پیدا کر سکتی۔ مکمل اختیار سے سکون قلب پیدا نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ بھی کسی چیز کی ضرورت ہے اور اس کے متعلق بھی قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔

دوسری بنیاد جس پر صحیح امن کی عمارت قائم ہو سکتی ہے وہ قرآن مجید کے ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے "اللہ تعالےٰ نے اپنے اوپر رحمت کو واجب کر لیا ہے" خدا تعالےٰ بہت رحیم اور کریم ہے اور سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اب سکون اور اطمینان کا امکان واضح اور یقینی ہو جاتا ہے۔ مکمل اختیار اور اس کے ساتھ رحم ملا ہوا۔ عدل اور انعام کامل طور پر تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے جو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

کسی طرح سے کسی قسم کی بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ تمہیں کسی چیز کا انعام نہیں ملے گا مگر وہ اس عمل صالح کا جو تم نے کیا ہے۔ بُرے اعمال کی سزا دی جائے گی (کوئی شخص بھی مکافاتِ عمل کے اس احساس کے بغیر اس زندگی کے چند سال بھی بسر نہیں کر سکتا۔ مگر بدی کی سزا اس بدی کے مطابق ہی ملے گی اس سزا کے ضمن میں بھی تمہارا خدا بہت رحم کرنے والا ہے ان لوگوں پر رحم فرمائے گا جو اپنے بُرے اعمال پر پشیمان ہونگے جو لوگ اپنے خدا کے حضور میں عجز کے ساتھ گریں گے اور اچھے اعمال کو جاری رکھیں گے ان پر رحم کیا جائے گا ——— اس کے بالکل برعکس قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ہر نیکی کی جزا دس گنا دی جائے گی۔ خدا تعالےٰ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اچھے اعمال کا اجر ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ عمل صالح کی مثال ایک اچھے درخت کی ہے جس کی شاخیں پھیل جاتی ہیں جس پر پھول آتے ہیں اور جس کو پھل لگتا ہے۔ بدی کی سزا صرف اس کے مطابق اور اس کی نسبت سے ہے بدی بالآخر تباہ ہو جاتی ہے اور اس پر موت وارد ہو جاتی ہے۔

تمہیں انعام نہیں ملے گا مگر صرف اسی عمل پر جو تم نے کیا۔ اس آیت سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مشیت کا پتہ چلتا ہے۔ خدا تعالےٰ انصاف کرتا ہے۔ کسی شخص کو کبھی دوسرے شخص کے بُرے اعمال کی سزا نہیں ملے گی۔ ہر شخص کے اعمال ایک طوق بن کر اس کے گلے میں لٹک جائیں گے۔ اس لئے اچھے عمل کرو۔ اچھا عمل اور اس کا انعام ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے وہ ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہیں کہ انہیں جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ صرف یہی نہیں کہ ایک نیکی کا اجر محدود ہو بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے اور بڑھکر دس گنا ہو جاتا ہے اس لئے اس چیز کی تلاش کرو جو زندگی پیدا کرنیوالی ہے اور اس چیز سے گریز کرو جس کے اندر موت کی جڑیں ہیں۔

دنیا کی ہر چیز میں تم خیر پاؤ گے اور ہر چیز میں بدی کے امکانات بھی ہیں کوئی چیز اپنی ذات میں نہ بالکل اچھی ہے اور نہ بالکل بُری ہے بلکہ تمام اشیا ایک پیمانہ

کے مطابق ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ کی رہنمائی کے لئے دعا کرو تاکہ تم ہمیشہ نیکی کا راستہ اختیار کرو اور اس چیز کو اختیار کرو جو تمہارے لئے اچھی ہے اور جسے رحم اور انعام کرنے والے خدا نے پیدا کیا ہے ـــــ مجھے ذرا اس بات کی مزید وضاحت کرنا ہے میں چند ایک مثالوں کے ساتھ اس کی وضاحت کروں گا۔ ہمیں خدا تعالےٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور رحمت پر غور کرنا چاہیئے یعنی پانی پر غور کرنا چاہیئے جس سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور جس کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی لیکن پانی کے غلط استعمال سے اور اس کے استعمال میں بے احتیاطی استعمال کرنے سے اور اس کے استعمال میں پیمانہ کو نظر انداز کرنے سے پانی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ پانی کو اللہ تعالےٰ نے بہت طاقت دی ہے پانی اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے یا تو وہ بہت انعام کا موجب ہوتا ہے یا بہت بڑی سزا اور مصیبت کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ایک اور انعام پر غور کرو وہ اچھی خوراک جو تم استعمال کرتے ہو اس میں خدا نے بہت فائدے رکھے ہیں اور اس میں نقصان بھی پوشیدہ ہیں اس لئے ہمیشہ خدا تعالےٰ کی رہنمائی کے لئے دعا کرو۔

ان کے علاوہ خدا تعالیٰ کی ایک اور نعمت پر غور کرو یعنی سورج کی روشنی جو زندگی کو پیدا کرتی ہے اور خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کام کرتی ہے لیکن بعض اوقات یہی روشنی تباہ و برباد بھی کر دیتی ہے ـــــ خوب یاد رکھو کہ ان تمام چیزوں میں اللہ تعالےٰ نے خیر اور برکت رکھی ہے اور خدا نے جو پیمانہ مقرر کر رکھا ہے اس پیمانہ کے مطابق ہی یہ چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں اور اس پیمانہ کے مطابق ہی ان چیزوں کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں اور ہماری زندگیوں کو بے شمار نعمتوں اور برکتوں سے بھر دیتی ہے حضرت نبی کریم صلعم کی اس حدیث کو یاد رکھو جس میں آپؐ نے فرمایا ہے۔

" اللہ تعالےٰ نے عقل سے بہتر کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ عقل سے بڑھکر کوئی

چیز خوبصورت اور مکمل نہیں ہے۔ وہ فائدے جو انسان کو اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں وہ اسی عقل کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں اور عقل کے ناجائز استعمال سے خدا تعالیٰ ناراض بھی ہو جاتا ہے اور اسی کی وجہ سے انسان کو انعامات اور سزائیں ملتی ہیں۔

" تحقیق ایک شخص جو نماز ادا کرتا ہے اور روزہ رکھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے حج کرتا ہے اور اچھے اعمال کرتا ہے لیکن اس کو اسی نسبت سے انعام دیا جائے گا جس نسبت سے اس نے اپنی عقل کو ان کاموں میں استعمال کیا ہے"

ہمیں اہم باتوں کو مقدم کرنا چاہیئے اپنے اس مفہوم کی وضاحت کے لئے میں آنحضرت صلعم کی ایک اور حدیث بیان کرتا ہوں:۔

" تحقیق انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ جب درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے وہ جب خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور خوب یاد رکھو وہ انسان کا دل ہے" اس لئے سب پر مقدم صفائی قلب ہے ــــ قرآن مجید ہدایت دینے والی کتاب ہے انسان جب ہدایت حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید مطالعہ کرتا ہے تو موجودہ زندگی میں بعض ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جبکہ عمل کا راستہ بالکل صاف نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض پیچیدگیاں ہوتی ہیں لیکن اگر آنحضرت صلعم کے ایک قول پر غور کیا جائے تو یہ راستہ بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وہ اُلجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ میں اس ضمن میں آنحضرت صلعم کی دو حدیثوں کو پیش کرتا ہوں:۔

" جو شریعت کے مطابق ہے وہ بالکل واضح ہے اور جو شریعت کے مطابق نہیں وہ بھی بالکل واضح ہے لیکن بعض حالات دونوں میں مشتبہ ہوتے ہیں جن سے اجتناب کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اس بات کو ترک کر دو جس سے شک پیدا ہوتا ہے اور اس بات کو اختیار کرو جس میں ضمیر ملامت نہیں کرتا۔"

عموماً انسان کے لئے دو راستے کھلے ہوتے ہیں ایک بالکل صاف ہوتا ہے جس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کا شک اور غلطی کی گنجائش ہوتی ہے گو اس پر چلنے کے لئے

انسان کو بہت قربانی اور جد وجہد کرنی پڑتی ہے اور دوسرے راستہ میں غلطی اور محنت دونوں کا امکان ہوتا ہے۔ مشکوک اور غیر یقینی ہوتا ہے۔ گو آسان ہوتا ہے لیکن اس میں غلطی اور بے انصافی کی آمیزش کا امکان ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں انسان کو عمل کرنا چاہیئے کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آپ کا حامی و ناصر ہو اور اس کی برکتیں اور سلامتی آپ پر نازل ہو۔

صلوٰۃ

اسلامی نماز

از جناب ربیع الکریم صاحب ایم ایس سی

اللہ! اللہ! نماز اور پھر ایسی نماز جس سے جی کو سکھ اور جگر کو ٹھنڈک پہنچے! اے جسم و شعور کی قوتوں! پاؤں میں بیڑیاں نہ ڈالو! مجھے اس اکسیر کے بہتے ہوئے سمندر میں کود جانے دو! اے شور و شغب کی کائنات! اودھم نہ مچا! اے در و دیوار پر چھائی ہوئی روشنیوں دامن سمیٹو! میں بندگی کی بے پناہ خاموشیوں میں گم ہونا چاہتا ہوں۔

کیسے بتاؤں؟ میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟ سمندر میں دریا کیوں جا ملتا ہے؟ شمع پر پروانہ کیوں پروان چڑھتا ہے؟ آسمان پر اڑتے ہوئے بادلوں کو دیکھ مور کیوں ناچنے لگتا ہے؟ ان سوالات کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔

میں تو غاروں میں خدا کی عظمت و کبریائی کے گن گاتا ہوں۔ اس کے آستانہ پر سر رکھ دیا ہے آخر مالک جو ٹھہرا۔ سر جھکانا ہی پڑتا ہے۔ خدا کو اس سے کیا فائدہ؟ اسے میری بندگی سے کیا لطف آسکتا ہے؟ میرے جسم کی افت و خیز یا نشست و برخاست سے اسے کیا راحت

پہنچے گی ؟ اسے اس عمل سے کیا خوشی ؟ اسے کیا میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ اس کی مرضی ہے چاہے خوش ہو چاہے ناراض : میں اس کی رضا میں راضی ہوں۔ جو اسکی خوشی وہی میری خوشی

اگر نہ بخشے تو ہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

میں تو اس کے بحر رضا میں صورت حباب ہوں۔ یہی میرا تخت اور یہی میرا بخت۔

پھر کیا میری بہتری میں خدا کی کوئی غرض ہے۔ اگر میں اپنا پیٹ بھرتا ہوں تو خدا کو اس سے کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ نہیں خوشی اسکو نہیں بلکہ مجھے ہونی چاہیئے۔ اگر یہ بات ہے تو خورد و نوش کے لئے اس نے یہ بکھیڑا کیوں پیدا کیا ہے ؟ زمین کو بونے جوتنے کے قابل کیوں بنایا ہے ؟ پھلوں اور بوٹیوں میں جان ڈالنے والی خاصیت کیوں رکھی ہے ؟ دریاؤں اور چشموں میں تر و تازگی اور بو باس کیوں پیدا کر دی ہے ؟ اچھا تو پھر کیا یہ تمام چیزیں مجھے خوش و خرم رکھنے کے لئے ہیں ؟ کیا میرے ساتھ بھلائی کرنے سے اسے آرام پہنچتا ہے۔ اگر یونہی ہے تو پھر نماز بھی میں اپنے ہی بھلے کے لئے پڑھتا ہوں۔ کیوں پڑھتا ہوں یہ میں نہیں بتا سکتا۔

نماز اچھائیوں اور بھلائیوں کی جڑ ہے۔ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو کیا ہو جائے گا ؟ میری کونسی خوشی میں کمی آ جائے گی ؟ اس نشست و برخاست کی رسمی ورزش سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ؟ آخر کونسی برکتیں میرے اوپر نازل ہو جائیں گی ؟ میں تو ہنستے کھیلتے اجلے تلوں میں دن گذارنا چاہتا ہوں۔ میں تو حسن و دولت کے مزے لوٹنا چاہتا ہوں۔ نماز مجھے کیا خاک فائدہ پہنچائے گی ؟

مجھے تو سچ سے لگاؤ۔ انصاف سے علاقہ اور علم کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی عادت ہے۔ میں تو ضمیر ہی کی نکھری نکھری روشنی سے اپنے اندھیرے گھر کو اجاگر کرتا ہوں نمازیں پڑھ کر کیا لوں گا ؟ نماز سے میری کونسی بگڑی بن جائے گی۔

میں نے تو مخلوق خدا کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھہرایا ہے مخلوق کی بہتری کو

اپنے خونِ جگر کی چاشنی سے زیادہ قیمتی جانتا ہوں۔ مخلوق کی خدمت ہی میرے نزدیک خالق کی بندگی ہے۔ بس ایک بندہ کے لئے یہی بندگی کافی ہے۔ نمازیں کیسی؟

بہت سی وجہیں ہیں نے ظاہر کیں دل ہے کہ کسی صورت نہیں مانتا پسیجتا ہی نہیں۔ کیسی تسلی! کہاں کا دلاسا!

میرے دل کے گوشہ میں جگہ کیوں خالی ہے؟ دماغ میں بے چینی کی پٹاریں کیسی؟ یہ رنج و غم کی آہیں تمام خوشیوں پر کیوں پانی پھیر رہی ہیں۔ پتہ نہیں چلتا۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ ماجرا کیا ہے۔ دل کو یہ سوگ کیوں ہے۔ آخر یہ کیسا روگ ہے۔ کام میں دھیان لگاتا ہوں۔ غم غلط کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پر بھی دل کی کوٹھڑی پھر خالی کی خالی۔ پھر میرے سرچشمۂ حرارت میں وہی خشکی یہ ٹھہر ٹھہر کر کون بلا رہا ہے یہ کس کی آواز دل کو برمائے دے رہی ہے۔ یہ کس کے پیغام کی صدائیں گونج رہی ہیں ان کی گونج میں تو سب کی سب آوازیں گم ہوگئیں۔ یک بیک دماغ میں ہیجان کیوں برپا ہوگیا۔

کس کے لطف و کرم سے نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکے مصیبتوں کے پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح دھن دیتے ہیں۔ صبح سویرے سے آبِ حیات کے خُم کے خُم کون لنڈھاتا ہے۔ میری زندگی کے سازیں روشنی۔ ہوا اور دریا کی لہر کے تار کس کے اشارہ چشم و ابرو سے جھنجھنانے لگتے ہیں۔ اچنبا ہوتا ہے۔ سوچ میں پڑ جاتا ہوں۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوں۔ خیال کے گھوڑے دوڑاتا ہوں۔ بارخدایا! ظلمت میں نور کیسا! موت میں زندگی، یہ کیا! عظمت و جلال کے تصور سے میرے جسم کا جوڑ جوڑ ہلنے لگتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے ہیں۔ جسم میں پھریریاں دوڑنے لگتی ہیں۔

شام کی سہانی گھڑیوں میں دماغ کسی کے جمال کا متوالا ہو رہا ہے؟ جھلستی ہوئی زمین پر شہد کی بوندیں ٹپکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پتوں کی سرسراہٹ میں کون بول رہا ہے۔ سبز ٹہنیوں پر سنہری چمک کس کے حسن کا کرشمہ ہے۔ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے اُس کی طرف

لپکتا ہوں۔ دل کی نبضیں چھوٹنے لگتی ہیں۔

اچھا ذرا شور و غوغا کم کرو! اپنے خوشی کے دھندوں میں نہ پڑو! شام کی ٹھنڈی چھاؤں میں مجھے کائنات کی ختم نہ ہونے والی فریاد سے اپنے ضمیر کی آواز ٹکرانے دو۔ اس سمٹتے سمٹاتے ہلکے دھندلکے میں اور دن رات کے ملاپ میں۔ دیکھو! دکھ درد کا کیا سماں بندھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ میرے سب بندوبست کوڑی کام کے نہیں دماغ اٹھ اٹھ آنسو روتا اور آنسوؤں پر آنسو بہاتا ہے۔ خیال آتا ہے۔ نہ کچھ کسی نے کہا۔ نہ کچھ سنا۔ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔ ہر چیز فضول معلوم ہوتی ہے دن کی روپہلی روشنی بیکار نظر آرہی ہے۔ سب کام کاج سے جی ہٹا جاتا ہے۔ زندگی خوشیوں پر اوس پڑی ہے۔ وہ میرا پیاروں کا پیارا۔ عزیزوں کا عزیز کہاں ہے؟ وہ مجھ سے کہاں بچھڑ گیا؟ اس کی آرزو دل میں چٹکیاں لے رہی ہے۔ اسی کے وصل کی تمنا پہلو میں گدگدا رہی ہے اور ہر چیز فضول معلوم ہوتی ہے۔ سب سہارے اور آسرے جاتے رہے۔

میں طلسم بے خودی میں کھو جانا چاہتا ہوں۔ ظلمت شب کی گہرائیوں میں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے۔ ذات لامحدود میں اپنے آپ کو گم کیا چاہتا ہوں کائنات کی وسعتوں میں عصیاں شعاریوں کے دَور دَورے ہیں۔ خاور کی دوری اور اُفق کی جھالریں اندھیرے میں چھپی جاتی ہیں۔ منزل مقصود اور دنیا کا فرق اٹھ گیا۔ آسمان کا بحر ناپیدا کنار جس کی اتھاہ ہاتھ نہیں آتی اس میں تمام کائنات جس پر ایک سناٹے کا سا عالم ہے اپنے محدود وجود کو مدغم کئے دیتی ہے۔ جہاں ایک گونجتی ہوئی آواز تمام دوسری آوازوں اور پکاروں پر چھائی جاتی ہے اور ایک غور و فکر کی سی کیفیت یا ہُو کا عالم پیدا ہوتا ہے۔ میرے دل میں بھی اس عظیم الشان پیغام کے اندر کھوئے جانے کی لہر اٹھتی ہے۔ میں بھی اس ذات لامحدود تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

دوپہر کی کھلی ہوئی دھوپ میں مجھے صاف نظر آتا ہے کہ اس ذات لامحدود سے

میرے وجود کا تعلق ہے۔ اردگرد کی دنیا بھر کیلے۔۔۔۔ پردوں کے پھولوں میں بنی ٹھنی دکھائی دیتی ہے۔ لہریں اور آوازیں دل کو لبھانیوالا سماں باندھ دیتی ہیں۔ لوگوں کی کھلبلی کام کی ہما ہمی۔ آپا دھاپی۔ نفسا نفسی۔ دماغ پر دو بھر گزر رہی ہیں۔ جی اچاٹ ہوا جاتا ہے۔ تمام دنیا تھکی ماندی معلوم ہو رہی ہے۔ آنکھوں اور چہروں سے تھکن ٹپک رہی ہے۔ بڑے بڑے درختوں کے نیچے چوپائے چپ چاپ۔ گم سم۔ آنکھیں میچے ہوتے خراٹے بھر رہے ہیں۔ کھلے میدانوں میں سوئی ہوئی زمین چپ چپیں سادھے پڑی ہے۔ آسمان کے صاف مطلع سے برسنے والی تپتی ہوئی کرنیں قبرستان کا بھیانک منظر پیش کر رہی ہیں۔ میرا دل ایک پیش آنیوالی نامعلوم مصیبت کے تصور سے لرزنے لگتا ہے یہ لامحدود خلا کچھ بھی نہیں۔ ایک چھاؤں اور دھوکہ کا جال ہے۔ یہ سارے کا سارا ایک جھنجھٹ ہے۔ یہ دل کے بھلاوے۔ بھلاوے نہیں۔ پھسلاوے ہیں۔

میں ایک خیال کی دیومالا میں پڑا ہوا ہوں۔ سب سے الگ تھلگ کھڑا ہوں۔ میرے چاروں طرف سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ میں ایک نقطہ پر کاربنا ہوا ہوں۔ مجھے ایک لامحدود سفر طے کرنا ہے۔ لیکن کچھ ایسا کھویا گیا ہوں کہ ہر طرف بھٹکتا پھرتا ہوں۔ رحمت و برکت کے گھر میں مجھے جانا ہے لیکن راستہ کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرتا ہوں۔

اچھا غل غپاڑہ نہ مچاؤ۔ محدود کو لامحدود کی ذات میں کھو جانے دو نماز پڑھنے دو۔ اس کی معرفت حاصل ہونے دو جو غیر معلوم ہے۔ اس کی جستجو میں زمان و مکان کی وسعتوں سے گذر جانے دو۔ رحمت و برکت کے نامعلوم خطہ میں داخل ہونے دو۔ ابدی پیاس بجھانے دو۔

نماز اسلام کی شان ہے: اسلام کا جوہر ہے۔ نماز ہی میں روح کی انتہائی تشنگی کا کامل مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ یہ علم حاصل ہوتا ہے اور یہ ثبوت بہم پہنچتا ہے کہ میرا تعلق ایک لامحدود سرچشمہ ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے کہ اس مادی دنیا کے بعد بھی میرا وجود فنا نہیں ہوگا۔ مجھے فضل و کرم کی ابدی اقامتگاہ میں جگہ ملے گی جس کے دریا کی رَو میں بہوں گا۔ نماز

ذات باری تعالیٰ کے بے مثال حسن و جمال کا نقشہ کھینچ دیتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پیغام ربانی سے میرے کانوں کو آشنا کرتی ہے۔

کس طرح مجھے علم ہو کہ میں لامحدود منزل مقصود کو طے کرنے والا مسافر ہوں اور میرا مقام دور دیر درختوں کے سایہ میں نہیں ہے بلکہ میں تو نور کا منبع ہوں۔ مجھے ظلمت میں پڑا رہنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ میں تو حق و صداقت کے لئے وقف ہوں میں کذب و دروغ کے ہاتھ نہیں بک سکتا۔ مجھے یہ کس طرح پتہ چلے کہ دنیا نے پوری طرح میرے اوپر قبضہ نہیں جمایا ہے اور میں نے ذاتی مفاد یا خود غرضی کی بناء پر صدق و صفا کو قربان نہیں ہونے دیا ہے۔ مجھے بتاؤ میرا کیا مذہب ہے؟ میں کس راہ کا راہی ہوں؟ میں کس کی فوج کا سپاہی ہوں؟ میرا کیا معیار ہے؟ میں صداقت سے پر ہوں اور اسی کے لئے وقف ہوں۔ میری صداقت کی کیا علامت ہے؟

ان تمام دلچسپیوں اور خوش آہنگ ترانوں سے دوچار اور آشنا رہتے ہوئے میں اس قادر مطلق کی بارگاہ جلال میں بار بار سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ اس کی جانب میرا رخ ہوتا ہے جو خالق کائنات ہے میں صرف اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں مخلوق سے خالق اور مجاز سے حقیقت کی جانب رجوع کرتا ہوں۔ یہ خاکدان عالم جو اپنی دلفریبیوں سے مسحور کرنا چاہتا ہے وہ شان و شوکت کا سہرا جو میرے سر پر لٹکنے کے لئے بے چین ہے اور دولت و شباب کا حسن و جمال میرے مقصد سے خارج ہیں۔ میں اس ذات سے لو لگانا چاہتا ہوں جس نے دنیا کو پیدا کیا۔ یہ تمام خوبصورتیاں تو اس کی لامحدود ذات والا شان کی عظمت و کبریائی کا ایک ادنیٰ ترین کرشمہ ہے۔ میں ان تمام نقوش پر خط تنسیخ پھیر دینا چاہتا ہوں[۴] جو مقام الوہیت کی جانب رہنمونی ہے۔ میں اس کے نہ ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میں سینکڑوں خداؤں کی پرستش نہیں کرنا چاہتا۔ نہ مجھے آگ بگولا ہونے کی ضرورت اور نہ لوگوں میں شہرت حاصل کرنے کی ہوس۔ میں تو صرف اللہ سے سرکار رکھتا

۴ اور اس نقطۂ اولیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہوں

رکھتا ہوں۔ میں تو اس کی عبادت ہی اپنی زندگی کا مدار علیہ سمجھتا ہوں۔ مجھے تو اسی کی پرستش سے غرض اور واسطہ ہے وہ عادل۔ حق اور قدوس ہے۔ لہذا میں بھی انہیں فضائل ثلاثہ عدل۔ حقانیت۔ قدوسیت کے زیر سایہ اپنی زندگی کے دن بسر کروں گا۔

"اے اللہ! تو پاک ہے اور میں تیری پاکیزگی کی نہایت خلوص سے مدح وثنا کرتا ہوں تیرے غلبہ کا احساس میرے داغ دھو دیتا ہے۔ میں پاکیزہ رہوں گا اور تیری پاکی کی روشنی سے چمک حاصل کروں گا۔ تیرا نام ایک برکت ہے۔ اور اس کی یاد میں میرے تمام خوف زائل ہو جاتے ہیں۔ تمام دھوکے اور فریب کے طلسم ٹوٹ جاتے ہیں میں تیری مخلوق کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردونگا اور کائنات کو محبت اور آشتی کا لباس پہناؤں گا۔ میرے آقا! تو اعلیٰ مرتبہ ہے تو بزرگ و برتر ہے۔ میں اپنی زندگی کی کارکردگی میں تیرے مقام کی بلندی کا خیال رکھوں گا۔ میں تیری کبریائی کا پرچم لہراؤں گا۔ اور تجھ تک پہنچنے کے لئے میں اپنی زندگی کے پایہ کو بلند سے بلند تر مقام پر پہنچاؤں گا۔ سوائے تیرے میرا اور کوئی آقا نہیں اور میں دنیا کی طاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں تیری ہی پناہ ڈھونڈوں گا۔"

دنیا مجھے اپنے بہاؤ میں بہالے جانا چاہتی ہے۔ بیشمار حسن وجمال کے جالوں میں مجھے پھانسنا چاہتی ہے۔ دولت کی جھنکار میرے دل میں گدگدی کرتی ہے۔ میرا دل ان چیزوں پر ریجھتا ہے کششیں آنکھوں پر جادو کرتی ہیں۔ میرا دل بُرے راستہ پر پڑ جانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ میرا غلط تصور بت کو رائی۔ رعد و برق کو شعاع قمر اور خار زار کو پھولوں کی سیج ظاہر کرتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں کئی مرتبہ دولت کی حرص ایک خوشنما لباس میں مجھے اس بات پر اکساتی رہتی ہے کہ ان دنیا کے مرغوبات سے لطف اندوز ہو۔ اور جب میں اسی کی غلط کاریوں پر غالب ہو جاتا ہوں تو میرے اوپر رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صرف لطف کی غرض سے نہیں بلکہ خوف و ہراس سے دامن چھڑاتے اور

کنبہ پروری کے لئے بعض اوقات دماغ بری راہیں اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے اور ورغلاتا رہتا ہے۔ اس طرح درجہ بدرجہ میرے احساسات کمزور پڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اسی کشمکش میں دماغ جواب دینے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ ضمیر کی قوت میں بھی ضعف آنا شروع ہو جاتا ہے ہزاروں ضرورتیں اور مصیبتیں کشمکشیں سچائی کے احساس کو کمزور اور بودا کر دیتی ہیں۔

پھر وہ کیا چیز ہے جو میری ضمیر کی روشنی میں جان ڈالتی ہے ؟ کون میری گندہ ذہنی کا ازالہ کرتا ہے اور کون اس پر عدل و انصاف کا پھایا رکھتا ہے۔ میری اندرونی آوازیں نئی قوت کہاں سے آتی ہے۔

اللہ اکبر! اس نے پہلے ہی سے انسانی طبیعت کی تمام کمزوریوں کو بھانپ لیا تھا۔ اور اس کیلئے دوا تجویز کر دی تھی۔ میں اپنی بھوک ضرورت کے مطابق کھاپی کر رفع کر لیتا ہوں اور اس سے میرے جسم میں قوت آ جاتی ہے میں ٹھنڈا پانی پی کر اپنی پیاس بجھا لیتا ہوں اور اس سے میرے اندر تازگی آ جاتی ہے۔ لیکن میں اپنے رنجیدہ دل کو نماز پڑھ کر سکون دیتا ہوں حالانکہ دنیا کے فواحش کے ماحول میں آٹھوں پہر گھرا رہتا ہوں میں دن میں پانچ بار اپنے دل کے ارمان نکالتا ہوں اور سچائی کی باقی رہنے والی قوت از سر نو حاصل کرتا ہوں۔

اے تمام مخلوقات کے رب! میں صرف تیری ہی بندگی اور تیری ہی اطاعت کا دم بھرتا ہوں۔ میں تجھ سے ہی امداد اور روزی طلب کرتا ہوں۔ میں انسان۔ پتھر یا موتی کا پجاری نہیں ہوں۔ میں اس دنیا کی سوا نہیں کرتا جو غرض کی دنیا ہے مجھے کسی حسن۔ عزت یا مرتبہ کا لالچ نہیں۔ بادشاہ۔ ساہوکار۔ امرا یا محکمہ نظارت کے ارباب حل وعقد میرے خدا نہیں۔ میں سوائے تیرے دنیا کی کسی اور چیز کی رغبت نہیں رکھتا۔

اے وہ ذات جو عدل و صداقت اور صفوت کا سرچشمہ ہے۔ مجھے تیرا ہی دھیان ہے۔ میں اپنے زندگی کے کاموں میں اپنا سر تیرے ہی آگے جھکاتا ہوں۔ دنیا سورج اور

چاند ہی میرے دونوں ہاتھوں میں کیوں نہ رکھ دیں میں سچائی سے منہ موڑتے ہوئے برائی سے ایکہ نہیں کروں گا۔ جھلسی ہوئی ریت پر ہی میرا جسم کیوں نہ جلے میرا کینہ صحرا کی پھکتی ہوئی زمین ہی میں کیوں نہ تباہ ہو جائے۔ میں تو بہرصورت اسے صداقت کے نشان تیرے ہی بھجن گاؤں گا۔ میرے دل میں تیرا ہی خیال رہے گا۔ جسمانی خوشی اور دماغی مسرت اسی میں ہے کہ تجھ سے لو لگی رہے۔ میرے لاڈلے اور چہیتے ہتھیاروں سے قیمہ قیمہ کر دیئے جائیں ظالم اور جابر بادشاہ غیظ و غضب میں آ کر مجھے ہلاک کر دے پھر اسے عدل و انصاف کے نشان میں غلط کاروں کی حمایت نہ کروں گا۔ بے انصافی کے دامن میں پناہ نہیں ڈھونڈوں گا اور نہ بیٹے کو پوجوں گا اور نہ خاندان کو نہ حیثیت کی پرستش کروں گا نہ جاہ و منصب کی۔ بس ایک تجھ سے ہی تعلق جوڑوں گا۔

پس مجھے توفیق عطا فرما تاکہ میرے تصورات میں خلل واقع نہ ہو تاکہ میں تیری محبت اور دنیا کی کشش کی کشمکش میں تیرا ہی گن گاؤں تاکہ میں مضبوطی سے عدل و انصاف کا علم تھاموں اور دنیاوی زندگی کی تمام عیاشیوں اور خوش مزگیوں کو پاؤں میں کچل ڈالوں۔

مجھے سیدھے راستہ پر چلا۔ جو سچائی کا صاف اور پختہ راستہ ہے۔ ہو تجھ تک پہنچنے کا بہترین راستہ ہے تاکہ میں تیرے راستہ سے نہ بھٹکوں، میں خوشی، دولت یا کوئی موقعہ حاصل کرنے کے لئے گناہوں میں نہ مبتلا ہو جاؤں کہیں خوف یا لالچ میں آ کر میں راستہ نہ چھوڑ بیٹھوں۔ میری روح کی روشنی پھیکی نہ پڑ جائے۔ حسن یا دولت کی چمک دمک اس پر نہ چھا جائے تیرا پیغام جو دل کی گہرائیوں میں گونج رہا ہے۔ جسم و جان کی تباہی کے خوف سے مال و زر یا اعزہ و اقربا سے لگاؤ کے باعث۔ خاموش نہ ہو جائے۔

اے میرے رب! تو ایسا رب ہے جس کا کوئی ہمتا یا ثانی نہیں۔ مجھے حق و صداقت کے راستہ پر چلا۔ اس راہ پہ نہ ڈال جو مجھے بھٹکا دے اپنے غصہ و غضب کے راستہ پر چلنے سے روک۔ ایسا راستہ بھی نہ ہو جو مجھے سرکشی پر آمادہ کر دے۔ اے منصف و عادل

شہنشاہ! بے انصافی اور ظلم کی راہ سے بھی بچائے رکھ۔ اے میرے پیاروں کے پیارے رب مجھے اپنی محبت کی راہ پر ڈال! اپنی رضا اور خوشنودی کی شاہراہ پر چلا۔ وہ راہ جو تیرے نور سے منوّر ہے۔ وہ راہ جس پر تیری محبت کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ مجھے اس صداقت اور اس راستبازی کے راستہ پر چلا۔ تو رحیم ہے۔ تو رحمان ہے بیچاروں اور بیکسوں پر رحم فرما۔ تیرا رحم! کیسا رحم! نیکی کا سرچشمہ۔ نیکی سے تو راضی ہوتا ہے تو وہ دوہے تواب الرحیم ہے۔ کوئی تیری عبادت کرے تو تُو اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی اس سچائی۔ نیکی اور اطاعت کے راستہ پر چلا۔

تیرا راستہ جس پر سینکڑوں آدمی دریاؤں اور سمندروں کو عبور کرتے ہوئے گھاٹیوں اور پہاڑوں سے گذرتے ہوئے۔ جنگلوں اور بیابانوں سے ہوتے ہوئے گذر چلے ہیں اور جنہوں نے تیری ذات لامحدود کے نور سے اپنی نگاہوں کو جلا بخشی ہے۔ میں بھی اسی راستہ پر چلوں گا اور تجھ تک پہنچوں گا۔

عزت وعظمت سزاوار ہے اس ذات باری کے لئے جس نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ جس نے زندگی کو بقا عطا کرنے والا نقش سلیمانی مرحمت کیا ہے نماز میرے ایمان کا منبع ہے۔ میرے ضمیر کی قوّت ہے۔ میں ہر نماز کے بعد اپنے نور ایمانی کے اندر ایک اور نور کا اضافہ پاتا ہوں۔ میرے دل و دماغ ایمان کی نئی قوت حاصل کرتے ہیں۔ میرے ضمیر کی آواز میں ایک نیا سُر پیدا ہوتا ہے، نماز نیکی کا آب حیات ہے۔ میں اس کی ایک گھونٹ پی کر ہمیشہ کی زندگی کا لطف اُٹھاتا ہوں۔ میں دنیا کی اس میلی کچیلی زندگی کے سفر میں نماز کے پاک و صاف چشمہ میں نہاتا ہوں اور اتنی لطافت حاصل کر لیتا ہوں جتنی کہ ایک پھول کی خوشبو میں ہوتی ہے۔ اتنی چمک دمک پا لیتا ہوں جتنی ایک کرنیں ڈالنے والے چمکدار سورج میں ہوتی ہیں۔

پس نماز میری زندگی بھر کا عہد ہے۔ میں نماز ادا کرنے کے بعد برائی کے راستہ

پر نہیں قدم رکھتا۔ میں اپنے جسم کو طاقتور اور مضبوط رکھنے کے لئے بہتر سے بہتر غذائیں استعمال کرتا ہوں۔ طالب علم اپنے سبق کو دوہراتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو بھول جائے سپاہی اپنی سنگینوں کو تیز رکھنے کے لئے بار بار صاف کرتے ہیں۔ میرے دل میں عدل و صداقت کے احساسات ہیں میں اپنے سر میں شرافت کی عظمت کا خیال رکھتا ہوں لیکن تاہم جب کبھی حق و عدالت یا عظمت و ایثار کا بیان واعظین و مقررین کی فصیح و بلیغ تقریروں میں سُن پاتا ہوں۔ میرے اوپر ایک وجد کا سا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ دماغ شرافت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ رشتہ داریاں اور کنبہ داریاں ہماری زندگی سے کتنا گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک شخص اپنے بچوں اور بیوی کی خاطر کس قدر ذلت کے گڑھوں میں گرجاتا ہے، کتنے ہی رنج و الم کے بوجھ میں وہ دبا ہوا ہو لیکن جب وہ اپنے مذہب اور ہم مذہبوں کی توہین سُن پائے تو اس کے تمام جسم میں آگ سی لگ جاتی ہے وہ اپنے سب عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھول جاتا ہے۔ ان کے شادی و غم کو فراموش کر دیتا ہے اور فوراً اپنے مذہب۔ ملک اور قوم کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ پس اگرچہ میں صاحب شعور ہوں لیکن تنہا میرا شعور میرے لئے کافی نہیں۔ اس کو زور و قوت پہنچانے کی ضرورت ہے اگرچہ میں مخلوق کی خدمت میں مشغول رہتا ہوں تاہم ضرورت ہے کہ میں خالق سے بھی لو لگاؤں اور اس کی محبت اور نیکی حاصل کروں۔ اس طرح میں خدمت خلق میں اور بھی زیادہ حصہ لے سکوں گا۔

میں اکثر دنیاوی مصروفیات کے عالم میں جبکہ برائیاں اور خوشیاں رنج و الم مجھے گھیرے ہوتے ہیں۔ سوچ میں پڑ جاتا ہوں اور دل و جان سے نیک بننے کا عہد کرتا ہوں اس عہد سے میرے دل کے اندر پاکیزگی اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ میری زندگی کا مالک ہے لیکن وہ مجھے نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے دماغ کو سکون اور دل کو راحت حاصل نہیں ہوتی۔ آسمان کی نیلی چھت اسی کے نور سے منور ہے

تازگی بخشنے والی ہوائیں بلکہ لق و دق صحرا اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں دل اس کی پکار سنتا ہے۔ وہ میرے ظاہر و باطن پر چھایا ہوا ہے، وہ میری شاہ رگ سے بھی زیادہ مجھ سے نزدیک ہے تاہم نہیں اسے دیکھ سکتا ہوں نہ چھو سکتا ہوں۔ یہ میری مجبوری میرے دل کی خلش کو اور بڑھاتی ہے اور زیادہ مجھے اس کی دید کی تڑپ ہوتی ہے۔ یہ غم ایسا غم ہے جو دن رات میرے دل کو پاکیزہ کرتا رہتا ہے۔ میرے گل دماغ کی پنکھڑیاں کھلنی شروع ہوتی ہیں اور آہستہ آہستہ اس کے نور کی آغوش میں لیجاتی ہیں۔

وہ کہاں ہے۔ پیاروں کا پیارا۔ نزدیکوں کا نزدیک۔ مجھے اس سے واصل ہونا ہے وہ جو حسن کے تخیل سے بھی وراء الورا ہے نظر سے مستور رہتا ہے اور میری تمام طاقتوں کو اور میرے تمام مرغوبات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میرے زندگی بھر کے رنج و غم اور میری ہمیشہ کی بندگی اسی کے حصول کے لئے ہے۔ میں بے چینی کے ساتھ اس کی طرف محبت کی پیاس لے کر دوڑ رہا ہوں اور جب انجام کار اپنے انتہائی زہد و طاعت کے بعد میں اس سے واصل ہو جاؤں گا میری تمام بے تابیاں جاتی رہیں گی۔ میری پیاس بجھ جائے گی، دل کو سکون۔ طبیعت کو راحت اور دماغ میں روشنی پیدا ہو جائے گی، میں یہی امید اور پیاس لئے بیٹھا ہوں۔ کس تنگ دائرہ میں میں اپنی زندگی کے دھارے کو بہاؤں۔ کس ساحل پر میں اس طوفانی سمندر کے بہاؤ کو روکوں؟ کس حد اُفق پر جاکر میری دائمی پیاس بجھے گی؟ میں اسے کہاں ڈھونڈوں جو شاہ رگ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے۔

رب العالمین تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ وہ میرے دل سے قریب ہے۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اس کا خیر مقدم کروں گا، وہ خلوت کدہ میں روپوش ہے۔ میں بھی جب تک اس خلوت کدہ کی خاموشیوں میں کھو یا نہ جاؤں گا اس تک نہ پہنچ سکوں گا۔ یہ آوازیں خاموشی میں کہاں گم ہو جاتی ہیں۔ حسن کے دریا کا بہاؤ زمین

آسمان اور ستاروں سے پروئے ہوئے ہار سے باہر کس خلا میں جاکر گم ہو جاتا ہے اس خاموش و تنہا مقام پر اس کا وصل حاصل کرونگا۔ میں اسی لئے اس کی اطاعت میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا۔ اور میں انتہائی آرزو میں کمی واقع نہیں ہونے دونگا۔

کیا تم بتا سکتے ہو کہ ایک محدود و لامحدود کے متعلق کیا تخیل قائم کرسکتا ہے، میں کس طرح بتا سکتا ہوں؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ قلب انسانی کے رنج و غم کو کون سمجھ سکتا ہے؟ کس طرح ایک ذرۂ بے مقدار میں آسمان کا عکس پڑ سکتا ہے؟ کس طرح تمام کائنات ہماری چھوٹی سی آنکھوں میں سما سکتی ہے؟ میں آنکھوں سے بہتر ہوں۔ موتیوں سے اعلیٰ ہوں۔ مجھے مادیت کی روشنی میں نہ جانچو۔ میری دائمی زندگی کی لامحدود پیاس ذات لامحدود کی طرف راغب کرتی ہے۔ اور میرے غور و فکر کی آنکھوں میں وہ غیب الغیب ہستی بڑے بڑے خیالات پیدا کرتی ہے اور میں عمیق احساسات کی اکسیر میں ڈوب کر اس کی ذات کو پا لیتا ہوں۔

اسلام کا سائنس پر احسان

علم کیمیا کی متعدد اکتشافات

اعلیٰ حضرت شہنشاہِ معظم حال ہی میں لندن کے "مرکز ثقافت اسلامیہ" میں رونق افروز ہوئے اور ان تدابیر کے سلسلہ میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا گیا جو جنگ کے بعد حکومت برطانیہ کی طرف سے پیش کئے ہوئے قطعۂ زمین پر ایک مسجد کی تعمیر کے متعلق عمل میں آ رہی ہیں۔

اس جلیل القدر رونق افروزی سے بالخصوص عام اطمینان کی کیفیت پیدا ہو گی اور ارباب سائنس کے دماغ میں یہ یاد تازہ ہو جائے گی کہ آج سے ہزار سال پیشتر صرف اسلام ہی سائنس کا مشعل بردار تھا۔ قیام امن کے خوش آیند تصور کے پیش نظر ہمیں امید ہے کہ مسلمانوں کی سائنٹیفک عبقریت (Genius) ایک گہری نیند کے بعد دوبارہ اپنی پرانی شان و شوکت کے ساتھ بیدار ہو گی۔

یہ امید اس اعتقاد کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ دنیا کی کئی قوموں نے علم کی ترقی و فروغ میں حصہ لیا ہے۔ آخری تین یا چار صدیوں کے دوران میں مغربی انداز فکر نے سائنس میں نمایاں ترقی کی صورت پیدا کی ہے لیکن سائنس کی ترقی بنیادی طور پر تصور انسانی کی زرخیزی پر مبنی ہے۔ کیکول کے الفاظ "ہم کو خیالات کی جولانیوں سے باز نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ نظریات اسی صورت سے ڈھالے اور باندھے جاتے ہیں۔" ہم اب اس ٹیڑھے قاعدے سے واقف ہو چکے ہیں جس کے ذریعہ تصورات جانچے جاتے ہیں لیکن اس امر کی تہ کو کوئی نہیں پہنچ سکا کہ آج کل خیالات کا بہاؤ ضرورت سے زیادہ ہو چلا ہے۔ اس جہت

سے احیاءِ علوم اسلامیہ کو کافی اہمیت دی جاسکتی ہے اور ہمیں بھروسہ ہے کہ حکومت نے لندن کے اسلامی مرکز کی مضبوطی میں جو حصہ لیا ہے۔ یہ ایک قابل داد وسیع حکمت عملی کا ایک کھلا نشان ہے۔

ماضی کا جائزہ

مستقبل کے امکانات کی جھلک ماضی کے پختہ تصوّر کی صورت میں نظر آسکتی ہے اسلئے ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اس اہم کام کا اندازہ کریں جو مسلمانوں نے اسلام کے عروج کے زمانہ میں سرانجام دیا تھا۔ ہر طرف پھیلی ہوئی مذہبی خانہ جنگیوں کے فوراً بعد یہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی تھی کہ اسلام کی تاریخ میں ایسے سال بھی آئیں گے جبکہ علم کی نشر و اشاعت اور حصول کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر قائم ہو۔ تاہم یہ غیر یقینی منظر بہر کیف اسلام کے ابتدائی دور کی نمایاں خصوصیات میں داخل ہے۔ بہت سے خلفاء مثلاً ہارون الرشید نے عیسائی یہودی اور دیگر غیر مسلم ارباب علم کے ساتھ قابل قدر رواداری کا ثبوت دیا۔ ان خلفاء نے بہت سے دارالعلوم۔ رصد گاہیں اور ہسپتال رفاہ عام کے لئے وقف کر دئے تھے انھوں نے یونانی رسائل و کتب کے مسودات ترجمہ کروانے کی غرض سے مہیا کئے تھے اور ہر ممکن طریق سے انھوں نے ترقی علم کے لئے سر توڑ کوششیں صرف کیں۔

ایسی روشن حکمت عملی بہت جلد پھول پھل لے آئی۔۔۔۔ اس موقعہ پر سرسری طور پر اشارہ کیا جاسکتا ہے ان ایجادات کے متعلق جو مسلمانوں نے الجبرا۔ علم مثلث۔ اور علامات اعداد کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیں۔ نشانِ صفر کا ریاضی میں اہم اضافہ انہیں کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس علم ریاضی کی ترقی کے ساتھ ساتھ علم ہیئت علم کیمیا۔ طبیعات اور علم الادویہ میں بھی اپنے تجربات پیش کئے۔ البطانی نے جس کا انتقال ۹۲۹ء میں ہوا ہے۔ زاویہ کسوف۔ منطقہ حارہ کے سال کی مدت اور آفتاب کی خفیف گردش کی دریافتیں کیں۔ اس نے کسوف و خسوف کے امکاں پر دلائل قائم کئے

اس نے استوائی اضلاع کے سباق کی قدر و قیمت کا دوبارہ جائزہ لیا۔ اس کے محتاط شاہدات جن کا تعلق شمسی اور قمری کسوف و خسوف سے تھا اس قدر قابلِ اعتماد تھے، کہ ۱۷۴۹ء میں ایک انگریز ماہر علم ہیئت ڈنتھورن نے قمر کی حرکت خفیفہ کے ازیاد کا اندازہ لگاتے ہوئے انہیں سے استفادہ کیا تھا۔

الحزن

طبیعات میں نمایاں شخصیت کا حامل ابن الہیثم تھا جس کو مغربی دنیا میں الحزن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ صاحب کمال ۹۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۰۳۳ء یا ۱۰۳۹ء میں رہگرائے ملک بقا ہوا۔ یہ ایک غیر معمولی ذہانت کا مالک تھا۔ بیشمار قدیم فلاسفہ کے نظریات کے خلاف جن کا نظریہ یہ ہے کہ آنکھ دیدنی شئے پر شعاعیں بکھیرتی ہے اس نے یہ ثابت کیا کہ علت بصریہ شئے مبصرہ سے ظہور میں آتی ہے۔ اس نے انعکاس نور کے قوانین میں سے ایک قانون کا اکتشاف کیا یعنی یہ کہ زاویۂ شئے مبصرہ اور زاویۂ منعکس دونوں ایک سطح پر ہیں۔ اس نے طبقاتی اور تمثالی شیشوں کا مطالعہ کیا اور ایک وہ متفقہ مسئلہ جس کے حل کرنے کی اس نے کوشش کی، وہ ابھی تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔ ایک روشن نقطہ کی حیثیت اور آنکھ کی حیثیت فرض کر لیجئے۔ وہ نقطہ معلوم کرنا چاہیئے جو طبقاتی۔ ودری یا اعوجاجی آئینہ کا علم حاصل کرنا چاہیئے جس میں کسی شئے کا عکس پڑتا ہے۔ الحزن وہ پہلا شخص ہے جس نے انسانی آلۂ بصارت کا تفصیلی بیان پیش کیا ہے۔ اس کے کرہ ناری کا مطالعہ ارتکازِ نظر کی نوعیت کے قوی تخیل کو ظاہر کرتا ہے تصویر کی بلند نظری واضح ہو۔ اس نے ...... وائرہ اور رنگ کی وضع و ہیئت میں ایک ندرت پیدا کر دی ہے۔ کیمرہ کے باضابطہ استعمال سے اس نے حالت خسوف و کسوف میں آفتاب کی نصف القمری شکل کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس علمی فتوحات کی فہرست سے جو مفصل نہیں پیش کی گئی الحزن کے ایسے کمال کا ثبوت بہم پہنچتا ہے جو

جو ہر زمانہ کے ارباب سائنس پر اس کی فوقیت پر دلالت کرتا ہے۔

البیرونی جو ۹۷۳ء سے ۱۰۴۸ء تک اس خاکدانِ عالم میں رہا اس حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے کہ اس نے نوعی کششوں کی تعیین میں ایک اختیاری ہوشمندی کا ثبوت دیا۔ جس اصول پر اس نے اپنی تحقیقات کی بنیاد رکھی۔ اس کا تعلق ارشمیدش سے ہے۔ لیکن البیرونی نے اس شان سے اس اصول میں اضافہ کیا کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ سونے۔ پارے۔ لوہے۔ تانبے۔ ٹین اور سیسے کے کشش نوعی کی رو سے اعداد شمار علی الترتیب: ۱۹،۰۵، ۱۳،۵۹، ۷،۷۴، ۸،۳۰، ۸، ۷،۷۷، ۱۵ اور ۱۱،۲۹ موجودہ اقدار سے حیرت انگیز مناسبت رکھتے ہیں۔ الخازنی جو ایک صدی بعد عالم وجود میں آیا۔ اس نے اس کی عددی وسعت میں اور اضافہ کیا اور نہایت صحت سے یہ ثبوت بہم پہنچایا کہ منجمد پانی اور انتہائی گرم پانی دونوں اس پانی سے جس کی حرارت میں درجۂ اعتدال ہے۔ دبازت میں کم ہیں۔ انہوں نے مزید اس امر کا بھی مشاہدہ کیا کہ ہوا کی لطافت اس چیز کے وزن کی قیمت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جس میں وزن کیا جائے ان اعداد و کوائف کی رو سے اس کا یہ دعوےٰ کہ ایسے بوجھ کا وزن کیا جا سکتا ہے جو ۲،۱ ک ج ہو بلکہ ۰،۶۶ بھی ہو، صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس دعوے کو دیگر معقول شواہد سے بھی تقویت پہنچائی ہے جن کی رو سے وقت کے سائنٹیفک وزن کا شعور بھی پیدا ہو سکتا ہے جن کی نمایاں حد ایک ملی گرام یا اس کے لگ بھگ ہوگی۔

اسلام کا احسان علم کیمیا پر

علم کیمیا بھی اسلام کا شرمندۂ احسان ہے۔ تاریخ میں زبردست کیمیا کا ماہر جابر بن حیان ہوا ہے جس کی بہت سی تصانیف دستیاب ہوئی ہیں۔ اس کے حالات زندگی کا بہت کم سراغ ملا ہے۔ اور وہ صدی بھی جس میں اس نے اپنے فن میں ترقی کے جوہر دکھلائے معرض بحث میں ہے اہم چیز یہ ہے کہ اس نے یہ امر واضح کر دیا کہ علم کیمیا میں اختبارات

سے گریز نہیں کیا جا سکتا اگرچہ اس نے باتوں کے طوطا مینا نہیں اڑائے نہ خیالی دنیا کی بے تکی باتیں کیں تاہم اس کی تصانیف سے تو صاف روشن ہے کہ اس نے اختبارات کے پہلو کو خوب نباہا ہے اور جس سے اس کی ذہانت اور حسن کارکردگی کا پتہ چلتا ہے۔ نظریاتی حیثیت سے اس نے گوگرد پارہ کو دھاتوں کی بناوٹ میں شامل ثابت کیا ہے یہ انتہائی کیمیاوی نظریہ ہے جو صدیوں تک معمول بہ رہا یہاں تک کہ لیوائزر کی سائنٹیفک بصیرت نے اس میں ایک تغیّر پیدا کر دیا۔

جابر بن حیان کے بعد دوسرے درجہ پر ذکریا رازی کا مقام ہے۔ اس نامور ہستی نے ارسطو کے بعد فلاسفہ یونان کی ذہنی پیروی میں کمال حاصل کیا تھا۔ اس کی کیمیاوی تحریروں سے یہ نظر آتا ہے کہ اس کو معروضی صداقت سے لگاؤ اور متوہمانہ و ساحرانہ روش عمل سے بیر تھا۔ اور اس کو ایسے امور پہ کافی اعتماد تھا جو اختبار و تجربہ سے ثبوت حاصل کریں علم کیمیا میں اس کی یہ خدمت کہ اس نے کیمیاوی اجزائے مادہ کی باقاعدہ فہرست تیار کر دی ہے کوئی معمولی خدمت نہیں۔ اس نے ساتھ ہی ان کی تشریحات اور خاصیات پر روشنی ڈالی ہے۔

دیگر اکتشافات

عملی کیمیا میں کہا جاتا ہے کہ وہ دریافتیں ہوئیں جن کا تعلق معدنیات انگریزی دوا سازی اور اسی قسم کی اکتشافات سے ہے۔ یہ اکتشافات متعدد تھیں۔ معلومات کا ذخیرہ کافی اکٹھا ہو گیا تھا۔ غالب گمان یہ ہے کہ گندھک اور تیزابی مادے مسلمان کیمیاگروں نے ایجاد کئے تھے۔ تیرھویں صدی کے قریب زر و سیم کی علیحدگی۔ پارہ سے مل کر چاندی کی نکاسی اور سونے چاندی کی آمیزشوں کے طبی تجزئے۔ یہ سب کام قاہرہ کی ٹکسال میں روزمرہ کے سلسلے تھے۔

جغرافیہ۔ علم نباتات۔ علم حیوانات۔ علم جمادات۔ علم اجرام سماوات کے سلسلہ

میں بھی وضع تلامذہ نے خدمات پیش کیں۔ اسلام کا زبردست ماہر نباتات ابن البیطار بہت عرصہ کے بعد ظہور میں آیا اور اس نے یورپ کی سائنس پر عام اثر ڈالا لیکن اس کی نباتاتی تصانیف جو قدیم تصانیف پر مبنی ہیں ایک خاص ترقی ظاہر کرتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ گزشتہ صدیوں کے مسلمان علم سائنس کو کافی اہمیت دیتے تھے اور چونکہ انہیں کام سے خاص شغف تھا اس لئے اصول ومبادی بھی وضع کر دیئے۔ ان کی طبیعت میں معقول پسندی کا جوہر اور مزاج میں اختیار کا ملکہ تھا۔ ذہنی تولید وتحریک کے عروج وزوال لاینحل عقدے ہیں لیکن اس یقین کی جرأت کی جاسکتی ہے کہ جو کام آدمی نے کئے ہیں۔ آدمی سے کئے جاسکتے ہیں۔ اسلامی آبادی کا ایک کثیر حصہ یورپ اور امریکہ کے مقابلہ میں تعلیمی سہولتیں نہیں رکھتا ہے۔ اور جب تک کہ یہ کمی پوری نہ ہوجائے سابقہ عظمت وشوکت کی بازیابی کی توقع محض ایک خواب کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک وسیع مگر بند سائنس کی قابلیت کا بند حوض اپنے پاس رکھتا ہے جس میں ذہانت کا کافی حصہ موجود ہے جس سے دنیا کو صرف نظر نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر یہ فیض عام کا سلسلہ شروع ہوجائے تو اسلام پھر سائنس کی ترقی کے میدان میں جگہ پاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ معظم کی رعایا میں دس کروڑ سے بھی زیادہ مسلمان ہیں۔ نہایت مناسب ہوگا اگر یہ موقعہ برطانی حکومت کی طرف سے میسر آئے اور ایک کوشش کا سلسلہ شروع ہوجائے۔

توحید فی الاسلام۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریاتِ زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب وتمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق وفلسفہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک، حکمت وفضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ کتاب نہایت ہی جامع ہے۔ قیمت بلا جلد ۸ ر

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے ذریعہ یورپ - امریکہ اور کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن** - ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو) (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ شامل ہیں

(۲) **اغراض و مقاصد** - (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پہ زندہ رکھنا (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جنکی اسلام کی تبلیغ کیلئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک** - (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے (۲) اسکو کسی فرقۂ اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** - (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی ہزاروں کی تعداد میں یورپ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین، نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دوبار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین۔ مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کے لئے مسجد ووکنگ

میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ سے تبلیغ کی جاتی ہے انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ انکو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں (۱۰) ووکنگ مسلم مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے۔ (۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں سالانہ چندہ ۸؎ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہیگا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ چھ روپے آٹھ آنہ ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں اس کا سالانہ چندہ ۳؎ ہے اور ممالک غیر کے لئے ۴؎ ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے اور اس کی ترسیل کی رسید ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی مدد فرمائیں۔ ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ خیرات۔ زکوٰۃ۔ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب ہندوستان)

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

بانیٔ مسلم مشن ووکنگ (انگلستان)

نبوّت کا ظہور اتم

المعروف بہ

نبئ کامل صلعم

صفحات (۲۳۲)

قیمت دو روپے

بلا جلد

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرۂ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ مع مقدمہ و تمہید۔

حضرت خواجہ صاحب کی خدمات اسلام جو آپنے محض اللہ کے فضل سے بلاد مغرب میں انجام دی ہیں اب کسی تشریح یا تعارف کی محتاج نہیں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ آپنے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اسکے علاوہ ان غلط بیانیوں کا بھی حتمی طور پر ازالہ کر دیا ہے جو دشمنان اسلام نے حضور سرور کائنات صلعم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں آپ کو نہ صرف تبلیغ و اشاعت اسلام کا تجربہ ہے بلکہ اکابر مشاہیر انگلستان سے تبادلۂ خیالات اور انکی تقاریر سننے کے موقع بھی بیش از بیش ملے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو تحریر بھی آپکے قلم سے نکلتی ہے وہ نہ صرف عالمانہ اور محققانہ ہوتی ہے بلکہ وسعت اور پختگی کیساتھ ساتھ اپنے اندر تشفی کا سامان بھی رکھتی ہے جو لوگ آپکی تصانیف کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو اظہار مطلب کے لئے غیر معمولی لیاقت عطا فرمائی ہے۔ نیز آپکا اسلوب بیان اس قدر دلکش اور دلپذیر ہوتا ہے کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مندرجہ بالا کتاب میں ان تمام خوبیوں کے علاوہ دو خصوصیات اور بھی ہیں اوّل تو یہ کہ باعتبار توضیحت مضامین اور

ندرت خیال، جدت اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اسلوب بیان جو انشا پردازی کی جان اور نظم کا دین و ایمان ہے۔ بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ اور اسی صفت نے اس نثر کی کتاب کو نظم کی طرح دلکش و رنگین بنا دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر پہلو سے جو ممکن العقل ہو سکتا ہے بنی نوع آدم کیلئے اسوۂ کامل ثابت کیا گیا ہے اور لطف یہ کہ اول سے آخر تک کوئی لفظ محض جذبات پرستی کے ماتحت نہیں لکھا گیا وہ تاریخی اور تنقیدی دونوں پہلوؤں سے نہایت صحیح اور مستند ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدم قدم پر مغربی مصنفین اور دشمنان دین کی تدلیسات و تلبیسات کا دامن چاک کر دیا ہے ان کی خوردہ گیریوں کا جواب شافی موجود ہے۔ اور جو زہریلے خیالات پادریوں کی تحریرات سے آجکل مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں ان کی تریاق ہر سطر میں موجود ہے۔

سوانح نگاری کے عام طریقہ کو چھوڑ کر آنحضرت صلعم کی خوبیوں کو زیب عنوان بنایا گیا اور یہ ثابت کیا ہے کہ۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ❊ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ذی فہم پر روشن ہو جائیگا کہ ارفع خصائص ایک ہادی کے لئے عقل انسانی تجویز کر سکتی ہے وہ سب کے سب بدرجہ اتم آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں گویا یہ کتاب غیر مسلم کیلئے تحفہ بے نظیر ہے اور مسلم کے لئے شمع تنویر۔

فہرست مضامین

باب (۱) اول

کیا اوتار پیروی انسانی کے لئے کوئی نمونہ بن سکتے ہیں؟

اہل مغرب کے دماغوں میں نئے مذہبی احساس کا ظہور (۲) خدائے مصلوب اب لوگوں کا مطمح نظر نہیں رہا۔ (۳) خدائے مجسم انسان کیلئے مطمح نظر نہیں ہو سکتا۔ انسان کا مطمح نظر صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ یسوع بحیثیت انسان بڑے اعلیٰ کیریکٹر کے مالک ہیں لیکن بحیثیت خدا، آپ صفات شوکت کی تخریب کا باعث قرار پاتے ہیں (۴) آئین عالم کا خاتم ہو گیا اور یسوع مسیحیان عالم کے سلسلہ کی آخری کڑی تھے (۵) مذہب مواعیظ و مذہب رسومات شرعیہ۔ کلیسائی رسومات در اصل بت پرستی کی دوسری شکل ہے۔ پولوس اور رسوم کلیسائی سینٹ ٹرٹولین کا یسوع سے پہلے بہت سے خدا کے بیٹوں کی طرف اشارہ جو سب بلا باپ کے پیدا ہوئے تھے رسومات شرعی اور دیگر توہمات کا وجود قدیم زمانہ میں مشرق میں پایا جاتا تھا۔ اور مغرب نے اس معاملہ میں محض مشرق کی تقلید کو روا رکھی ہے۔

باب (۲) دوم

انبیاء اللہ بہ شکل اسوہ

وعظ و تلقین رسوم شرعی پر غالب آتی جاتی ہے اور مذہب میں ہم آہنگی کا باعث رہی ہے۔ تمام انسانوں کو خدا کی طرف سے ہدایت عطا ہوئی تھی لیکن دیگر انبیاء کی سوانح حیات اور انکی ہدایت دونوں بمشکل دستیاب ہوتی ہیں یسوع کی تعلیم ممکن ہے کسی مجرد شخص یا تارک الدنیا کیلئے مفید ہو لیکن قومی اور بین الاقوامی زندگی میں مطلق کارآمد نہیں۔ صرف آنحضرت صلعم ہی صحیح معنوں میں تاریخی شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ کو اشرف الانبیاء اور اکمل الرسل تسلیم کرنے کے دلائل عقل کی باتیں پرندوں سے بھی مل جاتی ہیں لیکن قول بغیر تائید بار آور نہیں ہوتا مسیحیت کی تاریخ ظلم و ستم کی داستان ہے جن اخلاقی اصولوں کی دوسرے انبیاء نے تعلیم دی تھی ضروری نہیں کہ انہوں نے اس پر عمل کر کے بھی دکھایا ہو۔ چند دعاؤں۔ یا چند معجزات یا چند بد دعائیں دینے سے یا چند مواعیظ بیان کرنے سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ نبی کی بعثت کی علت غائی یہ ہے کہ انسانیت کو ارتقائی مدارج طے کرائے۔ آنحضرت صلعم کی نبوت کی جملہ شرائط بدرجہ اتم موجود ہیں یسوع پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا۔ ڈاکٹر زویمر کی عدم واقفیت بکس دنیا کی ابتداء اور انتہا ہے اور منجی بھی۔ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔

ختم نبوت کی تشریح۔

باب (۳) سوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دُنیا کی حالت

ظہور اسلام سے قبل دُنیا پر اخلاقی ذہنی اور روحانی لحاظ سے تاریکی چھائی ہوئی تھی مسیحیت ناکارہ اور بیجان تھی دوسرے مذاہب بھی تاثیر سے خالی ہو چکے تھے۔ کل دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ اور ایک اولوالعزم پیغمبر کی ضرورت تھی۔ مسیحؑ اور موسیٰؑ دونوں ایام تہذیب میں مبعوث ہوئے تھے لیکن آنحضرت صلعم اشد جہالت کے موقع پر اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے جبکہ دنیا کا اخلاقی مطلع سخت تیرہ و تار ہو رہا تھا مسیحیت بُت پرستی کا شکار ہو چکی تھی۔ اور وحی الٰہی اوہام باطلہ میں دب کر رہ گئی تھی قرآن مجید اپنے نزول کی وجہ بیان فرماتا ہے۔ ڈین انجی اور تجدید کلیسا گویا قرآن شریف کی ضرورت کا اعتراف ہے۔ تحریک جدید کے تقاضوں کی قرآن مجید میں پیش بندیاں۔ اصلاح سے کلیسا میں اصلاح نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ ایک سیاسی تحریک تھی۔ وحی الٰہی کیلئے ہمہ گیری شرط ہے مسیحیت نقائص سے مملو ہے۔ جدید مصلحین کلیسا کی کوشش۔ انسان مذہب قائم نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلعم کا توحید کا عقیدہ از سر نو دنیا میں قائم کر دینا گویا تمام لوگوں پر ایک احسان ہے۔ عقیدۂ تثلیث دراصل مشرکانہ خیالات سے ماخوذ ہے۔ آنحضرت صلعم سے پہلے مسیحیت مختلف مذہبی مباحث کی جولانگاہ بنی ہوئی تھی۔ شرک فی التوحید اب روبہ تنزل ہے۔

باب (۴) چہارم

بعثت عظمیٰ

مسیحؑ اور موسیٰؑ کی رسالت مختص بالقوم تھی لیکن آپ کی رسالت عالمگیر ہے کیونکہ دنیا عالمگیر پیغام کی خواہشمند تھی۔ بشپ آف لنڈن اور بعثت مسیحؑ۔ ان کے خیالات کی تنگ نظری، قرآن مجید اور مسئلہ ارتقاء، قرآن مجید نے اس مسئلہ کو سب سے پہلے صحیح طور پر سمجھایا۔ آنحضرت صلعم نے دنیا کو علوم جدیدہ کا پیغام دیا۔ آپکے پیغام کی عالمگیریت۔ آپ ہی نے سب سے پہلے انسان کی مخفی قوتوں اور نقائص سے آگاہ کیا۔ نقائص کو دور کرنے اور خوبیوں کو ترقی دینے کا طریقہ سمجھایا۔

باب (۵) پنجم

شخصیت کامل

آپ عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ آنحضرت صلعم دنیا کے بزرگ ترین انسانوں میں سے ہیں ڈیلی اکسپریس آپ اپنے صادق ہونے پر نہایت مستحکم ایمان رکھتے تھے۔ دیرینہ عیوب اور باطل عقائد کا مقابلہ کرنے میں نہایت جری اور بےخوف تھے

آپ نے کبھی دوسروں سے مدد کی خاطر دل خوش کن مدد کے وعدے نہیں دیئے تھے۔ اُن کے دلوں میں غلط امیدیں پیدا نہیں کیں نہ بلند آہنگ دعاوی کئے بلکہ آپ کا دعویٰ صرف یہی تھا کہ میں تو ایک ڈرانیوالا ہوں۔ آنحضرت صلعم ہر پہلو سے انسان تھے اور اس لئے انسانیت کیلئے کامل نمونہ بن سکتے ہیں۔ آپ بادشاہوں کیلئے بھی ایک نمونہ ہیں۔ اظہار تفاخر سے نفرت اور معاشرت میں سادگی ملحوظ فرماتے تھے اور ورثا کے لئے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔

باب ششم
مکمل سیرت (کیریکٹر)

بعثت سے پیشتر بھی آپ کا چال چلن نبوت کے شایاں تھا۔ اپنوں کی شہادت یسوع اپنے اقرباء کو مطمئن نہ کر سکے آپ کی صداقت کے متعلق آپ کے دشمنوں کی گواہی۔ اہل مکہ کی مخالفت۔ ہر قسم کی سختیوں کے مقابلہ میں آپ کا عظیم الشان استقلال آپ نے اپنی زندگی میں شیطان کو عملاً شکست دی نہ کہ محض کشفی طور پر۔ اہل مکہ کا چیلنج اور آپ کا استقلال۔ اہل مکہ کا آپ کے خاندان سے مقاطعہ کلی۔ آپ کا عزم طائف جانا۔ اہل طائف کی سنگدلی۔ آپ کا خدائے مطلق پر کامل اعتماد۔ تکلیف کے وقت آپ کی اور یسوع کی دعاؤں کا موازنہ۔ اہل مدینہ کا آپ کی خدمت میں آنا اور پیمان وفا کرنا۔ اہل مکہ کا ایذا رسانی میں شدت کرنا۔ انکا جوش و خروش اور آپ کو قتل کرنیکے منصوبے۔ آپ کی ہجرت۔ سید امیر علی کے الفاظ میں آپ کی مکی زندگی کا خلاصہ۔ آپ کی مدینہ کی زندگی بھی آپ کی خوبیوں کے اظہار کے سلسلہ کی ایک ضروری کڑی ہے کیونکہ اس ضمن میں آپ کی بعض اعلیٰ صفات بروئے کار آئیں۔ آپ نے آسمانی بادشاہت دنیا میں قائم کر دی۔ مدینہ میں سونے اور چاندی کی کثرت تھی لیکن آپ کا دولتکدہ ان چیزوں سے خالی تھا۔ آپ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ خود گرسنہ رہتے تھے مگر دوسروں کو کھلاتے تھے۔ آپ دنیا میں بطور مسافر تھے۔ ضروری سامان سے زیادہ کوئی نہ رکھتے تھے۔ آپ کا مشغلہ محض اخلاق پر عمل کرنا۔ انکی تلقین کرنا اور ایثار کا سبق دینا تھا۔ عملاً ثابت کیا کہ معاہدات ملکی ردی کاغذ کے پرزے نہیں ہوتے بلکہ مستند اور محترم دستاویز ہوتے ہیں۔ ایفائے عہد کا بیحد خیال فرماتے تھے۔ فتح مکہ اور آپ کی علو ہمت۔

باب (۷) ہفتم
حصول منتہائے کامیابی

صرف آپ ہی ایسے نبی گذرے ہیں جو اپنے مقاصد میں کامل طور پر کامیاب ہوئے موسیٰؑ اور یسوعؑ دونوں اپنی زندگی میں ناکام رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحات کے متعلق ایک عیسائی نقاد عینی کی شہادت۔ نجاشی حکمران ملک حبش کے دربار میں آپ کی کامیابی

پرسر ولیم میور کی شہادت، خلیفہ اعظم حضرت عمرؓ کی حالت اسلام سے قبل اور ما بعد، کارائل کی شہادت، عربوں کی حالت آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد، آپؐ کی بے نظیر کامیابی آپؐ کی اعلیٰ روحانیت کی دلیل ہے۔ صحابہ کیساتھ آپؐ کی مودت حیرت انگیز اصلاح، آپؐ کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ لوگوں کے لیئے ایک اٹل قانون ہے۔ سال نمایندگی آپؐ کا آخری خطبہ اور مقصد کی تکمیل۔

باب (۸) ہشتم
بہترین معلم دین

مقصد مذہب پوشیدہ طاقتوں کو ظاہر کرنا ہے۔ آپؐ نے قلب انسانی کا تجزیہ فرمایا۔ شہوت اور غضب یہ دو جذبات آپکی نظر میں تمام جذبات کی اصل ہیں ان کی اعلیٰ وادنیٰ صورتوں کا بیان، بہشت کوئی مقامی بہتیں ہے۔ ڈین اینگی اور مسیحی بہشت۔ بہشت کا اسلامی تخیل، بہشت اور دوزخ حیات بعد الموت کی دو مختلف حالتوں کا نام ہے۔ نور و قوت انسان کے لئے بمنزلہ لباس ہے ہفت بہشت قرآنی دراصل ہفت ارتقائی منازل کا نام ہے یسوعؑ کا علم ناقص تھا۔ انسان مائل بہ ترقی ہے۔ اور اس کے ارتقائی سفر کا بیان۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نمونہ ہے اور ہمیں الوہی صفات اپنے اندر پیدا کرنے ضروری ہیں۔ خدا کا مسیحی اور اسلامی تخیل اخلاق یا نیکی دراصل آلہی صفات کا پرتو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر قرآن کا مرکز ہے۔ اسلامی نماز اس بات کے جانچنے کا موقع ہے۔ آلہی صفات کیا ہیں اور ماں ہیں اور ہمارے اخلاق میں کس حد تک ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے۔ اسلامی طریق حیات، اسلامی طرز تحیۃ۔ انسان اور خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ توحید کا حقیقی جلوہ صرف اسلام ہی میں نظر آتا ہے توحید کا مقصد خدا غیر مشخص نہیں۔ قوائے انسانی اور معصومیت فطرت۔ مسئلہ خیر و شر۔ عالمگیر اخوت اسلامی عالمگیریت کے بانی آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ جملہ انبیاءؑ معصوم ہیں۔ اس معاملہ میں مسیحی مبلغین کی عجیب ذہنیت اسلام میں مقامی طور پر مذہبی رواداری موجود ہے مسیحی اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ آپؐ کے اور آپؐ کے خلفاء کے معاہدات اور فرمان آزادی ضمیر۔ آپؐ نے سب سے پہلے دنیا کو تلوار کا صحیح استعمال سکھایا اسلام میں اس کے استعمال کا موقعہ۔ مساوات انسانی اور احترام نسوانی، مسیحیت کے عقائد خصوصی کی بناء پر عورت کو ذلیل مانا گیا ہے۔ پولس اور اوائل مشائخ کلیسا کے خیالات عورتوں کے متعلق۔ ان خیالات کا

اسلامی خیالات سے موازنہ۔ عورتوں کے متعلق نبی کریم صلعم کی تعلیم۔ عورت کی روح کے متعلق اسلام پر ایک نادر اعتراض۔ آپؐ نے شادی کے فعل کو احترام بخشا۔ مسئلہ تعدد ازدواج اور اس کی اشاعت۔ ازدواج رسولؐ۔ وحدت ازدواج مسیحی خوبی نہیں۔ موسوی شریعت میں اس کی اجازت ہے یسوع اس مسئلہ میں خاموش ہیں۔ تعدد ازدواج پر دلائل۔ عدم ضرورت کی حالت میں اسلام اس مسئلہ پر عمل کرنا ترک کر سکتا ہے عیسائی دنیا تعدد ازدواج پر اسلام سے زیادہ بری صورت میں عامل۔ نبی کریم صلعم نے غلامی کا انسداد فرمایا۔ آپؐ نے دنیا کی چوتھائی آبادی کو شراب اور جوئے کی لعنت سے آزاد کر دیا۔ اس کی جگہ عقل اور علم کو درجۂ احترام عطا کیا۔ آپؐ کی تعلیم عالمگیر شان رکھتی ہے۔ اسلام پائندہ مذہب ہے۔

باب نہم (۹)

عقائد مذہبی کا اعلیٰ ترین شارح

آپؐ سے پہلے مذہبی عقائد عقلی رنگ میں کہیں بیان نہیں کئے گئے۔ قرآن مجید عقل کو استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ یسوع کے دلائل مغالطہ آمیز ہوتے ہیں۔ اسلام اور تہذیب ہمعنان ہیں قرآن مجید فطرت سے اپنے حق میں شہادت پیش کرتا ہے۔ حشر اور تسلسل حیات کا قرآنی ثبوت۔ قرآن مجید تعدد الٰہ کا انکار اسی طرز میں پیش کرتا ہے جس طرح سائنس نے پیش کیا ہے۔ اثبات واجب الوجود پر قرآنی دلائل۔ نظریہ نظام و مقصد فی التخلیق۔ دوسرے مذہب نہ تو اپنے عقائد کا اثبات کرتے ہیں اور نہ دیگر مذاہب کا عقلی طور پر ابطال کرتے ہیں۔ بیرونی مشنوں کی ناکامی کے اسباب۔

باب دہم (۱۰)

اسوۂ حسنہ

تمام احکام قرآنی ... قوت کسی فعل کے وجود پر دلالت نہیں کر سکتی جس شخص نے تجربات زندگی مختلف شعبوں میں حاصل کئے ہوں وہ کامل نمونہ نہیں بن سکتا۔ یسوع زندگی کے بہت سے شعبوں میں انسانیت کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے معافی دینے کے لئے تین صورتیں۔ آپؐ نے اپنے ذاتی دشمنوں کو معافی دی۔ آپؐ کا ایک بڑا دشمن پہلی اسلامی حکمران فیملی کا مورث اعلیٰ ہوا۔ آپؐ کی زندگی اخلاقیات قرآنی کا آئینہ ہے۔

غلاموں کو آزادی بخشنا اور ایفائے عہد کرنا۔ انصاف پسندی۔ ایثار، معدلت فی المعاملہ، بہترین لوگ اپنا قرضہ خلوص کے ساتھ ادا کر دیتے ہیں۔ ازالہ امتیازات۔ بیجا تکریم سے نفرت۔ آپؐ عصمت مآبی۔ رحمدلی۔ حیاء اور انکساری۔ خوبی اطوار۔

باب (۱۱) یازدہم

اجتماع حسنات

مغربی مصنفین کا طرز عمل۔ یہ لوگ فسانہ نویسوں کو آپؐ کی سوانح حیات میں مستند قرار دیتے ہیں۔ آپؐ کے اخلاق کے متعلق امام غزالیؒ اور دیگر مصنفین کے خیالات۔ آپؐ کی صفت احسان و کرم۔ آپؐ کی شجاعت۔ آپ کی صفت عفو۔ آپؐ کی انکساری طبع۔ آپؐ دوسروں کا کام کر دیتے تھے۔ مبادلہ تحائف۔ گداگری سے آپؐ کو سخت نفرت تھی۔ آپؐ کی مہمان نوازی:

قیمت صرف دو روپے (عہ/)

محصولڈاک ۹/

گیلانی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

جلد نومسلمین اکٹھے ہوتے ہیں۔ نماز عید عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کیے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے نقطۂ نظر کے دو ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداراں فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی رسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام** ہمارا اوّلین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ ہے (۵) یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۶ ہے اور ممالک غیر کیلئے ... (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خرید کر یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیغام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو آپ کی ذات بابرکات سے روشناس کراتا ہے۔ اس عید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے اگر آپ سود نہ لیں تو وہ روپیہ بنک یا ڈاکخانہ والوں سے نہ لیں تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے (۱۴) ہر قسم کی نذر و نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بہمہ حیثیت کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کام جس نے قائم رہنا ہے از بس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام ابتدائی سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ کا محفوظ فنڈ جمع کیا جاوے۔ اور دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ گو مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں اس رقم کے برآمد ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور نیز قوم کی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی چندہ کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چاہئے کہ مسلمان دس لاکھ روپیہ اس کار خیر کیلئے فراہم کر سکیں گے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کیلئے لوکل کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ غیر ممالک میں اس کی تبلیغ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی تمام رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں وصول ہو کر رجسٹرات آمد میں چڑھائی جاتی ہیں۔ سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں بھیجی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سیکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں۔ (۵) تمام چیک تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی کا حساب ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دیا جاتا ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب ہونی چاہیے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England – The Imain The Mosque Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب ہندوستان ہونی چاہیے

MARCH 1946 Regd. L. No 908

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان
شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبد المجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ
خواجہ عبد الغنی سیکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن**۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد**۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک**۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع**۔ (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے

(۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے

(۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنیت ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ - مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۳

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ سے شائع ہوا

شذرات

مغربی تہذیب کے رجحانات اور تبلیغ اسلام

مغربی دنیا کے مزاج کو سمجھنے کے لئے ان اقوام کے مفکرین کے خیالات کو مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مفکرین ہمیشہ ان اقوام کے رجحانات کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں اور اس ضمن میں نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تاکہ ان اقوام کو غلط روی سے روکیں اور صحیح راستہ پر ڈالیں اور اپنی عقل کے مطابق ان کی رہنمائی کریں اور انہیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کی خون آشامیوں اور تباہ کاریوں نے انہیں ایک اور نقطہ نگاہ سے موجودہ صورت حالات کا جائزہ لینے پر مجبور کیا ہے ـــــ مغربی اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ مغرب میں احیاء علوم کے بعد رفتہ رفتہ ان اقوام کا مزاج بدلنا شروع ہو جاتا ہے اور یہ اقوام مذہب عیسوی کے تحکم آمیز معتقدات کو آہستہ آہستہ ترک کر کے عقل انسانی کو تمام سیاسی، معاشی اور سماجی معاملات میں اپنا رہنما بناتی ہیں اور اس اصول پر کاربند ہو جاتی ہیں کہ ان جملہ مسائل کے سلجھاؤ کے لئے صرف عقل انسانی کی رہنمائی کافی ہے اور انسان کو اپنی بہتری کے لئے کسی الہامی مذہب کی ضرورت نہیں چنانچہ اس اصول پر عمل پیرا ہو کر ان اقوام نے یک طرفہ ترقی کی نیچر کی قوتوں پر فتح پائی اور ان کو اپنے قابو میں لاکر اپنے مفید مطلب بنایا لیکن ان کے پاس کوئی ایسی روحانی اور اخلاقی قوت نہ تھی جو ان کی اس طاقت میں جو انہوں نے سائنس کے ذریعہ حاصل کی تھی ایک اعلیٰ درجہ کا توازن قائم کر سکے عیسائیت تو پہلے ہی ناکام ہو چکی تھی اس لئے وہ

ان اقوام کی چارہ گری کرنے سے قاصر ہی چنانچہ یہ لادینی تہذیب اپنی ان دوساختہ ڈگر پر چل کر مختلف مصائب اور آلام کا شکار ہوگئی اور مرور زمانہ سے عقل اور دماغ کی خامکاریاں واضح ہوگئیں اور ان پر روشن ہوگیا کہ جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہ تباہی اور بربادی کا راستہ ہے چنانچہ انگلستان کا مشہور مصنف ایچ۔جی۔ ویلز جو مغربی تہذیب کا مزاج دان ہونے کی وجہ سے وحید العصر ہے اس نے اپنے مطالعہ اور مشاہدات کی بناء پر مغربی تہذیب کی موجودہ افتاد کے متعلق اپنے ایک تازہ مضمون میں جو کہ کتابی صورت میں (Mind at the end of its Tether) کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے مغربی تہذیب کے موجودہ رجحانات پر نہایت افسردگی اور قنوطیت کا اظہار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"ہر چیز جسے ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں عنقریب فنا کے گھاٹ اترنے والی ہے اور اس کے خاتمہ کے وقت کو ٹالا نہیں جاسکتا حیات واضح طور پر اپنے کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جارہی ہے زندگی میں ایک دہشت انگیز سی اجنبیت پیدا ہوگئی ہے یہاں تک کہ جو لوگ عام طور پر بے پروا اور اپنے ماحول سے بے خبر ہوکر زندگی بسر کر رہے تھے وہ بھی چونک کر ایک قسم کا استعجاب اور گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں گویا کوئی مفر اور پناہ ڈھونڈھ رہے ہیں"

اس اقتباس سے کس قدر افسردگی اور مایوسی ٹپکتی ہے۔ اس مصنف کو صاف طور پر نظر آرہا ہے کہ مغربی تہذیب ایک کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جارہی ہے۔ عقل اور دماغ کی کوئی چارہ سازی انہیں اس تباہی سے نہیں بچاسکتی یہ عقل اور دماغ سے انتہائی مایوسی کا اظہار ہے یہ بحرانی کیفیت صاف طور پر بتارہی ہے کہ ان اقوام کے نقطۂ نگاہ میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا ہوچکی ہے وہ اپنے خودساختہ اصولوں سے بالکل مایوس ہیں اور یورپ میں ایک ایسے دین کی اشاعت کے لئے میدان تیار ہوچکا ہے جو ان کو اس مایوسی سے نجات دلائے اور ان کی ان سیاسی، معاشی اور سماجی الجھنوں کو دور کرکے انہیں عافیت اور بقا کی نوید اور بشارت دے۔ وہ مذہب یقیناً عیسائیت نہیں ہو کیونکہ اس ضمن میں اس کی ناکامی اظہر من الشمس ہے۔ ان مسائل کا حل صرف اسلام ہی کرسکتا ہے جو دینِ فطرت

اور خدا تعالیٰ کا نوع انسانی کی طرف آخری پیغام ہے اور ہر دور کی مشکلات کا حل اس میں موجود ہے آج سے تیرہ سو سال پیشتر بھی اس نے تہذیب انسانی کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا تھا اور آج بھی اسے بربادی سے صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے۔ حالات اور واقعات پکار رہے ہیں کہ یہ وقت ہے کہ اسلام کو ان اقوام کے سامنے ایک موثر اسلوب کے ساتھ پیش کیا جائے مغربی اقوام اپنی عمرانی زندگی کے اس نقطۂ انقلاب پر ہیں اگر اس وقت ان کے سامنے اسلام کو خوش اسلوبی کیساتھ پیش کیا جائے تو وہ یقیناً اسلام کو قبول کریں گی اور آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کی پیشگوئیوں سے بھی یہ قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں اسلام کے پھیلنے کا وقت آچکا ہے صرف اس کے لئے ایک زبردست جدوجہد درکار ہے۔

کچھ اشاعت اسلام کے موجودہ نمبر کے متعلق

رسالہ اشاعت اسلام کے موجودہ نمبر میں ہم نے یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے فضا کی سازگاری اور ووکنگ مسلم مشن کے تبلیغی مقاصد پر شرح وبسط کیساتھ روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں ہم نے ووکنگ مسلم مشن کی مختصر تاریخ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی قربانیوں اور اس مشن کے طریق کار اور رپورٹ کو بھی اختصار کیساتھ درج کیا ہے امید ہے کہ برادران اسلام اس نمبر کے مضامین کو نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں گے اور جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے ٹھنڈے دل کیساتھ اس پر غور کرتے ہوئے ہماری طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے۔[ع۱] جس خلوص کیساتھ اور جس محنت شاقہ کیساتھ اس مشن کے کارپردازان مغرب میں اشاعت اسلام کے فریضہ کو بروئے کار لارہے ہیں اس کی تفصیل میں ہمیں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس مشن کی تبلیغی مساعی کو غور سے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ قریباً تینتیس ۳۳ سال سے یہ مشن مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں مصروف کار رہا ہے اور اس تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ نے اس مشن کو غیر معمولی کامیابیاں عطا فرمائی ہیں . . . .

ع۱ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

. . . اور اب وقت آگیا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر قوت کیساتھ اس تبلیغی نصب العین کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے - مندرجہ بالا شذرہ میں بھی ہم نے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے فضا بالکل سازگار ہے اور ان اقوام کا مزاج بالکل اسلام کے قریب آچکا ہے صرف اس وقت اسلام کو ان اقوام کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کام کو وہی تبلیغی ادارہ کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے جسے اس تبلیغی میدان میں کافی تجربہ ہے ہم نے اس ضمن میں اپنی گذارشات کو رسالہ کے مضامین میں درج کر دیا ہے قارئین ملاحظہ فرمائیں ؛

مکتوبات

(ا) لندن ڈبلیو ۴

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ -

جناب عالی :- گاڑی میں ووکنگ سے گذرتے ہوئے میں نے آپ کا نوٹس پڑھا "اسلام کیا ہے ؟" ازراہ مہربانی مجھے ڈاک کے ذریعہ مطلع فرمائیں - میں آپ کا بہت ہی شکرگذار ہونگا اگر آپ مذکورہ بالا عنوان پر مجھے لٹریچر بھیج کر میرے معلومات میں اضافہ فرمائیں گے -

آپ کا مخلص - ایچ سپیرڈ -

(ب) بیڈفورڈ بیڈ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ -

جناب عالی :- میں آپ کا بہت شکرگذار ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی نیوورلڈ آرڈر کی بھجوا دیں گے جیسا کہ گذشتہ ہفتہ کے ایک اخبار میں اس کا ذکر ہوا ہے اگر آپ کے پاس اسلامی معتقدات کے متعلق اور لٹریچر بھی ہو تو ازراہ مہربانی مجھے

اس کے متعلق بھی مطلع فرمائیں۔

آپ کا مخلص جاس ڈرسٹم

(ج) اپالو بندر بمبئی فورٹ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب عالی:- میں آپ کی خدمت میں اس امید میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں کہ آپ مندرجہ ذیل امر میں میری مدد فرمائیں گے۔ میں کئی سالوں سے دین اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں اور اب میں آپ کے بمبئی کے حلقہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتا ہوں امید ہے آپ مجھے بمبئی میں اپنے نمائندہ دوستوں سے متعارف کروا دیں گے یا مجھے اپنا لٹریچر بھیجنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے جو مندرجہ بالا پتہ پر ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے مجھے ایک ہفتہ میں لندن سے پہنچ جائیگا۔

مجھے امید ہے کہ میں مختصر سی رخصت پر جب انگلستان آؤں گا تو آپ سے شرف ملاقات ضرور حاصل کروں گا۔ اگر آپ کا بمبئی میں کوئی نمائندہ موجود نہ ہو تو آپ کی طرف سے بمبئی کے کسی اسلامیہ سکول کی طرف تعارفی خط میرے لئے بہت مفید رہے گا۔ میرے خیال میں کتابوں کے مطالعہ سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب تک ذاتی تعلقات نہ ہوں انسان آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ میری موجودہ حالت یہی ہے اس ضمن میں آپ کو جو تکلیف گوارا کرنا پڑے گی اس کے لئے شکر گذار ہوں۔

آپ کا مخلص۔ لفٹنٹ آر۔ این۔ وی۔ آر

(د) فردم سومرسٹ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب عالی ازراہ مہربانی مجھے مطلع فرمائیں کہ انگریزی زبان میں دین اسلام سے متعلقہ کتب اور قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ایک کاپی مجھے کس جگہ سے حاصل ہو سکتی ہے میں کلونیل سول سروس کا ایک فرد ہوں اور اس سلسلہ میں مجھے متعدد اسلامی ممالک مثلاً مصر، فلسطین، عدن، ملایا اور جاوا میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے مجھے مسلمانوں اور ان کے مذہب سے ایک دلچسپی بڑھتی ہوئی سے سرے (ا ہو ا) انکا ست احتا امر سے مدرے (ا ہو ا) کہ اچھی طرح سے جاننے اور سمجھنے کی خواہش ہے۔ اس ضمن میں آپ مجھے جو معلومات بہم پہنچائیں گے میں ان کی تہ دل سے قدر کروں گا۔ آپ کا مخلص۔ (اے۔ بی)

دربارگاہِ رسالت

{ نتیجۂ فکر عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن }

اے اسوۂ حسنہ کہ تو بودی مارا ❊ زاں راہِ سعادت تو نمودی مارا
از عرشِ علیٰ رسد فَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ ❊ تسکینِ دلت بود کہ نمودی مارا
خالق چو عطا کرد ترا نعمتِ کوثر ❊ زاں فیضِ رواں چشمہ نمودی مارا
اللہ کہ او نورِ ہمہ ارض و سماء است ❊ نوری ز میاں نورِ تو نمودی مارا
در دورِ مصائب چنیں عزمِ تو بود ❊ زاں صبرِ رسولاں تو نمودی مارا
بر نعمتِ خالق کہ عدو شس نہ شماریم ❊ چوں خوانِ کرمش تو نمودی مارا
در فقر ترا فخر بہ از تاجِ شہاں بود ❊ آں تاجِ درخشندہ تو نمودی مارا

فیضِ یثرب

{ نتیجہ فکر عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن }

نور از مشرق بہ مغرب می رود ❊ فضل از مشرق بہ مغرب می رود
گستر د قرآں شعاعش در جہاں ❊ فیضش از مشرق بہ مغرب می رود
حکمتِ یونان چہ زندہ کرد و باز ❊ فہم از مشرق بہ مغرب می رود
علم را یاری کند دستِ ہنر ❊ صنعت از مشرق بہ مغرب می رود
ہمچنیں شنوم ندائے در جہاں ❊ خیر از مشرق بہ مغرب می رود

حمد

{از ش۔ ب۔ فیضی دہلوی بیگم صاحبہ محمد یونس خاں کشمیری اکبرآبادی}

قطرہ قطرہ میں اگر بحر عطا ہے تیرا ÷ ذرہ ذرہ میں یہاں نور بھرا ہے تیرا
عالم یاس میں جب نام لیا ہے تیرا ÷ مشکل آسان ہوئی فضل ہوا ہے تیرا
تیری یکتائی کا ادنےٰ سا ملا ہے یہ ثبوت ÷ باغ عالم میں ہر اک رنگ جدا ہے تیرا
اپنے محبوب کی امت میں کیا ہے پیدا ÷ کس قدر مجھ پہ کرم میرے خدا ہے تیرا
کس زباں سے مرے مولا ہو تیرا شکر ادا ÷ مجھ پہ ماں باپ سے بھی لطف سوا ہے تیرا
ہم سے سرزد ہوئی کونسی ایسی تقصیر ÷ غیر پہ لطف و کرم آج سوا ہے تیرا
آتا رہتا ہے ہر اک شے میں نظر تو مجھکو ÷ اتنے پردوں پہ کہاں جلوہ چھپا ہے تیرا
تکیہ جس شخص کا ہے تجھ پہ وہی ہے انساں ÷ ہے شہنشاہ سے بہتر جو گدا ہے تیرا
بند کرتی ہوں جب آنکھیں تو نظر آتا ہے ÷ ورق دل پہ مرے نام لکھا ہے تیرا

کل جو میخانہ میں بیکار رہا تھا فیضی
آج مسجد میں وہی حمد سرا ہے تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ اور تبلیغ اسلام

ووکنگ مسلم مشن کے کارہائے نمایاں اور اس کا طریق کار

برادران اسلام سے ایک دردمندانہ اپیل

آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کشف ہے اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَاُرِیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ میرے رب نے زمین کو میرے لئے سکیڑ دیا۔ اس کی مشرقی اور مغربی زمینیں مجھے دکھائی گئیں میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین مجھے سکیڑ کر دکھائی گئی اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں ایک سرخ اور ایک سفید (یہ حدیث مسلم ابوداؤد و ترمذی میں ہے) اس کشف میں ایک پیشگوئی ہے کہ مشرقی اور مغربی سرزمینوں میں اسلام پھیلے گا اسلام غالب آئیگا۔ اسلام کی حکومت ہوگی اور اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا اور مشرق اور مغرب میں بسنے والی دو قومیں دو سرخ و سفید خزانے ہیں جو آنحضرت صلعم کو دیئے گئے ہیں۔

اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے

یہ کشف اور پیشگوئی اگر صرف خیالی حد تک محدود رہتی تو دنیا کے لوگوں کو یہ کہنے کی گنجائش تھی کہ یہ محض شاعری ہے جس کی عام اسباب میں چنداں وقعت اور اہمیت نہیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ بڑے جلال اور عظمت سے پورا ہوا۔ قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کو مشرقی سرزمینوں میں پھیلا دیا اور اسلام دنیا میں ایک انقلابی اور حرکی قوت بن گیا۔ رومی سلطنت کے زوال اور عیسائی کلیسا کے اختلال سے انسانی تہذیب و ثقافت ایک مردہ جسم کی مانند ہو چکی تھی۔ مصر۔ ایران

اور ہندوستان کی مری ہوئی تہذیبوں نے تہذیب و تمدن کی اس لاش میں ایک سڑاندھ پیدا کر دی تھی ایسے نازک وقعہ میں اسلام نے ظاہر ہو کر تہذیب کے مردہ جسم کی مردہ عروق میں خونِ زندگی دوڑایا اور اسلام تمام مشرقی سرزمینوں پر غالب آگیا اور ان سرزمینوں پر امت محمدیہ کی بادشاہت قائم ہو گئی اور یہ پیشگوئی جو صرف خیال تک محدود تھی عمل میں آ کر تاریخ کی ایک عظیم الشان حقیقت بن گئی جس کی عظمت سے بڑے سے بڑا مغربی مفکر بھی انکار نہیں کر سکتا۔

دوسرا حصہ بھی پورا ہو کر رہے گا

لیکن اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ ابھی باقی ہے وہ بھی یقیناً اسی طرح پورا ہو کر رہے گا جس طرح پہلا حصہ پورا ہوا۔ یہ کشف اس وقت سے تعلق رکھتا ہے جبکہ ابھی عرب میں بھی اسلام نہیں پھیلا تھا۔ لیکن تھوڑا عرصہ بعد لوگوں نے دیکھا کہ مشرقی سرزمینوں میں اسلام پھیل گیا تو آج اس میں کیسے شبہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ مغربی سرزمینوں میں نہیں پھیلے گا یہ شبہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اسلامؐ اور اس کے غلبہ کے متعلق شکوک اور شبہات پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان ہے اور جو اسلام کی صداقت اور اس کے غلبہ کے متعلق صدق دل سے یقین رکھتے ہیں ان کا یہ محکم خیال ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم کے کشف کے یہ الفاظ اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکتے یہ کشف بہرصورت پورا ہو کر رہے گا۔

مغرب میں اسلام کا غلبہ

یہ محض ایک خوش عقیدگی اور منقولی طرز نگارش نہیں ہے بلکہ آج دنیا کے حالات بتا رہے ہیں کہ مغربی دنیا میں اس وقت جو روحانی، اخلاقی معاشی اور سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کا حل صرف اسلام میں ہے چنانچہ آگے چل کر ہم اس بات کو دلائل سے ثابت کریں گے کہ مغربی دنیا میں واقعی غلبۂ اسلام کے لئے ایک سازگار فضا پیدا ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں ہم نے غلبۂ اسلام اور مغرب سے طلوع اسلام کے متعلق آنحضرت صلعم کی صرف ایک پیشگوئی پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس دور کے فتنوں اور بالآخر اسلام کے غالب آنے کے متعلق قرآن اور حدیث میں متعدد پیشگوئیاں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس آخری زمانہ میں اسلام باوجود انتہائی مخالفت اور غلط فہمیوں کے غالب آئیگا اور اسلام کا آفتاب عالمتاب مغرب سے طلوع کریگا۔

اسلام کس طرح غالب آسکتا ہے

لیکن یہاں طبعی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اس زمانہ میں کیسے غالب آئے گا؟ وہ کیا ذرائع ہیں جن سے اسلام دنیا میں پھیلے گا۔ اگر اس معاملہ میں تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ اسلام آج اسی طریقہ سے دنیا میں غالب آسکتا ہے جس طریقہ سے وہ قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ میں غالب آیا اس طریقہ کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

ارشاد خداوندی

خداوند تعالیٰ نے اس دین فطرت کی جو اس کا نوع انسانی کی طرف آخری پیغام ہے اور سب سے بڑا انعام ہے اشاعت وتبلیغ کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ ترجمہ:۔ اے مسلمانو! تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کا نصب العین لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہو یقیناً یہ لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

قرون اولیٰ کے مسلمان اور تبلیغ اسلام

زمانہ نبوئی میں قرآن مجید کی اس نص صریح پر جس خوبی اور اہتمام کے ساتھ عمل ہوتا تھا اس پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان ایک داعی اور مبلّغ تھا جس کے قلب میں اسلام کو اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اگر مسلمان کے سامنے کوئی نصب العین تھا تو وہ صرف اعلائے کلمۃ الحق تھا اور آج یہ انہی بزرگوں کی کاوش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ اسلام ہمیں مشرق کی سرزمینوں میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور مشرق کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں خدا اور اس کے رسول کے نام لیوا موجود نہ ہوں ـــــ ابتدائی تین صدیوں میں بالعموم اشاعت اسلام مسلمانوں کا شیوہ رہا۔ چنانچہ اس زمانہ میں عوام امراء اور بادشاہ سب اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں خلافت راشدہ زمانۂ نبوّی کے بعد تبلیغی تحریک کا سب سے زیادہ پُرجوش دَور ہے اس دَور میں جہاں مسلمان فاتحین پہنچے وہاں ان کے اعلیٰ نمونہ سے اسلام پھیل گیا اور جہاں مسلمان فاتحین نہیں پہنچ سکے

وہاں مسلمان تاجر قرآن مجید کو سینہ سے لگائے ہوئے پہنچے اور انہوں نے نورِ قرآن سے ان تاریک خطوں کو منور کر دیا۔

صوفیائے کرام اور تبلیغ اسلام

جب عربوں کے بعد عجمی مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ میں اسلامی حکومت کی باگ ڈور آئی تو انھوں نے تبلیغ اسلام کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اور نہ ان کی طرف سے اشاعتِ اسلام کا کوئی باقاعدہ انتظام تھا لیکن اس زمانہ میں مسلمان صوفیائے کرام کا گروہ تبلیغ اسلام میں پیش پیش نظر آتا ہے چنانچہ خود اس ہندوستان میں جہاں مسلمانوں نے قریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے، اسلام مسلمان بادشاہوں کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ اس قدیم صنم کدہ میں اسلام کو پھیلانے والے صوفیائے کرام تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت شیخ علی ہجویریؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین محبوب الٰہی۔ یہ وہ عظیم المرتبت صوفیا ہیں جن کے فیضان سے اس بت پرستوں کے ملک میں اسلام پھیلا جہاں آج مسلمان ایک بہت بڑی اکثریت میں موجود ہیں اور اپنا ایک علیحدہ تمدن اور تہذیب رکھتے ہیں اور صرف اپنی اکثریت اور اسلامی انفرادیت کی بنا پر ایک خالص اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے کے لئے شاندار کوشش کر رہے ہیں۔

تبلیغی فریضہ سے غفلت اور زوال

جب تک مسلمانوں نے تبلیغ کے بلند فریضہ کو پیش نظر رکھا اس وقت تک ان میں وہ اخلاق اور خصائص موجود رہے جو ایک قوم اور اس کے مذہب کو دنیا میں غالب کرتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ مسلمان غفلت اور جمود کا شکار ہو گئے اور یہ غفلت اور جمود ہی بڑھ کر ان کے زوال کی شکل اختیار کر گیا جب ایک قوم اپنے روحانی اور اخلاقی قوٰی سے کام لینا چھوڑ دیتی ہے اور وقت کے تقاضوں کو فراموش کر دیتی ہے تو اس میں وہ حرکی قوت نہیں رہتی جو دنیا میں اس کی بقا اور حیات کا باعث ہے مسلمان بھی اپنے [illegible] اعمال کی وجہ سے زوال پذیر ہو گئے چنانچہ اٹھارویں صدی سے لیکر انیسویں صدی کے آخری ربع تک مسلمانوں پر کامل زوال اور انحطاط کا دور رہے۔ مسلمانوں کے اس جمود کو دیکھ کر بیشمار غیر اسلامی طاقتیں ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے ان پر حملہ آور ہوئیں۔ یاجوج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ماجوج کے لشکر ہر بلندی سے عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے ۔ عیسائیت نے بھی بڑے انتظام اور اہتمام کے ساتھ اسلام اور آنحضرت صلعم پر حملے شروع کر دیئے۔ مغربی علوم نے مسلمان نوجوانوں میں الحاد کی لہر دوڑا دی۔ مغربی مادیت اور عیسائیت کے علاوہ مشرق میں بھی متعدد تحریکات اسلام کو مٹانے کے لئے پیدا ہو گئیں یہ عالم اسلامی پر بہت ہی نازک وقت تھا۔

عمل رجعی

لیکن آخر مصلحت خداوندی سے یہ جمود ٹوٹتا ہے اور انیسویں صدی کے آخری ربع میں عمل رجعی شروع ہوتا ہے اور سارے عالم اسلامی میں ان حملوں اور یورشوں کی مدافعت کے لئے مختلف سیاسی، عسکری، تعلیمی اور تبلیغی تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور اسلام کی کھوئی ہوئی سطوت اور طاقت کو بحال کرنے کے لئے جد وجہد شروع ہو جاتی ہے اور ان مدافعانہ تحریکات کے ڈانڈے موجودہ دور سے ملے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض تحریکات تو عالمگیر اثر و نفوذ رکھتی ہیں۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد

انہی تحریکات میں سے ایک روحانی اور تبلیغی تحریک نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کو اچھال کر مغرب میں پھینکا اور انھوں نے انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی چنانچہ اس مضمون میں ہم اس مشن کے کارہائے نمایاں پر ایک اجمالی نظر ڈالیں گے جس سے قارئین پر واضح ہو سکے کہ ایسے ناسازگار حالات میں مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں اسلامی مشن کا قیام اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے اور واقعی ایسے قرائن موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے کہ مغربی سرزمینوں میں اسلام اسی طرح غالب آئیگا جس طرح وہ مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا ہے اور یہ جو کچھ ہوا ایک مشیت ایزدی کے ماتحت ہوا جس وقت حضرت خواجہ صاحب نے ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی اس وقت حالات اتنے نامساعد تھے کہ کسی شخص کے وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ یورپ میں کوئی اسلامی مشن قائم ہو سکتا ہے اور پھر وہ قائم ہو کر کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب کا ایک بیان

چنانچہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مرحوم کی وفات پر حبیبیہ ہال لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تو اس موقعہ پر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے بیان کیا کہ جب خواجہ صاحب مرحوم تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان گئے تو میں وہاں موجود تھا میں نے ان کے عزائم کو سن کر انہیں رائے دی" خواجہ صاحب آپ پاگل ہو گئے ہیں مغربی دنیا اور اس میں تبلیغ اسلام کا خیال بالکل عبث اور باطل ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں آپ کیوں اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہیں لیکن آج پورے بیس سال بعد میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ میری رائے غلط تھی اور خواجہ صاحب مرحوم صحیح تھے "

حضرت خواجہ صاحب کی کامیابی

حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے نہایت بہادری جرأت اور غیر معمولی ایمانی سطوت سے کام لیکر ایسے نازک حالات میں جبکہ اندرونی اور بیرونی خلفشار نے تبلیغ اسلام کے راستوں کو بالکل مسدود کر رکھا تھا ووکنگ مسلم مشن کی انگلستان میں بنیاد رکھی اُس مشن کو محنت شاقہ اور دعائے نیم شبی کی قوت سے عروج کو پہنچایا اور اپنے حکمرانوں کے ملک میں انتہائی شجاعت کے ساتھ اسلام کا جھنڈا گاڑا اور خدا اور اس کے رسول کے نام کو پہنچانے کی کامیاب کوشش کی اور مغرب کی ایک ویرانہ وادی میں جس کی سرزمین کو اسلام کے لئے بنجر اور ویران خیال کیا جاتا تھا اسلام کا ایک تروتازہ چمن پیدا کیا جس کی خوشبو ابدالآباد تک مغربی قوموں کے مشامِ دماغ کو معطر کرتی رہے گی ؎

بنا لیتا ہے موجِ خونِ دل سے اک چمن اپنا ۔ وہ پابندِ قفس جو فطرتاً آزاد ہوتا ہے

موج کوثر کا مصنف رقمطراز ہے

حضرت خواجہ صاحب کے ذریعہ قریباً ایک ہزار انگریز مسلمان ہوئے چنانچہ موج کوثر کا قابل مصنف رقمطراز ہے "...... ووکنگ مشن ایک اہم اسلامی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ لارڈ ہیڈلے مرحوم۔ سر آرچی بالڈ ہملٹن۔ سر ہیوبرٹ رینکن۔ مسٹر ولیم بشیر پکرڈ۔ مسٹر سعید فیلکس ویلائی۔ مسٹر حبیب اللہ لوگرد وغیرہ جن لوگوں نے مشن کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے ممتاز اور قابل قدر ہستیاں

ہیں اور اسلام یہ دعوے کر سکتا ہے کہ اگر مشنریوں نے غریب یا ان پڑھ مسلمانوں میں سے دو چار کو بپتسمہ دے لیا ہے تو اس کے مقابلے میں کئی معزز تعلیم یافتہ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے .... اس کام میں اولیت کا فخر خواجہ کمال الدین ہی کو حاصل ہے اور ہندوستان کیا۔ تمام عالم اسلامی کی مذہبی اور روحانی تاریخ میں ان کا نام یادگار رہے گا۔

یورپ کا دورِ جدید اور حضرت خواجہ صاحب

حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی تبلیغی مساعی پر نظر ڈالتے ہوئے صرف ان انگریزوں کی تعداد اور انکی دنیوی وجاہت کو ہی ملحوظ نہیں رکھنا چاہیئے جو آپکے ذریعہ سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے بلکہ حضرت خواجہ صاحب کو یورپ کے دورِ جدید میں اسلام کی روحانی فتوحات کا طارق تصور کرنا چاہیئے۔ انھوں نے بعد میں آنیوالے مسلمان مجاہدین کے لئے راستہ صاف کیا اور یہ ایمان و یقین پیدا کیا کہ یورپ میں اسلام پھیل سکتا ہے اور اپنی پیہم کوششوں سے اسلام اور محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق مغربی اقوام کے نقطۂ نگاہ کو بدل ڈالا اور مغربی مفکرین کی طرزِ فکر میں تغیر عظیم پیدا کر دیا اور ان کے اسلام پر تنقید کرنے کے اسلوب کو بدل دیا۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم مغرب میں اسلامی دَور کے ستارۂ صبح ہیں اور آج اس ستارہ کی جھلملاہٹ یہ اعلان کر رہی ہے کہ مغرب میں ایک سیلاب نور آنے کو ہے جس کے تند بہاؤ میں مغربی نظامہائے فکری خس و خاشاک کی طرح بہ نکلیں گے اور حضرت نبی کریم صلعم کی یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہے گی کہ مغرب میں اسلام پھیلے گا۔ غالب آئیگا اور اس مغربی سرزمین پر امت محمدیہ کی بادشاہت قائم ہو کر رہے گی۔

حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغ اسلام کی ایک رَو پیدا کی

یہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک رَو پیدا ہو گئی ہے اور ان کی شکست خوردہ ذہنیت اور مرعوبیت ایک فاتحانہ اور جارحانہ انداز میں بدل گئی ہے اور انہیں اسلامی اصولوں کی صداقت پر اتنا وثوق پیدا

ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ وقت ہے کہ اسلام کو مغرب میں پہنچایا جائے یہ رو بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی آئینہ دار ہے جب خدائی مشیت کسی کام کو بروئے کار لانا چاہتی ہے تو سب سے پہلے انسانی قلوب میں ایک تغیر پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کام کے لئے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور بعد میں یوں معلوم دیتا ہے کہ وہ کام بالکل طبعی اور عمرانی قوانین کے مطابق ہوا ہے حضرت خواجہ صاحب سے پہلے سارے عالم اسلامی میں کسی شخص کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یورپ میں بھی تبلیغ اسلام کی جا سکتی ہے لیکن آج مسلم مفکرین اس کی پر زور تائید کرتے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کا بیان

چنانچہ مولینا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اپنے رسالہ ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۳۵ء میں رقمطراز ہیں:۔

"یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ وہ مطلوب ہے جس کی طلب میں تمہاری روحیں بیقرار ہیں یہ ہے وہ امرت رس جس کے تم پیاسے ہو یہ ہے وہ شجر طیب جس کی اصل بھی صالح ہے اور شاخیں بھی صالح اور جس کے پھول خوشبودار بھی ہیں اور بے خار بھی اور جس کے پھل میٹھے بھی ہیں اور جان بخش بھی اور جس کی ہوا لطیف بھی ہے اور روح پرور بھی۔ یہاں تم کو حکمت ملیگی یہاں تم کو فکر ونظر کے لئے صحیح نقطۂ آغاز ملے گا۔ یہاں تم کو وہ علم ملے گا جو نظری اور عملی دونوں قسم کے علوم کو ایک مستقیم ومستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے یہاں تم کو وہ ایمان ملے گا جو انسانی فطرت کی بہترین تشکیل کرتا ہے ...."

اس نصب العین کے لئے حضرت خواجہ صاحب کی قربانیاں

یورپ میں تبلیغ اسلام کے متعلق یہ سارا انقلاب حضرت خواجہ صاحب کا پیدا کردہ ہے جن لوگوں کو خواجہ صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے یورپ میں

اسلام کا پیغام پہنچایا جائے چنانچہ انہوں نے اس بلند نصب العین کے سلئے اپنے شاندار دنیوی مستقبل کو خیرباد کہتے ہوئے اپنی زندگی وقف کر دی اور بالآخر اس راستہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی اور عمر بھر نہایت مستقل مزاجی کیساتھ اس تبلیغی فریضہ کو سرانجام دیتے رہے مرض الموت میں بھی انھوں نے اس فریضہ کو فراموش نہیں کیا ۔ مولینا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کا بیان ہے :۔

"حضرت خواجہ صاحب جب صاحب فراش تھے اور مرض الموت میں مبتلا تھے تو مجھے ان کے ہاں عیادت کے سلئے جانے کا اتفاق ہوا ۔ خواجہ صاحب اس حالت میں بھی جب ان کے جسم سے سیروں خون نکل جاتا تھا اشاعت اسلام کے لئے ایک بے پناہ جذبہ سے بھرپور تھے صبح وشام مختلف مسائل کے متعلق نوٹ لکھواتے تھے اسلام کی حمایت میں مضامین قلمبند کرواتے تھے میں نے بستر مرگ پر بھی حضرت خواجہ صاحب کو ایسے دیکھا جیسے ایک بہادر سپاہی میدان کارزار میں مجروح ہوکر گر پڑا ہو ۔ رفتہ رفتہ روح اس کے جسم سے پرواز کر رہی ہو لیکن اس کا ہاتھ مستعدی سے تلوار کے قبضہ پر جما ہوا ہو"

حضرت خواجہ صاحب کی ساری زندگی اس مقصد کے لئے ایک ایثار اور خلوص کی داستان ہے اور ان کا نمونہ واقعی لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے جو تبلیغ دین کی خار دار وادی میں قدم رکھنا چاہتے ہیں سب سے پہلے جب انھوں نے ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی تو انھوں نے اپنی جیب سے تیس ۳۰ ہزار روپیہ کے سرمایہ سے اس کام کو شروع کیا ۔ اپنی زندگی وقف کی اپنے ہونہار بیٹے بشیر احمد مرحوم کی زندگی اس دینی جہاد کے سلئے وقف کی اور خود اس کام کے لئے اتنی جد وجہد کی اور اتنی مشکلات کو برداشت کیا کہ جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا اور آخر اس محنت شاقہ کی وجہ سے آپ کی صحت نے جواب دے دیا اور اس سے آپ کی وفات واقع ہوگئی اور آپ نے وفات سے پہلے جو وصیت فرمائی اس وصیت میں اپنی ساری جائداد ووکنگ مسلم مشن کے لئے وقف کر دی اور اپنی کتابوں کے جملہ حقوق بھی مشن کو دے دیئے

اتنی قربانیوں کے ساتھ آپ نے اس مشن کو قائم کیا گویا جگر کا خون دے کر آپ نے اس پودے کو سینچا۔

ان قربانیوں کی وجہ

یہ سب کچھ حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے اس لئے کیا کیونکہ آپ کو محکم یقین تھا کہ مغربی اقوام کا مزاج اسلام سے مطابقت رکھتا ہے یہ وقت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے یہ اقوام یقیناً اسلام کے پیغام کو قبول کریں گی اور خدا اور اس کے رسول کے غلبۂ اسلام کے متعلق جتنے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی اس یقین کے ساتھ آپ نے اس کام کو شروع کیا اور اس یقین کے ساتھ ہی آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آج واقعی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جہاں مسلمانوں میں یورپ میں تبلیغ اسلام کے متعلق ایک پر اُمید کیفیت پیدا ہو گئی ہے وہاں مغربی اقوام بھی اپنی تاریخ کے اس نقطۂ انقلاب پر کھڑی ہیں جہاں ان کیلئے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ وہ اسلام کو قبول کریں اور ان جنگوں سے نجات حاصل کریں جنہوں نے ان کے تہذیب و تمدن کا رخ تباہی اور بربادی کی طرف کر دیا ہے آج یورپ میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔

یورپ پر مسلمانوں کے احسانات

یورپ میں احیاء علوم وفنون سے جس دور کا آغاز ہوا وہ اپنے مزاج میں اس مذہب سے بالکل مختلف تھا جو یورپ میں اس وقت رائج تھا۔ یورپ کے موجودہ علوم مسلمانوں سے مستعار لئے گئے ہیں باوجود مغربی مصنفین اور مفکرین کے انتہائی تعصب کے تاریخ نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ یورپ علوم وفنون کے احیا میں مسلمانوں کا رہین احسان ہے۔ اسلام چونکہ متمدن اور مہذب اقوام کا مذہب ہے اس لئے اس کے متبعین نے اپنے دور عروج میں علوم وفنون کو فروغ دیا اور قرآن مجید کی رہنمائی میں نیچر اور اس کی طاقتوں پر غور وفکر شروع کیا یہی تفکر ہے جس سے موجودہ سائنس کی ابتدا ہوتی ہے۔

ابن رشد کے متعلق ایک مغربی ضرب المثل

غرضیکہ دراز تک فلسفۂ یونان کے محافظ بھی مسلمان رہے ہیں چنانچہ مسلمان فلسفی ابن رشد نے فلسفۂ یونان کی جو خدمت کی اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ یورپ میں ایک بڑی مدت تک یہ فقرہ ضرب المثل رہا کہ "انسان اصول فطرت کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک ارسطو کی تصانیف کو نہ سمجھے اور ارسطو کی تصانیف کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک ابن رشد کی تصانیف کو نہ سمجھے"

مغربی اقوام کی دین اسلام سے محرومی

حقیقت یہ ہے کہ عالم کائنات پر استدلال کرنا مسلمانوں نے قرآن مجید سے سیکھا اور یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا اگر مسلمان نہ ہوتے تو آج یورپ قرون وسطیٰ کی تاریکیوں میں یہی ٹامک ٹوئیے مار رہا ہوتا۔ یورپ نے ان علوم کو مسلمانوں سے لے لیا مگر اس مذہب کو نہ لیا جو ان علوم کی حامل اقوام میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاقی اور روحانی توازن پیدا کرتا ہے اور انہیں تاخت و تاراج اور بہیمانہ جذبات کے اظہار سے روکتا ہے اور بجائے مردم آزاری کے اقوام کو انسان دوستی سکھاتا ہے وہ ان کا انسان اور کائنات سے رشتہ جوڑتا ہے۔

اس محرومی کی وجہ

حقیقت یہ ہے کہ قرون وسطیٰ میں مغربی اقوام کا اسلام کو قبول کرنا بہت مشکل تھا بلکہ ناممکن تھا کیونکہ حروب صلیبیہ کی وجہ سے مسلمانوں اور یورپ کی عیسائی اقوام میں جو خلیج پیدا ہو چکی تھی اسکو پاٹ کر ان عیسائی اقوام کا اسلام کو سمجھنا اور ایک اعتدال کے ساتھ اس پر غور و فکر کرنا بہت مشکل امر تھا۔ عیسائی پادریوں اور راہبوں نے مغربی اقوام کو مسلمانوں کے خلاف آمادۂ پیکار کرنے کے لئے اور بھڑکانے کے لئے انتہا درجہ کا ناشائستہ اور سوقیانہ پروپیگنڈا کیا تھا اسلام اور آنحضرت صلعم کی ایسی بھیانک اور گھناؤنی تصویر ان کے سامنے پیش کی تھی جس سے ان اقوام کے جذبات نفرت میں اشتعال پیدا ہوا اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے بھڑک اٹھیں یہ اتنا شدید اور معاندانہ پروپیگنڈا تھا کہ اس کا اثر اس علم و سائنس کی روشنی میں بھی قائم ہے گو ووکنگ مسلم مشن کی مساعی سے یہ اثر کافی حد تک دور ہو چکا ہے۔

یورپ میں عیسائیت کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے

اس اثر کے زائل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ [illegible] سے عیسائی کلیسا کی گرفت یورپ میں ڈھیلی پڑ چکی [illegible]

اقوام نے آزادی کے ساتھ اسلام کے متعلق غور و فکر شروع کر دیا ہے اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بتدریج سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اب تک اسلام اور مغربی اقوام کے درمیان ان غلط فہمیوں کا پردہ حائل تھا جو قرون وسطیٰ کے متعصب عیسائی پادریوں نے اسلام اور آنحضرت صلعم کے خلاف پھیلائی تھیں لیکن ان عیسائی پادریوں کے مذہب اور تعصب کا سحر ان علوم نے بالکل توڑ کر رکھ دیا جنہیں یورپ والوں نے مسلمانوں سے مستعار لیا تھا۔ عیسائی مذہب کا سارا ڈھیر بحیرہ روم کے گرد بسنے والی اقوام کے قصص اور اساطیر سے ماخوذ تھا یہ مذہب صرف جہالت اور بربریت کے دور میں ہی پنپ سکتا تھا علم اور روشنی کے زمانہ میں یہ مذہب قائم نہیں رہ سکتا تھا اور نہ یہ یورپ کی عقلیت کا حریف ہو سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مذہب یورپ کی سماجی اور علمی زندگی سے آہستہ آہستہ خارج ہو گیا۔ یورپ نے صرف عقل اور سائنس کو ہی زندگی کی اساس قرار دے لیا اور عقلیت کے اس سیلاب نے عیسائی کلیسا کی حکومت کا بالکل خاتمہ کر دیا۔

ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد عین موقعہ اور محل پر رکھی گئی

چنانچہ انیسویں صدی کے آخر میں یہ مذہبی اقتدار بالکل ختم ہو جاتا ہے اور اسلام کو پیش کرنے کے لئے ایک سازگار فضا پیدا ہو جاتی ہے عین اس ضروری دور میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھتے ہیں اور اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کر کے اسلام کی حقیقی شکل کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ بنیاد حقیقی موقعہ اور محل پر رکھی گئی تھی اور خلوص نیت سے رکھی گئی تھی اسلئے اللہ تعالے نے ان کو غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی۔ مغربی تہذیب کے اس پس منظر اور یورپ کے موجودہ حالات سے یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ یورپ میں اس وقت اسلام کو پہنچانا کتنا ضروری ہے اور آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ چکا ہے کہ اسلام مغرب میں غالب آئے گا۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ اس مشن کی بنیاد رکھی وہ محنت شاقہ کسی تشریح کی منت کش نہیں سب مسلمانوں کا فرض ہے جو اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ اس کام کو تقویت پہنچائیں۔

حالات کی سازگاری

آج تو یورپ میں اسلام کو پہنچانے کے لئے حالات پہلے سے بھی بڑھکر سازگار ہیں۔ عیسائیت چونکہ موجودہ سائنس اور علوم سے ہم آہنگی پیدا نہیں کر سکی بلکہ

اس نے علوم اور سائنس کی مخالفت کی ہے اس لئے وہ یورپ کی معاشرت سے خارج ہوچکی ہے اس لئے اسلام کے لئے یورپ میں عیسائی پادریوں کی سلام کے خلاف متعصبانہ مخالفت کا کوئی اثر نہیں رہا بلکہ عیسائیت ایک ایسے مذہب کے لئے راستہ صاف کرچکی ہے جو یورپ کے موجودہ مزاج سے ہم آہنگ ہوسکے اور مغربی اقوام کے روحانی اور اخلاقی تقاضوں کو پورا کرسکے۔

مغربی منکرین کو ٹھوکر کیوں لگی؟

مغربی سائنس اور علوم کی ترقی عیسائیت کی مخالفت کی وجہ سے یک طرفہ ہوئی ہے۔ اس لئے ان اقوام کو آجکل کسی مذہب کی رہنمائی حاصل نہیں۔ اور ان اقوام کے مادی منکرین یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب تاریخ انسانی میں اپنے کام کو سرانجام دے چکا ہے اور اب انسان کو اپنی معاشرت اور تمدنی زندگی کی رہنمائی کے لئے کسی مذہب کی ضرورت نہیں صرف عقل کی رہنمائی کافی ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں عقل ہی انسان کی خضر راہ ہے اور انسان بغیر مذہبی سہارے کے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ان منکرین کو یہ ٹھوکر عیسائی پادریوں کی غلط روش سے لگی ہے۔ عیسائیت کے فرسودہ عقاید اور زندگی سے ہٹے ہوئے اصولوں سے انہوں نے یہ بنیادی غلطی کی ہے۔

دین فطرت کی تلاش

عیسائیت کے پاس کوئی ایسا روحانی اور اخلاقی ضابطہ نہیں تھا جو ان اقوام کی اس دنیوی زندگی میں رہنمائی کر سکے' بلکہ عیسائیت نے زندگی سے گریز کی تعلیم دی ہے لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اس دنیوی زندگی کے لئے ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے اور اس دنیا کی بہتری اور بہبودی کو دوسری دنیا کی زندگی کے لئے ضروری اور اہم قرار دیتا ہے۔ مغربی لوگ چونکہ عیسائی مذہب کو رد کرچکے تھے اس لئے انہوں نے عقل کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے کے لئے اصول وضع کئے وہ اصول خالصتاً عقلی اور مادی ہیں اس لئے وہ انسان کے نفس اور بہیمانہ جذبات کا تزکیہ نہیں کرسکتے بلکہ یہ جتنے مذاہب فکری پیدا ہوئے ہیں یہ درحقیقت ایک دین فطرت کی تلاش ہے یہ اقوام ایک ایسے دین کی تلاش میں ہیں جو ان کی فطرت اور مزاج سے مطابقت رکھتا ہو اور ان کی قومی' اور بین الاقوامی زندگی میں ان کی رہنمائی کر سکے اور ان کے اندر ایک مساوات اور وحدت پیدا کرکے اس آویزش کا خاتمہ کر سکے جس نے یورپ کی سرزمین کو انسانی خون سے رنگ دیا ہے اور لاانتہای جنگوں کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کا کام ووکنگ مسلم مشن ہی کر سکتا ہے

یہ وقت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو ایک قوت اور جوش کیساتھ پیش کیا جائے اور ان تک اسلام کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچایا جائے اس کام کو صرف ووکنگ مسلم مشن ہی احسن طور پر سرانجام دے سکتا ہے اس مشن کے کارپردازان مغربی اقوام کے مزاج سے واقف ہیں اور اپنے تینتیس سالہ تجربہ کی بناء پر بخوبی سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے سامنے اسلام کو کس طرز اور اسلوب سے پیش کرنا چاہیئے۔

عقلیت اور مادیت کا دَور

جس زمانہ میں انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی گئی وہ دَور یورپ میں عقلیت کا دَور تھا اور اس عقلیت کی بناء پر مذہب میں بعض بنیادی شکوک اور شبہات پیدا ہو چکے تھے اس مشن کے بانی نے ان لوگوں کے اصل مرض کو سمجھا اور اس کے مطابق لٹریچر پیدا کیا جو ان کے شکوک اور شبہات کو دُور کر کے انہیں اسلام کے قریب لا سکے اور اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مشن کو غیر معمولی کامیابی ہوئی لیکن اب یورپ اپنے پورے دَور کو ختم کر رہا ہے اور ایک قدم آگے اٹھا چکا ہے اب یورپ میں یہ جدلیاتی مادیت Dialectic Materialism کا دَور ہے۔ یعنی وہ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی عقلیت یورپ میں ایک سماجی اور انقلابی رو بن چکی ہے اور یورپ میں ایک بہت بڑی ریاست کی تشکیل عملی اور منطقی مادیت کے اصولوں پر ہوئی ہے یعنی روس نے مارکسزم کے اصول کو اصول زندگی قرار دیا ہے۔ اور اس مادی اور اشتراکی اصول سے یورپ کی تمام اقوام متاثر اور مرعوب ہیں اشتراکیت یورپ میں ایک ہیبت ناک قوت بن چکی ہے۔ پہلا دور ایک مخلوط دور تھا جس میں مذہبی اور عقلی عناصر موجود تھے، لیکن یہ دَور خالصتاً عقلی اور مادی ہے جس رُخ کو مغربی تہذیب جا رہی تھی یہ مادی دَور اس کا منطقی نتیجہ ہے۔

یورپ میں اسلام کے پھیلنے کا زمانہ

یورپ میں یہ سلطانی جمہور کا زمانہ ہے معاشی اور سیاسی اقتدار کی باگ ڈور ایک مخصوص طبقہ کے ہاتھ سے نکل کر جمہور کے ہاتھوں میں آ رہی ہے یہی زمانہ یورپ میں اسلام کے پھیلنے کا زمانہ ہے کیونکہ اسلام کسی مخصوص طبقہ کی اجارہ داری نہیں بلکہ جمہور کا مذہب ہے وحدت نسل انسانی اور مساوات اس کا پہلا

اصول ہے اور معاشی لحاظ سے بھی اسلام ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا نظام دنیا کے سامنے پیش کرتا جس سے بہتر نظام دنیا میں نہیں۔

تساہل اور تغافل کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اگر اس وقت یورپ میں اسلام کو پیش نہ کیا گیا اور اس ضمن میں تساہل اور تغافل سے کام لیا گیا تو پھر ایک ایسا انقلابی دور یورپ میں کافی مدت کے بعد پیدا ہوگا اور جب تک یہ اشتراکی دور اپنا عمرانی چکر پورا نہ کر لے گا اس وقت تک یورپ میں کسی مذہب کی سمائی نہ ہوگی اشتراکیت کی بنیاد چونکہ عقل خالص اور مادیت پر ہے اس لئے یہ اپنے مزاج کے لحاظ سے الہامی مذاہب سے بالکل مختلف ہے جب تک یورپ پر اس کا اقتدار اور تسلط رہے گا اس وقت تک یورپ میں کسی ایسے مذہب کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہوں گے جس کی بنیاد وحی اور تنزیل پر ہو۔ اس وقت یورپ کی سب اقوام ایک نظام جدید کی تلاش میں ہیں جو ان کے موجودہ مسائل کا صحیح حل پیش کر سکے اور انہیں تباہ کن جنگوں سے نجات دلا سکے اگر ان کے سامنے کوئی روحانی نظام پیش نہ کیا گیا تو وہ اضطراری طور پر یقیناً اس مادی نظام کو قبول کر لینگی کیونکہ یہ اقوام عیسائیت کی متعصبانہ روش کی وجہ سے مذہب سے بیزار ہیں اس لئے ان کا خود بخود اسلام کی طرف رجوع کرنا بہت مشکل ہے اور اس صورت میں اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے جبکہ عرصہ دراز سے ان ممالک میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہوں اور وہ نامحسوس طور پر ان کے قلب و دماغ میں راسخ ہو چکی ہوں۔

تبلیغی جدوجہد کی ضرورت

ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اور ان اقوام کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لئے زبردست تبلیغی جدوجہد کی ضرورت ہے اور گذشتہ تبلیغی تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور ان اقوام کے سیاسی اور معاشی تغیرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام کو ان کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے اور ایک ایسے تبلیغی انداز کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس سے یہ اقوام اسلام کو بخوبی سمجھ سکیں اور یہ بات ان کے اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے کہ اسلام اپنے عقاید اور مسلمات کے لحاظ سے عیسائیت سے بنیادی طور پر مختلف ہے اور اپنے اندر وہ تمام خصائص رکھتا ہے جن کی وجہ سے وہ یورپ کے مزاج عقلی سے ہم آہنگ

ہوسکتا ہے ان کے علوم اور سائنس کا حریف ہوسکتا ہے اور ان کی سیاسی اور معاشی پیچیدگیوں اور گتھیوں کو سلجھا سکتا ہے اور ان کی ہر انقلابی رَو کو تعمیری اور تخلیقی سانچوں میں ڈھال سکتا ہے اور انہیں تباہ کن جنگوں سے نجات دلا سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس کام کو وہی تبلیغی ادارہ نہایت احسن طور پر انجام دے سکتا ہے جو قریباً تینتیس سال سے یورپ میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کو سرانجام دے رہا ہے اور جس کی مخلصانہ تبلیغی مساعی بارور ہوچکی ہیں۔

برادران اسلام سے اپیل

ہم سب برادران اسلام کی خدمت میں درد دل کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ وہ عصر حاضر کا نظر غائر سے مطالعہ کرتے ہوئے ہماری ان معروضات پر غور فرمائیں اور اس تبلیغی فرض کی اہمیت کو سمجھیں جو بحیثیت مسلمان کے ان پر عائد ہوتا ہے اور یورپ کی روحانی لحاظ سے مفلس اور قحط زدہ اقوام تک اسلام کے اس رزق کو پہنچائیں جس کی ان کے ہاں فراوانی ہے وہ دوست جنہوں نے قرآن مجید اور احادیث نبوی کا غور اور تعمق سے مطالعہ فرمایا ہے وہ یقیناً اس حقیقت سے بےخبر نہ ہوں گے کہ اسلام کے اندر تمام اقوام عالم کے لئے ایک پیغام ہے اور ہر دَور کی ضروریات اور تقاضوں کا اس میں سامان موجود ہے اور خداتعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا اور آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی ہے کہ اسلام مغربی سرزمینوں میں بھی اسی طرح پھیلے گا جس طرح یہ مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا خدا اور اس کے رسولؐ کے وعدوں کے پورا ہونے کا وقت آچکا ہے اور وہ زمانہ بالکل قریب ہے کہ جب دین فطرت کا آفتاب ایک نئی شان سے مغرب میں جلوہ گر ہو وہ دوست جو اسلام کے غلبہ پر یقین رکھتے ہیں اور اسے خداتعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ خیال کرتے ہیں ان کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اشاعت اسلام کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کو تیار ہوجائیں خدا کے راستہ میں جہاد کرنا معمولی کام نہیں بلکہ جوئے شیر کا لانا ہے اس کے لئے بھی اسی طرح قربانیاں درکار ہیں جس طرح دنیا کی عام تحریکات کو کامیاب کرنے کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ اسلام عہد نبوی سے لیکر قرون وسطیٰ تک مسلمانوں کی قربانیوں سے ہی مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا اور آج بھی قربانیوں سے مغرب میں غالب آسکتا ہے اگر ہم لوگ ان قربانیوں کے لئے تیار نہ ہونگے تو خداتعالیٰ ہماری جگہ کوئی اور قوم سے

آئیگا جو یہ قربانیاں کر سکے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے جو بہر صورت ہو کر رہیگا اور دنیا کی کوئی طاقت اب اس روحانی انقلاب کے راستہ میں سدِّ راہ نہیں ہو سکتی۔

مشن کے سرپرستوں اور معاونین سے درخواست　ووکنگ مسلم مشن کے بانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے آج سے بہت عرصہ پہلے ان حالات کا اندازہ کر لیا تھا جو یورپ میں تبلیغ اسلام کیلئے سازگار ہو سکتے ہیں اور انہوں نے اس نصب العین کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جس کا ہم مجمل طور پر ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عالم اسلامی میں اپنا ایک حلقۂ اثر بھی پیدا کر لیا تھا جو اس نیک کام میں ان کا ممد او ر معاون ہو سکے اور یہاں سرپرستوں اور معاونین کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ کام نہایت کامیابی کیساتھ چل رہا ہے ہم ان دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ ہمت کیساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ ان کی مساعی کے بارور ہونیکا وقت آ چکا ہے۔ اس لئے انہیں پہلے سے بھی زیادہ مالی ایثار اور قربانی کا ثبوت دینا چاہیئے تاکہ مغرب میں پہلے سے بھی بڑھ کر تبلیغی جدوجہد ہو سکے اور ووکنگ مسلم مشن کو اس تبلیغی سعی میں کوئی وقت پیش نہ آئے۔

ووکنگ مسلم مشن ایک تحریک ہے　ووکنگ مسلم مشن درحقیقت اس تبلیغی تحریک کا تسلسل ہے جس کی ابتداء زمانہ نبوی سے ہوئی صحابہ کرام رضی نے جس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کیں اور اس کے بعد مسلمان صوفیا نے ان کے اس تبلیغی مشن کو سنبھالا اور اسے فروغ دیا اور مشرق کے تمام ملکوں میں اسلام کو پھیلایا آج مغرب میں ووکنگ مسلم مشن اس تبلیغی تحریک کا علم بردار ہے اس لئے یہ صرف ایک مشن ہی نہیں بلکہ ایک زبردست تبلیغی تحریک ہے جس کے ڈانڈے عہد نبوی سے ملے ہوتے ہیں یہ عصر حاضر کے مسلمانوں کا ایک شاندار ورثہ ہے جسے تاریخ کی عظیم الشان اسلامی ولیات نے ان تک پہنچایا ہے۔ اس لئے اس تبلیغی تحریک کو اپنانا اس سے تعاون کرنا اور اس کی مدد کرنا سب مسلمان بھائیوں کا فرض ہے اور ان دوستوں اور بزرگوں پر تو اس فرض کی ادائیگی کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جو شروع سے اس مشن کی مدد کرتے آئے ہیں اور جنہوں نے اس مشن کی جملہ تحریکات میں حصہ لینے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔

یہ مشن غیر فرقہ وارانہ اصولوں پر کام کرتا ہے　یہاں پر ایک امر کی وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں بنیادی اصولوں کے لحاظ سے دراصل کوئی فرقہ نہیں سب اسلامی جماعتیں ... فرقوں کے بنیادی

اصول ایک ہیں ان میں کسی کو بھی اختلاف نہیں جو اختلاف ہے وہ جزئیات اور فروعات میں ہے لیکن یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ معمولی معمولی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک متحدہ محاذ پر جمع نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی زندہ قوموں کا پہلا اصول اتحاد ہے لیکن مسلمان اس اتحاد کی قوت سے بےخبر ہیں گو آجکل اس کا شعور اور احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے اور ہندوستانی مسلمانوں میں مسلم لیگ کی صورت میں اتحاد کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے اور وہ اپنی سیاسی کشمکش کے لئے کافی حد تک اتحاد قومی کا ثبوت دے رہے ہیں لیکن ابھی اتحاد اور اخوت اسلامیہ کے بلند جذبات کو اور ابھارنے کی ضرورت ہے۔ ہم تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ ووکنگ مسلم مشن قریباً تیئیس سال سے اتحاد اسلامی کے اس سنہری اصول پر عمل پیرا ہے اور اس مشن کا ٹرسٹ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے اور مختلف فرقہ ہائے اسلام کے احباب اس ٹرسٹ کے ممبر ہیں اور اس لحاظ سے یہ مشن اتحاد اسلامی اور وحدت اسلامی کی ایک زبردست تحریک ہے اور اس مشن نے اپنے عمل سے اس وحدت اور اتحاد کی طرح ڈالی ہے مسجد ووکنگ میں عیدین و جمعہ کی نمازوں کی امامت وہ احباب کراتے رہے ہیں جو مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھتے تھے اور مسجد ووکنگ کے امام بھی مختلف فرقہ ہائے اسلام کے افراد رہے ہیں جن میں سے مسٹر مارماڈیوک پکتھال کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اس مشن نے آج تک جتنا بھی لٹریچر پیدا کیا ہے وہ سب غیر فرقہ وارانہ ہے اختلافی مسائل سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیشہ اسلام کے بنیادی اصولوں اور اس کے عملی پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے اور مسلمانوں کی توجہ تعمیری اور تخلیقی کاموں کی طرف مبذول کرائی گئی ہے اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی خوبیوں اور اس کے روشن پہلو کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس مشن کے ماہوار رسائل اسلامک ریویو انگریزی اور اشاعت اسلام اردو میں اسی غیر فرقہ وارانہ پالیسی کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور بجائے خانہ جنگی کے تبلیغ اسلام پر زور دیا گیا ہے مختصر یہ کہ ووکنگ مسلم مشن کا سارا لٹریچر فرقی بحثوں سے پاک ہے اور اس مشن کے کارپردازان اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ ان بحثوں میں الجھنا محض حرب عقاید ہے اپنی خداداد قوتوں کو ضائع کرنا ہے اور دشمن کو اسلام پر حملہ کرنیکا موقعہ دینا ہے۔ ووکنگ مسجد کے ہر اجتماع میں یہی روح کارفرما ہوتی ہے چنانچہ عید میلادالنبی کی تقریب میں مختلف فرقہ ہائے اسلام کے لوگ شامل ہوتے ہیں ان کو ان جلسوں کی صدارت پیش کی جاتی ہے اور مختلف اسلامی فرقوں کے دوست اس موقعہ پر اپنے بلند پایہ مقالات پڑھتے ہیں۔

عظیم المرتبت مسلم سلاطین اور نوابوں کی اعانت یہ تبلیغی ادارہ سب مسلمانوں کا متحدہ اور مشترکہ ادارہ ہے جس کو تبلیغی مساعی کے لئے سب مسلمانوں کی اعانت حاصل رہی ہے اور عظیم المرتبت مسلم سلاطین مسلم فرمانروایان ہند اور نوابوں کی امداد کا شرف حاصل رہا ہے اور بڑی بڑی مسلمان مقتدر ہستیاں مسجد ووکنگ کی زیارت کے لئے تشریف لاتی رہی ہیں ان عالی مرتبت لوگوں کے اسمائے گرامی اس رپورٹ کے آخر میں پیش کئے گئے ہیں جو ووکنگ مسلم مشن کی امداد فرماتے رہے ہیں اور جنہوں نے اپنی مدد سے اس مشن کے کارپردازان کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اس تبلیغی ادارہ کی سرپرستی اور اعانت فرما کر اپنی مذہبی زندگی اور دینی حرارت کا ثبوت دیا ہے۔

یہ مشن ایک نظام کے ماتحت کام کرتا ہے اس مشن کا کام ایک قاعدہ، ضابطہ اور نظام کے ماتحت سرانجام پاتا ہے اور اس مشن کے رسالوں میں اسکے کام کی رپورٹ بھی وقتاً فوقتاً شائع کی جاتی ہے۔ تبلیغ کے لئے جو ذرائع یہ مشن ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے ان کی مجمل سی کیفیت درج ذیل ہے۔

امام مسجد ووکنگ مشن کی طرف سے مسجد ووکنگ انگلستان کے لئے ایک امام مقرر ہے جو تبلیغی فرائض کو نہایت احسن طور پر سرانجام دیتا ہے اور اس جگہ ہمیشہ کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا ہے جو علوم جدیدہ کیساتھ علم دین سے اچھی طرح واقف ہو اور دینی مسائل میں گہری نظر رکھتا ہو اس مسجد کے سب سے پہلے امام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم خود تھے آپ کی شخصیت میں جو جذب و کشش اور جو مقناطیسی قوت موجود تھی اسکی نظیر ملنی تو بہت مشکل ہے لیکن اس کے بعد بھی بہت پایہ کے لوگ امامت کے فرائض کو سرانجام دیتے رہے ہیں جن میں سے حضرت مولینا صدرالدین صاحب مولینا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ مولینا مصطفےٰ خاں صاحب۔ مولینا آفتاب الدین احمد صاحب مولینا عبدالمجید صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولینا عبدالمجید صاحب ایم۔اے۔بی۔ٹی اس وقت بھی وہاں اس فرض کو مشن کی طرف سے سرانجام دے رہے ہیں۔

مشن کے رسائل مشن کی طرف سے دو رسالے جن میں سے ایک اسلامک ریویو انگریزی میں شائع ہوتا ہے اور دوسرا اشاعت اسلام جو اردو میں شائع ہوتا ہے جاری ہیں ان رسائل میں اسلام کے متعلق نہایت بلند پایہ مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ اسلامک ریویو تبلیغی لحاظ سے بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اس کے خریدار اور قارئین ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھی اسے

بھیجا جاتا ہے۔ اسلام کے متعلق اعلیٰ درجہ کے تحقیقی مضامین اس میں شائع کئے جاتے ہیں اور اسلام پر موصول شدہ اعتراضات کا اس میں مدلل اور نہایت معقول جواب دیا جاتا ہے اس میں انگریز نومسلمین کے مضامین اور ان کے کوائف اور ان کے قبول اسلام کے اعلانات بھی شائع ہوتے ہیں "اشاعت اسلام" بھی مضامین کی سنجیدگی اور بلندی کے لحاظ سے معیاری حیثیت رکھتا ہے۔

بلند پایہ تبلیغی لٹریچر ان رسائل کے علاوہ اس مشن نے تبلیغی لٹریچر بھی پیدا کیا ہے جس میں یورپ کے اسلام پر اعتراضات کے شافی جواب ہیں اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے یورپ کے عوارض کا علاج بھی نہایت موثر اور دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی بلند پایہ تصنیفات کی اس لٹریچر میں نمایاں حیثیت ہے جو تبلیغی میدان میں اپنی تبلیغی افادیت کی نظیر نہیں رکھتیں ان کتب کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کا سلسلہ بھی ہے جن میں مجمل طور پر اسلام پر اعتراضات کے جوابات اور اسلامی محاسن کو پیش کیا گیا ہے یہ ٹریکٹ تبلیغی طور پر بہت ہی مفید ثابت ہوئے ہیں۔

تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ اس تحریری تبلیغ کے علاوہ مشن کے مرکزی مقام ووکنگ کے اندر لیکچروں کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری ہے جن میں انگریز مرد اور خواتین کثرت سے شامل ہوتے ہیں اور ان غیر مسلموں کو جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں چائے پر مدعو کیا جاتا ہے اور اسلام کے متعلق ان کے شکوک و شبہات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور حدیث مائدہ کے طور پر نہایت موثر اور دلنشین انداز میں ان کے سامنے اسلام اور آنحضرت صلعم کی حقیقی تصویر کو پیش کیا جاتا ہے۔

جمعہ اور عیدین کے خطبات ان لیکچروں کے علاوہ ووکنگ میں تبلیغ کا ذریعہ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ ہے اس میں بھی بعض غیر مسلم مرد اور خواتین شامل ہوتے ہیں اس موقعہ پر مسنون خطبہ کے علاوہ کسی ایسے موضوع کو پیش نظر رکھا جاتا ہے جس پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالنا ضروری ہو اور اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ بھی اسلام کے متعلق بہت سے شکوک کا ازالہ کر دیا جاتا ہے ــــ عیدین کے موقعہ پر ووکنگ میں مختلف مشرقی و مغربی اقوام کے لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں، اور اس اجتماع میں خالص اسلامی خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے اور انگلستان جیسی سرزمین پر جو قومیت پرستی کا گہوارہ ہے رنگ نسل

کے امتیازات مٹتے ہوئے نظر آتے ہیں اور عیدین کے خطبات میں تبلیغ اسلام کا بہترین موقعہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خطبات اسلام کی خوبیوں کو نمایاں کرنے کا بہترین ذریعہ بن جاتے ہیں آج تک مسجد ووکنگ میں عیدین کے موقعہ پر جو خطبات دئے گئے ہیں ان میں سے بعض خطبات تو معیاری حیثیت رکھتے ہیں جو نہایت درجہ بصیرت افروز اور پُر از معارف ہیں یہ خطبات اسلئے بھی زیادہ موثر اور مفید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت جو لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں، وہ رنگ و نسل کے امتیازات کو مٹا کر ایک مسلمان برادری بن جاتے ہیں وہ ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ہیں اس مختصر سی جمعیت اسلامیہ کے پس منظر میں یہ خطبات حد سے زیادہ بلیغ اور موثر ہو جاتے ہیں اور ان کا اثر دیرپا بھی ہوتا ہے عیدین میں شمولیت کرنے والے دوست مدت دراز تک اس اخوت اسلامیہ کے منظر کو فراموش نہیں کر سکتے۔

مفت لٹریچر کی تقسیم تبلیغ کا ایک ذریعہ مفت لٹریچر کی تقسیم بھی ہے یہ ذریعہ بھی نہایت ہی مفید ہے۔ کتابیں اور پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں ایشیائی اور مغربی ممالک میں بھیجے جاتے ہیں رسالہ اسلامک ریویو بھی اکثر بعض جگہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ یہ لٹریچر تبلیغ اسلام کے لئے میدان تیار کرتا ہے اور بیشمار لوگ ہیں جو اس لٹریچر کے مطالعہ سے اسلام کے بالکل قریب آجاتے ہیں چنانچہ اس ضمن میں امام مسجد ووکنگ کو آئے روز متعدد خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں جن سے اس لٹریچر کی تاثیر اور افادیت کا پتہ چلتا ہے۔ بہت سے انگریزوں کے لئے یہی لٹریچر قبول اسلام کا محرک ہوا ہے۔ مفت لٹریچر کی تقسیم کے کام کو اور وسعت دی جا سکتی ہے لیکن اس کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ اب جو نئے معاشی اور سیاسی مسائل پیدا ہو گئے ہیں ان کے متعلق خالص اسلامی نقطہ نگاہ سے لٹریچر پیدا کرنے کے لئے بھی کافی روپیہ خرچ آئیگا اس طرف بھی ہمارے معاونین کی خاص توجہ درکار ہے اور اس کام کو زیادہ وسعت دینے کے لئے ان کے تعاون کی خاص ضرورت ہے مفت لٹریچر کی تقسیم تبلیغی پراپیگنڈا کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ کام اتنا عظیم الشان ہے کہ اسکو جتنی بھی وسعت دی جائے تھوڑی ہے ووکنگ مسلم مشن نے مغربی اقوام میں تبلیغ اسلام کیلئے کافی لٹریچر پیدا کیا ہے جس سے شاندار نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ ان نئے حالات کے مطابق مزید لٹریچر پیدا کرنا پڑے گا کارپردازان مشن کے پیش نظر بے شمار مسائل ہیں جن پر وہ لٹریچر پیدا کرنا چاہتے ہیں امید ہے برادران اسلام اس ضمن میں ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے اور مالی ایثار سے مشن کی اعانت کرتے ہوئے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

تبلیغی خط وکتابت تبلیغ کا ایک اور موثر ذریعہ خط وکتابت ہے۔ یہ خط وکتابت "کارس پانڈنس" کے عنوان سے رسالہ اسلامک ریویو میں شائع ہوتی رہتی ہے اور اشاعت اسلام میں بھی اس کا اردو ترجمہ شائع کر دیا جاتا ہے ان خطوط میں اسلام کے متعلق بعض سوالات کئے جاتے ہیں جن کا امام مسجد ووکنگ یا مولینا آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو کی طرف سے نہایت مدلل جواب دیا جاتا ہے۔ اس خط وکتابت کے ذریعہ سے اسلام کے متعلق بے شمار غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں اور نئے نئے مسائل سامنے آتے رہتے ہیں جن پر روشنی پڑتی رہتی ہے اور خط وکتابت کرنے والے حضرات سے ایک قسم کا ذاتی تعلق بھی پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس تبادلۂ خیالات کو اور تقویت ملتی ہے۔

معاندانہ مضامین کے جوابات اس خط وکتابت کے علاوہ تبلیغ اسلام کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بعض اخبارات میں اسلام کے متعلق جو معاندانہ مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں اسلام اور آنحضرت صلعم کی نہایت غلط اور خلاف واقعہ اور بھونڈی تصویر کھینچی جاتی ہے اور اسلام کے متعلق نفرت اور حقارت کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے ایسے مضامین کے اثر کو زائل کرنے کیلئے انہی اخبارات میں ان مضامین کا جواب بھی چھپنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے جن کا خاطر خواہ اثر ہوتا ہے اور اس طریقہ سے اسلام کے متعلق بے شمار پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک اچھا میدان تیار ہو جاتا۔

تبلیغ اسلام کا ایک اور ذریعہ ان سب ذرائع کے علاوہ تبلیغ اسلام کا ایک اور موقعہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ انگلستان میں تعطیلات کے دنوں میں مختلف مقامات سے زائرین مسجد ووکنگ کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں ان سے تبادلۂ خیالات کا خوب موقع پیدا ہو جاتا ہے ان کے استفسارات کا جواب دیتے ہوئے مسجد کی تعمیر کی تاریخ ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد کے حملہ کو انفت اور بانئے مسلم ووکنگ مشن کے حالات کو بیان کرتے ہوئے اسلام کے محاسن کو اجاگر کرنیکا موقع بھی میسر آجاتا ہے اور بہت سے اسلامی عقاید اور مسائل بھی زیر بحث آجاتے ہیں اور ان پر جہاں تک ہو سکتا ہے شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ان زائرین کے علاوہ بعض امراء اور بادشاہ بھی اس مسجد میں تشریف لاتے رہتے ہیں

اور ان کی حیثیت اور شخصیت کے مطابق ان کی تواضع بھی کرنی پڑتی ہے۔ اسلامی ممالک کے امراء اور اراکین سلطنت بھی تشریف لاتے رہتے ہیں جو اس مشن کی خدمات اور تبلیغی مساعی کے متعلق نہایت اچھا اثر لے کر لوٹتے ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن ایک وحید العصر تبلیغی ادارہ ہے اس مضمون میں ہم نے تبلیغ اسلام کی ضرورت، تبلیغ اسلام کی تاریخ اور مغرب میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی عظیم الشان قربانیاں مشن کے کارہائے نمایاں اور طریق کار پر نہایت اجمال کے ساتھ تبصرہ کیا ہے ورنہ اس کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرنے کے لئے تو دفتر درکار ہیں۔ مختصر یہ کہ ووکنگ مسلم مشن ایک بین الاقوامی شہرت کا اسلامی تبلیغی ادارہ ہے اور اپنی کارکردگی کی وجہ سے وحید العصر ہے۔ اس تبلیغی ادارہ کا اثر و نفوذ اس لئے بھی غیر معمولی ہے کیونکہ یہ ایک ایسی مغربی قوم کے ملک میں واقعہ ہے جس کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا ساری سلطنت برطانیہ میں یہ ادارہ متعارف ہے اور انگلستان میں تو یہ ایک اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور امام مسجد ووکنگ کو اسلامی دنیا کا نمائندہ خیال کیا جاتا ہے اور اس ملک میں بالعموم لوگوں کے لئے جو بات بھی اسلام کے متعلق دریافت طلب ہوتی ہے وہ اسی مشن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ریزرو فنڈ کے لئے اپیل اس ادارہ کے اثر و نفوذ اور تبلیغی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے سب برادران اسلام پر واجب ہے کہ وہ اس ادارہ کی مالی اعانت فرمائیں اور دنیا کی موجودہ کشمکش اور انقلابات نے جو تبلیغ اسلام کے لئے نئے میدان پیدا کر دیئے ہیں ان کے مطابق اسلام کو پیش کرنے کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے انہیں مہیا کرنے میں ووکنگ مسلم مشن کی مدد کریں۔ اس عظیم الشان کام کو بروئے کار لانے کے لئے مشن کا ایک ریزرو فنڈ بھی ہے جس میں تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے اگر مشن کے معاونین تھوڑی سی بھی ہمت کریں تو یہ فنڈ کئی لاکھ تک پہنچ سکتا ہے اور مغرب میں تبلیغ اسلام کے اس مشن کو زبردست تقویت پہنچ سکتی ہے۔ مغرب میں اسلام کی جڑیں

مضبوط ہو سکتی ہیں اور اس کفرستان میں اسلام کا جھنڈا فتح مندی کے ساتھ لہرا سکتا ہے اور محمد مصطفےٰ صلعم کا یہ کشف ایک شان اور جلال کیساتھ پورا ہو سکتا ہے کہ میری امت کی بادشاہت مغربی زمینوں میں اسی طرح پہنچے گی جس طرح یہ مشرقی سرزمینوں میں قائم ہوئی ہے یہ پیشگوئی تو بہرصورت پوری ہو کر رہیگی مگر ان دوستوں کو خدمت اسلام کا ایک موقع میسر آجائیگا اور آیندہ آنے والے شاندار اسلامی دور میں ان کے نام سنہری حروف سے لکھے جائیں گے اور آیندہ آنے والی نسلیں فخر کے ساتھ ان کو یاد کریں گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وقت اسلام کی مدد کی جبکہ اسلام غربت کی حالت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بعض اعتراضات اور شکوک کا ازالہ

مندرجہ بالا مضمون میں مغرب میں اشاعت اسلام کی اہمیت اور ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کا مفصل ذکر کرنے کے بعد گنجائش تو باقی نہیں رہتی کہ ہم براہ راست بعض شکوک اور اعتراضات کا جواب دیں جو اس ضمن میں کئے جاتے ہیں کیونکہ ہماری رائے ہے کہ اس قسم کے سوال وجواب میں الجھنے سے قوت عمل پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ فعال لوگ شکوک شبہات اور اعتراضات میں نہیں الجھا کرتے اور نہ ہی اس قسم کے مشاغل میں وقت ضائع کرنے کی ان کے پاس فرصت ہوتی ہے لیکن محض بعض دوستوں کی تسلی اور تالیف قلب کے لئے ان اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔ اعتراضات درج ذیل ہیں:۔

(ا) اس قدر روپیہ ووکنگ مسلم مشن پر صرف ہوا مگر کوئی غیر معمولی نتیجہ پیدا نہیں ہوا

(ب) ہندوستان کو چھوڑ کر یورپ میں تبلیغ اسلام کیوں کی جاتی ہے؟

(ج) تبلیغ کے لئے کوئی نمونہ ہونا چاہیئے بغیر نمونہ کے تبلیغ میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

جواب (ا) پہلے اعتراض کا جواب تو یہ ہے کہ اس اعتراض کرنے والے دوست کو غلط فہمی

ہوئی ہے مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے جس قدر روپیہ اور سامانوں کی ضرورت ہے اس لحاظ سے ہم نہایت وثوق کیساتھ عرض کرسکتے ہیں کہ روپیہ میں سے ابھی دو آنے بھی خرچ نہیں ہوتے مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے بڑے سامانوں کی ضرورت ہے اور ہمیں وہ سامان کبھی میسر ہی نہیں آسکے اور جو کچھ آج تک اس مشن پر خرچ ہوا اس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی اور ہماری توقعات سے بہت بڑھکر ہمیں کامیابی عطا فرمائی اس عرصہ میں ہزاروں احباب و خواتین دائرہ اسلام میں شامل ہوئے اور ان میں سے بعض نومسلمین سماجی لحاظ سے بہت عظیم المرتبت ہیں اور ہزاروں انگریزوں تک اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی بے شمار غلط فہمیوں کا ازالہ ہوچکا ہے اب اسلام کے متعلق ان لوگوں کی روش معاندانہ نہیں بلکہ تحقیقی ہے اس مشن نے اسلام کے متعلق مغربی لوگوں کے نقطۂ نگاہ کو بدل دیا ہے اور مغربی مفکرین تو اسلام کے بہت ہی قریب آچکے ہیں اور مغرب میں قبولیت اسلام کے لئے ایک رَو پیدا ہوگئی ہے اور یہ کیفیت لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بھی پیدا نہیں ہوسکتی تھی ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ روپیہ خرچ ہوا اور کوئی غیر معمولی نتیجہ پیدا نہیں ہوا ہم ایسے دوستوں کی خدمت میں جو یہ خیال رکھتے ہیں مخلصانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ پہلے مغربی دنیا کا نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں اور اس مشن کی تبلیغی مساعی کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم فرمائیں اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے تو کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوا تو اس صورت میں ہمارا جواب یہ ہے کہ اسلامی تبلیغ کی پہلی شرط اسلام کے پیغام کو پہنچا دینا ہے اور اس کے بعد نتیجہ تو خدا کے ہاتھ میں ہے کیا ہمارے دوستوں کے پیش نظر قرآن مجید کے اس نوعیت کے ارشادات نہیں وما علینا الا البلاغ المبین ۰ اور ہمارے ذمے سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ـــــ مبلغ اسلام کا اوّلین فرض پہنچا دینا ہے اور نتیجہ خدا کے اختیار میں ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم باوجود کامیابی کے بھی تبلیغ کی اس اولین شرط کو ہی ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں۔

(ب) دوسرے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کے متعلق

فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اور ہم نے تجھے تمام قوموں کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے۔ اس آیت میں صرف یہ بات ہی نہیں بتائی گئی کہ آپ کل دنیا کی طرف مبعوث ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ آپ رحمت کے رنگ میں مبعوث ہوتے ہیں ۔۔۔ جس طرح مشرقی ممالک میں اسلام رحمت بن کر پہنچا اسی طرح مغربی اقوام بھی اس رحمت سے حصہ لیں گی اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی بھی ہے کہ مشرق اور مغرب کی سرزمینوں میں اسلام پھیلے گا اور غالب آئیگا چنانچہ ہم اس پیشگوئی کو مضمون کے سیاق میں تفصیل کے ساتھ درج کر چکے ہیں۔ ایسا اعتراض کرنیوالے دوستوں سے ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے صریح ارشادات اور حضرت نبی کریم صلعم کی صریح پیشگوئیوں کے پیش نظر کیا وجہ ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام نہ کی جاتی؟ آجکل مغربی اقوام دنیا پر غالب ہیں اور ان کی وجہ سے دنیا میں فساد پیدا ہو چکا ہے خشکی پر امن ہے اور نہ تری میں ان قوموں کی جنگوں نے ساری زمین کو انسانی خون سے رنگ دیا ہے ان قوموں میں اس قدر تفرقے ہیں کہ ان اختلافات کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں اور آگ کے گڑھے پر کھڑی ہیں اس وقت اشد ضرورت ہے کہ ان تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا جائے تاکہ دنیا میں صلح اور امن قائم ہو اور ساری دنیا کو اس عذاب سے نجات ملے جس عذاب میں وہ مبتلا ہے۔ ہندوستان میں اسلام ایک ثقافتی قوت بن چکا ہے اس کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں اسلام کی قوت اس ملک میں دن بدن بڑھتی چلی جائے گی اب اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام کے پیغام کو ان ممالک تک پہنچایا جائے جہاں بعثت نبوی سے لیکر آج تک اسلام کا پیغام باقاعدہ صورت میں نہیں پہنچا اور ہم اس ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اور یورپ میں اسلام کو پہنچا رہے ہیں۔

(ج) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل نمونہ حضرت نبی کریم صلعم ہیں اور قیامت تک حضور ہی تمام اقوام عالم کے لئے نمونہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر..... یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کے لئے امید رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد رکھتا ہے ۔۔۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر اس شخص کیلئے اسوہ حسنہ ہیں جو اللہ اور

یوم آخر کی امید رکھتا ہے گویا تمام قوموں اور تمام زمانوں اور تمام قسم کے آدمیوں کے لئے آپ اسوۂ حسنہ ہیں اور رسول کے بعد کسی اور نمونہ کی ضرورت نہیں مبلغ کا کام صرف یہ ہے کہ خدا کا پیغام پہنچا دے اور رسول کی شخصیت کے محاسن کو ان اقوام پر روشن کر دے یہ قومیں خود براہ راست آنحضرت صلعم سے اکتساب نور کریں گی درمیان میں کسی اور نمونہ اور واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اسمائے گرامی ٹرسٹی صاحبان و ممبران مجلس منتظمہ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ لاہور

بی۔ ٹی۔ ایڈیٹر دی لائٹ لاہور۔ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ڈی۔ ایس۔ پی پنشنر پنجاب جھنگ۔ جناب مولوی شمس الدین صاحب بی۔ اے منسٹر تعلیم۔ بہاولپور سٹیٹ۔ جناب خان محمد اسلم خاں پیرہ خاں خیل رئیس اعظم مردان۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی۔ جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب

ذیل کے بزرگانِ دین نے مسجد ووکنگ انگلستان میں وقتاً نماز عیدین کی امامت کرائی اور خطبات عیدین پڑھے۔

عالیجناب سر عبدالقادر صاحب۔ عالیجناب حافظ وہبہ صاحب۔ عالیجناب بشیر پکرڈ صاحب۔ بی۔ اے۔ عالیجناب علامہ یوسف علی صاحب۔ عالیجناب مسٹر مارماڈیوک پکتھال صاحب۔ عالیجناب لارڈ ہیڈلے صاحب۔ عالیجناب عمر ہوبرٹ رینکن صاحب۔ ہز ایکسلنسی سید محمد امین الحسنی مفتی اعظم فلسطین۔ ڈاکٹر شیخ علی حسن عبدالقادر۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ان کے علاوہ جو بھی گذشتہ ۴۳ سالوں میں مسجد ووکنگ کے امام رہے ہیں۔ ان فرائض کو اپنے قیام امامت میں سرانجام دیتے رہے ہیں۔

مسلم سلاطین ومسلم رؤسا جو شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں تشریف لائے۔

ہز رائل ہائینس امیر سعود۔ کراؤن پرنس آف سعودی عرب۔ ہز رائل ہائینس امیر محمد سعودی عرب۔ ہز رائل ہائینس پرنس سیف الاسلام یمن۔ ہز ہائینس سلطان وہیر ہائینس سلطانہ آف جیہور۔ (G. M. S) ہز ہائینس سلطان آف زنجبار۔ ہز ہائینس سلطان آف شہیر وموکالا۔ ہز ہائینس سلطان آف لیج۔ ہز ہائینس سلطان آف پہانگ ہز ہائینس پرنس نائمہ۔ ہز ہائینس سلطان محمد بن عمر۔ ہز ایکسیلینسی سفیر آف ترکی۔ ہز ہائینس دی پرنس آف برار۔ پرنس اعظم جاہ بہادر اینڈ ہز ہائینس بیگم در شہوار پرنس آف برار۔ ہز مجسٹی کنگ فاروق۔ شاہ مصر۔ ہز ہائینس پرنس حالی بے آف ترکی۔ ہز ایکسلنسی ہز ا علی سہیلی۔ ہز مجسٹی دی کنگ شیخ عبداللہ آف بحرین۔ ہز امپیرئیل مجسٹی ھیلی سلاسی

اول شاہ حبشہ - ہز ہائینس نواب آف ٹونک - ہز رائل ہائینس پرنس امیر سعود - ہز رائل ہائینس دی امیر آف فیصل - وائسرائے حجاز - ہز رائل ہائینس دی امیر خالد آف دی سعودی عرب - حسن معزو سارکن موسلین - سلطان آف سوکوٹو - عبدالالی بیرو - امیر آف کاتو اینڈ عثمانہ امیر آف گوانڈو - جنرل محکم بیگ نمائندہ جمہوریہ بخارا - علیا حضرت ہز ہائینس سلطان جہاں بیگم صاحبہ آف بھوپال - سلطان آف جہور - ہز ایکسلنسی - عسکر کولاس - سفیر حبشہ - پرنس ورنواڈیہ - سفیر سیام ہز ہائنس عالیجناب نواب آف جاورہ سٹیٹ نواب محمد اسلم خاں صاحب آف انب سٹیٹ - ہز ایکسلنسی سردار عبدالہادی افغان منسٹر ہز امپیریل مجسٹی سلطان احمد شاہ آف ایران - ہز رائل پرنس سنیا آف البانیہ - ہز ہائینس سلطان آف کیڈا - ہز ہائی نس پرنس محمد عبدالمنعم بمعہ ممبران مصری سفارت - ہز ایکسلنسی عزیز عزت پاشاہ سفیر مصر - ہز ایکسلنسی ڈاکٹر حسن نشاط پاشا سفیر مصر -

---

ان احباب کے اسمائے گرامی جو مسجد ووکنگ انگلستان میں تشریف لائے یا جو نماز عیدین اور یوم ولادت کی تقاریب میں شامل ہوئے۔

ہز ایکسلنسی شیخ حافظ وھبہ سعودی عرب کے منسٹر - ہز ایکسلنسی سید علی جودت عراقی منسٹر - امیر عادل ارسلان - سر رضا علی - ایجنٹ جنرل ٹو گورنمنٹ آف انڈیا - جنوبی افریقہ - سر عبدالقادر - سردار بہادر سردار موہن سنگھ - مسٹر ایمارا و - ڈپٹی ہائی کمشنر فار انڈیا مسز ڈی یارک - ڈاکٹر محمدی - مسز شاکر محمدی آف لندن - مسٹر عارف الفاروقی جمعیتہ اسلامیہ فلسطین - مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک صدر مسلم سوسائٹی برطانیہ ہز ایکسلنسی ایرانی منسٹر افضل العلماء عبدالحق ہز ایکسلنسی مصری منسٹر - ڈاکٹر ہر پرشاد شاستری - طلباء کیمبرج - آکسفورڈ - لیڈس - سر آغا خاں صاحب - سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدرآباد سٹیٹ دکن - سر عبدالرحیم آف مدراس - سر فیروز خاں نون - سر شادی لال - نواب ذوالقدر جنگ بہادر دکن - نواب

نذیر یار جنگ بہادر دکن ۔ نواب سر سالار جنگ بہادر آف دکن جسٹس نعمت اللہ ۔ سر ذوالفقار علی شاہ ۔ جسٹس امین الدین ۔ میاں محمد رفیع ۔ خان بہادر سید احسان علی ۔ سید حبیب علی شاہ بخاری رسالدار مظفر خاں رسالدار میجر بہادر شیر خاں ۔ سر عبدالصمد خاں صاحب ۔ دی رائٹ آنریبل ہز ہائی نس سر سلطان محمد شاہ دی آغا خاں صاحب ۔ مسٹر ای ۔ اے ۔ خوری سیکرٹری فلسطین عرب پارٹی ۔ سید فضل شاہ سکریٹری جمعیتہ المسلمین ۔ لندن ۔ پرنس علی خاں پسر سر آغا خاں صاحب ۔ مسٹر جمالی کونسل آف حجاز ۔ نواب عثمان یار الدولہ ۔ نواب مظفر خاں ۔ نواب محمد حیات خاں ۔ اے عزت پاشا آف مصر ۔ مسٹر عوادین ۔ آنریبل چیف یوگوسلویا ڈیلیگیشن ۔ سر محمد شفیع ۔ سر اسمٰعیل سیٹھ ۔ شیخ یسن آف بغداد ۔ این ۔ ڈی ۔ ایچ ۔ عبدالغفور آف کالمبو سیلون ۔ سر عباس علی ۔ مرزا ہاشمی اصفہانی رائٹ آنریبل سید امیر علی ۔ پی ۔ سی ۔ سر عزیز الحق ہائی کمشنر فار انڈیا ۔ الحارج لفٹننٹ کرنل ۔ سر حسن سہروردی آف کلکتہ ۔ ڈاکٹر ایم ۔ آر ۔ زادہ ۔ سید خالد ہمدی اینڈ سید عبدالمعیم گیلانی آف عراقی ڈیلیگیشن ۔ بیگم اکرام اللہ صاحب ۔ اکرام اللہ صاحب ۔ ہز ایکسلنسی عبدالرحمٰن حکی بے ۔ ہز ایکسلنسی ایم ۔ آر ۔ نادہ ۔ سر ایرمنٹ ویلنٹ ایم ۔ پی ۔ دی رائٹ آنریبل لارڈ اینڈ لیڈی لیمنگٹن ۔ مرزا محمد اسمٰعیل صاحب جے پور ۔ کرنل حامد نصرت ۔ جی ۔ ایچ عارف آف کلکتہ پرائیویٹ سیکرٹری ٹو دانی آف کوچ بہار ۔ رسالدار میجر محمد اشرف خاں آئی ۔ او ۔ ایم ۔ مسٹر لال ڈپٹی ہائی کمشنر فار انڈیا ۔ اعلحضرت حضور مہاراجہ صاحب بہادر آف میسور ۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب مولانا محمد علی مرحوم ۔ مولانا شوکت علی مرحوم ۔ مولانا سید سلیمان ندوی ۔

امداد کنندگان مسلم مشن ووکنگ انگلستان

ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے ۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت وہمدردی ہے ۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی ووہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے ۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا

ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ ۲۳ سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیاز سے اس کی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے، اس کو کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ ساٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ ۲۳ سالوں میں جن بزرگ مسلم ہستیوں نے اس کار خیر کی مالی امداد فرمائی ان میں صرف چند ایک اہم احباب کے اسمائے گرامی ذیل[1] میں درج کئے جاتے ہیں

علیا حضرت بیگم صاحبہ آف بھوپال۔ (خلد آشیانی) اعلیحضرت حضور نظام دکن برار عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست کروائی۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جاورہ۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست رامپور۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست خیرپور میر۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست مانگرول۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جنجیرا۔ سر آغا خاں صاحب۔ ہز ہولی نس سیدابو محمد طاہر سیف الدین صاحب مدظلہ، سردار قوم بوہرہ۔ بمبئی۔ نواب صاحب بہادر رادھن پور۔ ہز ہائی نس پرنس عمر توسن آف مصر۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر کیڈاد O.S.M. (مرحوم) ہز رائل ہائی نس محمد علی پاشا آف مصر۔ عالی جناب نواب صاحب

[1] نواب صاحب بہادر پالن پور۔ موجودہ دیوان صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ۔

آف جیسور ۔ ہز رائل ہائنس حلمی پاشا آف مصر ۔ سفیر ایران ۔ مصر ۔ افغانستان ۔ ترکی ۔ سعودی عرب ۔ حجاز ۔ عراق ۔ مقیمان لندن ۔ ہز رائل عزیز عزت پاشا مصر ۔ تولیہ ۔ نذیر احمد صاحب ۔ نزد اکبر ۔ حضرت خواجہ صاحب ۔

دنیا بھر کی انگریزی داں لائبریریاں جہاں رسالہ اسلامک ریویو بطور تبلیغ اسلام کے مفت بھیجا جاتا ہے :۔

شمالی امریکہ :۔ یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ و کنیڈا ۔ الباما ۔ ارکن ساس ۔ کلیفورنیا ۔ کولوراڈو کونک ٹی کٹ ۔ فلورڈا ۔ جورجیا ۔ اڈا ۔ الی فاس ۔ انڈیانا ۔ کن ساس ۔ کن ٹیکی ۔ لیوسینا مین ۔ میری لینڈ ۔ ماسا چوسٹ ۔ میچی گن ۔ می سس پی ۔ میسوری ۔ نب راسکا ۔ نیو ہیمشیر ڈرھام ۔ نیو جرسی ۔ نیو میکسیکو ۔ نیویارک ۔ نارتھ کورلینا ۔ اوھائیو ۔ اکلوھاما ۔ اری گان ۔ پنس ل وانیا ۔ روڈ آئی لینڈ ۔ سوتھ ڈاکوٹا ۔ ٹیکس ساس ۔ ورجینیا ۔ واشنگٹن ۔ وس کونس البٹرا ۔ وکٹوریا ۔ مینی کی ٹوبا ۔ نیو برنسوک ۔ آنٹیریا ۔ نواسکاٹیا ۔ نیو آرلینز ۔ فلی ڈلفیا ۔ سان فرانسسکو ۔ چیکاگو ۔ ڈی ٹرایٹ ۔ ونکور ۔ وینیپگ ۔ قیوبک ۔ لاس اینجلیز ۔ **جنوبی امریکہ** ۔ نیو گائنا ۔ جارج ٹون ۔ ٹرینیڈاڈ ۔ پارا ماریبو ۔ **آسٹریلیا** :۔ سڈنی ۔ آڈی لیڈ ۔ ملبورن ۔ پرتھ ۔ برسبن ۔ **نیوزی لینڈ** ۔ آک لینڈ ۔ ویلنگٹن ۔ کرسٹ چرچ ۔ الیزرکا رگل ڈومنی ڈن **افریقہ** ۔ جونسبرگ ۔ نٹال ۔ ڈربن ۔ زنجبار ۔ ممباسا ۔ **جزیرہ ماریشس** جزائر فجی ۔ منیلا (فلی پین جزائر)

دنیا بھر کے وہ ممالک جہاں رسالہ اسلامک ریویو کے خریدار ہیں :۔

شمالی افریقہ :۔ اسویٹ ۔ پورٹ سعید ۔ قاہرہ ۔ غذہ ۔ **مشرقی افریقہ** ۔ یوگنڈا ۔ زنجبار نروبی ۔ موزم بیک ۔ ممباسہ ۔ مورنگ مارکوئیس ۔ کمپالہ دارالسلام ۔ **جنوبی افریقہ** ۔ پری ٹوریا ۔ نٹال ۔ جونسبرگ ۔ لیڈی سمتھ ۔ الیس ریوا اسٹنگر ۔ ڈربن ڈونگٹ ۔ رستن برگ روڈیشیا ۔ گیوساؤ ۔ فری ٹون ۔ پیٹرمازبرگ ۔ کیپ ٹون ۔ **مغربی افریقہ** ۔ نائیجیریا ۔ کالابار ۔ لاگوس ۔ فری ٹون ۔ سیرالیون ۔ اکراگولڈ گوسٹ ۔ ابردین ۔ باتھورسٹ ۔ فن ٹوا ۔

ایس اے ۔ ہیلسنکی ۔ ایران ۔ طہران ۔ برٹش گیانا ۔ ڈیمارارا ۔ برلیس ۔ جزائر برطانیہ ۔ جملہ اہم شہر ۔ مراکش ۔ مجر ۔ خلیج فارس ۔ ایکواڈا

(۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "**برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی**" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن**۔ اس مشن کے [illegible] دو ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات**۔ (۱) مشن کی بیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کرکے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے**

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام** ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے**

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کرکے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلادِ اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو بھیجتے رہیں (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی جو ابھی خریداری نہ کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے اور یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی دان [illegible] ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ [illegible] میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں [illegible] اس کا سالانہ چندہ [illegible] ہے اور ممالک غیر کے لئے [illegible] ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے جو کتابوں، ٹریکٹوں اور رسائل کی [illegible] [illegible] یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا [illegible] تاکہ اسلام کا [illegible] ذریعہ [illegible]۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں [illegible] غیر مسلموں اور [illegible] آپ کی طرف سے مفت [illegible] بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید [illegible] کے ذریعہ آپ تک [illegible] (۸) شاہجہانی مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے [illegible] عید [illegible] خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے [illegible] مشن کو [illegible] [illegible] مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں (۹) [illegible] سال مسجد ووکنگ [illegible] جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے [illegible] کوئی [illegible] نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے [illegible] اعزاز [illegible] [illegible] [illegible] اس سعی [illegible] (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا [illegible] مشن کو [illegible] کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ [illegible] (۱۲) عید قربان کے وقت قربانی [illegible] پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) [illegible] لئے اس سے متعلق [illegible] تو اسلام کی اشاعت و [illegible] [illegible] کی [illegible] صدقہ [illegible] زکوٰۃ [illegible] مسلم مشن [illegible] ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو) [illegible]

[illegible]

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق [illegible] ایک [illegible] شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام [illegible]

(۱) بورڈ آف [illegible] (۲) [illegible] (۳) انتظامیہ مسجد ووکنگ انگلستان [illegible] (۴) لٹریری [illegible] (۵) یہ ایک خیراتی ادارہ [illegible] ٹرسٹ کا کسی [illegible] پالیسی و فرقہ [illegible] تعلق نہیں [illegible] [illegible]۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان [illegible] پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا [illegible] (۴) مالی [illegible] کے ماتحت [illegible] عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی ماہانہ [illegible] رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع [illegible] (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ [illegible] سالانہ بیلنس شیٹ جناب آڈیٹر صاحب کی تصدیق [illegible] کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کیا جاتا ہے

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب ہونی چاہیے۔ (۲) [illegible] زر بنام فنانشل سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) [illegible] عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے (۴) انگلستان کا [illegible] انگلینڈ ہے۔

Address in England – The Imam, The Mosque W[illegible]king, Surr[illegible]y England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں [illegible] اسلام [illegible] لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)۔

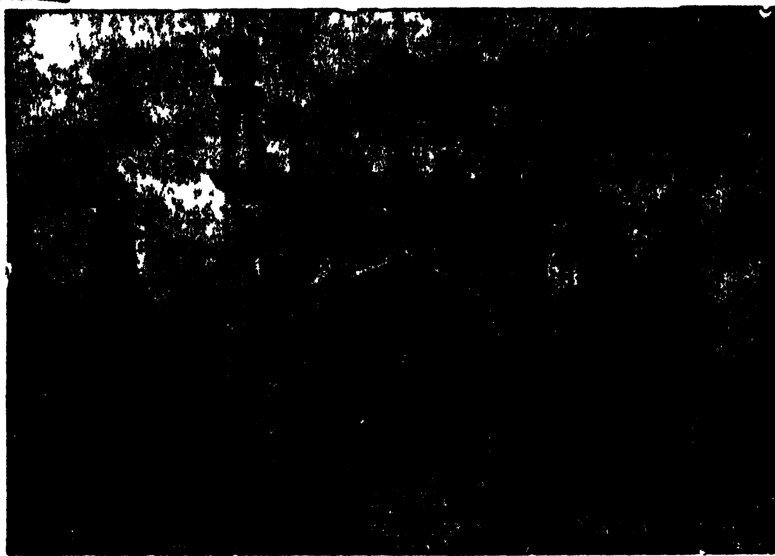
تمام خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

محرکہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ

خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | اللہ اکبر | نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنیت علاوہ ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم کے ۱/۴ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ۔ مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۳

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ سے شائع ہوا۔

شذرات

مغربی تہذیب کے رجحانات اور تبلیغ اسلام

مغربی دنیا کے مزاج کو سمجھنے کے لئے ان اقوام کے مفکرین کے خیالات کو مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے یہ مفکرین ہمیشہ ان اقوام کے رجحانات کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں اور اس ضمن میں نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تاکہ ان اقوام کو غلط روی سے روکیں اور صحیح راستہ پر ڈالیں اور اپنی عقل کے مطابق ان کی رہنمائی کریں اور انہیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کی خون آشامیوں اور تباہ کاریوں نے انہیں ایک اور نقطہ نگاہ سے موجودہ صورت حالات کا جائزہ لینے پر مجبور کیا ہے —— مغربی اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ مغرب میں احیاء علوم کے بعد رفتہ رفتہ ان اقوام کا مزاج بدلنا شروع ہو جاتا ہے اور یہ اقوام مذہب عیسوی کے تحکم آمیز معتقدات کو آہستہ آہستہ ترک کر کے عقل انسانی کو تمام سیاسی، معاشی اور سماجی معاملات میں اپنا رہنما بناتی ہیں اور اس اصول پر کاربند ہو جاتی ہیں کہ ان جملہ مسائل کے سلجھاؤ کے لئے صرف عقل انسانی کی رہنمائی کافی ہے اور انسان کو اپنی بہتری کے لئے کسی الہامی مذہب کی ضرورت نہیں چنانچہ اس اصول پر عمل پیرا ہو کر ان اقوام نے ایک طرف ترقی کی نیچر کی قوتوں پر فتح پائی اور ان کو اپنے قابو میں لاکر اپنے مفید مطلب بنایا لیکن ان کے پاس کوئی ایسی روحانی اور اخلاقی قوت نہ تھی جو ان کی اس طاقت میں جو انہوں نے سائنس کے ذریعہ حاصل کی تھی ایک اعلیٰ درجہ کا توازن قائم کر سکے عیسائیت تو پہلے ہی ناکام ہو چکی تھی اس لئے وہ

ان اقوام کی چارہ گری کرنے سے قاصر رہی چنانچہ یہ لادینی تہذیب اپنی ان دو ساختہ ڈگر پر چل کر مختلف مصائب اور آلام کا شکار ہوگئی اور مرور زمانہ سے عقل اور دماغ کی خامکاریاں واضح ہوگئیں اوران پر روشن ہوگیا کہ جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہ تباہی اور بربادی کا راستہ ہے چنانچہ انگلستان کا مشہور مصنف ایچ۔جی۔ ویلز جو مغربی تہذیب کا مزاج دان ہونے کی وجہ سے وحید العصر ہے اس نے اپنے مطالعہ اور مشاہدات کی بناء پر مغربی تہذیب کی موجودہ افتاد کے متعلق اپنے ایک تازہ مضمون میں جو کہ کتابی صورت میں (Mind at the end of its Tether) کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے مغربی تہذیب کے موجودہ رجحانات پر نہایت افسردگی اور قنوطیت کا اظہار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"ہر چیز جسے ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں عنقریب فنا کے گھاٹ اترنے والی ہے اور اس کے خاتمہ کے وقت کو ٹالا نہیں جاسکتا حیات واضح طور پر اپنے کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جارہی ہے زندگی میں ایک دہشت انگیز سی اجنبیت پیدا ہوگئی ہے یہاں تک کہ جو لوگ عام طور پر بے پروا اور اپنے ماحول سے بے خبر ہوکر زندگی بسر کر رہے تھے وہ بھی چونک کر ایک قسم کا استعجاب اور گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں گویا کوئی مفر اور پناہ ڈھونڈھ رہے ہیں"

اس اقتباس سے کس قدر افسردگی اور مایوسی ٹپکتی ہے - اس مصنف کو صاف طور پر نظر آرہا ہے کہ مغربی تہذیب ایک کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جارہی ہے۔ عقل اور دماغ کی کوئی چارہ سازی انہیں اس تباہی سے نہیں بچاسکتی یہ عقل اور دماغ سے انتہائی مایوسی کا اظہار ہے یہ بحرانی کیفیت صاف طور پر بتارہی ہے کہ ان اقوام کے نقطۂ نگاہ میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا ہوچکی ہے وہ اپنے خودساختہ اصولوں سے بالکل مایوس ہیں اور یورپ میں ایک ایسے دین کی اشاعت کے لئے میدان تیار ہوچکا ہے جو ان کو اس مایوسی سے نجات دلائے اور ان کی ان سیاسی، معاشی اور سماجی الجھنوں کو دور کرکے انہیں عافیت اور بقا کی نوید اور بشارت دے۔ وہ مذہب یقیناً عیسائیت نہیں ہے کیونکہ اس ضمن میں اس کی ناکامی اظہر من الشمس ہے۔ ان مسائل کا حل صرف اسلام ہی کرسکتا ہے جو دین فطرت

اور خدا تعالیٰ کا نوع انسانی کی طرف آخری پیغام ہے اور ہر دور کی مشکلات کا حل اس میں موجود ہے آج سے تیرہ سو سال پیشتر بھی اس نے تہذیب انسانی کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا تھا اور آج بھی اسے بربادی سے صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے۔ حالات اور واقعات پکار رہے ہیں کہ یہ وقت ہے کہ اسلام کو ان اقوام کے سامنے ایک موثر اسلوب کے ساتھ پیش کیا جائے مغربی اقوام اپنی عمرانی زندگی کے اس نقطۂ انقلاب پر ہیں اگر اس وقت ان کے سامنے اسلام کو خوش اسلوبی کیساتھ پیش کیا جائے تو وہ یقیناً اسلام کو قبول کریں گی اور آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کی پیشگوئیوں سے بھی یہ قطعی طور پر معلوم دیتا ہے کہ مغرب میں اسلام کے پھیلنے کا وقت آچکا ہے صرف اس کے لئے ایک زبردست جدوجہد درکار ہے۔

کچھ اشاعت اسلام کے موجودہ نمبر کے متعلق

رسالہ اشاعت اسلام کے موجودہ نمبر میں ہم نے یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت اور یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے فضا کی سازگاری اور ووکنگ مسلم مشن کے تبلیغی مقاصد پر شرح و بسط کیساتھ روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں ہم نے ووکنگ مسلم مشن کی مختصر تاریخ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی قربانیوں اور اس مشن کے طریق کار اور رپورٹ کو بھی اختصار کیساتھ درج کیا ہے امید ہے کہ برادران اسلام اس نمبر کے مضامین کو نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں گے اور جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے ٹھنڈے دل کیساتھ اس پر غور کرتے ہوئے ہماری طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے جس خلوص کیساتھ اور جس محنت شاقہ کیساتھ اس مشن کے کارپردازان مغرب میں اشاعت اسلام کے فریضہ کو بروئے کار لا رہے ہیں اس کی تفصیل میں ہمیں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس مشن کی تبلیغی مساعی کو غور سے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ قریباً تینتیس سال سے یہ مشن مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں مصروف کار رہا ہے اور اس تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ نے اس مشن کو غیر معمولی کامیابیاں عطا فرمائی ہیں۔ . . . .

. . . اور اب وقت آگیا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر قوت کیساتھ اس تبلیغی نصب العین کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے - مندرجہ بالا شذرہ میں بھی ہم نے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے فضا بالکل سازگار ہے اور ان اقوام کا مزاج بالکل اسلام کے قریب آچکا ہے صرف اس وقت اسلام کو ان اقوام کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کام کو وہی تبلیغی ادارہ کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے جسے اس تبلیغی میدان میں کافی تجربہ ہے ہم نے اس ضمن میں اپنی گذارشات کو رسالہ کے مضامین میں درج کر دیا ہے قارئین ملاحظہ فرمائیں ۔

مکتوبات

(ا) لندن ڈبلیو ۱۴

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ ۔

جناب عالی :- گاڑی میں ووکنگ سے گذرتے ہوئے میں نے آپ کا نوٹس پڑھا "اسلام کیا ہے ؟" ازراہ مہربانی مجھے ڈاک کے ذریعہ مطلع فرمائیں۔ میں آپ کا بہت ہی شکرگذار ہونگا اگر آپ مذکورہ بالا عنوان پر مجھے لٹریچر بھیج کر میرے معلومات میں اضافہ فرمائیں گے ۔

آپ کا مخلص ۔ ایچ سپیرڈ ۔

(ب) بیڈفورڈ بیڈ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ ۔

جناب عالی :- میں آپ کا بہت شکرگذار ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی نیو ورلڈ آرڈر کی بھجوا دیں گے جیسا کہ گذشتہ ہفتہ کے ایک اخبار میں اس کا ذکر ہوا ہے اگر آپ کے پاس اسلامی معتقدات کے متعلق اور لٹریچر بھی ہو تو ازراہ مہربانی مجھے

اس کے متعلق بھی مطلع فرمائیں۔

آپ کا مخلص جاس ٹرسٹم

(ج) اپالو بندر بمبئی فورٹ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب عالی:- میں آپ کی خدمت میں اس امید میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں کہ آپ مندرجہ ذیل امر میں میری مدد فرمائیں گے۔ میں کئی سالوں سے دین اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں اور اب میں آپ کے بمبئی کے حلقہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتا ہوں امید ہے آپ مجھے بمبئی میں اپنے نمایندہ دوستوں سے متعارف کروا دیں گے یا مجھے اپنا لٹریچر بھیجنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے جو مندرجہ بالا پتہ پر ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے مجھے ایک ہفتہ میں لندن سے پہنچ جائیگا۔

مجھے امید ہے کہ میں مختصر سی رخصت پر جب انگلستان آؤں گا تو آپ سے شرف ملاقات ضرور حاصل کروں گا۔ اگر آپ کا بمبئی میں کوئی نمایندہ موجود نہ ہو تو آپ کی طرف سے بمبئی کے کسی اسلامیہ سکول کی طرف تعارفی خط میرے لئے بہت مفید رہے گا۔ میرے خیال میں کتابوں کے مطالعہ سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب تک ذاتی تعلقات نہ ہوں انسان آگے ترقی نہیں کرسکتا۔ میری موجودہ حالت یہی ہے اس ضمن میں آپ کو جو تکلیف گوارا کرنا پڑے گی اس کے لئے شکر گذار ہوں۔

آپ کا مخلص۔ لفٹنٹ آر۔ این۔ وی۔ آر

(د) فروم سومرسٹ

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب عالی ازراہ مہربانی مجھے مطلع فرمائیں کہ انگریزی زبان میں دین اسلام سے متعلقہ کتب اور قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ایک کاپی مجھے کس جگہ سے حاصل ہو سکتی ہے میں کلونیل سول سروس کا ایک فرد ہوں اور اس سلسلہ میں مجھے متعدد اسلامی ممالک مثلاً مصر، فلسطین، عدن، ملایا اور جاوا میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے مجھے مسلمانوں اور ان کے مذہب سے ایک دلچسپی بڑھتی ہوئی رہی ہے میرے دل میں انکا بہت احترام ہے میرے دل میں ان کو اچھی طرح سے جاننے اور سمجھنے کی خواہش ہے۔ اس ضمن میں اگر آپ صحیح معلومات بہم پہنچا سکیں تو میں آپ کا دل سے ممنون ہوں گا۔ آپ کا مخلص۔ ا۔ ے۔ ٹی۔ پی (ج)

در بارگاہِ رسالت

{ نتیجۂ فکر عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن }

اے اسوۂ حسنہ کہ تو بودی مارا ٭ زاں راہِ سعادت تو نمودی مارا
از عرشِ علیٰ تر فَعَنَالَکَ ذِکۡرَکَ ٭ تسکینِ دلت بود کہ نمودی مارا
خالق چہ عطا کرد ترا نعمتِ کوثر ٭ زاں فیضِ رواں چشمہ نمودی مارا
اللہ کہ او نورِ ہمہ ارض و سماء است ٭ نوری زہماں نور تو نمودی مارا
در دورِ مصائب چنیں عزم تو بود ٭ زاں صبرِ رسولاں تو نمودی مارا
بر نعمتِ خالق کہ عدو کش نہ شماریم ٭ چوں خوانِ کرمش تو نمودی مارا
در فقر ترا فخر بہ از تاجِ شہاں بود ٭ آں تاجِ درخشندہ تو نمودی مارا

فیضِ یثرب

{ نتیجۂ فکر عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن }

نور از مشرق بہ مغرب می رود ٭ فضل از مشرق بہ مغرب می رود
گستردِ قرآں شعاعش در جہاں ٭ فیضش از مشرق بہ مغرب می رود
حکمتِ یوناں چہ زندہ کرد و باز ٭ فہم از مشرق بہ مغرب می رود
علم را یاری کند دستِ ہنر ٭ صنعت از مشرق بہ مغرب می رود
ہمچنیں شنوم ندائے در جہاں ٭ خیر از مشرق بہ مغرب می رود

حمد

(از ش۔ ب۔ فیضی دہلوی بیگم صاحبہ محمد یونس خاں کشمیری اکبرآبادی)

قطرہ قطرہ میں اگر بحر عطا ہے تیرا ∴ ذرہ ذرہ میں یہاں نور بھرا ہے تیرا
عالمِ یاس میں جب نام لیا ہے تیرا ∴ مشکل آسان ہوئی فضل ہوا ہے تیرا
تیری یکتائی کا ادنےٰ سا ملا ہے یہ ثبوت ∴ باغ عالم میں ہر اک رنگ جدا ہے تیرا
اپنے محبوب کی امت میں کیا ہے پیدا ∴ کس قدر مجھ پہ کرم میرے خدا ہے تیرا
کس زباں سے مرے مولا ہو ترا شکر ادا ∴ مجھ پہ ماں باپ سے بھی لطف سوا ہے تیرا
ہم سے سرزد ہوئی کونسی ایسی تقصیر ∴ غیر پر لطف و کرم آج سوا ہے تیرا
آتا رہتا ہے ہر اک شئے میں نظر تو مجھکو ∴ اتنے پردوں پہ کہاں جلوہ چھپا ہے تیرا
تکیہ جس شخص کا ہے تجھپہ وہی ہے انساں ∴ ہے شہنشاہ سے بہتر جو گدا ہے تیرا
بند کرتی ہوں جو آنکھیں تو نظر آتا ہے ∴ ورق دل پہ مرے نام لکھا ہے تیرا

کل جو میخانہ میں میکار رہا تھا فیضی
آج مسجد میں وہی حمد سرا ہے تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ اور تبلیغ اسلام

ووکنگ مسلم مشن کے کارہائے نمایاں اور اس کا طریق کار

برادران اسلام سے ایک دردمندانہ اپیل

آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کشف ہے اِنَّ رَبِّی زَوٰی لِیَ الارض فاُرِیت مشارقھا ومغاربھا وان تلک اُمّتی سیبلغ ما زوی لی منھا واُعطیت الکنزین الاحمر والابیض میرے رب نے زمین کو میرے لئے سکیڑ دیا۔ اس کی مشرقی اور مغربی زمینیں مجھے دکھائی گئیں میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین مجھے سکیڑ کر دکھائی گئی اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں ایک سرخ اور ایک سفید (یہ حدیث مسلم ابوداؤد و ترمذی میں ہے) اس کشف میں ایک پیشگوئی ہے کہ مشرقی اور مغربی سرزمینوں میں اسلام پھیلے گا اسلام غالب آئیگا۔ اسلام کی حکومت ہوگی اور اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا اور مشرق اور مغرب میں بسنے والی دو قومیں دو سرخ و سفید خزانے ہیں جو آنحضرت صلعم کو دیئے گئے ہیں۔

اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہوچکا ہے

یہ کشف اور پیشگوئی اگر صرف خیال تک محدود رہتی تو دنیا کے لوگوں کو یہ کہنے کی گنجائش تھی کہ یہ محض شاعری ہے جس کی عام اسباب میں چنداں وقعت اور اہمیت نہیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ بڑے جلال اور عظمت سے پورا ہوا۔ قرون اولیٰ اور قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کو مشرقی سرزمینوں میں پھیلا دیا اور اسلام دنیا میں ایک انقلابی اور حرکی قوت بن گیا۔ رومی سلطنت کے زوال اور عیسائی کلیسا کے اختلال سے انسانی تہذیب و ثقافت ایک مردہ جسم کی مانند ہوچکی تھی۔ مصر۔ ایران

اور ہندوستان کی مری ہوئی تہذیبوں نے تہذیب و تمدن کی اس لاش میں ایک سڑاندھ پیدا کردی تھی ایسے نازک وقت میں اسلام نے ظاہر ہو کر تہذیب کے مردہ جسم کی مردہ عروق میں خونِ زندگی دوڑایا اور اسلام تمام مشرقی سرزمینوں پر غالب آگیا اور ان سرزمینوں پر امت محمدیہ کی بادشاہت قائم ہوگئی اور یہ پیشگوئی جو صرف خیال تک محدود تھی عمل میں آکر تاریخ کی ایک عظیم الشان حقیقت بن گئی جس کی عظمت سے بڑے سے بڑا مغربی مفکر بھی انکار نہیں کرسکتا۔

دوسرا حصہ بھی پورا ہو کر رہے گا

لیکن اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ ابھی باقی ہے وہ بھی یقیناً اسی طرح پورا ہو کر رہے گا جس طرح پہلا حصہ پورا ہوا۔ یہ کشف اس وقت سے تعلق رکھتا ہے جبکہ ابھی عرب میں بھی اسلام نہیں پھیلا تھا۔ لیکن تھوڑا عرصہ بعد لوگوں نے دیکھا کہ مشرقی سرزمینوں میں اسلام پھیل گیا تو آج اس میں کیسے شبہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ مغربی سرزمینوں میں نہیں پھیلے گا یہ شبہ صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جنہیں اسلام[1] اور اس کے غلبہ کے متعلق شکوک اور شبہات پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان ہے اور جو اسلام کی صداقت اور اس کے غلبہ کے متعلق صدق دل سے یقین رکھتے ہیں ان کا یہ محکم خیال ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم کے کشف کے یہ الفاظ اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکتے یہ کشف بہر صورت پورا ہو کر رہے گا۔

مغرب میں اسلام کا غلبہ

یہ محض ایک خوش عقیدگی اور منقولی طرز نگارش نہیں ہے بلکہ آج دنیا کے حالات بتا رہے ہیں کہ مغربی دنیا میں اس وقت جو روحانی، اخلاقی معاشی اور سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کا حل صرف اسلام میں ہے چنانچہ آگے چل کر ہم اس بات کو دلائل سے ثابت کریں گے کہ مغربی دنیا میں واقعی غلبۂ اسلام کے لئے ایک سازگار فضا پیدا ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں ہم نے غلبۂ اسلام اور مغرب سے طلوع اسلام کے متعلق آنحضرت صلعم کی صرف ایک پیشگوئی پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس دور کے فتنوں اور بالآخر اسلام کے غالب آنے کے متعلق قرآن اور حدیث میں متعدد پیشگوئیاں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس آخری زمانہ میں اسلام باوجود انتہائی مخالفت اور غلط فہمیوں کے غالب آئیگا اور اسلام کا آفتاب عالمتاب مغرب سے طلوع کریگا۔

[1] اہل اسلام کی روحانی اقدار میں شکست ہے اور مغربی تہذیب کے اثر سے جن کے قلب اور دماغ میں اسلام

اسلام کس طرح غالب آسکتا ہے

لیکن یہاں طبعی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اس زمانہ میں کیسے غالب آئے گا؟ وہ کیا ذرائع ہیں جن سے اسلام دنیا میں پھیلے گا۔ اگر اس معاملہ میں تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ اسلام آج اسی طریقہ سے دنیا میں غالب آسکتا ہے جس طریقہ سے وہ قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ میں غالب آیا اس طریقہ کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

ارشاد خداوندی

خداوند تعالیٰ نے اس دین فطرت کی جو اس کا نوع انسانی کی طرف آخری پیغام ہے اور سب سے بڑا انعام ہے اشاعت و تبلیغ کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ ترجمہ:۔ اے مسلمانو! تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کا نصب العین لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہو یقیناً یہ لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

قرون اولیٰ کے مسلمان اور تبلیغ اسلام

زمانۂ نبوی میں قرآن مجید کی اس نص صریح پر جس خوبی اور اہتمام کے ساتھ عمل ہوتا تھا اس پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان ایک داعی اور مبلّغ تھا جس کے قلب میں اسلام کو اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اگر مسلمان کے سامنے کوئی نصب العین تھا تو وہ صرف اعلائے کلمۃ الحق تھا اور آج یہ انہی بزرگوں کی کاوش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ اسلام ہمیں مشرق کی سرزمینوں میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور مشرق کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں خدا اور اس کے رسول کے نام لیوا موجود نہ ہوں ـــــ ابتدائی تین صدیوں میں بالعموم اشاعت اسلام مسلمانوں کا شیوہ رہا۔ چنانچہ اس زمانہ میں عوام امراء اور بادشاہ سب اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں خلافت راشدہ زمانۂ نبوی کے بعد تبلیغی تحریک کا سب سے زیادہ پرجوش دور ہے اس دور میں جہاں مسلمان فاتحین پہنچے وہاں ان کے اعلیٰ نمونہ سے اسلام پھیل گیا اور جہاں مسلمان فاتحین نہیں پہنچ سکے

وہاں مسلمان تاجر قرآن مجید کو سینہ سے لگائے ہوئے پہنچے اور انہوں نے نورِ قرآن سے ان تاریک خطوں کو منور کر دیا۔

صوفیائے کرام اور تبلیغ اسلام

جب عربوں کے بعد عجمی مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ میں اسلامی حکومت کی باگ ڈور آئی تو انھوں نے تبلیغ اسلام کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اور نہ ان کی طرف سے اشاعتِ اسلام کا کوئی باقاعدہ انتظام تھا لیکن اس زمانہ میں مسلمان صوفیائے کرام کا گروہ تبلیغ اسلام میں پیش پیش نظر آتا ہے چنانچہ خود اس ہندوستان میں جہاں مسلمانوں نے قریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے) اسلام مسلمان بادشاہوں کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ اس قدیم صنم کدہ میں اسلام کو پھیلانے والے صوفیائے کرام تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت شیخ علی ہجویریؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی۔ یہ وہ عظیم المرتبت صوفیا ہیں جن کے فیضان سے اس بت پرستوں کے ملک میں اسلام پھیلا جہاں آج مسلمان ایک بہت بڑی اکثریت میں موجود ہیں اور اپنا ایک علیحدہ تمدن اور تہذیب رکھتے ہیں اور صرف اپنی اکثریت اور اسلامی انفرادیت کی بنا پر ایک خالص اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے کے لئے شاندار کوشش کر رہے ہیں۔

تبلیغی فریضہ سے غفلت اور زوال

جب تک مسلمانوں نے تبلیغ کے بلند فریضہ کو پیش نظر رکھا اس وقت تک ان میں وہ اخلاق اور خصائص موجود رہے جو ایک قوم اور اس کے مذہب کو دنیا میں غالب کرتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ مسلمان غفلت اور جمود کا شکار ہو گئے اور یہ غفلت اور جمود ہی بڑھ کر ان کے زوال کی شکل اختیار کر گیا جب ایک قوم اپنے روحانی اور اخلاقی قوے سے کام لینا چھوڑ دیتی ہے اور وقت کے تقاضوں کو فراموش کر دیتی ہے تو اس میں وہ حرکی قوت نہیں رہتی جو دنیا میں اس کی بقا اور حیات کا باعث ہے مسلمان بھی اپنے شامت اعمال کی وجہ سے زوال پذیر ہو گئے چنانچہ اٹھارویں صدی سے لیکر انیسویں صدی کے آخر نالی ربعہ تک مسلمانوں پر کامل زوال اور انحطاط کا دور رہے۔ مسلمانوں کے اس جمود کو دیکھ کر بیشمار غیر اسلامی طاقتیں ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے ان پر حملہ آور ہوئیں۔ یاجوج . . . . . .

ماجوج کے لشکر ہر بلندی سے عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ عیسائیت نے بھی بڑے انتظام اور اہتمام کے ساتھ اسلام اور آنحضرت صلعم پر حملے شروع کر دیئے۔ مغربی علوم نے مسلمان نوجوانوں میں الحاد کی لہر دوڑا دی۔ مغربی مادیت اور عیسائیت کے علاوہ مشرق میں بھی متعدد تحریکات اسلام کو مٹانے کے لئے پیدا ہو گئیں یہ عالم اسلامی پر بہت ہی نازک وقت تھا۔

عمل رجعی

لیکن آخر مصلحت خداوندی سے یہ جمود ٹوٹتا ہے اور انیسویں صدی کے آخری ربع میں عمل رجعی شروع ہوتا ہے اور سارے عالم اسلامی میں ان حملوں اور یورشوں کی مدافعت کے لئے مختلف سیاسی، عسکری، تعلیمی اور تبلیغی تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور اسلام کی کھوئی ہوئی سطوت اور طاقت کو بحال کرنے کے لئے جدوجہد شروع ہو جاتی ہے اور ان مدافعانہ تحریکات کے ڈانڈے موجودہ دور سے ملے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض تحریکات تو عالمگیر اثر و نفوذ رکھتی ہیں۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد

انہی تحریکات میں سے ایک روحانی اور تبلیغی تحریک نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کو اچھال کر مغرب میں پھینکا اور انھوں نے انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی چنانچہ اس مضمون میں ہم اس مشن کے کارہائے نمایاں پر ایک اجمالی نظر ڈالیں گے جس سے قارئین پر واضح ہو سکے کہ ایسے ناسازگار حالات میں مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں اسلامی مشن کا قیام اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے اور واقعی ایسے قرائن موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے کہ مغربی سرزمینوں میں اسلام اسی طرح غالب آئیگا جس طرح وہ مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا ہے اور یہ جو کچھ ہوا ایک مشیت ایزدی کے ماتحت ہوا۔ جس وقت حضرت خواجہ صاحب نے ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی اس وقت حالات اتنے نامساعد تھے کہ کسی شخص کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ یورپ میں کوئی اسلامی مشن قائم ہو سکتا ہے اور پھر وہ قائم ہو کر کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب کا ایک بیان

چنانچہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مرحوم کی وفات پر حبیبیہ ہال لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تو اس موقعہ پر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے بیان کیا کہ "جب خواجہ صاحب مرحوم تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان گئے تو میں وہاں موجود تھا میں نے ان کے عزائم کو سن کر انہیں رائے دی" خواجہ صاحب آپ پاگل ہو گئے ہیں مغربی دنیا اور اس میں تبلیغ اسلام کا خیال بالکل عبث اور باطل ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں آپ کیوں اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہیں لیکن آج پورے بیس سال بعد میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ میری رائے غلط تھی اور خواجہ صاحب مرحوم صحیح تھے"

حضرت خواجہ صاحب کی کامیابی

حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے نہایت بہادری جرأت اور غیر معمولی ایمانی سطوت سے کام لیکر ایسے نازک حالات میں جبکہ اندرونی اور بیرونی خلفشار نے تبلیغ اسلام کے راستوں کو بالکل مسدود کر رکھا تھا ووکنگ مسلم مشن کی انگلستان میں بنیاد رکھی اور اس مشن کو محنت شاقہ اور دعائے نیم شبی کی قوت سے عروج کو پہنچایا اور اپنے حکمرانوں کے ملک میں انتہائی شجاعت کے ساتھ اسلام کا جھنڈا گاڑا اور خدا اور اس کے رسول کے نام کو پہنچانے کی کامیاب کوشش کی اور مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں جس کی سرزمین کو اسلام کے لئے بنجر اور ویران خیال کیا جاتا تھا اسلام کا ایک تروتازہ چمن پیدا کیا جس کی خوشبو ابدالآباد تک مغربی قوموں کے مشام دماغ کو معطر کرتی رہے گی ؎

بنا لیتا ہے موج خون دل سے اک چمن اپنا ؛ وہ پابند قفس جو فطرتاً آزاد ہوتا ہے

موج کوثر کا مصنف رقمطراز ہے

حضرت خواجہ صاحب کے ذریعہ قریباً ایک ہزار انگریز مسلمان ہوئے چنانچہ موج کوثر کا قابل مصنف رقمطراز ہے:- "...... ووکنگ مشن ایک اہم اسلامی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ لارڈ ہیڈلے مرحوم۔ سر آرچی بالڈ ہملٹن۔ سر ہیوبرٹ رینکن۔ مسٹر ولیم بشیر پکرڈ۔ مسٹر سعید فیلکس ویلائی۔ مسٹر حبیب اللہ لوگرڈ وغیرہ جن لوگوں نے مشن کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے ممتاز اور قابل قدر ہستیاں

ہیں اور اسلام یہ دعوے کرسکتا ہے کہ اگر مشنریوں نے غریب یا ان پڑھ مسلمانوں میں سے دو چار کو بپتسمہ دے لیا ہے تو اس کے مقابلے میں کئی معزز تعلیم یافتہ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے .... اس کام میں اولیت کا فخر خواجہ کمال الدین ہی کو حاصل ہے اور ہندوستان کیا۔ تمام عالم اسلامی کی مذہبی اور روحانی تاریخ میں ان کا نام یادگار رہے گا۔

یورپ کا دور جدید اور حضرت خواجہ صاحب

حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی تبلیغی مساعی پر نظر ڈالتے ہوئے صرف ان انگریزوں کی تعداد اور انکی دنیوی وجاہت کو ہی ملحوظ نہیں رکھنا چاہیئے جو آپکے ذریعہ سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے بلکہ حضرت خواجہ صاحب کو یورپ کے دور جدید میں اسلام کی روحانی فتوحات کا طارق تصور کرنا چاہیئے۔ انھوں نے بعد میں آنیوالے مسلمان مجاہدین کے لئے راستہ صاف کیا اور یہ ایمان و یقین پیدا کیا کہ یورپ میں اسلام پھیل سکتا ہے اور اپنی پیہم کوششوں سے اسلام اور محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق مغربی اقوام کے نقطۂ نگاہ کو بدل ڈالا اور مغربی مفکرین کی طرز فکر میں تغیر عظیم پیدا کر دیا اور ان کے اسلام پر تنقید کرنے کے اسلوب کو بدل دیا۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم مغرب میں اسلامی دَور کے ستارۂ صبح ہیں اور آج اس ستارہ کی جھلملاہٹ یہ اعلان کر رہی ہے کہ مغرب میں ایک سیلاب نور آنے کو ہے جس کے تند بہاؤ میں مغربی نظامہائے فکری خس و خاشاک کی طرح بہ نکلیں گے اور حضرت نبی کریم صلعم کی یہ پیشگوئی پوری ہوکر رہے گی کہ مغرب میں اسلام پھیلے گا۔ غالب آئیگا اور اس مغربی سرزمین پر امت محمدیہ کی بادشاہت قائم ہوکر رہے گی۔

حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغ اسلام کی ایک رَو پیدا کی

یہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک رَو پیدا ہو گئی ہے اور ان کی شکست خوردہ ذہنیت اور مرعوبیت ایک ناتحانہ اور جارحانہ انداز میں بدل گئی ہے اور انہیں اسلامی اصولوں کی صداقت پر اتنا وثوق پیدا

ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ وقت ہے کہ اسلام کو مغرب میں پہنچایا جائے یہ رو بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی آئینہ دار ہے جب خدائی مشیت کسی کام کو بروئے کار لانا چاہتی ہے تو سب سے پہلے انسانی قلوب میں ایک تغیر پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کام کے لئے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور بعد میں یوں معلوم دیتا ہے کہ وہ کام بالکل طبعی اور عمرانی قوانین کے مطابق ہوا ہے حضرت خواجہ صاحب سے پہلے سارے عالم اسلامی میں کسی شخص کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ یورپ میں بھی تبلیغ اسلام کی جا سکتی ہے لیکن آج مسلم مفکرین اس کی پر زور تائید کرتے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کا بیان

چنانچہ مولینا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب اپنے رسالہ ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۳۵ء میں رقمطراز ہیں:۔

"یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ وہ مطلوب ہے جس کی طلب میں تمہاری روحیں بیقرار ہیں یہ ہے وہ امرت رس جس کے تم پیاسے ہو یہ ہے وہ شجر طیبہ جس کی اصل بھی صالح ہے اور شاخیں بھی صالح اور جس کے پھول خوشبودار بھی ہیں اور بے خار بھی اور جس کے پھل میٹھے بھی ہیں اور جان بخش بھی اور جس کی بو لطیف بھی ہے اور روح پرور بھی۔ یہاں تم کو حکمت ملیگی یہاں تم کو فکر و نظر کے لئے صحیح نقطۂ آغاز ملے گا۔ یہاں تم کو وہ علم ملے گا جو نظری اور عملی دونوں قسم کے علوم کو ایک مستقیم و مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے یہاں تم کو وہ ایمان ملے گا جو انسانی فطرت کی بہترین تشکیل کرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اس نصب العین کے لئے حضرت خواجہ صاحب کی قربانیاں

یورپ میں تبلیغ اسلام کے متعلق یہ سارا انقلاب[1] حضرت خواجہ صاحب کا پیدا کردہ ہے جن لوگوں کو خواجہ صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے یورپ میں

[1] حضرت خواجہ صاحب ... [illegible] ... کار خیر کے لئے وقف ... [illegible] ... اس کی زندگی وقف کردی

اسلام کا پیغام پہنچایا جائے چنانچہ انہوں نے اس بلند نصب العین کے لئے اپنے شاندار دنیوی مستقبل کو خیرباد کہتے ہوئے اپنی زندگی وقف کر دی اور بالآخر اس راستہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی اور عمر بھر نہایت مستقل مزاجی کیساتھ اس تبلیغی فریضہ کو سرانجام دیتے رہے مرض الموت میں بھی انھوں نے اس فریضہ کو فراموش نہیں کیا۔ مولینا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کا بیان ہے:۔

"حضرت خواجہ صاحب جب صاحب فراش تھے اور مرض الموت میں مبتلا تھے تو مجھے ان کے ہاں عیادت کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ خواجہ صاحب اس حالت میں بھی جب ان کے جسم سے سیروں خون نکل جاتا تھا اشاعت اسلام کے لئے ایک بے پناہ جذبہ سے بھرپور تھے صبح و شام مختلف مسائل کے متعلق نوٹ لکھواتے اسلام کی حمایت میں مضامین قلمبند کرواتے میں نے بستر مرگ پر بھی حضرت خواجہ صاحب کو ایسے دیکھا جیسے ایک بہادر سپاہی میدان کارزار میں مجروح ہو کر گر پڑا ہو۔ رفتہ رفتہ روح اس کے جسم سے پرواز کر رہی ہو لیکن اس کا ہاتھ مستعدی سے تلوار کے قبضہ پر جا ہوا ہو۔"

حضرت خواجہ صاحب کی ساری زندگی اس مقصد کے لئے ایک ایثار اور خلوص کی داستان ہے اور ان کا نمونہ واقعی لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے جو تبلیغ دین کی خارزار وادی میں قدم رکھنا چاہتے ہیں سب سے پہلے جب انھوں نے ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی تو انھوں نے اپنی جیب سے تیس ۳۰ ہزار روپیہ کے سرمایہ سے اس کام کو شروع کیا۔ اپنی زندگی وقف کی اپنے ہونہار بیٹے بشیر احمد مرحوم کی زندگی اس دینی جہاد کے لئے وقف کی اور خود اس کام کے لئے اتنی جد و جہد کی اور اتنی مشکلات کو برداشت کیا کہ جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا اور آخر اس محنت شاقہ کی وجہ سے آپ کی صحت نے جواب دے دیا اور اس سے آپ کی وفات واقع ہو گئی اور آپ نے وفات سے پہلے جو وصیت فرمائی اس وصیت میں اپنی ساری جائداد ووکنگ مسلم مشن کے لئے وقف کر دی اور اپنی کتابوں کے جملہ حقوق بھی مشن کو دے دیئے

اتنی قربانیوں کے ساتھ آپ نے اس مشن کو قائم کیا گویا جگر کا خون دے کر آپ نے اس پودے کو سینچا۔

ان قربانیوں کی وجہ

یہ سب کچھ حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے اس لئے کیا کیونکہ آپ کو محکم یقین تھا کہ مغربی اقوام کا مزاج اسلام سے مطابقت رکھتا ہے یہ وقت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے یہ اقوام یقیناً اسلام کے پیغام کو قبول کریں گی اور خدا اور اس کے رسول کے غلبۂ اسلام کے متعلق جتنے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی اس یقین کے ساتھ آپ نے اس کام کو شروع کیا اور اس یقین کے ساتھ ہی آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آج واقعی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جہاں مسلمانوں میں یورپ میں تبلیغ اسلام کے متعلق ایک پرامید کیفیت پیدا ہو گئی ہے وہاں مغربی اقوام بھی اپنی تاریخ کے اس نقطۂ انقلاب پر کھڑی ہیں جہاں ان کیلئے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ وہ اسلام کو قبول کریں اور ان جنگوں سے نجات حاصل کریں جنہوں نے ان کے تہذیب و تمدن کا رخ تباہی اور بربادی کی طرف کر دیا ہے آج یورپ میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔

یورپ پر مسلمانوں کے احسانات

یورپ میں احیاء علوم و فنون سے جس دور کا آغاز ہوا وہ اپنے مزاج میں اس مذہب سے بالکل مختلف تھا جو یورپ میں اس وقت رائج تھا۔ یورپ کے موجودہ علوم مسلمانوں سے مستعار لئے گئے ہیں باوجود مغربی مصنفین اور مفکرین کے انتہائی تعصب کے تاریخ نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ یورپ علوم و فنون کے احیا میں مسلمانوں کا رہین احسان ہے۔ اسلام چونکہ متمدن اور مہذب اقوام کا مذہب ہے اس لئے اس کے متبعین نے اپنے دور عروج میں علوم و فنون کو فروغ دیا اور قرآن مجید کی رہنمائی میں نیچر اور اس کی طاقتوں پر غور و فکر شروع کیا یہی تفکر ہے جس سے موجودہ سائنس کی ابتدا ہوتی ہے۔

ابن رشد کے متعلق ایک مغربی ضرب المثل

عرصۂ دراز تک فلسفۂ یونان کے محافظ بھی مسلمان رہے ہیں چنانچہ مسلمان فلسفی ابن رشد نے فلسفۂ یونان کی جو خدمت کی اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ یورپ میں ایک بڑی مدت تک یہ فقرہ ضرب المثل رہا کہ "انسان اصول فطرت کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک ارسطو کی تصانیف کو نہ سمجھے اور ارسطو کی تصانیف کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک ابن رشد کی تصانیف کو نہ سمجھے"

مغربی اقوام کی دین اسلام سے محرومی

حقیقت یہ ہے کہ عالم کائنات پر استدلال کرنا مسلمانوں نے قرآن مجید سے سیکھا اور یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا اگر مسلمان نہ ہوتے تو آج یورپ قرون وسطیٰ کی تاریکیوں میں ہی ہاتھ پاؤں مار رہا ہوتا۔ یورپ نے ان علوم کو مسلمانوں سے لے لیا مگر اس مذہب کو نہ لیا جو ان علوم کی حامل اقوام میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاقی اور روحانی توازن پیدا کرتا ہے اور انہیں تاخت و تاراج اور بہیمانہ جذبات کے اظہار سے روکتا ہے اور بجائے مردم آزاری کے اقوام کو انسان دوستی سکھاتا ہے جو ان کا انسان اور کائنات سے رشتہ جوڑتا ہے۔

اس محرومی کی وجہ

حقیقت یہ ہے کہ قرون وسطیٰ میں مغربی اقوام کا اسلام کو قبول کرنا بہت مشکل تھا بلکہ ناممکن تھا کیونکہ حروب صلیبیہ کی وجہ سے مسلمانوں اور یورپ کی عیسائی اقوام میں جو خلیج پیدا ہو چکی تھی اس کو پاٹ کر ان عیسائی اقوام کا اسلام کو سمجھنا اور ایک اعتدال کے ساتھ اس پر غور و فکر کرنا بہت مشکل امر تھا۔ عیسائی پادریوں اور راہبوں نے مغربی اقوام کو مسلمانوں کے خلاف آمادۂ پیکار کرنے کے لئے اور بھڑکانے کے لئے انتہا درجہ کا عامیانہ اور سوقیانہ پروپیگنڈا کیا تھا اسلام اور آنحضرت صلعم کی ایسی بھیانک اور گھنونی تصویر ان کے سامنے پیش کی تھی جس سے ان اقوام کے جذبات نفرت میں اشتعال پیدا ہوا اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے بھڑک اٹھیں یہ اتنا شدید اور معاندانہ پروپیگنڈا تھا کہ اس کا اثر اس علم و سائنس کی روشنی میں بھی قائم ہے گو ووکنگ مسلم مشن کی مساعی سے یہ اثر کافی حد تک دور ہو چکا ہے۔

یورپ میں عیسائیت کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے

اس اثر کے زائل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موجودہ علوم کی ترقی سے عیسائی کلیسا کی گرفت یورپ میں ڈھیلی پڑ چکی ہے اور ان

اقوام نے آزادی کے ساتھ اسلام کے متعلق غور و فکر شروع کر دیا ہے اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بتدریج سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اب تک اسلام اور مغربی اقوام کے درمیان ان غلط فہمیوں کا پردہ حائل تھا جو قرون وسطیٰ کے متعصب عیسائی پادریوں نے اسلام اور آنحضرت صلعم کے خلاف پھیلائی تھیں لیکن ان عیسائی پادریوں کے مذہب اور تعصب کا سحر ان علوم نے بالکل توڑ کر رکھ دیا جنہیں یورپ والوں نے مسلمانوں سے مستعار لیا تھا۔ عیسائی مذہب کا سارا ڈھیر بحیرہ روم کے گرد بسنے والی اقوام کے قصص اور اساطیر سے ماخوذ تھا یہ مذہب صرف جہالت اور بربریت کے دور میں ہی پنپ سکتا تھا علم اور روشنی کے زمانہ میں یہ مذہب قائم نہیں رہ سکتا تھا اور نہ یہ یورپ کی عقلیت کا حریف ہو سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مذہب یورپ کی سماجی اور عملی زندگی سے آہستہ آہستہ خارج ہو گیا۔ یورپ نے صرف عقل اور سائنس کو ہی زندگی کی اساس قرار دے لیا اور عقلیت کے اس سیلاب نے عیسائی کلیسا کی حکومت کا بالکل خاتمہ کر دیا۔

ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد عین موقعہ اور محل پر رکھی گئی

چنانچہ انیسویں صدی کے آخر میں یہ مذہبی اقتدار بالکل ختم ہو جاتا ہے اور اسلام کو پیش کرنے کے لئے ایک سازگار فضا پیدا ہو جاتی ہے عین اس ضروری دور میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھتے ہیں اور اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کر کے اسلام کی حقیقی شکل کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ بنیاد حقیقی موقعہ اور محل پر رکھی گئی تھی اور خلوص نیت سے رکھی گئی تھی اسلئے اللہ تعالےٰ نے ان کو غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی۔ مغربی تہذیب کے اس پس منظر اور یورپ کے موجودہ حالات سے یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ یورپ میں اس وقت اسلام کو پہنچانا کتنا فرض ہے اور آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ چکا ہے کہ اسلام مغرب میں غالب آ کے گا۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ اس مشن کی بنیاد رکھی وہ محنت شاقہ کسی تشریح کی منت کش نہیں سب مسلمانوں کا فرض ہے جو اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ اس کام کو تقویت پہنچائیں

حالات کی سازگاری

آج تو یورپ میں اسلام کو پہنچانے کے نئے حالات پہلے سے بھی بڑھکر سازگار ہیں۔ عیسائیت چونکہ موجودہ سائنس اور علوم سے ہم آہنگی پیدا نہیں کر سکی بلکہ

اس نے علوم اور سائنس کی مخالفت کی ہے اس لئے وہ یورپ کی معاشرت سے خارج ہو چکی ہے اس لئے اسلام کے لئے یورپ میں عیسائی پادریوں کی اسلام کے خلاف متعصبانہ مخالفت کا کوئی اثر نہیں رہا بلکہ عیسائیت ایک ایسے مذہب کے لئے راستہ صاف کر چکی ہے جو یورپ کے موجودہ مزاج سے ہم آہنگ ہو سکے اور مغربی اقوام کے روحانی اور اخلاقی تقاضوں کو پورا کر سکے۔

مغربی مفکرین کو ٹھوکر کیوں لگی؟

مغربی سائنس اور علوم کی ترقی عیسائیت کی مخالفت کی وجہ سے یک طرفہ ہوئی ہے۔ اس لئے ان اقوام کو آجکل کسی مذہب کی رہنمائی حاصل نہیں۔ اور ان اقوام کے مادی مفکرین یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب تاریخ انسانی میں اپنے کام کو سرانجام دے چکا ہے اور اب انسان کو اپنی معاشرت اور تمدنی زندگی کی رہنمائی کے لئے کسی مذہب کی ضرورت نہیں صرف عقل کی رہنمائی کافی ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں عقل ہی انسان کی خضر راہ ہے اور انسان بغیر مذہبی سہارے کے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ان مفکرین کو یہ ٹھوکر عیسائی پادریوں کی غلط روش سے لگی ہے۔ عیسائیت کے فرسودہ عقائد اور زندگی سے ہٹے ہوئے اصولوں سے انہوں نے یہ بنیادی غلطی کی ہے۔

دین فطرت کی تلاش

عیسائیت کے پاس کوئی ایسا روحانی اور اخلاقی ضابطہ نہیں تھا جو ان اقوام کی اس دنیوی زندگی میں رہنمائی کر سکے بلکہ عیسائیت نے زندگی سے گریز کی تعلیم دی ہے لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اس دنیوی زندگی کے لئے ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے اور اس دنیا کی بہتری اور بہبودی کو دوسری دنیا کی زندگی کے لئے ضروری اور اہم قرار دیتا ہے۔ مغربی لوگ چونکہ عیسائی مذہب کو رد کر چکے تھے اس لئے انہوں نے عقل کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے کے لئے اصول وضع کئے وہ اصول خالصتاً عقلی اور مادی ہیں اس لئے وہ انسان کے اسفل اور بہیمانہ جذبات کا تزکیہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ جتنے مذاہب فکری پیدا ہوئے ہیں یہ درحقیقت ایک دین فطرت کی تلاش ہے یہ اقوام ایک ایسے دین کی تلاش میں ہیں جو ان کی فطرت اور مزاج سے مطابقت رکھتا ہو اور ان کی قومی اور بین الاقوامی زندگی میں ان کی رہنمائی کر سکے اور ان کے اندر ایک مساوات اور وحدت پیدا کر کے اس آویزش کا خاتمہ کر سکے جس نے یورپ کی سرزمین کو انسانی خون سے رنگ دیا ہے اور لامتناہی جنگوں کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کا کام ووکنگ مسلم مشن ہی کر سکتا ہے

یہ وقت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو ایک قوت اور جوش کیساتھ پیش کیا جائے اور ان تک اسلام کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچایا جائے اس کام کو صرف ووکنگ مسلم مشن ہی احسن طور پر سرانجام دے سکتا ہے اس مشن کے کارپردازان مغربی اقوام کے مزاج سے واقف ہیں اور اپنے پینتیس سالہ تجربہ کی بنا پر بخوبی سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے سامنے اسلام کو کس طرز اور اسلوب سے پیش کرنا چاہیئے۔

عقلیت اور مادیت کا دور

جس زمانہ میں انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد رکھی گئی وہ دور یورپ میں عقلیت کا دور تھا اور اس عقلیت کی بنا پر مذہب میں بعض بنیادی شکوک اور شبہات پیدا ہو چکے تھے اس مشن کے بانی نے ان لوگوں کے اصل مرض کو سمجھا اور اس کے مطابق لٹریچر پیدا کیا جو ان کے شکوک اور شبہات کو دور کر کے انہیں اسلام کے قریب لا سکے اور اس میں خدا تعالےٰ کے فضل سے اس مشن کو غیر معمولی کامیابی ہوئی لیکن اب یورپ اپنے پورے دوا دور کو ختم کر رہا ہے اور ایک قدم آگے اٹھا چکا ہے اب یورپ میں یہ جدلیاتی مادیت (Dialectic Materialism) کا دور ہے یعنی وہ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی عقلیت یورپ میں ایک سماجی اور انقلابی رو بن چکی ہے اور یورپ میں ایک بہت بڑی ریاست کی تشکیل عملی اور منطقی مادیت کے اصولوں پر ہوئی ہے یعنی روس نے مارکسزم کے اصول کو اصول زندگی قرار دیا ہے، اور اس مادی اور اشتراکی اصول سے یورپ کی تمام اقوام متاثر اور مرعوب ہیں، اشتراکیت یورپ میں ایک ہیبت ناک قوت بن چکی ہے۔ پہلا دور ایک مخلوط دور تھا جس میں مذہبی اور عقلی عناصر موجود تھے، لیکن یہ دور تھا لعقلی اور مادی ہے جس رخ کو مغربی تہذیب جا رہی تھی یہ مادی دور اس کا منطقی نتیجہ ہے۔

یورپ میں اسلام کے پھیلنے کا زمانہ

یورپ میں یہ سلطانیٔ جمہور کا زمانہ ہے معاشی اور سیاسی اقتدار کی باگ ڈور ایک مخصوص طبقہ کے ہاتھ سے نکل کر جمہور کے ہاتھوں میں آ رہی ہے یہی زمانہ یورپ میں اسلام کے پھیلنے کا زمانہ ہے کیونکہ اسلام کسی مخصوص طبقہ کی اجارہ داری نہیں بلکہ جمہور کا مذہب ہے وحدت نسل انسانی اور مساوات اس کا پہلا

اصول ہے اور معاشی لحاظ سے بھی اسلام ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا نظام دنیا کے سامنے پیش کرتا جس سے بہتر نظام دنیا میں نہیں۔

تساہل اور تغافل کا نتیجہ کیا ہو گا؟

اگر اس وقت یورپ میں اسلام کو پیش نہ کیا گیا اور اس ضمن میں تساہل اور تغافل سے کام لیا گیا تو پھر ایک ایسا انقلابی دور یورپ میں کافی مدت کے بعد پیدا ہو گا اور تب تک یہ اشتراکی دور اپنا عمرانی چکر پورا نہ کر لے گا اس وقت تک یورپ میں کسی مذہب کی سمائی نہ ہو گی اشتراکیت کی بنیاد چونکہ عقل خالص اور مادیت پر ہے اس لئے یہ اپنے مزاج کے لحاظ سے الہامی مذاہب سے بالکل مختلف ہے جب تک یورپ پر اس کا اقتدار اور تسلط رہے گا اس وقت تک یورپ میں کسی ایسے مذہب کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہوں گے جس کی بنیاد وحی اور تنزیل پر ہو۔ اس وقت یورپ کی سب اقوام ایک نظام جدید کی تلاش میں ہیں جو ان کے موجودہ مسائل کا صحیح حل پیش کر سکے اور انہیں تباہ کن جنگوں سے نجات دلا سکے اگر ان کے سامنے کوئی روحانی نظام پیش نہ کیا گیا تو وہ اضطراری طور پر یقیناً اس مادی نظام کو قبول کر لیں گی کیونکہ یہ اقوام عیسائیت کی متعصبانہ روش کی وجہ سے مذہب سے بیزار ہیں اس لئے ان کا خود بخود اسلام کی طرف رجوع کرنا بہت مشکل ہے اور اس صورت میں اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے جبکہ عرصۂ دراز سے ان ممالک میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہوں اور وہ نامحسوس طور پر ان کے قلب و دماغ میں راسخ ہو چکی ہوں۔

تبلیغی جد وجہد کی ضرورت

ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اور ان اقوام کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لئے زبردست تبلیغی جد و جہد کی ضرورت ہے اور گذشتہ تبلیغی تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور ان اقوام کے سیاسی اور معاشی تغیرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام کو ان کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے اور ایک ایسے تبلیغی انداز کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس سے یہ اقوام اسلام کو بخوبی سمجھ سکیں اور یہ بات ان کے اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے کہ اسلام اپنے عقاید اور مسلمات کے لحاظ سے عیسائیت سے بنیادی طور پر مختلف ہے اور اپنے اندر وہ تمام خصائص رکھتا ہے جن کی وجہ سے وہ یورپ کے مزاج عقلی سے ہم آہنگ

ہو سکتا ہے ان کے علوم اور سائنس کا حریف ہو سکتا ہے اور ان کی سیاسی اور معاشی پیچیدگیوں اور گتھیوں کو سلجھا سکتا ہے اور ان کی ہر انقلابی رَو کو تعمیری اور تخلیقی سانچوں میں ڈھال سکتا ہے اور انہیں تباہ کن جنگوں سے نجات دلا سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس کام کو وہی تبلیغی ادارہ نہایت احسن طور پر سرانجام دے سکتا ہے جو قریباً تینتیس سال سے یورپ میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کو سرانجام دے رہا ہے اور جس کی مخلصانہ تبلیغی مساعی بارور ہو چکی ہیں۔

برادران اسلام سے اپیل

ہم سب برادران اسلام کی خدمت میں درد دل کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ وہ عصر حاضر کا نظر غائر سے مطالعہ کرتے ہوئے ہماری ان معروضات پر غور فرمائیں اور اس تبلیغی فرض کی اہمیت کو سمجھیں جو بحیثیت مسلمان کے ان پر عائد ہوتا ہے اور یورپ کی روحانی لحاظ سے مفلس اور قحط زدہ اقوام تک اسلام کے اس رزق کو پہنچائیں جس کی ان کے ہاں فراوانی ہے وہ دوست جنہوں نے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کا غور اور تعمق سے مطالعہ فرمایا ہے وہ یقیناً اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوں گے کہ اسلام کے اندر تمام اقوام عالم کے لئے ایک پیغام ہے اور ہر دَور کی ضروریات اور تقاضوں کا اس میں سامان موجود ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا اور آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی ہے کہ اسلام مغربی سرزمینوں میں بھی اسی طرح پھیلے گا جس طرح یہ مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا خدا اور اس کے رسولؐ کے وعدوں کے پورا ہونے کا وقت آچکا ہے اور وہ زمانہ بالکل قریب ہے کہ جب دین فطرت کا آفتاب ایک نئی شان سے مغرب میں جلوہ گر ہو وہ دوست جو اسلام کے غلبہ پر یقین رکھتے ہیں اور اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ خیال کرتے ہیں ان کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اشاعت اسلام کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کو تیار ہو جائیں خدا کے راستہ میں جہاد کرنا معمولی کام نہیں بلکہ جوئے شیر کا لانا ہے اس کے لئے بھی اسی طرح قربانیاں درکار ہیں جس طرح دنیا کی عام تحریکات کو کامیاب کرنے کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ اسلام عہد نبوی سے لیکر قرون وسطی تک مسلمانوں کی قربانیوں سے ہی مشرقی سرزمینوں میں غالب آیا اور آج بھی قربانیوں سے مغرب میں غالب آسکتا ہے اگر ہم لوگ ان قربانیوں کے لئے تیار نہ ہونگے تو خدا تعالیٰ ہماری جگہ کوئی اور قوم سے

آئیگا جو یہ قربانیاں کر سکے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے جو ہر صورت ہوکر رہیگا اور دنیا کی کوئی طاقت اب اس روحانی انقلاب کے راستہ میں سدِّ راہ نہیں ہو سکتی۔

مشن کے سرپرستوں اور معاونین سے درخواست ووکنگ مسلم مشن کے بانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے آج سے بہت عرصہ پہلے ان حالات کا اندازہ کر لیا تھا جو یورپ میں تبلیغ اسلام کیلئے سازگار ہو سکتے ہیں اور انھوں نے اس نصب العین کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جس کا ہم مجمل طور پر ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عالم اسلامی میں اپنا ایک حلقۂ اثر بھی پیدا کر لیا تھا جو اس نیک کام میں ان کا مدد او ر معاون ہو سکے اور یہاں سرپرستوں اور معاونین کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ کام نہایت کامیابی کیساتھ چل رہا ہے ہم ان دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ ہمت کیساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ ان کی مساعی کے بارور ہونیکا وقت آ چکا ہے۔ اس لئے انہیں پہلے سے بھی زیادہ مالی ایثار اور قربانی کا ثبوت دینا چاہیئے تاکہ مغرب میں پہلے سے بھی بڑھ کر تبلیغی جدوجہد ہو سکے اور ووکنگ مسلم مشن کو اس تبلیغی سعی میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

ووکنگ مسلم مشن ایک تحریک ہے ووکنگ مسلم مشن درحقیقت اس تبلیغی تحریک کا تسلسل ہے جس کی ابتدا زمانہ نبوی سے ہوئی صحابہ کرام رضہ نے جس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کیں اور اس کے بعد مسلمان صوفیائے ان کے اس تبلیغی مشن کو سنبھالا اور اسے فروغ دیا اور مشرق کے تمام ملکوں میں اسلام کو پھیلایا آج مغرب میں ووکنگ مسلم مشن اس تبلیغی تحریک کا علم بردار ہے اس لئے یہ صرف ایک مشن ہی نہیں بلکہ ایک زبردست تبلیغی تحریک ہے جس کے ڈانڈے عہد نبوی سے ملے ہوتے ہیں یہ عصر حاضر کے مسلمانوں کا ایک شاندار ورثہ ہے جسے تاریخ کی عظیم الشان اسلامی روایات نے ان تک پہنچایا ہے۔ اس لئے اس تبلیغی تحریک کو اپنانا اس سے تعاون کرنا اور اس کی مدد کرنا سب مسلمان بھائیوں کا فرض ہے اور ان دوستوں اور بزرگوں پر تو اس فرض کی ادائیگی کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جو شروع سے اس مشن کی مدد کرتے آئے ہیں اور جنہوں نے اس مشن کی جملہ تحریکات میں حصہ لینے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔

یہ مشن غیر فرقہ وارانہ اصولوں پر کام کرتا ہے یہاں پر ایک امر کی وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں بنیادی اصولوں کے لحاظ سے دراصل کوئی فرقہ نہیں سب اسلامی [illegible] فرقوں کے بنیادی

اصول ایک ہیں ان میں کسی کو بھی اختلاف نہیں جو اختلاف ہے وہ جزئیات اور فروعات میں ہے لیکن یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ معمولی معمولی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے برسرپیکار رہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک متحدہ محاذ پر جمع نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی زندہ قوموں کا پہلا اصول اتحاد ہے لیکن مسلمان اس اتحاد کی قوت سے بےخبر ہیں گو آجکل اس کا شعور اور احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے اور ہندوستانی مسلمانوں میں مسلم لیگ کی صورت میں اتحاد کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے اور وہ اپنی سیاسی کشمکش کے لئے کافی حد تک اتحاد قومی کا ثبوت دے رہے ہیں لیکن ابھی اتحاد اور اخوت اسلامیہ کے بلند جذبات کو اور ابھارنے کی ضرورت ہے۔ ہم تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ ووکنگ مسلم مشن قریباً تینتیس سال سے اتحاد اسلامی کے اس سنہری اصول پر عمل پیرا ہے اور اس مشن کا ٹرسٹ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے اور مختلف فرقہ ہائے اسلام کے احباب اس ٹرسٹ کے ممبر ہیں اور اس لحاظ سے یہ مشن اتحاد اسلامی اور وحدت اسلامی کی ایک زبردست تحریک ہے اور اس مشن نے اپنے عمل سے اس وحدت اور اتحاد کی طرح ڈالی ہے مسجد ووکنگ میں عیدین و جمعہ کی نمازوں کی امامت وہ احباب کراتے رہے ہیں جو مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھتے تھے اور مسجد ووکنگ کے امام بھی مختلف فرقہ ہائے اسلام کے افراد رہے ہیں جن میں سے مسٹر مارماڈیوک پکتھال کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اس مشن نے آج تک جتنا بھی لٹریچر پیدا کیا ہے وہ سب غیر فرقہ وارانہ ہے اختلافی مسائل سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیشہ اسلام کے بنیادی اصولوں اور اس کے عملی پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے اور مسلمانوں کی توجہ تعمیری اور تخلیقی کاموں کی طرف مبذول کرائی گئی ہے اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی خوبیوں اور اس کے روشن پہلو کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس مشن کے ماہوار رسائل اسلامک ریویو انگریزی اور اشاعت اسلام اردو میں اسی غیر فرقہ وارانہ پالیسی کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور بجائے خانہ جنگی کے تبلیغ اسلام پر زور دیا گیا ہے مختصر یہ کہ ووکنگ مسلم مشن کا سارا لٹریچر فرقی بحثوں سے پاک ہے اور اس مشن کے کارپرداز اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ ان بحثوں میں الجھنا محض حرب عقاید ہے اپنی خداداد قوتوں کو ضائع کرنا ہے اور دشمن کو اسلام پر حملہ کرنیکا موقعہ دینا ہے۔ ووکنگ مسجد کے ہر اجتماع میں یہی روح کارفرما ہوتی ہے چنانچہ عید میلاد النبی کی تقریب میں مختلف فرقہ ہائے اسلام کے لوگ شامل ہوتے ہیں ان کو ان جلسوں کی صدارت پیش کی جاتی ہے اور مختلف اسلامی فرقوں کے دوست اس موقعہ پر اپنے بلند پایہ مقالات پڑھتے ہیں۔

عظیم المرتبت مسلم سلاطین اور نوابوں کی اعانت یہ تبلیغی ادارہ سب مسلمانوں کا متحدہ اور مشترکہ ادارہ ہے جس کو تبلیغی مساعی کے لئے سب مسلمانوں کی اعانت حاصل رہی ہے اور عظیم المرتبت مسلم سلاطین مسلم فرمانروایان ہند اور نوابوں کی امداد کا شرف حاصل رہا ہے اور بڑی بڑی مسلمان مقتدر ہستیاں مسجد ووکنگ کی زیارت کے لئے تشریف لاتی رہی ہیں ان عالی مرتبت لوگوں کے اسمائے گرامی اس رپورٹ کے آخر میں پیش کئے گئے ہیں جو ووکنگ مسلم مشن کی امداد فرماتے رہے ہیں اور جنہوں نے اپنی مدد سے اس مشن کے کارپردازان کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اس تبلیغی ادارہ کی سرپرستی اور اعانت فرماکر اپنی مذہبی زندگی اور دینی حرارت کا ثبوت دیا ہے۔

یہ مشن ایک نظام کے ماتحت کام کرتا ہے اس مشن کا کام ایک قاعدہ، ضابطہ اور نظام کے ماتحت سرانجام پاتا ہے اور اس مشن کے رسالوں میں اسکے کام کی رپورٹ بھی وقتاً فوقتاً شائع کردی جاتی ہے۔ تبلیغ کے لئے جو ذرائع یہ مشن ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے ان کی مجمل سی کیفیت درج ذیل ہے۔

امام مسجد ووکنگ مشن کی طرف سے مسجد ووکنگ انگلستان کے لئے ایک امام مقرر ہے جو تبلیغی فرائض کو نہایت احسن طور پر سرانجام دیتا ہے اور اس جگہ ہمیشہ کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا ہے جو علوم جدیدہ کیساتھ ساتھ علم دین سے اچھی طرح واقف ہو اور دینی مسائل میں گہری نظر رکھتا ہو اس مسجد کے سب سے پہلے امام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم خود تھے آپ کی شخصیت میں جو جذب و کشش اور جو مقناطیسی قوت موجود تھی اسکی نظیر ملنی تو بہت مشکل ہے لیکن اس کے بعد بھی بہت پایہ کے لوگ امامت کے فرائض کو سرانجام دیتے رہے ہیں جن میں سے حضرت مولینا صدرالدین صاحب مولینا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ مولینا مصطفیٰ خاں صاحب۔ مولینا آفتاب الدین احمد صاحب مولینا عبدالمجید صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولینا عبدالمجید صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی اس وقت بھی وہاں اس فرض کو مشن کی طرف سے سرانجام دے رہے ہیں۔

مشن کے رسائل مشن کی طرف سے دو رسالے جن میں سے ایک اسلامک ریویو انگریزی میں شائع ہوتا ہے اور دوسرا اشاعت اسلام جو اردو میں شائع ہوتا ہے جاری ہیں ان رسائل میں اسلام کے متعلق نہایت بلند پایہ مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ اسلامک ریویو تو تبلیغی لحاظ سے بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اس کے خریدار اور قارئین ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھی اسے

بھیجا جاتا ہے۔ اسلام کے متعلق اعلیٰ درجہ کے تحقیقی مضامین اس میں شائع کئے جاتے ہیں اور اسلام پر موصول شدہ اعتراضات کا اسمیں مدلل اور نہایت معقول جواب دیا جاتا ہے اس میں انگریز نومسلمین کے مضامین اور ان کے کوائف اعلان کے قبول اسلام کے اعلانات بھی شائع ہوتے ہیں۔ "اشاعت اسلام" بھی مضامین کی سنجیدگی اور بلندی کے لحاظ سے معیاری حیثیت رکھتا ہے۔

بلند پایہ تبلیغی لٹریچر ان رسائل کے علاوہ اس مشن نے تبلیغی لٹریچر بھی پیدا کیا ہے جس میں یورپ کے اسلام پر اعتراضات کے شافی جواب ہیں اور اسلامی نقطہ نگاہ سے یورپ کے عوارض کا علاج بھی نہایت موثر اور دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی بلند پایہ تصنیفات کی اس لٹریچر میں نمایاں حیثیت ہے جو تبلیغی میدان میں اپنی تبلیغی افادیت کی نظیر نہیں رکھتیں ان کتب کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کا سلسلہ بھی ہے جن میں مجمل طور پر اسلام پر اعتراضات کے جوابات اور اسلامی محاسن کو پیش کیا گیا ہے یہ ٹریکٹ تبلیغی طور پر بہت ہی مفید ثابت ہوتے ہیں۔

تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ اس تحریری تبلیغ کے علاوہ مشن کے مرکزی مقام ووکنگ کے اندر لیکچروں کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری ہے جن میں انگریز مرد اور خواتین کثرت سے شامل ہوتے ہیں اور ان غیر مسلموں کو جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں چائے پر مدعو کیا جاتا ہے اور اسلام کے متعلق ان کے شکوک و شبہات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور حدیث مائدہ کے طور پر نہایت موثر اور دلنشین انداز میں ان کے سامنے اسلام اور آنحضرت صلعم کی حقیقی تصویر کو پیش کیا جاتا ہے۔

جمعہ اور عیدین کے خطبات ان لیکچروں کے علاوہ ووکنگ میں تبلیغ کا ذریعہ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ ہے اس میں بھی بعض غیر مسلم مرد اور خواتین شامل ہوتے ہیں اس موقعہ پر مسنون خطبہ کے علاوہ کسی ایسے موضوع کو پیش نظر رکھا جاتا ہے جس پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالنا ضروری ہو اور اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ بھی اسلام کے متعلق بہت سے شکوک کا ازالہ کر دیا جاتا ہے ـــــ عیدین کے موقعہ پر ووکنگ میں مختلف مشرقی و مغربی اقوام کے لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں اور اس اجتماع میں خالص اسلامی خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے اور انگلستان جیسی سرزمین پر جو قومیت پرستی کا گہوارہ ہے رنگ و نسل

کے امتیازات مٹتے ہوئے نظر آتے ہیں اور عیدین کے خطبات میں تبلیغ اسلام کا بہترین موقعہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خطبات اسلام کی خوبیوں کو نمایاں کرنے کا بہترین ذریعہ بن جاتے ہیں آج تک مسجد ووکنگ میں عیدین کے موقعہ پر جو خطبات دئے گئے ہیں ان میں سے بعض خطبات تو معیاری حیثیت رکھتے ہیں جو نہایت درجہ بصیرت افروز اور پُر از معارف ہیں یہ خطبات اسلئے بھی زیادہ موثر اور مفید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت جو لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں وہ رنگ و نسل کے امتیازات کو مٹا کر ایک مسلمان برادری بن جاتے ہیں وہ ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ہیں اس مختصر سی جمعیت اسلامیہ کے پس منظر پہ یہ خطبات حد سے زیادہ بلیغ اور موثر ہو جاتے ہیں اور ان کا اثر دیرپا بھی ہوتا ہے عیدین میں شمولیت کرنے والے دوست مدت دراز تک اس اخوت اسلامیہ کے منظر کو فراموش نہیں کر سکتے۔

مفت لٹریچر کی تقسیم تبلیغ کا ایک ذریعہ مفت لٹریچر کی تقسیم بھی ہے یہ ذریعہ بھی نہایت ہی مفید ہے۔ کتابیں اور پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں ایشیائی اور مغربی ممالک میں بھیجے جاتے ہیں رسالہ اسلامک ریویو بھی اکثر بعض جگہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ یہ لٹریچر تبلیغ اسلام کے لئے میدان تیار کرتا ہے اور بیشمار لوگ ہیں جو اس لٹریچر کے مطالعہ سے اسلام کے بالکل قریب آجاتے ہیں چنانچہ اس ضمن میں امام مسجد ووکنگ کو آئے روز متعدد خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں جن سے اس لٹریچر کی تاثیر اور افادیت کا پتہ چلتا ہے۔ بہت سے انگریزوں کے لئے یہی لٹریچر قبول اسلام کا محرک ہوا ہے۔ مفت لٹریچر کی تقسیم کے کام کو اور وسعت دی جا سکتی ہے لیکن اس کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ اب جو نئے معاشی اور سیاسی مسائل پیدا ہو گئے ہیں ان کے متعلق خالص اسلامی نقطہ نگاہ سے لٹریچر پیدا کرنے کے لئے بھی کافی روپیہ خرچ آئیگا اس طرف بھی ہمارے معاونین کی خاص توجہ درکار ہے اور اس کام کو زیادہ وسعت دینے کے لئے ان کے تعاون کی خاص ضرورت ہے مفت لٹریچر کی تقسیم تبلیغی پراپیگنڈا کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ کام اتنا عظیم الشان ہے کہ اسکو جتنی بھی وسعت دی جائے تھوڑی ہے ووکنگ مسلم مشن نے مغربی اقوام میں تبلیغ اسلام کیلئے کافی لٹریچر پیدا کیا ہے جس سے شاندار نتائج پیدا ہوئے ہیں، ان نئے حالات کے مطابق مزید لٹریچر پیدا کرنا پڑے گا کارپردازان مشن کے پیش نظر بے شمار مسائل ہیں جن پر وہ لٹریچر پیدا کرنا چاہتے ہیں اب امید ہے برادران اسلام اس ضمن میں ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے اور مالی ایثار سے مشن کی اعانت کرتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

تبلیغی خط و کتابت تبلیغ کا ایک اور موثر ذریعہ خط و کتابت ہے۔ یہ خط و کتابت "کارس پانڈنس" کے عنوان سے رسالہ اسلامک ریویو میں شائع ہوتی رہتی ہے اور "اشاعت اسلام" میں بھی اس کا اردو ترجمہ شائع کر دیا جاتا ہے ان خطوط میں اسلام کے متعلق بعض سوالات کئے جاتے ہیں جن کا امام مسجد ووکنگ یا مولینا آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو کی طرف سے نہایت مدلل جواب دیا جاتا ہے۔ اس خط و کتابت کے ذریعہ سے اسلام کے متعلق بے شمار غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں اور نئے نئے مسائل سامنے آتے رہتے ہیں جن پر روشنی پڑتی رہتی ہے اور خط و کتابت کرنے والے حضرات سے ایک قسم کا ذاتی تعلق بھی پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس تبادلۂ خیالات کو اور تقویت ملتی ہے۔

معاندانہ مضامین کے جوابات اس خط و کتابت کے علاوہ تبلیغ اسلام کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بعض اخبارات میں اسلام کے متعلق جو معاندانہ مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں اسلام اور آنحضرت صلعم کی نہایت غلط اور خلاف واقعہ اور بھونڈی تصویر کھینچی جاتی ہے اور اسلام کے متعلق نفرت اور حقارت کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے ایسے مضامین کے اثر کو زائل کرنے کیلئے انہی اخبارات میں ان مضامین کا جواب بھی چھپنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے جن کا خاطر خواہ اثر ہوتا ہے اور اس طریقہ سے اسلام کے متعلق بے شمار پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک اچھا میدان تیار ہو جاتا۔

تبلیغ اسلام کا ایک اور ذریعہ ان سب ذرائع کے علاوہ تبلیغ اسلام کا ایک اور موقعہ بھی پیدا ہو جاتا ہے انگلستان میں تعطیلات کے دنوں میں مختلف مقامات سے زائرین مسجد ووکنگ کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں ان سے تبادلۂ خیالات کا خوب موقع پیدا ہو جاتا ہے ان کے استفسارات کا جواب دیتے ہوئے مسجد کی تعمیر کی تاریخ ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد کے حملہ کو انف اور رہا سہے مسلم ووکنگ مشن کے حالات کو بیان کرتے ہوئے اسلام کے محاسن کو اجاگر کرنے کا موقع بھی میسر آ جاتا ہے اور بہت سے اسلامی عقاید اور مسائل بھی زیر بحث آ جاتے ہیں اور ان پر جہاں تک ہو سکتا ہے شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ان زائرین کے علاوہ بعض امراء اور بادشاہ بھی اس مسجد میں تشریف لاتے رہتے ہیں

اوران کی حیثیت اور شخصیت کے مطابق ان کی تواضع بھی کرنی پڑتی ہے۔ اسلامی ممالک کے امراء اور اراکین سلطنت بھی تشریف لاتے رہتے ہیں جو اس مشن کی خدمات اور تبلیغی مساعی کے متعلق نہایت اچھا اثر لے کر لوٹتے ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن ایک وحید العصر تبلیغی ادارہ ہے اس مضمون میں ہم نے تبلیغ اسلام کی ضرورت، تبلیغ اسلام کی تاریخ اور مغرب میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی عظیم الشان قربانیاں مشن کے کارہائے نمایاں اور طریق کار پر نہایت اجمال کے ساتھ تبصرہ کیا ہے ورنہ اس کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرنے کے لئے تو دفتر درکار ہیں۔ مختصر یہ کہ ووکنگ مسلم مشن ایک بین الاقوامی شہرت کا اسلامی تبلیغی ادارہ ہے اور اپنی کارکردگی کی وجہ سے وحید العصر ہے۔ اس تبلیغی ادارہ کا اثر و نفوذ اس لئے بھی غیر معمولی ہے کیونکہ یہ ایک ایسی مغربی قوم کے ملک میں واقع ہے جس کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا ساری سلطنت برطانیہ میں یہ ادارہ متعارف ہے اور انگلستان میں تو یہ ایک اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور امام مسجد ووکنگ کو اسلامی دنیا کا نمائندہ خیال کیا جاتا ہے اور اس ملک میں بالعموم لوگوں کے لئے جو بات بھی اسلام کے متعلق دریافت طلب ہوتی ہے وہ اسی مشن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ریزرو فنڈ کے لئے اپیل اس ادارہ کے اثر و نفوذ اور تبلیغی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے سب برادران اسلام پر واجب ہے کہ وہ اس ادارہ کی مالی اعانت فرمائیں اور دنیا کی موجودہ کشمکش اور انقلابات نے جو تبلیغ اسلام کے لئے نئے میدان پیدا کر دیئے ہیں ان کے مطابق اسلام کو پیش کرنے کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے انہیں مہیا کرتے ہیں ووکنگ مسلم مشن کی مدد کریں۔ اس عظیم الشان کام کو بروئے کار لانے کے لئے مشن کا ایک ریزرو فنڈ بھی ہے جس میں تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے اگر مشن کے معاونین تھوڑی سی بھی ہمت کریں تو یہ فنڈ کئی لاکھ تک پہنچ سکتا ہے اور مغرب میں تبلیغ اسلام کے اس مشن کو زبردست تقویت پہنچ سکتی ہے۔ مغرب میں اسلام کی جڑیں

مضبوط ہو سکتی ہیں اور اس کفرستان میں اسلام کا جھنڈا فتح مندی کے ساتھ لہرا سکتا ہے اور محمد مصطفےٰ صلعم کا یہ کشف ایک شان اور جلال کیساتھ پورا ہو سکتا ہے کہ میری امت کی بادشاہت مغربی زمینوں میں اسی طرح پہنچے گی جس طرح یہ مشرقی سرزمینوں میں قائم ہوئی ہے یہ پیشگوئی تو بہر صورت پوری ہو کر رہیگی مگر ان دوستوں کو خدمت اسلام کا ایک موقع میسر آجائیگا اور آیندہ آنے والے شاندار اسلامی دور میں ان کے نام سنہری حروف سے لکھے جائیں گے اور آیندہ آنے والی نسلیں فخر کے ساتھ ان کو یاد کریں گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وقت اسلام کی مدد کی جبکہ اسلام غربت کی حالت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بعض اعتراضات اور شکوک کا ازالہ

مندرجہ بالا مضمون میں مغرب میں اشاعت اسلام کی اہمیت اور ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کا مفصل ذکر کرنے کے بعد گنجائش تو باقی نہیں رہتی کہ ہم براہ راست بعض شکوک اور اعتراضات کا جواب دیں جو اس ضمن میں کئے جاتے ہیں کیونکہ ہماری رائے ہے کہ اس قسم کے سوال وجواب میں الجھنے سے قوت عمل پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ فعال لوگ شکوک و شبہات اور اعتراضات میں نہیں الجھا کرتے اور نہ ہی اس قسم کے مشاغل میں وقت ضائع کرنے کی ان کے پاس فرصت ہوتی ہے لیکن محض بعض دوستوں کی تسلی اور تالیف قلب کے لئے ان اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔ اعتراضات درج ذیل ہیں:-

(ا) اس قدر روپیہ ووکنگ مسلم مشن پر صرف ہوا مگر کوئی غیر معمولی نتیجہ پیدا نہیں ہوا

(ب) ہندوستان کو چھوڑ کر یورپ میں تبلیغ اسلام کیوں کی جاتے ہے؟

(ج) تبلیغ کے لئے کوئی نمونہ ہونا چاہیئے بغیر نمونہ کے تبلیغ میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

جواب (ا) پہلے اعتراض کا جواب تو یہ ہے کہ اس اعتراض کرنے والے دوست کو غلط فہمی

ہوئی ہے مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے جس قدر روپیہ اور سامانوں کی ضرورت ہے اس لحاظ سے ہم نہایت وثوق کیساتھ عرض کر سکتے ہیں کہ روپیہ میں سے ابھی دو آنے بھی خرچ نہیں ہوئے، مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے بڑے سامانوں کی ضرورت ہے اور ہمیں وہ سامان کبھی میسر ہی نہیں آئے اور جو کچھ آج تک اس مشن پر خرچ ہوا اس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی اور ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر ہمیں کامیابی عطا فرمائی اس عرصہ میں ہزاروں احباب و خواتین دائرہ اسلام میں شامل ہوئے اور ان میں سے بعض نومسلمین سماجی لحاظ سے بہت عظیم المرتبت ہیں اور ہزاروں انگریزوں تک اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی بے شمار غلط فہمیوں کا ازالہ ہو چکا ہے اب اسلام کے متعلق ان لوگوں کی روش معاندانہ نہیں بلکہ تحقیقی ہے اس مشن نے اسلام کے متعلق مغربی لوگوں کے نقطۂ نگاہ کو بدل دیا ہے اور مغربی مفکرین تو اسلام کے بہت ہی قریب آچکے ہیں اور مغرب میں قبولیت اسلام کے لئے ایک رَو پیدا ہو گئی ہے اور یہ کیفیت لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بھی پیدا نہیں ہو سکتی تھی ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ روپیہ خرچ ہوا اور کوئی غیر معمولی نتیجہ پیدا نہیں ہوا ہم ایسے دوستوں کی خدمت میں جو یہ خیال رکھتے ہیں مخلصانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ پہلے مغربی دنیا کا نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں اور اس مشن کی تبلیغی مساعی کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم فرمائیں اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے تو کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوا تو اس صورت میں ہمارا جواب یہ ہے کہ اسلامی تبلیغ کی پہلی شرط اسلام کے پیغام کو پہنچا دینا ہے اور اس کے بعد نتیجہ تو خدا کے ہاتھ میں ہے کیا ہمارے دوستوں کے پیش نظر قرآن مجید کے اس نوعیت کے ارشادات نہیں وما علینا الا البلاغ المبین۔ اور ہمارے ذمے سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ــــ مبلغ اسلام کا اولین فرض پہنچا دینا ہے اور نتیجہ خدا کے اختیار میں ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم باوجود کامیابی کے بھی تبلیغ کی اس اولین شرط کو ہی ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں۔

(ب) دوسرے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کے متعلق

فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اور ہم نے تجھے تمام قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس آیت میں صرف یہ بات ہی نہیں بتائی گئی کہ آپ کل دنیا کی طرف مبعوث ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ آپ رحمت کے رنگ میں مبعوث ہوتے ہیں ــــ جس طرح مشرقی ممالک میں اسلام رحمت بن کر پہنچا اسی طرح مغربی اقوام بھی اس رحمت سے حصہ لیں گی اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی بھی ہے کہ مشرق اور مغرب کی سرزمینوں میں اسلام پھیلے گا اور غالب آئیگا چنانچہ ہم اس پیشگوئی کو مضمون کے سیاق میں تفصیل کے ساتھ درج کر چکے ہیں۔ ایسا اعتراض کرنیوالے دوستوں سے ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے صریح ارشادات اور حضرت نبی کریم صلعم کی صریح پیش گوئیوں کے پیش نظر کیا وجہ ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام نہ کی جائے؟ آجکل مغربی اقوام دنیا پر غالب ہیں اور ان کی وجہ سے دنیا میں فساد پیدا ہو چکا ہے نہ خشکی پر امن ہے اور نہ تری میں ان قوموں کی جنگوں نے ساری زمین کو انسانی خون سے رنگ دیا ہے ان قوموں میں اس قدر تفرقے ہیں کہ ان اختلافات کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں اور آگ کے گڑھے پر کھڑی ہیں اس وقت اشد ضرورت ہے کہ ان تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا جائے تاکہ دنیا میں صلح اور امن قائم ہو اور ساری دنیا کو اس عذاب سے نجات ملے جس عذاب میں وہ مبتلا ہے۔ ہندوستان میں اسلام ایک ثقافتی قوت بن چکا ہے اس کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں اسلام کی قوت اس ملک میں دن بدن بڑھتی چلی جائے گی اب اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام کے پیغام کو ان ممالک تک پہنچایا جائے جہاں بعثت نبوی سے لیکر آج تک اسلام کا پیغام باقاعدہ صورت میں نہیں پہنچا اور ہم اس ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اور یورپ میں اسلام کو پہنچا رہے ہیں۔

(ج) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل نمونہ حضرت نبی کریم صلعم ہیں اور قیامت تک حضور ہی تمام اقوام عالم کے لئے نمونہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاخر ..... یقیناً تمہارے لئے اللّٰہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللّٰہ اور پچھلے دن کے لئے امید رکھتا ہے اور اللّٰہ کو بکثرت یاد رکھتا ہے ــــ اس میں یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر شخص کیلئے اسوہ حسنہ ہیں جو اللّٰہ اور

یوم آخر کی امید رکھتا ہے گویا تمام قوموں اور تمام زمانوں اور تمام قسم کے آدمیوں کے لئے آپ اسوۂ حسنہ ہیں اور رسول کے بعد کسی اور نمونہ کی ضرورت نہیں مبلغ کا کام صرف یہ ہے کہ خدا کا پیغام پہنچائے اور رسول کی شخصیت کے محاسن کو ان اقوام پر روشن کر دے یہ قومیں خود براہ راست آنحضرت صلعم سے اکتساب نور کریں گی درمیان میں کسی اور نمونہ اور واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اسمائے گرامی ٹرسٹی صاحبان و ممبران مجلس منتظمہ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ لاہور

بی۔ٹی۔ایڈیٹر دی لائٹ لاہور۔ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ڈی۔ ایس۔پی پنشنر پنجاب جھنگ۔ جناب مولوی شمس الدین صاحب بی۔ اے منسٹر تعلیم۔ بہاولپور سٹیٹ۔ جناب خان محمد اسلم خاں برہ خاں خیل رئیس اعظم مردان۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب

ذیل کے بزرگانِ دین نے مسجد ووکنگ انگلستان میں وقتاً نماز عیدین کی امامت کرائی اور خطبات عیدین پڑھے۔

عالیجناب سر عبدالقادر صاحب۔ عالیجناب حافظ وہبہ صاحب۔ عالیجناب بشیر پکرڈ صاحب۔ بی۔ اے۔ عالیجناب علامہ یوسف علی صاحب۔ عالیجناب مسٹر مارماڈیوک پکتھال صاحب۔ عالیجناب لارڈ ہیڈلے صاحب۔ عالیجناب عمر ہوبرٹ رینکن صاحب۔ ہزایکسلنسی سید محمد امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین۔ ڈاکٹر شیخ علی حسن عبدالقادر۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ان کے علاوہ جو بھی گذشتہ ۴۳ سالوں میں مسجد ووکنگ کے امام رہے ہیں۔ ان فرائض کو اپنے قیام امامت میں سرانجام دیتے رہے۔

مسلم سلاطین ومسلم رؤسا جو شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں تشریف لائے۔

ہزرائل ہائینس امیر سعود۔ کراؤن پرنس آف سعودی عرب۔ ہزرائل ہائینس امیر محمد سعودی عرب۔ ہزرائل ہائینس پرنس سیف الاسلام یمن۔ ہزہائینس سلطان دہیر ہائینس سلطانہ آف جیہور۔ (G.M.S) ہزہائینس سلطان آف زنجبار۔ ہزہائینس سلطان آف شہبیر و موکالا۔ ہزہائینس سلطان آف لیج۔ ہزہائینس سلطان آف پہانگ ہزہائینس پرنس نائمہ۔ ہزہائینس سلطان محمد بن عمر۔ ہزایکسیلینسی سفیر آف ترکی۔ ہزہائینس دی پرنس آف برار۔ پرنس اعظم جاہ بہادر اینڈ ہزہائینس بیگم ورشہوار پرنسس آف برار۔ ہزمجسٹی کنگ فاروق۔ شاہ مصر۔ ہزہائینس پرنس حالی بے آف ترکی۔ ہزایکسلنسی عزرا علی ہیلی۔ ہزمجسٹی دی کنگ شیخ عبداللہ آف بحرین۔ ہزامپیرئیل مجسٹی ہیلی سلاسی

اول۔ شاہ حبشہ ۔ ہز ہائینس نواب آف ٹونک ۔ ہز رائل ہائینس پرنس امیر سعود ۔ ہز رائل ہائینس دی امیر آف فیصل ۔ وائیسرائے حجاز ۔ ہز رائل ہائینس دی امیر خالد آف دی سعودی عرب۔ حسن معتز و سارکن موسلینی ۔ سلطان آف سوکوتو ۔ عبدالالی بیرو ۔ امیر آف کانو اینڈ عثمانہ امیر آف گوانڈو ۔ جرنل محکم بیگ نمایندہ جمہوریہ بخارا ۔ علیا حضرت ہز ہائینس سلطان جہاں بیگم صاحبہ آف بھوپال ۔ سلطان آف جہور ۔ ہز ایکسیلنسی ۔ عسکر کولاس ۔ سفیر حبشہ ۔ پرنس ورنواڈیہ ۔ سفیر سیام ہز زندگان عالیجناب نواب آف جاورہ سٹیٹ نواب محمد اسلم خاں صاحب آف انب سٹیٹ ۔ ہز ایکسیلنسی سردار عبدالہادی افغان منسٹر ہز امپیریل مجسٹی سلطان احمد شاہ آف ایران ۔ ہز رائیل پرنس سنیا آف البانیہ ۔ ہز ہائینس سلطان آف کیڈا ۔ ہز ہائی نس پرنس محمد عبدالمنعم بمعہ ممبران مصری سفارت ۔ ہز ایکسیلنسی عزیز عزت پاشاہ سفیر مصر ۔ ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر حسن نشاط پاشا سفیر مصر ۔

ان احباب کے اسمائے گرامی جو مسجد ووکنگ انگلستان میں تشریف لائے یا جو نماز عیدین اور یوم ولادت کی تقاریب میں شامل ہوئے ۔

ہز ایکسیلنسی شیخ حافظ وھبہ سعودی عرب کے منسٹر ۔ ہز ایکسیلنسی سید علی جودت عراقی منسٹر ۔ امیر عادل ارسلان ۔ سر رضا علی ۔ ایجنٹ جرنل ٹو گورنمنٹ آف انڈیا ۔ جنوبی افریقہ ۔ سر عبدالقادر ۔ سردار بہادر سردار موہن سنگھ ۔ مسٹر امارا و ۔ ڈپٹی ہائی کمشنر فار انڈیا مسز ڈی یارک ۔ ڈاکٹر محمدی ۔ مسز شاکر محمدی آف لندن ۔ مسٹر عارف الفاروقی جمعیتہ اسلامیہ فلسطین ۔ مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک صدر مسلم سوسائٹی برطانیہ ہز ایکسیلنسی ایرانی منسٹر ۔ افضل العلماء عبدالحق ہز ایکسیلنسی مصری منسٹر ۔ ڈاکٹر ہر بہ شاد شاستری ۔ طلباء کیمبرج ۔ آکسفورڈ ۔ لیڈس ۔ سر آغا خاں صاحب ۔ سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدرآباد سٹیٹ دکن ۔ سر عبدالرحیم آف مدراس ۔ سر فیروز خاں نون ۔ سر شادی لال ۔ نواب ذوالقدر جنگ بہادر دکن ۔ نواب

مولانا حسرت موہانی ۔ مولانا مہر لاہور ۔ میجر محمد اکبر صاحب ۔ جناب چوہدری خلیق الزماں [illegible] ۔ جناب عباس علی [illegible]

نذیر یار جنگ بہادر دکن۔ نواب سر سالار جنگ بہادر آف دکن جسٹس نعمت اللہ۔ سر دار اقبال علی شاہ۔ جسٹس امین الدین۔ میاں محمد رفیع۔ خان بہادر سید احسان علی۔ سید محمد علی شاہ مختار رسالدار مظفر خاں رسالدار میجر بہادر شیر خاں۔ سر عبد الصمد خاں صاحب۔ دی رائٹ آنریبل ہز ہائی نس سر سلطان محمد شاہ دی آغا خاں صاحب۔ مسٹر ای۔ اے۔ خوری سیکرٹری فلسطین عرب پارٹی۔ سید فضل شاہ سکریٹری جمعیتہ المسلمین۔ لندن۔ پرنس علی خاں پسر سر آغا خاں صاحب۔ مسٹر جمالی کونسل آف حجاز۔ نواب عثمان یار الدولہ۔ نواب مظفر خاں۔ نواب محمد حیات خاں۔ اے عزت پاشا آف مصر۔ مسٹر خواد این۔ آزیا ظیچ۔ یوگوسلویا ڈیلیگیشن۔ سر محمد شفیع۔ سر اسمٰعیل سیٹھ۔ شیخ بسن آف بغداد۔ این۔ ڈی۔ ایچ۔ عبد الغفور آف کالمبو سیلون۔ سر عباس علی۔ مرزا ہاشمی اصفہانی رائٹ آنریبل سید امیر علی۔ پی۔ سی۔ سر عزیز الحق ہائی کمشنر فار انڈیا۔ الحاج لفٹننٹ کرنل۔ سر حسن سہروردی آف کلکتہ۔ ڈاکٹر ایم۔ آر۔ زادہ۔ سید خالد ہمدی اینڈ سید عبد المعنیم گیلانی آف عراقی ڈیلیگیشن۔ بیگم اکرام اللہ صاحب۔ اکرام اللہ صاحب۔ ہز ایکسلنسی عبد الرحمٰن حکی بے۔ ہز ایکسلنسی ایم۔ آر۔ زادہ۔ سر ایرمنڈ ٹیلنٹ ایم۔ پی۔ دی رائٹ آنریبل لارڈ اینڈ لیڈی بیمنگٹن۔ مرزا محمد اسمٰعیل صاحب جے پور۔ کرنل حامد نصرت۔ جی۔ ایچ عارف آف کلکتہ پرائیویٹ سیکرٹری ٹوانی آف کوچ بہار۔ رسالدار میجر محمد اشرف خاں آئی۔ او۔ ایم۔ مسٹر لال ڈیچا ہائی کمشنر فار انڈیا۔ ہز ہائی نس حضور مہاراجہ صاحب بہادر آف میسور۔ مولنا ظفر علی خاں صاحب مولانا محمد علی مرحوم۔ مولانا شوکت علی مرحوم۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔

امداد کنندگان مسلم مشن ووکنگ انگلستان

ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا

ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ ۲۳ سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیاز سے اس کی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے، اس کو کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ ۲۳ سالوں میں جن بزرگ مسلم ہستیوں نے اس کار خیر کی مالی امداد فرمائی ان میں صرف چند ایک اہم احباب کے اسمائے گرامی[ع۱] ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

علیا حضرت بیگم صاحبہ آف بھوپال۔ (خلد آشیانی) اعلیحضرت حضور نظام دکن برار عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست کروائی۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جاورہ۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست رامپور۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست خیرپور میر۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست مانگرول۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست جنجیرا۔ سر آغا خاں صاحب۔ ہز ہولی نس سید ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب مدظلہ، سردار قوم بوہرہ۔ بمبئی۔ نواب صاحب بہادر رادھن پور۔ ہز ہائی نس پرنس عمر توسن آف مصر۔ عالیجناب نواب صاحب بہادر کیڈاد (G.C.M.S) ہز رائل ہائی نس محمد علی پاشا آف مصر۔ عالی جناب نواب صاحب

ع۱ نواب صاحب بہادر پالن پور۔ موجودہ دیوان صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ۔

آف جمہور - ہز رائل ہائنس حلمی پاشا آف مصر - سفیر ایران - مصر - افغانستان - ترکی - سعودی عرب - حجاز - عراق - مقیمان لندن - ہز رائل عزیز عزت پاشا مصر - خواجہ نذیر احمد صاحب - ظفر زمان اکبر - حضرت خواجہ صاحب۔

دنیا بھر کی انگریزی دان لائبریریاں جہاں رسالہ اسلامک ریویو بطور تبلیغ اسلام کے مفت بھیجا جاتا ہے :-

شمالی امریکہ:- یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ و کنیڈا - البامہ - ارکن ساس - کلیفورنیا - کولوراڈو - کونک ٹی کٹ - فلوریڈا - جورجیا - اڈا - الی نائس - انڈیانا - کن ساس - کن ٹکی - لیوسینا - مین - میری لینڈ - ماسا چوسٹ - میچی گن - می سس پی - میسوری - نب راسکا - نیو ہیمشیر - ڈرھام - نیو جرسی - نیو میکسیکو - نیو یارک - نارتھ کورلینا - آوھائیو - اکلوھاما - اری گان - پنس یل وانیا - روڈ آئی لینڈ - سوتھ ڈاکوٹا - ٹیکس ساس - ورجینیا - واشنگٹن - وس کونس - البٹرا - وکٹوریا - مینی کی ٹوبا - نیو برنسوک - آنٹیریا - نواسکاٹیا - نیو آرلینز - فلی ڈلفیا - سان فرانسسکو - شیکاگو - ڈی ٹرائٹ - ونکور - وینیپگ - کیوبک - لاس اینجلیز - **جنوبی امریکہ** - نیو گائنا - جارج ٹون - ٹرینیڈاڈ - پارا ماریبو - **آسٹریلیا:-** سڈنی - آڈی لیڈ - ملبورن - پرتھ - برسبن - **نیو زی لینڈ** - آک لینڈ - ویلنگٹن - کرسٹ چرچ - النور کارگل - ڈونی ڈن - **افریقہ** - جونسبرگ - نٹال - ڈربن - زنجبار - ممباسا - **جزیرہ ماریشس** - جزائر فجی - منیلا (فلی پین جزائر)

دنیا بھر کے وہ ممالک جہاں رسالہ اسلامک ریویو کے خریدار ہیں :-

شمالی افریقہ:- اسویٹ - پورٹ سعید - قاہرہ - غزہ - **مشرقی افریقہ** - یوگنڈا - زنجبار - نروبی - موزمبیک - ممباسہ - مورنگ - مارکوئیس - کمپالہ - دارالسلام - **جنوبی افریقہ** - پری ٹوریا - نٹال - جونسبرگ - لیڈی سمتھ - الیس ریوا اسٹنگر - ڈربن ٹونگٹ - رستن برگ - روڈیشیا - گیوساؤ - فری ٹون - پیٹرماز برگ - کیپ ٹون - **مغربی افریقہ** - نائیجیریا - کالاباد - لاگوس - فری ٹون - سیرالیون - اکرا گولڈ کوسٹ - ابردین - باتھورسٹ - فن ٹوا ایم - الیس بے - رینکلنس - ایران - طہران - برٹش گاما - ڈیمارارا - برنیس - جزائر برطانیہ - جملہ اہم شہر - انگلستان

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں ہے۔ "برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آواز کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ، بلادِ اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

[illegible] مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

[illegible] ... وہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۴) [illegible] سالانہ [illegible] (۳) [illegible] اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب [illegible] فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر چند کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے قدردان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ [illegible] ہے اور ممالک غیر کیلئے [illegible] ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں کئی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھجوایا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہوتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ۔ بحیثیت کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) **ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)** ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) **ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق** یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لندن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) **مشن کا مالی انتظام** (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیک پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) **ضروری ہدایات** - (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر ووکنگ مسجد [illegible] انگلینڈ ہے۔
Address in England :- The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England
(۵) [illegible] ... اسلام [illegible] پنجاب۔ ہندوستان [illegible]
[illegible]

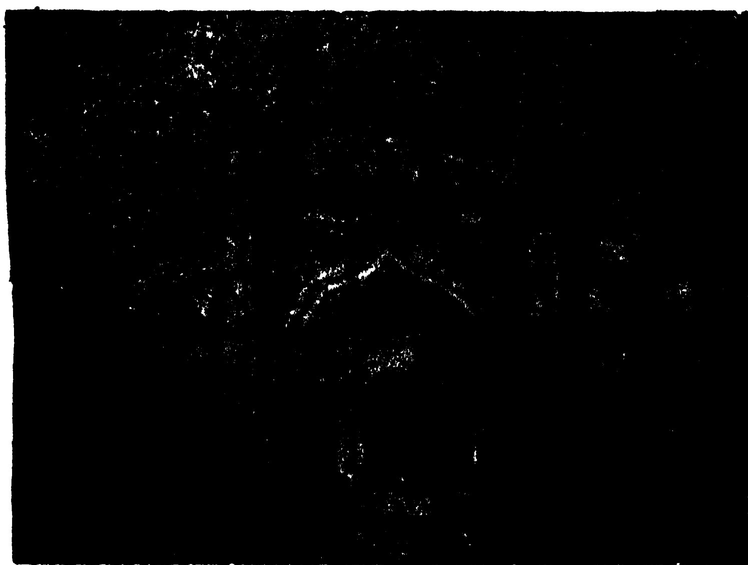
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم

رسالہ

اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیرانِ اعزازی

آفتاب الدین احمد بی ۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ

خواجہ عبدالغنی سیکریٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　اللہ اکبر　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان　　　　مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ، امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاہ سے توضیح کی جاتی ہے۔ (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین ناظرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ⅔ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ - مئی ۱۹۴۶ء | نمبر ۵

گیلانی الیکٹرک پریس [illegible] باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام [illegible] سے شائع کیا

شذرات

تباہی سے بچنے کا طریق

لینوٹنگ مشہور چینی مفکر اور نقاد ہے اس کی تصانیف یورپ اور امریکہ میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اس کا اسلوب نہایت دلکش اور موثر ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا اس کی ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام ہے (Between Tears & Laughters) یہ کتاب تیئس مضامین پر مشتمل ہے ان مضامین میں اس مفکر نے نہایت مدلل طریق سے اسبات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ عالمگیر تباہی سے بچنے کا طریق کیا ہے اور اس دور کی خرابیوں کو کیسے دُور کیا جاسکتا ہے ان مذکورہ مضامین کی سب سے قوی دلیل یہ ہے:۔

"انسانی معاملات میں سائنس کا غلط استعمال اور فرائیڈین نفسیات نے انسان کی گذشتہ روحانی اور اخلاقی اقدار کو ان کے اثر و نفوذ سے محروم کر دیا ہے جب تک ان انسانی اقدار کو بحال نہ کیا جائے گا اس وقت تک انسانیت تباہی اور بربادی سے محروم نہیں ہو سکتی"

لینوٹنگ نے مختلف پیرایوں میں ان مضامین کو ان دلائل سے مدلل کرنے کی کوشش کی ہے اور نہایت مؤثر اور دلنشیں انداز میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ موجودہ تباہی اور بربادی کی سب سے بڑی وجہ ان مذکورہ اقدار کا فقدان ہی ہے ——— پچھلے دنوں مشہور مغربی مفکر مسٹر ایچ۔جی ویلز نے اپنی ایک کتاب میں مغربی تہذیب اور اس کے رجحانات سے انتہائی مایوسی کا اظہار کیا تھا اور نہایت واضح الفاظ میں اس بات کا اعلان کیا تھا کہ مغربی تہذیب تباہی کے گڑھے میں گرنے کو تیار ہے اور اس کتاب میں تباہی اور بربادی کی جو علامات بتائی گئی تھیں وہ قرب قیامت کی نشانیوں سے ملتی جلتی ہیں۔ ایچ۔جی۔ ویلز نے دنیا کو آنے والی تباہی سے مطلع کیا تھا لیکن اس بلند پایہ چینی مفکر نے اس تباہی سے بچنے کا نسخہ بھی تجویز کیا

ہے اور یہ نسخہ تیا نہیں بلکہ گذشتہ متعدد سالوں میں دنیا کے مفکرین کے جتنے بیانات شائع
ہوئے ہیں ان سب میں قریبًا ایک بات بطور قدر مشترک ہے کہ روحانی اور اخلاقی
اقدار کو بحال کیا جائے۔ جب تک ان اقدار کو بحال نہ کیا جائے گا اس وقت تک موجودہ
تہذیب کو پائیداری نصیب نہیں ہو سکتی اور دوسرے ان کے بیانات اس امر کو بھی ظاہر کرتے
ہیں کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ صرف عقلیت، مادیت اور سائنس سے موجودہ مشکلات
کا حل نہیں کیا جا سکتا یہ اقنوم ثلاثہ بجائے انسان کی ترقی کے اس کی تباہی اور بربادی کا موجب ہوئی
ہیں اور اس کی بربادی کو قریب کر رہی ہیں اس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق
ہے کہ ان اصولوں کو زندہ کیا جائے جن پر انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد ہے اور جن اصولوں
کے مر جانے سے گذشتہ تہذیبیں صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئیں اور جن کو زندہ کرنے سے
موجودہ تہذیب کو پائیداری اور بقا حاصل ہو سکتی اس لحاظ سے موجودہ دور ایک عبوری
دور ہے اور تاریخ عالم میں ایک انقلابی نقطہ ہے اس لئے اسلام کو دنیا کے سامنے پیش
کرنے کا یہ بہترین وقت ہے کیونکہ اس عبوری دور کے علاوہ اقوام پر جو دور آتے ہیں وہ جمود
کے ہوتے ہیں اور یا اقوام ایک مخصوص ثقافتی دائرے کے اندر ہی حرکت کرتی ہیں اور ان کے
اندر اپنی تہذیب و ثقافت کے لئے اتنی عصبیت ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسرے اصول کو آسانی سے
قبول نہیں کرتیں بلکہ قبولیت کی صلاحیت ہی ان سے مفقود ہو جاتی ہے اور ان کے تعصبات اتنے
قوی ہوتے ہیں کہ وہ کسی دوسرے مذاہب کے اصولوں کی طرف عملی التفات نہیں کر سکتیں
قرون وسطیٰ کے بعد اٹھارویں اور انیسویں صدی میں بعینہٖ یہی حالت اقوام یورپ کی تھی وہ اپنے
عقلی اور مادی علوم میں اس قدر سرشار تھیں کہ ان میں یہ صلاحیت ہی مفقود ہو چکی تھی کہ وہ کسی دوسرے
مذہب کی طرف توجہ مبذول کر سکیں لیکن پیہم تجربات نے ان اقوام کی آنکھیں کھول دی ہیں۔
اور وہ اس حقیقت کو سمجھ چکی ہیں کہ صرف عقل اور سائنس سے ان کی مشکلات کا حل نہیں
ہو سکتا بلکہ عقل اور سائنس کی رہنمائی انہیں تباہی اور بربادی کی طرف لئے جا رہی ہے اور
جب تک مغربی تہذیب کو روحانیت اور اخلاق کی محکم بنیادوں پر استوار نہ کیا جائے گا اس
وقت تک یہ تہذیب تباہی اور بربادی سے نہیں بچ سکتی ـــــ ان حالات کا اگر نظر غائر

سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مغرب میں اسلام کے پھیلنے کے لئے فضا بالکل سازگار ہو چکی ہے یہ وقت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو نہایت ہی بہتر طریق سے پیش کیا جائے کیونکہ دنیا میں اس وقت صرف ایک ہی مذہب ہے جو مغربی اقوام کے مزاج سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے اور ان کے مسائل کو حل کر سکتا ہے اور یہ اقوام اپنی تاریخ کے عبوری دَور میں ہونے کی وجہ سے اسلام کو قبول کرنے کی اس وقت بدرجہ اتم صلاحیت رکھتی ہیں اگر اس وقت مسلمانوں نے تساہل اور تغافل سے کام لیا تو اُن کی یہ سُستی اور غفلت نہایت افسوسناک ہوگی بلکہ یہ غفلت مجرمانہ ہوگی مسلمان بھائی جو موجودہ دَور کے تقاضوں اور رجحانات پر گہری نظر رکھتے ہیں انہیں اس طرف فوری توجہ مبذول فرمانا چاہیئے۔ اور کسی صورت میں بھی اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اس عبوری دَور کے مساعد حالات کے علاوہ ووکنگ مسلم مشن نے اپنی تینتیس ۳۳ سالہ تبلیغی خدمات سے یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے اچھی طرح سے میدان تیار کر دیا ہے اور ایک حد تک یہ اقوام اسلام سے متعارف ہو چکی ہیں اور اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں جو قرون وسطیٰ کے عیسائی پادریوں نے مذہبی تعصب سے اندھے ہو کر اسلام کے متعلق پھیلائی تھیں وہ کافی حد تک دور ہو چکی ہیں سو ہر لحاظ سے یورپ کی موجودہ فضا تبلیغ اسلام کے لئے سازگار ہے اس لئے ہم برادران اسلام سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ یا تو وہ ہماری طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں یا خود کوئی موثر تبلیغی اقدام کریں ؎

ہندوستان کے موجودہ حالات اور اسلام

رسالہ اشاعت اسلام کی پالیسی خالص مذہبی اور تبلیغی ہے اس لئے ہم نے کبھی سیاسی معاملات میں دخل دینا اور ان کے متعلق کچھ لکھنا کبھی مناسب نہیں سمجھا لیکن ہم ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو چکا ہے اور ان حالات کی وجہ سے تبلیغ اسلام کا جو ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے وہ بھی معرض خطر میں ہے اور گو بظاہر

حالات سیاسی ہیں لیکن درحقیقت یہ عمرانی اور مذہبی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ ایسی قوتیں ہیں ان حالات میں اُبھی ہوئی ہیں، جو مذہبی اور ثقافتی لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں جیسا کہ ہندوستان بھر کے مسلم لیگی اسمبلی کے ممبروں کی کنونشن منعقدہ دہلی کی قرارداد میں بھی اس کی وضاحت کی گئی تھی اور جو درحقیقت مسلمان قوم کی متحدہ آواز ہے اس مذکورہ قرارداد کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"اس برِ اعظم میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک ایسے مذہب کے علمبردار ہیں جو ان کی زندگی کے ہر شعبے (تعلیمی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی) پر حاوی ہے وہ محض روحانی فلسفہ اصول اور رسومات تک ہی محدود نہیں وہ ہندو دھرم اور ہندو فلسفہ سے بالکل مختلف ہے ہندو دھرم ہزاروں سال سے ذات پات کی قیود کو سختی سے ترکرتا چلا جا رہا ہے جس سے آٹھ کروڑ بنی نوع انسان اچھوت بن کر رہ گئے ہیں۔ مختلف انسانوں کے مابین غیر فطری رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں، اور ہندوستان کی کثیر آبادی سماجی اور اقتصادی آزادی سے محروم ہو کر رہ گئی ہے، مسلمانوں عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کو بھی یہ خطرہ درپیش ہے کہ وہ اس مذہب کے زیر اثر سماجی اور اقتصادی لحاظ سے غلام اور بے بس نہ بنا دیئے جائیں اسلام جس نیشنلزم، مساوات، جمہوریت اور دوسرے بلند اصولوں کا علمبردار ہے ہندو دھرم کا ذات پات کا نظام ان اصولوں کو ختم کر دیتا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مختلف عمرانی پس منظر روایات، کلچر، سماجی اور اقتصادی نظام نے یہاں ایک ہندوستانی قوم کو معرض وجود میں لانا ناممکن بنا دیا ہے۔"

اس قرارداد میں ایک بہت بڑی حقیقت کو وا شگاف کیا گیا ہے اسلام اور ہندو دھرم واقعی اپنے مزاج میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور قریباً پچاس سال سے کانگرس جس متحدہ قومیت کو معرض وجود میں لانے کی کوشش کر رہی ہے وہ ان حالات کے پیش نظر ایک مغالطہ اور دھوکا ہے اور جمہوریت اور نیشنلزم کی آڑ میں ہندو اکثریت کو دائمی طور پر مسلمان اقلیت پر مسلط کرنا ہے اور اس عمرانی عمل کا نتیجہ بھی منطقی طور پر وہی نکلیگا جو ہندوستان

میں آج سے کئی صدیاں پیشتر آریہ اور غیر آریہ اقوام کی آویزش سے نکلا تھا اور جس کی وجہ سے آج ہمیں آٹھ کروڑ اچھوت ہندوؤں کی ذات پات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں آخر یہ طبقاتی تقسیم بھی ہزاروں سال کے سیاسی مدوجزر اور سیاسی آویزش کا ہی نتیجہ ہے۔ اگر آج بھی ہندو اکثریت کو مسلمان اقلیت پر سیاسی لحاظ سے مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا نتیجہ بھی لازماً وہی نکلے گا اور اسلامی جمہوریت اور تبلیغی نظام صرف خطرے میں ہی نہیں پڑیں گے بلکہ سپین کی مانند ہندوستان سے نابود ہو جائیں گے

ہندوستانی تاریخ پر معمولی تعمق کرنے سے یہ حقیقت بالکل منکشف ہو جائے گی کہ ہندو قوم کا مزاج کچھ ہے اور اس کی عمرانی روش کچھ اس نوعیت کی ہے کہ یہ کسی دوسری قوم کی موجودگی کو برداشت نہیں کر سکتی اور خصوصاً ایسی تحریک جو بنیادی اصولوں کے لحاظ سے اس کے ذات پات کے بندھنوں اور دیومالا سے متصادم ہوتی ہے اس کو وہ بتدریج تحلیل کر کے اپنے اندر جذب کر لیتی ہے چنانچہ اسلام تو ایک دور کی بات ہے خود وہ تحریکات جو اس قوم کے معاشرتی اور معاشی جمود کو توڑنے کے لئے اسی قوم کے بطن سے پیدا ہوئیں رفتہ رفتہ وہ ہندو قوم کے تیزابی مزاج کی وجہ سے اسی میں جذب ہو گئیں مثلاً بدھ مت برہمن کے مذہبی تسلط اور ذات پات کے خلاف ایک پُرزور احتجاج کے طور پر نمودار ہوا اور اس نے ان غیر فطری اور غیر انسانی بندھنوں کو توڑنے کے لئے مساوات کے اصول پر ایک نئی سوسائٹی کی تشکیل دی لیکن رفتہ رفتہ وہ برہمن مت میں جذب ہو گیا اور آج وہ مشرق بعید کے ممالک میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسلام جب ہندوستان میں داخل ہوا تو بھگتی مومنٹ اس کے ردعمل کے طور پر ظاہر ہوئی اور اس نے عقیدۂ توحید جذبۂ عبودیت اور مساوات نسل انسانی کا پرچار کیا اور ہندو دھرم کی اصلاح کے لئے ایک نہایت موثر قدم اٹھایا لیکن یہ تحریک بھی دو تین صدیوں کے اندر اندر ہندو قوم کے جذب وکشش کے عمل کا شکار ہو گئی اور آج یہ تحریک عملاً ہندوستان سے مفقود ہے صرف سکھ مت جو اس تحریک کی شاخ ہے وہ کسی حد تک اپنی انفرادی حیثیت کو قائم رکھے ہوئے ہے مگر سکھ مت کا رجحان بھی ہندو دھرم کی طرف ہے اور وہ بھی آہستہ آہستہ

ہندومت میں جذب ہو رہا ہے اور مساوات کے اصول کو بتدریج ترک کرتے ہوئے
ذات پات کے بندھنوں کو قبول کر رہا ہے آج اگر سکھوں نے ہندوؤں سے اپنے آپ
کو علیحدہ نہ کر لیا تو وہ بھی یقیناً اپنی انفرادیت کو کھو کر ہندومت میں جذب ہو جائیں گے اور
دو تین صدیوں کے بعد ہندوستانی تاریخ میں ان کی حیثیت محض ایک واقعہ کی ہو جائیگی
ــــــ کانگرس کی سیاسی جدوجہد اور ادعائے جمہوریت بھی درحقیقت مسلمانوں کو اپنے
اندر سمیٹنے کا ایک عمل ہے اور گاندھی ازم اس عمل کو تیز تر کرنے کا ایک حربہ ہے لیکن اسلام
چونکہ اپنے بنیادی اصولوں میں بہت محکم ہے اور تاریخ کی ایک زبردست انقلابی اور جرکی قوت
ہے اس لئے وہ ہندومت میں جذب نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کی عام بیداری نے اس
بات کو واضح کر دیا ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی ہندو قوم میں جذب نہیں ہوں گے لیکن
اگر اس سیاسی بیداری کیساتھ اگر مسلمان اپنے فریضۂ تبلیغ کو سرانجام دینا شروع
کر دیں تو اس سے ان کے قدم ہندوستان میں اور بھی مضبوطی سے جم جائیں گے اور وہ
بجائے مغلوب ہونے کے فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں رہیں گے اسلام کے
اصولوں میں غیر معمولی قوت ہے باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں قریباً ایک
ہزار سالہ دور حکومت میں تبلیغ اسلام کے لئے کوئی منظم کوشش نہیں کی گئی لیکن پھر بھی
مسلمان دن بدن اس ملک میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ یہ مسلمان صوفیاء کے فیضان
اور خاموش تبلیغ کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان اس ملک میں ایک طاقت ہیں اگر مسلمان اپنے
اس فریضہ کو پوری قوت کے ساتھ جاری رکھتے تو آج انہیں وہ مشکلات پیش نہ آتیں
جو انہیں پیش آرہی ہیں۔ ہر ایک مسلمان پر یہ بات اچھی طرح روشن ہونی چاہیئے کہ دنیا میں
ان کی بقا کا باعث ان کی اکثریت اور سیاسی قوت نہیں بلکہ ان کا تبلیغی نظام ہے جب تک
مسلمان اپنے اس تبلیغی فریضہ کو گرمجوشی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے وہ دنیا کے
حکمران اور فاتح رہے لیکن جب انھوں نے اس طرف سے غفلت اختیار کی تو وہ
مختلف قسم کی سیاسی اور معاشی مشکلات کا شکار ہو گئے اگر آج بھی وہ دنیا میں فتحمندی
کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے تبلیغی نظام کو زندہ کرنا چاہیئے اور اپنے تبلیغی

اداروں کو مضبوط کرنا چاہیئے مسلمانوں کی مشکلات کا حل تبلیغ ہے بلکہ تمام دنیا کی مشکلات کا حل تبلیغ اسلام ہے۔ مشرق اور مغرب کے حالات یہ بتا رہے ہیں کہ آج تمام مسائل کا حل صرف اسلام میں ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ بالآخر اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا اور آج اسلام کے غلبہ کے لئے قرائن بھی پیدا ہو چکے ہیں ضرورت اس وقت صرف اس امر کی ہے کہ مسلمان موجودہ حالات کا جائزہ لیکر اپنے تبلیغی نظام کو اپنی پوری ملی قوت کے ساتھ حرکت دیں اور دنیا کو تباہی اور بربادی سے بچائیں اس اقدام سے ان کی سیاسی مشکلات بھی حل ہوجائیں گی اور دنیا کے عوارض کا بھی علاج ہوجائیگا آج ان عوارض کا نسخہ صرف اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیامِ مدینہ

نتیجۂ فکرِ عالی جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن

از مدینہ روحِ جاں آید ہمی ✦ روحِ جاں در مومناں آید ہمی
آنچہ آنجا کرد دستِ مصطفےٰ ✦ قوتے زاں در دلاں آید ہمی
چوں فقیری شد امیر مومناں ✦ فقر و عزت ہم عناں آید ہمی
ما ازو نیم از جہاں ما را چہ باک ✦ عزم از دل بر زباں آید ہمی
چوں عرب رفت از عجم تا عندلس ✦ فخر ما زاں داستاں آید ہمی
گر مدینہ خاک و ایماں مردہ شد ✦ زیر خاکش بوئے جاں آید ہمی
بوئے جاں آید کہ تا زندہ شویم
مردہ جاں را روحِ جاں آید ہمی

اسلام اور اشتراکیت

از قلم جناب محمود الرحمن صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی

(قسط نمبر ۲)

ان لوگوں کی معلومات کو بڑھانے کے لئے جو عمرانیات اور اسلامی قوانین کے متعلق بہت کم علم رکھتے ہیں میں اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کی ان متعدد آیات کو بیان کر دیا جائے جو صریح طور پر سرمایہ داری کی زر پرستانہ اخلاقیات کے خلاف ہیں میں چند ایک آیات کو درج ذیل کرتا ہوں:۔

(الف) یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ج وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون۔

ترجمہ:۔ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوے کرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو جب تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے خبردار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے اصل مال ہیں نہ تم نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان پہنچایا جائے۔ (البقرہ ۲۷۸)

(ب) انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔

ترجمہ:۔ شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کی وجہ سے عداوت اور بغض ڈال دے اور تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے سو تم ضرور ان باتوں سے رک جاؤ گے۔ (مائدہ ۹۱)

(ج) ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔

ترجمہ:۔ اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ ان کے ذریعہ حاکموں تک پہنچو تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔ (بقرہ ۱۸۸)

(د) ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطأ کبیرا۔ ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔

ترجمہ:۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی ان کا مار ڈالنا بڑی غلطی ہے۔ اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے ۔ (بنی اسرائیل ۳۲-۳۱)

ان سے زیادہ آیات کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں آج تہذیب کے زمانہ میں غریب والدین اپنے بچوں کو ہلاک نہیں کرتے لیکن غربت بہت سے بچوں کو ہلاک کر دیتی ہے اور یہ تعداد ان بچوں سے بہت زیادہ ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوتے تھے۔ سرمایہ داری کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے کہ اس میں گناہ پیدا ہوتا ہے اور کوئی اخلاقی اصلاح ؟ ؟ کی درستی نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے کہ اسلام سرمایہ داری کے ماتحت رہ کر کوئی شاندار دور پیدا نہیں کر سکتا۔

اسلام کی سب سے بڑی اور بے نظیر کامیابی یہ ہے کہ اس نے عالمگیر اخوت انسانیہ کی بنیاد رکھی جس کے لئے پہلے نظام کو پوری طرح سے غلط ملط کرنے کی ضرورت تھی یہ ایک ایسی اخوت ہے جس میں ہر ایک شخص مساوی طور پر خدائی کنبہ کا فرد ہے جیسا کہ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

(ا) یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر۔

ترجمہ:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (حجرات ۔ ۱۳)

(ب) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔

جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں۔ (بقرہ ۲۲۸)
ــــ ایک خطبہ میں آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا۔
لوگو سنو اس بات کو جو میں تمہیں بتاتی ہے۔ ہر مسلمان ہر دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تم سب برابر ہو تم سب کے ایک جیسے حقوق ہیں اور تم سب کے ایک جیسے فرائض بھی ہیں تم ایک ہی اخوت کے ارکان ہو یہ تمہارے لئے ممنوع ہے کہ تم اپنے بھائی سے کچھ لو سوائے اس کے جو وہ اپنی . خوشی سے تمہیں دے ــــ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان نہیں لاتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا یہ انداز بالکل اشتراکیت کا سا ہے۔ آنحضرت صلعم کے ان تاریخی اقوال میں اسلامی سوشلزم کی بنیادیں موجود ہیں[1] خالق کائنات کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ انسان ایک ایسا حیوان ہے جس میں خود پسندی کا مادہ بہت زیادہ ہے اور حقوق کے مساوی ہونے کا عقیدہ اور نظریہ اس کی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتا اور اخوت انسانیہ کا تصور محض ایک خیال ہی رہے گا جب تک اسے بعض اداروں کے قیام سے بالکل راسخ اور پختہ نہ کر دیا جائے۔ مسلمانوں کی روزمرہ نماز میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اجتماعیت ہے عید کی نماز میں اجتماعیت ہے صیام کے اندر ایک اجتماعیت ہے اور حج میں تو بین الاقوامیت ہے۔ زکوٰۃ میں اجتماعیت ہے کیونکہ زکوٰۃ کو حکومت جمع کرتی ہے اور غربت کو دور کرنے کے لئے اسے خرچ کرتی ہے اور ایک حد تک یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شادی میں بھی اجتماعیت پیدا کر دی گئی ہے کیونکہ سوسائٹی کے مختلف طبقات کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ شادیاں کر سکتے۔

مساوی حقوق کے بغیر آمد کی مساوی تقسیم کے کوئی عملی . . . . فائدہ

---

[1] لیکن اشتراکیت اسلامی بنیادوں اور اصولوں پر ملحدانہ بنیادوں پر نہیں ؟

نہیں[1] صرف انسانوں کی ضمیر سے خیرات کی اپیل کرنا آمد کی تقسیم کا کوئی موثر علاج نہیں اس سے صرف معاشی مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگوں کو صرف عارضی فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن مستقل طور پر ان کی مشکلات کا ازالہ نہیں ہو سکتا[2] سرمایہ داری کے نظام میں یہ ضروری ہے کہ انسانوں کے ایک وسیع طبقہ کو محروم اور غربت کی حالت میں رکھا جائے کیونکہ سرمایہ داروں کا کاروبار صرف سستی قسم کی مزدوری اور اس کی عام سپلائی سے ہی پنپ سکتا ہے[3] اگر مزدوروں کی ایسی سپلائی یقینی ہو اور اچھی مزدوری دینے سے گریز کیا جائے تو مزدوروں کا ایک بہت بڑا حصہ بالکل بیکار رہے گا اس صورت میں رفاہ عام کے کام کرنے والے سرمایہ دار کے لئے یہ بہت آسان ہو گا کہ عارضی طور پر کچھ خیرات وغیرہ کا انتظام کر کے اپنے مذہبی فرض سے سبکدوش ہو جائے یہ برائے نام خیرات ہے اسلام اس پرائیویٹ خیرات پر ہی مطمئن نہیں اس لئے اسلام نے زکوٰۃ کو ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔

---

[1] یہ اشتراکی منطق کے بڑے بڑے مغالطوں میں سے ایک مغالطہ ہے اور متعدد اشتراکی اس پر متفق نہیں ہیں ہماری زندگی کی وحدت ہر قسم کے متنوع حالات میں رونما ہونی چاہیئے یہ انسان کی روحانی کشمکش کا مقصد ہے۔ دولت پیدا کرنے کی طبعی استعداد ہر شخص میں مختلف ہے اور اسی کے تناسب سے آمد بھی مختلف ہوتی ہے حتیٰ کہ کمیونسٹ دور میں اس طرح ہوتا ہے اسلام اس بات کی بیشتر اتفاق کرتا ہے کہ وہ شخص جس میں دولت پیدا کرنے کی استعداد بہت زیادہ ہو وہ قربانی کرتے ہوئے معیشت کی نچلی سطح پر آ جائے اور ایسا کرنے سے وہ اپنی زندگی کا بلند مقصد حاصل کر لیتا ہے لیکن یہ عمل اپنی مرضی سے ہونا چاہیئے اور نیچر کے طریقہ کے مطابق ہونا چاہیئے تاکہ انسان میں اخلاقی حاسہ پیدا ہو سکے۔ حق کے طور پر جس بات کا نہایت معقولیت سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ بہت کم دولت پیدا کرنیوالے شخص کا یہ حق ہونا چاہیئے کہ اس کی جائز ضروریات کو پورا کر دیا جائے اسلام ان ضروریات کو پورا کرتا ہے اور اس گارنٹی کے علاوہ وہ مختلف طریقوں سے جائداد کی مساوی تقسیم کے ذرائع پیدا کرتا ہے لیکن اس کے لئے وہ انسان کے اعلیٰ جذبات سے اپیل کرتا ہے۔

[2] اسلام میں محروم طبقہ کی محرومی کو دور کرنے کے لئے ایک وسیع سکیم ہے

[3] عملیت معاملات میں، اسلام حکومت کی دخل اندازی کی اجازت دیتا ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ ذاتی جائداد کو بالکل اڑا دیا جائے۔ خواہ وہ سرمایہ پیدا کرنے کے لئے ہو اور خواہ وہ پرائیویٹ استعمال ہو۔

انما الصدقات للفقرآء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمولفة قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ۰ فریضة من اللہ ۰ واللہ علیم حکیم۔ ترجمہ: صدقات صرف ناداروں کے لئے ہیں مسکینوں کے لئے اور کارکنوں کے لئے جو ان صدقات پر مقرر ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلوب ضروری ہے اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے اور مسافر کے لئے یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھیرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے توبہ

اس کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے:۔ وما ادراك ما العقبة۔ فك رقبة۔ او اطعام فی یوم ذی مسغبة۔ یتیما ذا مقربة۔ او مسکینا ذا متربة۔ ترجمہ:۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ اونچی گھاٹی کیا ہے۔ کسی گردن کا آزاد کرنا یا بھوک کے دن میں کھانا کھلانا قریبی یتیم کو یا مٹی سے ملے ہوئے یتیم کو۔

قرآن مجید کی یہ آیات نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ پرائیویٹ اور عام خیرات کو حکومت کنٹرول کر سکتی ہے، زمین، پانی، روشنی، ہوا اور معدنیات نیچر کے وسیع اور نہ ختم ہونیوالے ذخائر ہیں ان کے سوشل کنٹرول کی کیا صورت ہے ان کو سوسائٹی کی عام بہتری کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ نیچر کے ان انعامات کی غیر مساوی اور بے انصافی پر مبنی تقسیم ذاتی ملکیت کی وجہ سے ہے۔ نیچر کے ان ذخائر میں ذاتی ملکیت کتنی خطرناک ہے اس کو ایک مثال سے ہی اچھی طرح واضح کیا جا سکتا ہے اگر ایک شخص کو ایک دریا پر بند باندھنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ زمینوں کو سیراب کر سکے اور شہروں کو روشن کرنے کے لئے بجلی پیدا کر سکے تو اس صورت میں دیہات اور شہروں کی تمام آبادی اس کے رحم پر موقوف ہوگی۔ بحیثیت اجارہ دار کے وہ لوگوں سے ناجائز فائدہ حاصل کر کے اپنے آپ بہت دولتمند بنا سکتا ہے۔ نیچر کی قوتوں پر قابو پانے کے لئے سائنس نے بڑی مدد دی ہے ہر روز نئی نئی قسم کی ملکیت پیدا ہو رہی ہے۔ سرمایہ داری کی عملداری میں نئی ایجادوں کو پیٹنٹ کرا کے محفوظ کر لیا جاتا ہے اور ان کے مالکوں کو اتنے خطرناک حقوق دے دیئے جاتے ہیں کہ کوئی دستور حکومت بھی ان کے نفاذ کی جرأت نہیں کر سکتی مثال کے طور پر

لہ اسی کی وجہ سے کہ دنیا کا موجودہ نظام اسلامی اور اسلامی قواعد کا پابند اور تابع نہیں ہے۔

سل اور دق کی کسی مفید اور زود اثر دوائی کو ہی لے لیجئے پیٹنٹ کے حقوق کی وجہ سے اس کا مالک اتنی گراں قیمت پر اسے فروخت کر سکتا ہے کہ صرف امیر لوگ ہی اس دوائی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور غریب مریض تو بغیر اس سے فائدہ اٹھائے ہی مرجائیں گے[1] ایسی باتیں اتنی کثرت کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوتی رہتی ہیں کہ اس کی زیادہ مثالیں دینا بے سود ہے ــــــ اسلامی شریعت اور فقہ اسلامی نیچر کے عام انعامات میں ذاتی ملکیت کی اجازت نہیں دیتی ان چیزوں کا مالک خدا ہے اس لئے ساری قوم بحیثیت مجموعی ان سے استفادہ کرسکتی ہے۔ پیداوار کے ان سامانوں کو اشتراکیت کا رنگ دیا گیا ہے اس لحاظ سے اسلام اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مارتی ہوئی دنیا کے لئے شمع ہدایت ہے۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے تمام دنیا خدا کا کنبہ ہے اور ہر قسم کے سماجی، اخلاقی اور روحانی قوانین اس بنیادی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے مدوّن کئے گئے ہیں۔ اسلام میں ریاست اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے تاریخ نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اسلام اپنی تمام خوبیوں اور قوتوں کو صرف جمہوری طرز کی حکومت سے ہی ترقی دے سکتا ہے۔ اس لئے ریاست ایک ضروری اور لازمی چیز ہے اور ایک مثبت خیر ہے، یہ نظریہ اشتراکیت کے نظریہ ریاست سے بالکل مطابقت رکھتا ہے اور سرمایہ داری اور انفرادیت کے نظریہ کے خلاف ہے جو ریاست کو ایک ناگزیر شر تصور کرتا ہے اور امن قائم کرنے کے لئے اس کے اعمال میں سدراہ ہوتا ہے۔

خواہ کچھ بھی ہو ہم سٹیٹ کے کنٹرول سے آزاد نہیں ہو سکتے اگر ہم سرمایہ داری کے اس نظریہ کو قبول بھی کر لیں کہ حکومت ایک پولیس کا نظام ہے جو آزادی اور جائداد کے تحفظ کے لئے معرض وجود میں آیا ہے یہ نمایاں بات ہے کہ تحفظ سے لوگوں کی آزادی میں ضرور کچھ فرق آئیگا اور اگر ان قیود کو اٹھا دیا جائے تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک نظام کی جگہ انارکی پیدا ہو جائے گی۔ سو ہم جس نتیجہ پر پہنچتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ لوگ

---

[1] دنیا کی تہذیب و ثقافت پر اسلام کا اثر تھا تو اس وقت طبی امداد کو کسی قسم کا تجارتی رنگ نہیں دیا جاتا۔

[2] جہاں تک ہمیں علم ہے اشتراکیت بھی اس بات کی حامی ہے کہ بالآخر ریاست کو اٹھا دیا جائیگا۔

جو حکومت کو ایک پولیس کا نظام تصور کرتے ہیں یعنی سرمایہ دار وہ بغیر حکومت کے کنٹرول کے پنپ نہیں سکتے وہ شور و غوغا مچاتے ہیں کہ خارجی مقابلہ سے انڈسٹری کی حفاظت کی جائے کہ حکومت انکے پیٹنٹ حقوق اور تجارتی مفاد کے تحفظ کے لئے اپنی طاقتوں کو بروئے کار لائے۔ لیکن جونہی حکومت کی طرف سے ان کے حقوق کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان کی ناجائز منفعت کی روک تھام کی جاتی ہے تو وہ یہ شور بلند کرنا شروع کرتے ہیں کہ حکومت جابرانہ اور اشتراکی ہے اس لئے اس کی یہ طرز ناقابل برداشت ہے۔[1]

یہ عجیب انسانی نفسیات ہیں کہ حکومت کا کنٹرول، ملکیت اور نظام اس وقت تک قابل برداشت ہوتا ہے جب تک انہیں سوشلزم کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا کیونکہ سوشلزم ایک ممنوع اور حرام چیز ہے کیونکہ اس سے ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کی خونی آشامیوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی متعدد حکومتیں بغیر اپنے آپ کو اشتراکیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے وہی ترقی پسندانہ اور اصلاحی قدم اٹھا رہی ہیں جو اشتراکیت سے شدید مشابہت رکھتا ہے۔

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد سے یورپ کے تمام ممالک میں پیداوار کے ذرائع پر منظم سوسائٹی کا تسلط بڑھتا چلا جا رہا ہے اور یہ اشتراکی رجحان دن بدن نمایاں ہوتا چلا جا رہا ہے۔[2] نازی جرمنی میں حکومت بہت سے تجارتی کاروبار اور انڈسٹریوں کو چلاتی تھی اور انفرادی زندگی کی تفصیلات پر اثر انداز ہوتی تھی سب کچھ صحیح طور پر سرانجام پاتا چلا جاتا اگر ہٹلر کے دماغ میں نسلی تفوق کا خبط نہ سما جاتا اور وہ اپنی قوم کو ایک عالمگیر جنگ کی بھٹی میں نہ جھونک دیتا۔ پروفیسر گارنر Garner لکھتا ہے "یورپ کے متعدد ممالک میں ریلوے ریاست کی ملکیت ہیں۔ ٹیلیگراف، کانیں اور بنکوں پر بھی حکومت کا تسلط ہے اور بعض اشیاء مثلاً برانڈی، تمباکو، دیا سلائی، بارود کی تجارت میں حکومت کی اجارہ داری ہے۔

---

[1] وہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ اسلامی اصولوں کو قبول نہیں کرتے

[2] ایسی حکومتوں کی اعلیٰ کارکردگی بشرطیکہ وہ انتہاپسندی کی کیفیت مائل نہ ہو جائیں کی وجہ فرد کی ترقی کے اعلیٰ نصب العین کی وجہ سے ہے اس کا کارل مارکس کے مادی فلسفہ حیات سے کوئی تعلق نہیں۔

ناٹک گھروں اور موسیقی گھروں کو بھی حکومت چلاتی ہے۔ لٹریچر سائنس اور آرٹ کی سرپرستی کرتی ہے لوگوں کو امراض، حادثات اور بڑھاپے میں امداد پہنچاتی ہے۔ اور لوکل گورنمنٹ کے ذریعہ آب رسانی گیس اور بجلی کا انتظام کرتی ہے"

ابھی چند روز ہوئے انگلستان کی نئی لیبر گورنمنٹ نے بنک آف انگلینڈ اور کوئلے کی کانوں کو قومی ادارے بنانے کی تجویز پیش کی تھی سو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اشیاء کو قومی ملکیت بنانے کا عمل تمام حکومتوں میں کارفرما ہے اور بغیر کسی انقلاب کے نہایت امن کے ساتھ بروئے کار آرہا ہے[۱] اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین اور سرمایہ ایک اسلامی ریاست میں اسلامی قانون کے مطابق کس طرح قومی ملکیت بن سکتا ہے۔ مسلمان اشتراکی جو پرودھن کے نظریہ میں یقین رکھتے ہیں کہ ہر قسم کی جائداد ایک سرقہ ہے وہ یقیناً اسی بات کے حق میں ہوں گے کہ ان چیزوں کو بغیر کسی معاوضہ کے فوراً قومی ملکیت بنا لیا جائے[۲] لیکن یہ بات قابل عمل نہیں ہے کیونکہ روایتی فقہ کے مطابق محدود ذاتی ملکیت کی عام سماجی اجازت رہی ہے اور اسے عین فقہ اسلامی کے مطابق خیال کیا جاتا رہا ہے اس لئے اس قدیم فقہ کے حامیوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی جائیگی اور اس میں دوسرا خطرہ یہ بھی ہے کہ حکومت ایک خانہ جنگی اور انقلاب کا شکار ہو جائے گی[۳] اگر آپ فیبین سوسائٹی کی اشتراکیت میں یقین رکھتے ہیں سڈنی اور مسٹر س ویب انگریز سوشلسٹ ماہرین معاشیات کے اصولوں

---

[۱] اسلام ان اشیاء کی ملکیت کا حامی نہیں ہے جو عام پبلک کے استعمال کی ہیں ایک طرح سے پیداوار کے ذرائع کو قومی ملکیت بنا دینا بہتر ہے لیکن اس فرد کے کردار میں متعدد عیوب بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور جن کا ازالہ اسے جدید انتظام پر پڑنا یقینی ہے۔

[۲] کوئی مسلمان جس نے اپنے مذہب کی روح کو اچھی طرح اخذ کر لیا ہے اور تمام معاشی نظامات کا نظر غائر سے جائزہ لیا ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ جائداد کے ان طفلانہ نظریات کے پھیلانے میں پھنس جائے۔

[۳] یہی نہیں یہ فطرت انسانی کے قانون پر بھی ایک حملہ ہے انسانی فطرت کی اقتضا یہ ہے کہ وہ ایک معاشی مفکر کے نظریات کو نظر انداز کر سکتی ہے مگر ایک پیغمبر کے ارشادات کو رد نہیں کر سکتی۔

کو تسلیم کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ معاملہ بہت آسان ہو جاتا ہے حکومت رفتہ رفتہ پیداوار کے ذرائع اور اشیاء کو خرید لے گی اور ان کے مالکوں کو اس کا معقول معاوضہ دیگی اور یہ سارا عمل اس طریقہ سے ہوگا کہ ذاتی جائدادوں کے مالک اس تغیر کو محسوس بھی نہیں کریں گے اور سرمایہ دار ریاست رفتہ رفتہ اشتراکی ریاست میں بدل جائے گی[1] ——— یہاں طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اشتراکی دورحکومت بعض مثبت اسلامی احکام کو معطل کر دیگا مثلاً وہ احکامات جن کا تعلق ذاتی جائداد اور قانونی وراثت سے ہے لیکن اس ضمن میں کسی قسم کے خوف کو ظاہر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ایسے عہد میں جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے استعمالی اشیا کی ذاتی ملکیت کی اجازت ہوگی اور سب لوگوں کو یہ حق دیا جائیگا کہ وہ اپنی آمد اور استعمالی اشیاء کو اپنی ذاتی ملک سمجھ کر جس طرح چاہیں خرچ کریں خواہ انہیں خیرات کر دیں یا ورثہ کے طور پر تقسیم کر دیں ۔

پرائیویٹ خیرات اور ورثہ بالکل اس طرح رہیں گے جس طرح کہ وہ اب ہیں لیکن جس بات کی تمہیں اجازت نہ ہوگی وہ صرف یہ ہے کہ تم اپنی آمد کو بطور سرمایہ کے خرچ نہ کر سکو گے

---

[1] مغربی سوشلزم میں ایک بڑا مغالطہ یہ ہے کہ اس میں ریاست کو ایک مسحور نما مشین خیال کیا جاتا ہے ۔۔۔ جو کہ یہ نہیں ہے ۔ اس بات کو فراموش کر دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو حکومت اور ریاست کے کاروبار کو چلاتے ہیں حکومت کے فرائض کے علاوہ کچھ ان کے اپنے حقوق اور مفاد بھی ہوتے ہیں وہ خود غرض بھی ہوتے ہیں اور انسانوں کے ہمدرد بھی ہوتے ہیں ان کے جوہر قابل اور قوت عمل کی ایک حد بھی ہوتی ہے ایک نظام کو تبدیل کر کے تم انسانوں کی فطرت کو بدل کر انہیں انسان سے فرشتہ نہیں بنا سکتے اگر نظام کی بنیاد محکم اور اعلیٰ اصولوں پر ہو تو تم انہیں اچھے انسان بنا سکتے ہو لیکن انہیں فوق البشر نہیں بنا سکتے ان لوگوں سے زیادہ توقع رکھنا اعلیٰ نصب العین خیالات پر مبنی یقیناً ہو سکتا لیکن معقول اور حقیقت پر مبنی نہیں ہو سکتا ۔ تجربہ اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ حکومت کا کنٹرول ایک قسم کا بے حس اور مشین کی طرز کا نظام پیدا کر دیتا ہے جس سے سماجی ترقی رک جاتی ہے ۔

اور اسے بطور ایک ناجائز منفعت کے آلہ کا استعمال نہ کر سکو گے[1]۔

اصولی طور پر اس سے فرد کی آزادی بہت حد تک محدود ہو جائے گی۔ آزادی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کسی کا جی چاہے اسے کرنے کی آزادی ہو۔ سرمایہ داروں کے عہد میں آزادی کے نام پر صرف انسان کا ایک محدود طبقہ خوشی کی زندگی بسر کر سکتا ہے اور وہ بھی درحقیقت لیسنس[2] ہی ہے لیکن اسلامی اشتراکیت اس قسم کی لیسنس کا بالکل خاتمہ کر دے گی اور جمہور کی آزادی اور حقوق میں اضافہ کرے گی تاکہ وہ نیچر کے وسیع ذرائع سے پوری طرح سے مستفید ہو سکیں۔

---

[1] ہمارا خیال ہے اگر ایک دفعہ ذاتی جائداد کی اجازت دے دی گئی تو اس ایک اقدام کا اشتراکیت کا سارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ مال و دولت کو جمع کرنے کی انسانی حرص پھر عود کر آئے گی اور انسان ناجائز طریقوں سے دولت جمع کرنا شروع کر دے گا۔ اس دلیل میں ایک خامی یہ ہے کہ اس میں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ سرمایہ صرف ناجائز منفعت کا ہی ایک آلہ ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھوں میں وہ یقیناً ایک ناجائز منفعت کا ہی ایک آلہ ثابت ہوا ہے لیکن مسلمانوں کے ہاتھوں میں سرمایہ کا ایسے استعمال کرنا مستثنیات میں سے ہے اور یہ سب کچھ مسلمان کی فرض شناسی اور ان حقوق کے احساس کی وجہ سے ہے جو کہ جمہور اور اجتماع کی طرف سے اس پر عاید ہوتے ہیں۔

[2] اسلام نہ تو لیسنس کی حمایت کرتا ہے اور نہ ہی ہمارے ان حقوق پر کوئی قیود عاید کرتا ہے جو ہمیں خداداد استعدادوں کی وجہ سے حاصل ہیں کہ ہم انہیں استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں تاکہ ہم اشیاء سے زیادہ سے زیادہ مادی اور اخلاقی فوائد حاصل کر سکیں۔

اے منافقو

(از جناب ڈاکٹر عبداللہ وکٹر فرنانڈز صاحب ڈی ایس سی)

اے منافقو۔ تم آسمان کی صورت میں تمیز کرنا جانتے ہو مگر زمانوں کی علامتوں میں تمیز نہیں کر سکتے (متی باب ۱۶)

اتوار کا دن عجیب بے کیف سا دن تھا۔ لندن میں سیاہ دھند چھا رہی تھی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گھروں میں مکے بیٹھے تھے میں بیکار بیٹھے ہوئے تنگ آ گیا تھا اور یونہی بغیر کسی مقصد کے ٹکٹکی باندھے گھر کے سامنے کی گلی میں دیکھ رہا تھا۔ دھندلی فضا سے دل بیٹھ رہا تھا۔ میں بالکل فارغ تھا میں نے تساہل پسندی کے احساس کو جھٹکتے ہوئے فیصلہ کیا کہ اتوار کے پچھلے پہر کی لمبی سیر کے لئے باہر نکل جاؤں میں نے گھر سے باہر قدم نکالا اور بغیر کسی مقصد کے ہائیڈ پارک کی طرف چلنے لگا جب میں مربین محرابی کونے تک پہنچا تو میرے کانوں میں ایک یہودی مقرر کی حلق سے نکلتی ہوئی گونجنے والی آواز آئی میں آہستہ آہستہ اس "بازاری مقرر" کی طرف گیا جو ملحدانہ خیالات پھیلا رہا تھا۔ میں نے دیکھا ایک ملگجی ڈاڑھی والا شخص ڈھیلا ڈھالا مارننگ سوٹ پہنے اور پچکی سی ہیٹ سر پر رکھے ہاتھوں کو ہوا میں جنبش دے رہا ہے اور ہاتھوں کی ان حرکات سے وہ سامعین کو اپنے دلائل سے متاثر کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے دلائل سے اثر پذیر نہ تھے وہ اپنی تقریر میں مزاح، طنز اور سنجیدگی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں بھی اس مختصر سے مجمع میں شامل ہو گیا جو اس کے گرد جمع تھا اور اس کی تقریر کو سننے لگا پہلے تو میں نے اس کی تقریر کو کسی خاص توجہ سے نہ سنا لیکن رفتہ رفتہ میں اس کی تقریر کو سمجھنے لگا جس میں وہ مذہب کی مذمت کر رہا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

"آج کی دنیا میں مذہب کا کیا فائدہ ہے؟ میرے نزدیک اور میرے علاوہ بہت سے

لوگوں کی نظر میں مذہب کی کوئی وقعت نہیں۔ موجودہ دور کا آدمی اپنی وسیع معلومات اور ترقی یافتہ تہذیب کے ساتھ خدا کا مقابلہ کرسکتا ہے اور خدا جیسا ہی پر جبروت ہو سکتا ہے (ایک شخص نے معترض ہوتے ہوئے کہا۔ کیا تم اس وقت سورج کو ظاہر کر کے اس کی روشنی پھیلا سکتے ہو؟) میرے دوستو مذہب کوئی حقیقت نہیں رکھتا مذہب چند فضول باتوں کا مجموعہ ہے اس میں چند ایک تحکم آمیز احکام اور نواہی ہیں جن سے انسان کی آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بعض کے نزدیک تو یہ ایک بھدے سے سر کو چھپانے کا ایک پردہ ہے (دوسرے شخص نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: جیسا کہ تمہارا سر اس چپٹی سی ہیٹ نے چھپا رکھا ہے) بعض کے نزدیک کونین کی گولی پر تہ جمانے کی کھانڈ ہے بعض کے نزدیک اس کی حقیقت رسمی ضرورت سے بڑھ کر نہیں جیسا کہ شراب اور تمباکو ہے۔ آدمی مذہب کے بغیر بخوبی زندہ رہ سکتا ہے لیکن آدمی اسے محض روایات سے محبت کے طور پر باقی رکھے ہوئے ہے۔ آدمی میں جب مردہ دلی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ مذہب کی شراب کا ایک پیگ چڑھا لیتا ہے اور جب اس کی طبیعت میں کیف پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اسے توڑ ڈالتا ہے ——— مذہب ایک چھوٹا سا گلدستہ ہے جسے بعض لوگ آرائش جمال کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ ان کے گرد خوشبو پھیلی رہے اور ان سے مشام دماغ معطر رہے لیکن جب پھول کملا جاتے ہیں اور خوشبو رخصت ہو جاتی ہے تو اس کملائے ہوئے گلدستہ کو خاکدان میں پھینک دیا جاتا ہے بعینہ یہی کیفیت مذہب کی ہے"

میں اس یہودی ناستک کی ملاحیوں کی بوچھاڑ سنتا رہا لیکن آخر میں اسے برداشت نہ کرسکا میں بیزار ہو کر سینما دیکھنے چلا گیا اس دن امریکہ کی مشہور فلم "حروب صلیبیہ" چل رہی تھی ——— میں پکچر دیکھ کر گھر لوٹ آیا اور آگ کے سامنے بیٹھ کر سستانے لگا آگ سے سارا کمرہ روشن ہو رہا تھا۔ میں خاص طور پر کسی بات کے متعلق نہیں سوچ رہا تھا میرے خیالات بار بار اس یہودی مقرر کی طرف لوٹ آتے تھے میں نے اسے اپنے تخیل میں اپنے سامنے پایا اور اس کی بھونڈی سی آواز میرے کانوں کے پردوں سے بجنے لگی جتنی تیزی سے وہ میرے سامنے متشکل ہوا اتنی تیزی سے وہ غائب ہو گیا۔ میں مضطرب سا ہو گیا اور اس کے خیال

کو دماغ سے دور کرنے کے لئے میں آگ کو چھڑی سے ہلانے لگا جونہی میں آگے کو جھکا تو مجھے آگ کی روشنی میں گلیلی کی جھیل نظر آئی جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے ایک پہاڑی پر نہایت بھیانک سا چہرہ نظر آیا میں نے محسوس کیا کہ یہ شیطان ہے اس کے پاس ہی پطرس راہب بھی کھڑا تھا جس نے یورپ میں حروب صلیبیہ کی آگ سلگائی تھی اور کچھ فاصلے پر صلاح الدین اعظم ایک وقار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جیسا کہ میں نے پردۂ سیمین پر کچھ دیر پہلے "حروب صلیبیہ" کی فلم میں دیکھا تھا۔ نامحسوس طور پر میں نے پیچھے کی طرف سے جھک کر کرسی سے ٹیک لگا لی اور اس گفت گو کو سننے لگا جو ان کے درمیان ہو رہی تھی یوں معلوم دے رہا تھا کہ گفت گو ابھی ابھی شروع ہوئی ہے اور مجھے اس گفت گو کو سننے کا نہایت اچھا موقع میسر آیا ہے:۔

شیطان۔ ہیلو پطرس تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

پطرس۔ آہ دوست تم ہو خوش آمدید صدیوں کے بعد پھر ملاقات ہوئی تم اتنا عرصہ کہاں رہے اور کس شغل میں مصروف رہے۔

صلاح الدین۔ شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے سو انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطان کا گروہ ہیں (قرآن سورۃ المجادلہ)

شیطان۔ (پطرس سے مخاطب ہوتے ہوئے) میں سوائے اس جگہ کے کہاں جا سکتا تھا جہاں میری پرستش کی جاتی ہے۔ ان ممالک میں جہاں، طمع، لالچ، روپیہ کی حکومت ہے اور جہاں کافر اور ناشکر گذار لوگ بستے ہیں۔ میں برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں رہا ہوں

پطرس۔ عجیب بات ہے اب تم نے ان ممالک میں رہنا شروع کر دیا ہے لیکن تمہیں ارض مقدس میں کونسی چیز کھینچ لائی ہے کیا یہ صرف دوستانہ آمد ہے یا تم کسی اہم بات کے لئے آئے ہو۔

شیطان۔ اول تو یہ بات ہے کہ میری آمد دوستانہ ہی ہے گو اس کے علاوہ بھی مجھے یہاں کچھ کام ہے میں یہاں اپنے یہودی دوستوں سے ملنے آیا ہوں تاکہ وہ عربوں کو امن سے نہ بیٹھنے دیں ۔۔۔۔ لیکن اس وقت ہمیں صرف اپنے متعلق ہی گفت گو کرنی چاہئے۔

تمہیں یاد ہے مجھے یسوع نے کس طرح جھڑک دیا تھا جب میں نے اس سے رسم و راہ پیدا کرنی چاہی تھی۔ کاش کہ اس نے میری بات سنی ہوتی! مگر وہ نوجوان تھا اور اس نے تازہ تازہ یوحنا سے بپتسمہ لیا تھا، اس کے نوجوان دل میں مذہبی جوش تھا بغیر میرے امتحان میں سے گزرنے کے اس نے مسیح بننے کی کوشش کی میں نے اسے تمام اس دنیا کی سلطنتوں کا بادشاہ بنایا ہوتا اور دوسری دنیا کا بھی بادشاہ بنا دیا ہوتا جو میں نے اسے دکھائے تھے میں نے اسے اقنوم ثلاثہ میں سے صرف ایک اقنوم کی نسبت زیادہ شان و شوکت دی ہوتی ساری دنیا میں اس کی حکومت ہوتی۔

صلاح الدین۔ اے میرے رب میں شیطانوں کی عیب جوئی سے تیری پناہ مانگتا ہوں (المومنون)

شیطان۔ (پطرس سے) اس کی طرف توجہ نہ کرو وہ ایک مذہبی دیوانہ ہے۔ وہ اور اسکے ہم مذہب لوگ اپنے معتقدات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پطرس۔ ہاں۔ ہاں لیکن کیا اس وقت یسوع غلطی پر تھا۔

شیطان۔ صحیح یا غلط۔ اب اس کا کیا فائدہ تاہم میں نے معاملات پر قابو پا کر حالات کو درست کر دیا تھا گو وہ معاملات اس حد تک درست نہ ہو سکے جس حد تک میں چاہتا تھا کہ وہ ہوں پولوس میرا بیت اچھا چیلا تھا۔ وہ ہیجان کی حالت میں تھا کہ میں دمشق کے مقام پر اس کے ظاہر ہوا اور میں نے اپنی اصل شکل کو اس سے چھپائے رکھا۔

صلاح الدین۔ شیطان تمہیں دیکھتا ہے اور اس کا لشکر بھی تمہاری گھات میں ہے جہاں سے تم اسے اور اس کے لشکر کو نہیں دیکھ سکتے۔

شیطان۔ آپ خواہ مخواہ دخل نہ دیجئے صاحب! (پطرس سے خطاب کرتے ہوئے) جیسا کہ میں کہہ رہا تھا اس دمشق والے واقعہ کے بعد پولوس میرا خوب واقف ہو گیا اور میری تلاش میں رہنے لگا۔ اس نے سب سے پہلے چرچ میں اختلافات کا بیج بویا یعنی یروشلم کے چرچ میں اختلاف پیدا کیا جس کا قاید "انصاف پسند" جیمس تھا۔ مجھے "انصاف پسند" کے لفظ سے نفرت ہے۔ پولوس کا عقیدہ یہ تھا "آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع

مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے (گلتیوں باب ۲) یہ عقیدہ ہی مجھے مددگار تھا یہ عقیدہ بدکاریوں کے پھیلنے کی بنیاد تھی۔ لیکن پولوس میں اس سے زیادہ جرأت نہ تھی کہ وہ یسوع کو ابن اللہ سے زیادہ درجہ دے سکے اس نے اپنے ایک اشتہ دار یوحنا کو آمادہ کیا کہ وہ اپنی انجیل میں مسیح کی الوہیت کی بنیاد رکھے لیکن اس الوہیت کا بھی اب چنداں فائدہ نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ آج دنیا پر حکومت کس کی ہے دنیا پر یسوع جو خدا کا پیغمبر تھا اس کی حکومت نہیں اور نہ اس یسوع کی حکومت ہے جس کو ابن اللہ بنایا گیا اور نہ ہی تمہارے نجات دہندہ مسیح کی حکومت ہے میں شیطان اعظم دنیا کا حکمران ہوں۔

پطرس۔ یہ درست نہیں ہو سکتا تم اس کا دعوے کیسے کر سکتے ہو جبکہ یسوع خدا کا بیٹا روح القدس کی مدد کے ساتھ یورپ اور خدا کے اپنے ملک امریکہ میں حکومت کر رہا ہے اور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔

شیطان۔ آہ میرے دوست تم اب بھی ایک خواب بین ہو تم ایک زمانہ میں میرے اچھے مددگار تھے لیکن تم واقعات کو ان کی اصل حالت میں نہیں دیکھ سکتے پیروی سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

پطرس۔ میرا اس سے یہ مطلب ہے کہ یورپ اور امریکہ کی بہت بڑی اکثریت یسوع کے مذہب کی پیرو ہے۔

شیطان۔ لیکن پطرس تم اس پیروی کا اندازہ کرنے میں بہت غلطی خوردہ ہو اتنی سادگی تو اچھی نہیں کہ تم صرف زبانی اقرار کو ہی پرستش اور پیروی قرار دے لو۔ یورپ اور امریکہ میں لوگ میری پیروی کرتے ہیں اور میرے احکام کو بجالاتے ہیں یسوع نے جنگ کی کبھی اجازت نہیں دی کیا تم دو عظیم جنگوں سے واقف نہیں ہو۔ یسوع کے متبعین نے اس کی تعلیم کے سراسر خلاف وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے کے خلاف جنگیں کیں تم ان لوگوں کو سنجیدگی کے ساتھ یسوع کے پیرو کیسے قرار دے سکتے ہو۔

صلاح الدین۔ اور تمہارے اس دوست نے یسوع مصلوب کے نام سے اس ارض مقدس

میں میرے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔

شیطان۔ یہ درست ہے میں نے اس وقت اس کی مدد کی تھی لیکن از راہِ مہربانی آپ دخل اندازی نہ کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ہم دونوں آپ کے دخل دینے کو پسند نہیں کرتے (پطرس سے مخاطب ہوتے ہوئے) تم ایک سمجھدار شخص ہو تم نے ایک مرتبہ میری باتوں پر کان دھرا تھا مہربانی کر کے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو یورپ اور امریکہ کے لوگ یسوع کے متبع نہیں۔

پطرس۔ نہیں۔ میں تم سے اختلاف کرنے کے لئے تم سے متفق ہوتا ہوں۔ تم صرف اس بات سے یہ اندازہ کرتے ہو کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ کھلے بندوں زندگی بسر کرتے ہیں اور خوب داد عیش دیتے ہیں اس لئے وہ عیسائی نہیں ہیں اس ضمن میں تم بالکل غلط ہو۔ یسوع کی روح صلیب مقدس پر قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اس طرح سے وہ تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا لیکن یورپ اور امریکہ کے گنہگاروں کی نجات کے لئے مسیح کی زندگی اور خون رائگاں نہیں گیا ہم عیسائی لوگ ہر ایک عشائے ربانی کے موقعہ پر مسیح کا خون پیتے ہیں اور اسکا گوشت کھاتے ہیں اور یہ چیز دائمی لعنت سے ہماری حفاظت کرتی ہے اگر ہم گناہ کی زندگی بسر نہ کریں اور خوب کھل کر داد عیش نہ دیں تو مسیح کی قربانی بالکل فضول ٹھہرتی ہے نہیں۔ نہیں تمہاری باتوں سے میری تسلی نہیں ہوتی۔ یہ درست ہے کہ خداوند یسوع نے لمحاتی طور پر کمزوری دکھائی لیکن میں یہ کمزوری نہیں دکھاؤں گا۔ میں یہ نہیں کہوں گا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی

شیطان۔ میں تمہاری اس بات کو سن کر بہت خوش ہوا جیسا کہ تمہیں خوشی حاصل ہوئی لیکن میں تو صرف اس بات کو بیان کر رہا تھا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں میرے دوست یہ شاید متضادات سے ہے جو لوگ یسوع کی اتباع کرتے ہیں وہ اس کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے اور جو اس کی تعلیم پر ایمان لاتے ہیں وہ اس کی پیروی نہیں کرتے۔ مسیح نے ہر ایک لفظ پر نہایت اخلاص کے ساتھ اس ملک میں عمل ہوتا ہے اور اس جیسے کافر (صلاح الدین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس پر عمل پیرا ہیں لیکن عیسائی ممالک میں یسوع کی تعلیم بالکل

. . . .

فراموش کی جاچکی ہے ۔

صلاح الدین ۔ جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہ خدا کے رسولوں میں امتیاز نہیں کرتے خدا انہیں اس بات کا اجر دے گا اور خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (قرآن سورہ ۴ - ۱۵۹) اے اہل کتاب تم حق کو باطل کیساتھ کیوں ملاتے ہو اور صداقت کو چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں اس کا علم ہوتا ہے (قرآن ۳ : ۷)

پطرس ۔ (شیطان سے) میں اس کی ممبر چنبر نہیں سمجھ سکتا لیکن پھر بھی یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے کہ یہ کافر مسلمان باوجود اپنی جہالت اور افلاس کے ہمارے خداوند یسوع کی اتباع کرتے ہیں لیکن یہ کیا بات ہے کہ یورپ اور امریکہ میں لوگ کافی مہذب اور تعلیمیافتہ ہیں مگر وہ خداوند یسوع کی اتباع نہیں کرتے ۔

شیطان ۔ یہ بات میں مانتا ہوں کہ یسوع میں کوئی نقص نہیں اس نے یقیناً عالمگیر جذبۂ محبت اور اخوت کی تعلیم دی ہے مگر چرچ کے بڑے بڑے متقدر بشپ اور پادریوں کے زمانہ کا ساتھ دینا پڑتا ہے اور یسوع کے آسان مذہب کو مختلف ممالک کے مزاج کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے ۔ یورپ والے اور امریکہ والے آج اتنے سادہ نہیں رہے کہ وہ صرف جذبۂ محبت پر زندہ رہ سکیں بشپ آجکل میرے غلام ہیں اور ہواؤں اور سمندر پر حکومت کرنے والوں کی اطاعت کرتے ہیں وہ یسوع کی تعلیم پر عمل نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت اور جذبۂ محبت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ میں نے بہت عرصہ پہلے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ وہ بیرونی ممالک میں نکل جائیں وہ بائیبل کو اپنے ہاتھ میں لیکر نکلے اور ان ممالک کے مکینوں کو مسیح کا خون پینا سکھایا اور ان کو اخلاقی لحاظ سے اپنی سطح پر لے آئے ان بشپ اور پادریوں نے اپنے ممالک کے حکمرانوں کو دعوت دی کہ وہ ان ممالک میں در آئیں اور ان ممالک کے فاتح بن جائیں ۔ عیسائی مبلغین نے ان کو صلح اور امن کے علمبردار مشہور کیا اور ان ممالک کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ سب کچھ ان ممالک کے رہنے والوں کی بہتری کیلئے کیا جا رہا ہے ۔

پطرس ۔ مجھے تمہاری بات کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں مگر میں یہ بات ماننے کو تیار نہیں کہ یسوع کے مذہب کو جس طرح بائبل میں پیش کیا گیا ہے ـــــ یعنی غلطی سے مبرا کلام آلہٰی تمام زمانوں سے مطابقت نہیں رکھتا ۔
شیطان ۔ تمہیں اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا نہیں کرنا چاہیئے تم نے بائبل کے مختلف ایڈیشن دیکھے ہوں گے کیا تم بادشاہ جیمس کے ایڈیشن سے واقف نہیں ہو جو کہ مختصر کیا گیا ہے اور حالات کے مطابق اس میں سے بعض حصص حذف کر دیئے گئے ہیں اسے عموماً انگلستان میں طبع کیا جاتا ہے اور اس کی اشاعت کی جاتی ہے ۔ تمہیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیئے کہ یسوع مسیح کی سادہ تعلیم اب دنیا میں باقی نہیں رہی ۔
پطرس ۔ اے خداوند یسوع! کیا اس طرح سے تمہارا مشن پورا ہوا کیا یہ تمہاری مصائب کا اجر ہے ؟
شیطان ۔ پطرس پژمردہ مت ہو ہم تمہارا اور تمہارے عیسائی بھائیوں کا خیال رکھیں گے ۔ ہاں یہ تو بتاؤ تم اب یہاں کیا کر رہے ہو ۔
پطرس ۔ میں یہاں انجیل کی منادی کرنے آیا ہوں ۔
شیطان ۔ کس کے سامنے منادی کرنے آئے ہو ۔ مجھے علم ہے کہ تم بھی یسوع کی مانند بے یار و مددگار ہو اور تمہارے پیرو نہیں ہیں اور اس کی مانند تمہاری منادی بھی صدا بصحرا ہے ۔ تم کس چیز کی تبلیغ کرتے ہو ۔
پطرس ۔ وہ مشہور پہاڑی کا وعظ پیش کرتا ہوں
شیطان ۔ اچھا اچھا میں تو اسے بالکل فراموش کر چکا تھا کیا تم اسے دوہرانے کی تکلیف گوارا کرو گے ؟
پطرس ۔ "مبارک ہیں وہ لوگ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے ۔
شیطان ۔ اس کا اطلاق اس وقت امریکہ پر ہو سکتا تھا جب وہ زاہدان خشک کا ملک بن گیا تھا اور چوری شراب بیچنے والوں نے جی بھر کر نفع اندوزی کی تھی لیکن وہ اور

یورپ والے دل کے امیر ہیں امریکہ اور یورپ میں آسمانی بادشاہت کی قدر برابر بھی پڑا نہیں کرتے کیونکہ وہ زمینی بادشاہت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے"۔

شیطان۔ دبی زبان میں بھی یہ فقرہ بولنے کی جرأت نہ کرو ورنہ فسطائی سمجھ کر تمہیں پھانسی دے دیا جائے گا۔

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے"۔

شیطان۔ دل کے حلیم تو دنیا کے محکوم لوگ ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے عیسائی تو بغیر حلیم ہونے کے زمین کے وارث ہو گئے۔

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے"۔

شیطان۔ کیا فضول بات ہے ان کے پیٹ تو پہلے ہی خوب بھرے ہوئے ہیں اور ان میں دنیا کی دولت خوب ٹھسی ہوئی ہے وہ بھوکے اور پیاسے رہنا نہیں چاہتے اور نہ راستبازی کی انہیں پرواہ ہے اور نہ وہ اس کے لئے افلاس کو برداشت کر سکتے ہیں۔

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائیگا"۔

شیطان۔ یورپ اور امریکہ والوں کو رحم کی ضرورت نہیں اس لئے وہ رحم دل کیوں ہوں۔

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ لوگ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"۔

شیطان۔ ایک ہاتھ والا پرندہ جھاڑی کے دو پرندوں سے بہتر ہے۔ یورپ اور امریکہ میں کون خدا کو دیکھنا چاہتا ہے جبکہ وہ ہر روز پر جروت "ڈالر" کو دیکھتے ہیں خواہ کچھ بھی ہو یہ حصہ حذف شدہ ہے،

پطرس۔ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے"۔

شیطان۔ تمہیں علم ہے کہ وہ صلح رکھنے والے نہیں کیونکہ صلح کے لئے انہیں

پہلے جنگ کرنا ہوگی۔

صلاح الدین۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صلح کرانے والے ہیں لیکن یقیناً وہی فساد پھیلانے والے ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں۔ اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں لیکن یقیناً وہی بیوقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں۔

(البقرہ ۱۲ — ۱۱)

شیطان۔ میں ان دخل اندازیوں سے تنگ آگیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے پطرس کہ میں نے اس لئے اپنے چیلوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو یسوع کی طرف منسوب کریں یہ نہ خیال کرو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" ذرا صبر سے دیکھو اور انتظار کرو کیونکہ بہت تھوڑے لوگ جنت میں داخل ہوں گے مجھے دوزخ میں جگہ کی کمی کی وجہ سے ملامت کی جاتی ہے میرا خیال ہے کہ مکینوں کی کثرت کی وجہ سے دوزخ میں بھی رہائشی مکانوں کا خاص مسئلہ درپیش ہوگا۔

صلاح الدین۔ میری خواہش ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ حضرت یسوع کے اقوال پر عمل کریں اور اپنی نماز کی کتاب میں سے بے فائدہ اعادہ نہ کریں میری خواہش ہے کہ مکتی فوج کے سپاہی گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر دعا نہ مانگیں یہ سب باتیں وہ یسوع کی عظمت کو واضح کرنے کے لئے کرتے ہیں اور اس کے خلاف یسوع کے احکامات کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔

نعت

(از ق ۔ ب ۔ فیضی صاحبہ دھلوی بیگم صاحبہ محمد یونس خان کشمیری اکبر آبادی)

رہے دل میں یارب خیالِ نبیؐ ✤ نظر میں سمائے جمالِ نبیؐ
وصالِ نبیؐ ہے وصالِ خدا ✤ وصالِ خدا ہے وصالِ نبیؐ
کیا ایک انگلی سے ٹکڑے قمر ✤ یہ دیکھا بھی تم نے کمالِ نبیؐ
خدا کی طرح سے ہے یکتائے عالم ✤ بشر کونسا ہے مثالِ نبیؐ
نہیں اسکا ہمسر کوئی دوسرا ✤ ہوا ہے نہ ہوگا مثالِ نبیؐ
محمدؐ کی امت خدا بخش دیگا ✤ گوارا نہ ہوگا ملالِ نبیؐ

دُعا ھے یہ فیضی کی اللہ سے
رہے دل میں جم کر خیالِ نبیؐ



ہمارے تبلیغی مقاصد

از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

پراپیگنڈا کا لفظ اور اس کا ماخذ بالکل سیدھا سادا ہے لیکن اس کا مفہوم ہمارے زمانہ میں بہت برا ہو گیا ہے۔ آج کل پراپیگنڈا کا مطلب یہ ہے کہ بعض چیزوں کا زوردار الفاظ اور بلند آہنگی سے اعلان کیا جائے جو یا تو بالکل موجود نہ ہوں یا ہوں تو اس سے بہت معمولی حالت میں ہوں جتنا کہ ان کا پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ بعض باتوں پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جائے یا ان کے بعض پہلوؤں پر زیادہ زور دیا جائے جو درحقیقت اصلی مقاصد نہ ہوں بلکہ جو بعض مقاصد کے حصول کے ذرائع ہوں کیونکہ بعض دفعہ حقیقی مقاصد کو واشگاف کرنا خلاف مصلحت سمجھا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پراپیگنڈا کے اس مفہوم کی ساری ذمہ داری سیاسی دنیا پر عاید ہوتی ہے جو اس بالکل سیدھے سادے لفظ میں پیدا ہو گیا ہے۔ بدقسمتی سے مذہبی دنیا کا ایک حصہ بھی اس اصطلاح میں یہ معنی پیدا کرنے میں ملوث ہو گیا ہے۔ بعض مذہبی واعظین کی پایۂ اعتبار سے گری ہوئی روش کو اسلامک ریویو کے اوراق میں مسٹر ڈڈلے رائٹ نے بے نقاب کیا ہے۔ ایسا کہہ دینے میں ذرا بھر بھی مبالغہ نہیں کہ عیسائی مشنریوں کی اکثریت مشرق میں ان عقائد کی تبلیغ کے لئے آتی ہے جن پر خود انہیں کچھ بھی ایمان و یقین نہیں ہوتا اور ان میں سے اکثر ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ وہ ان عقاید کو بہت عرصہ پہلے چھوڑ چکے ہوتے ہیں جن کو وہ دوسروں سے منوانے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ان کے متعلق کم سے کم یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے خیالات اور عقائد کا پراپیگنڈا کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں جن کو ان کے اپنے ملک میں ایک نفرت کے ساتھ رد کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود مختلف چندوں کے لئے اپیل کرتے ہیں اور دوسروں سے

اپنے اس کام کی تائید چاہتے ہیں اور اپنے اعمال کو اس طرح سے ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ وہ کوئی مقدس فرض ادا کر رہے ہوں اس لئے طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے اس کام کا اصلی محرک کیا ہے؟ اس کا جواب بالکل آسان ہے وہ خیالات جن کا وعظ کیا جاتا ہے وہ بھی ایک تجارتی جنس ہے جس کی دوسرے لوگوں کے استعمال کے لئے برآمدگی کی جاتی ہے گو صرف اپنی ذات میں دنیا کی منڈیوں میں ان خیالات کی کوئی قیمت نہیں لیکن سیاسی وقار اور مادی سائنس کی آمیزش سے ان کی فروخت ہو سکتی ہے۔

وہ مہذب حکومت کی ایک ضرورت کو پورا کرتے ہیں گو اس کے متعلق اس طرز پر سوچنے سے تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہر ایک فلسفہ جس کو مغرب پیدا کر رہا ہے خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو اس کو دنیوی مفاد کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس میں مغربی اقوام کافی سے زیادہ بدنام ہیں اور جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ مغربی مشنری اپنی اپنی قوم کے سیاسی اقتدار کو مشرق میں بڑھانے کے لئے ان عقاید کی تبلیغ کرتے ہیں۔

اگر حقیقت یونہی ہے تو ہم انگلستان کے آزاد خیال پادری "ڈین انج" کو اس ضمن میں بالکل حق بجانب خیال کریں گے جب انھوں نے کچھ عرصہ ہوا اسلامک ریویو کو اسلام کا پراپیگنڈا آرگن کہا تھا۔ اس لفظ کو بطور وصف کے استعمال کرتے ہوئے ڈین انج صاحب نے اس رسالہ کے انگریز قارئین کے احساسات کی ترجمانی کی ہے یہ ظاہر ہے کہ انھیں اس میں کوئی غیر معقول بات نظر نہیں آئی بلکہ انہیں اس میں بہت سی دلکش باتیں نظر آئی ہوں گی لیکن انہیں تعجب اس امر پر ہوا ہوگا کہ آیا جو کچھ اسلام کے متعلق کہا جاتا ہے یہ سب درست ہے یا کسی مذہب کے متعلق بھی ایسے خیالات کا اظہار کرنا درحقیقت درست ہوگا۔ انہیں اپنے مذہب کے اندرونی معاملات کا بخوبی علم ہے اور جس طرز پر اس کی تبلیغ کی جاتی ہے اس کا بھی بخوبی علم ہے وہ اسلام سے متعلق اسی انداز سے رائے قائم کر سکتے ہیں کہ اسلام بھی عیسائیت کے متوازی ایک

مذہب سے تعلیمیافتہ اور مہذب عیسائی مشنری صاحبان اگر صرف اپنے مذہب کے پراپیگنڈا کرنے والے ہی ہیں تو ڈین انج صاحب . . . سے بڑھ کر مسلمان مبلغین کے متعلق اور کیا رائے قائم کر سکتے ہیں جو کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کرنے جاتے ہیں۔

لیکن اس استدلال میں ایک مغالطہ ہے وہ مذہب جو کہ ایک چمکتی ہوئی تہذیب کا جزو لاینفک ہو وہ باطنی لحاظ سے خواہ کتنا ہی سڑا اور گل گیا ہو اس کے لئے یقیناً پراپیگنڈا کی ضرورت ہے اس کے بغیر وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ خالص مذہبی پراپیگنڈا کے لئے موجودہ دَور کی فضا سازگار بھی نہیں ہے۔ دنیا اس قدر مادہ پرست ہو چکی ہے کہ مذہب کو قبول نہیں کر سکتی خواہ اچھا ہے یا بُرا - اسلام میں آجکل طاقت اور دلکشی نہیں ہے اور ثقافتی اور سیاسی لحاظ سے اس میں وہ پہلی سی قوت بھی نہیں رہی۔ اسلام میں ظاہری دلکشی کے سامانوں کا فقدان ہے اس لحاظ سے وہ کسی قسم کے پراپیگنڈا کا حریف نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت یہ عجیب بات ہے کہ وہ ملک جو آجکل اسلامی مبلغین کو مغرب میں بھیج رہا ہے اس میں عملی لحاظ سے اسلام بالکل ناپید ہے اور سیاسی لحاظ سے وہ کوئی قوت نہیں رکھتا۔ جہاں تک سیاسی زندگی کا تعلق ہے اسلام کی حالت اس ملک میں قابل رحم ہے - اس کی حالت اس ملک میں ایسی نہیں جو قابل ذکر ہو امریکہ والے بغیر کسی امتیاز کے ہندو کے لفظ کو ہندوستانی مسلمان کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ہندو اقوام کی تمام ذاتوں کے لوگوں کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔ باوجود دکئی کروڑ کی تعداد میں ہونے کے یہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کی کوئی ہستی نہیں - پاکستان کے حصول کے لئے کشمکش بہت تھوڑے عرصہ سے شروع ہوئی ہے اور اس کا اسلامی تبلیغ بلاد غیر سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ بہت اچھا حسن اتفاق ہے اگر پاکستان کی تحریک اسلامی تبلیغی تحریک سے پہلے سے شروع ہوئی ہوتی تو یہ کہنے کی گنجائش تھی کہ یہ تبلیغی تحریک دراصل سیاسی جدوجہد کے مفاد کے لئے پراپیگنڈا کی ایک تحریک ہے۔ ہماری اس تبلیغی تحریک کی مشابہت راماکرشنا اور آریہ سماج کے مشنوں سے

قائم ہو سکتی ہے جو خالص ہندوؤں کے مشن ہیں۔ ہمارے متعلق یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ ہم قومی پراپیگنڈا کو فلسفہ کا لباس پہنا رہے ہیں اور اس بات کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کر رہے ہیں جو دوسری صورت میں ایک مہذب قوم کے شایان شان نہ تھا جو آزاد اقوام کی صف میں کھڑے ہونے کے لئے جد وجہد کر رہی ہے خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کی مشیت کے ماتحت ہم اس غلط فہمی سے بالکل محفوظ ہو گئے ہیں۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم ایسی باتوں کی تبلیغ کر رہے ہیں جو درحقیقت موجود نہیں ہیں اور یا موجود تو ہیں لیکن ان میں اتنی دلکشی نہیں جتنی دلکشی ہم ان میں پیدا کرتے ہیں۔ یا ہم ایسی باتوں کو پیش کرتے ہیں جن پر ہمیں یقین نہیں اور نہ ہم ان پر عمل پیرا ہیں اس صورت میں بھی جواب بہت آسان ہے۔

ہماری طرف سے اس ضمن میں جو سوال ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر اس تبلیغ سے ہمارا مقصد کیا ہے؟ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس تحریک کی طرف کوئی دنیوی مقصد منسوب نہیں کیا جا سکتا اگر تمام حالات اور واقعات پر انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو اس فیصلہ پر پہنچنا یقینی امر ہے اور جب کسی ایسے دنیوی مقصد کا فقدان ثابت ہو جائے تو اسکو ایک خالصتاً روحانی خواہش ہی تصور کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہم جن چیزوں کی تبلیغ کرتے ہیں وہ اپنی نوعیت میں بالکل آسان اور سیدھی سادھی ہیں۔ ہم تبلیغ کرتے ہیں کہ قرآن مجید ایک صاف اور ناقابل تغیر کتاب ہے اور ہم آنحضرت صلعم کو ایک تاریخی شخصیت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ہمارے دشمنوں نے حضرت نبی کریم صلعم اور اس کتاب کے متعلق جو کچھ بھی کہا ہو لیکن ہم مسلمان ان کے متعلق ایک ہی خیال اور ایک ہی احساس رکھتے ہیں۔ اس کے لئے کسی آزاد خیالی اور کسی عقلیت کی ضرورت نہیں اور نہ ان کو اجاگر کرنے کے لئے نئی روشنی کی ضرورت ہے ہم مسلمانوں کے نزدیک وہ تمام زمانوں میں ایک سی رہی ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا انداز ان کے متعلق ہمیشہ ایک جیسا نہ رہا ہو اور ہم نے ان کی ہمیشہ

ایک جیسی اطاعت نہ کی ہو۔ اور جب ہم نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو اس وقت ہم نے یہ دعوے بھی نہیں کیا کہ ہم ان پر عمل پیرا ہیں۔ ہم اس امر کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ ہمارے سیاسی اور ثقافتی زوال کا باعث یہ امر ہے کہ ہم نے دین اسلام پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ ہمارے اس زوال کا شعور اور دین اسلام پر عمل کے فقدان کے احساس نے ہی اس تحریک کو جنم دیا ہے جس نے بتدریج ہمارے قلوب میں تبلیغ اسلام کیلئے یہ جوش پیدا کیا ہے اور ہمیں آمادہ کیا ہے کہ ہم عیسائی ممالک میں تبلیغ اسلام کریں مغربی مفکرین اور ڈین انج جیسے مصنفین کو ان حقائق پر غور کرنا چاہیئے کہ تمام مسلمان ...... ان تبلیغی مقاصد میں ہمارے فعال معاون نہیں ہیں صرف وہ طبقہ جو مذہبی لحاظ سے پشیمان ہے وہ اس تبلیغی تحریک کا مؤید ہے وہ پرجوش مجاہدین جو یورپ اور امریکہ کو مسلمان بنانے کے لئے نکلے ہیں وہ خالصتاً مذہبی کارکن ہیں جنہوں نے اپنی روحوں کے اندر اسلام کی صداقت کا تجربہ کیا ہے اور اپنے عمل سے اس کا اظہار کیا ہے اور عیسائیوں کو مسلمان بنانے سے بیشتر انھوں نے یہ تجربہ کیا ہے اور ان میں سے کسی کے لئے بھی یہ تبلیغی مساعی دنیوی منفعت کا ذریعہ نہیں ہیں وہ اپنی اصلاح کے لئے بے چین ہیں اور دوسرے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بھی اسی قدر بیقرار ہیں اور اسی جوش کیساتھ وہ عیسائیوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ نیچر کی ہر چیز کی مانند یہ اسلام کی احیائی تحریک جوں جوں پھیلتی جاتی ہے اپنے آپ کو مستحکم کرتی چلی جاتی ہے۔ ہمارے مغربی تنقید کرنے والوں پر یہ بات اچھی طرح روشن ہونی چاہیئے کہ اسلام کی اندرونی اصلاحی تحریکات بیرونی وسعت کی تحریکات کی نسبت زیادہ قوی ہیں یہ مسلم دماغ کی روحانی تشکیل جدید ہے جو تبلیغی تحریک کو قوت پہنچاتی ہے جو آجکل تبلیغی میدان میں کارفرما ہے۔ مخلص کارکن ہونے کی حیثیت سے جو ایک مقدس مقصد کو بروئے کار لا رہے ہیں ہم مخالفانہ تنقید سے خائف نہیں ہیں اور خلوص بھی افتاد طبیعت رکھتے ہوئے ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بعض اوقات ہمارے مخالفین ہمارا صحیح اندازہ کر لیتے ہیں جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ شیطان اپنے عمل میں بہت چالاک

شکار ہے اور کفر فروتنی اور مروت سے غلط راستہ پر ڈال دیتا ہے بجائے اس کے کہ وہ اور دوائع اختیار کرے۔ اس لئے ہم مخالفانہ تنقید کو دعوت دیتے ہیں خواہ وہ کتنی سخت اور ناگوار کیوں نہ ہو اور یہ سب کچھ ہم اس حق وصداقت کے مفاد کے لئے برداشت کرتے ہیں تاکہ تن آسانی کا شکار ہو کر ہم خود فریبی میں مبتلا نہ ہو جائیں جس خود فریبی نے اس میدان میں اغیار کی بہ پوری مساعی کو معطل کر دیا ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کے شکرگذار ہیں کہ ہم اپنی اس پوزیشن کے امتحان کی وجہ سے جو ڈین انج صاحب نے نرم اور موثر تنقید کے ذریعہ سے لیا ہے ہم اپنے آپ کو خالص حق وصداقت کی محکم بنیادوں پر پاتے ہیں ہم اس وقت بھی دوسروں کو اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں جس پر ہم خود عمل پیرا ہیں۔ ہماری تبلیغ کا محرک کوئی قومی نسلی، ثقافتی غرور کا جذبہ نہیں ہے۔ دوسری صداقتوں کی مانند مذہبی صداقت نے ہمیں صلح اور فروتنی سکھائی ہے۔ یہ "گورے آدمی" کا بوجھ نہیں ہے جو ہم اٹھائے پھرتے ہیں یہ خالص ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہے جو ہمیں تحریک کرتا ہے کہ ہم اسلام کی شمع لیکر دوسروں کی ہدایت کا موجب بنیں۔ ہمیں یقیناً اس بات کا دکھ ہے کہ تمام مہذب دنیا اتنے مصائب کا شکار ہے کیونکہ اس نے خالق کائنات کے دائمی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے ہم یقیناً اس بات کے لئے بے چین ہیں کہ گناہ کی مرتکب نوع انسانی اپنے خدا اور خالق سے صلح کر لے اور اسلام کی روحانی اقدار پر محکم یقین رکھنے کی وجہ سے ہم مجبور ہیں کہ تبلیغ اسلام کے اس بلند نصب العین کو بروئے کار لائیں اور درحقیقت ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتے کہ ہم اس عظیم المرتبت انسان کے متبع ہیں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین۔ وامرت لان اکون اول المسلمین۔ ترجمہ:۔ کہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت اس کے لئے فرمانبرداری کو خالص کرتا ہوا کروں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے بڑھکر فرمانبردار بنوں۔

ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر ایک مبلغ اسلام کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کا

جس کی اشاعت کے لئے ہم میدان میں نکلے ہیں اور اسے برداشت کرتے ہیں۔

حضرت محمد صلعم کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔ آپ پہلے تو ارشادات خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے پیشتر اس کے کہ وہ دوسروں کو ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے کہے جب تک تبلیغ دینے کے اس اصول پر اس کا عمل رہے گا اس وقت تک یقیناً کامیابی اس کے قدم چومتی رہے گی۔ ہمیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ اگر اسلام نے اس زمانہ میں اچھے پایہ کے مبلغین پیدا کئے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کوئی بہادری نہیں دنیا اس وقت ایک صحیح اور سچے مذہب کی ضرورت محسوس کر رہی ہے خدا تعالےٰ جو سب ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے وہ یقیناً اس روحانی ضرورت کو بھی پورا کرنے والا ہے اسلام جیسا سچا مذہب موجود ہے اسے ایک ایسے مخلص اور نیک نہاد گروہ کی ضرورت ہے جو صمیم قلب سے اس پر یقین رکھتا ہو اور نوع انسانی کی سماجی اور اخلاقی نجات اس میں سمجھتا ہو۔ یہ مانگ اور سپلائی کا سوال تھا اور خدا تعالےٰ پر واجب تھا کہ وہ اپنی مخلوق کی اس ضرورت کو پورا کرے۔ مبلغین اسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب سے پہلے خود قرآن مجید کے اوامر اور نواہی پر عمل پیرا ہوتے ہیں سب تعریفیں خدا تعالےٰ کے لئے ہیں سو یہ بات بے بنیاد ہے کہ اسلام کو مغربی اقوام کے سامنے پیش کرنے میں ہمارا کوئی دنیوی مفاد ہے اگر ہماری مساعی کا کوئی مقصد ہے اور ہو سکتا ہے تو وہ صرف روحانی ہے اور محض انسانوں کی ہمدردی کے لئے ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہماری تبلیغ کو پروپیگنڈا خیال کیا جائے اور وہ مفہوم مراد لیا جائے جس مفہوم میں آجکل یہ لفظ استعمال ہوتا ہے ہماری اس تبلیغ کا مقصد وہی ہے جو ہم منہ سے کہتے ہیں یعنی ہم مہذب انسان کی بعض خفتہ حسوں کو بیدار کرنا چاہتے ہیں اور ہم اسے عادی کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اشیاء عالم کو ایک خاص نقطۂ نگاہ سے دیکھے جس نقطۂ نگاہ کی عدم موجودگی نے انسان کو حیوان میں بدل دیا ہے اور منضبط مہذب زندگی کو دشوار بنا دیا ہے ان احساسات اور طریقوں کو ہمارے مذہب میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اپنے حافظہ کی تازگی کے لئے ہم انہیں بیان کرتے ہیں:۔

(ا) خدا تعالیٰ کی موجودگی کا احساس پیدا کرنے کے لئے سر ولیم میور جو ایک معاند اسلام عیسائی

مؤرخ ہے وہ اس بارہ میں اسلام کی کامیابی کو یوں بیان کرتا ہے :-

" وہ (یعنی مسلمان) اب خدا تعالیٰ کی موجودگی اور جبروت کے سائے میں زندگی بسر کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کی زندگی کی تفصیلات بھی اس کی حفاظت میں ہیں قدرت کے تمام انعامات میں، زندگی کے ہر ایک رستہ میں اور معاملات کے ہر ایک رُخ میں خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتے تھے "

اس دنیا کی اشیاء پر خدا تعالےٰ کے اقتدار کا جو تعلق انسان کی اخلاقی ذمہ داری سے ہے اس مابعد طبیعاتی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی موجودگی کو انسانی اخلاقیات کی بنیاد سمجھنا ...... اس کا صرف احساس ہی انسان کو بلند کر دیتا ہے اور امید اور یقین کو پیدا کر دیتا ہے یہی احساس ہے جو اس زمین پر آسمانی بادشاہت کی بنیاد ہے جس کے قیام کے لئے عیسائی لوگ دو ہزار سال سے دعا کرتے چلے آئے ہیں اس احساس کے فقدان نے مہذب انسان کو اس قدر مغرور اور غیر ذمہ دار بنا دیا ہے اور وہ اپنے ہم جنسوں کی طرف سے اتنے عدم التفات کا ثبوت دیتا ہے اسی چیز نے اسکو اس قدر خود غرض اور نا جائز منفعت کا خوگر بنا دیا ہے اور اسی چیز نے انسانوں کو اعمال اور احساسات کی تقدیس سے محروم کر دیا ہے۔ اس دنیا اور اس کے معاملات سے خدا تعالیٰ کی عدم موجودگی نے دنیا کو ایک لق ودق صحرا میں بدل دیا ہے۔ اس زمانہ کی حقیقت پسندی اس نقطۂ نگاہ کا منطقی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اور مغربی اقوام کے روحانی دیوالیہ پن کا دوسرا نام ہے۔ یہ عامیانہ پن اور افراتفری کا پیش خیمہ ہے۔ انسان کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے ارد گرد نظر ڈالے تو اسے ہر طرف خدا تعالےٰ کا غیبی ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آئے ورنہ اس احساس کے بغیر وہ ایک اخلاقی حیوان ہی رہے گا اور مہذب زندگی کے لئے تباہی اور بربادی کا موجب ہوگا اسے ان تیزی سے گذرتی ہوئی اشیاء کے عقب میں خدا کے دائمی اور لازوال جلال کی جھلک نظر آنی چاہیئے ورنہ وہ نیک و بد میں تمیز کرنے سے قاصر رہے گا اس بات کو بھی نظر انداز نہ کرے کہ آیا ایسا کرنے میں اسے کوئی مادی فائدہ

پہنچتا ہے یا نہیں۔

اس حقیقت سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہوگا کہ مغرب میں خدا تعالیٰ کی موجودگی کا یہ احساس بالکل مردہ ہو چکا ہے اور اہل مغرب اس احساس سے بالکل محروم ہیں۔ اور یہ ہمارے حصہ میں آیا ہے کہ ہم مغرب کے اس احساس مردہ کو زندہ کریں۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے پہلے مغربی اقوام کے دماغوں میں اس احساس کو بیدار کیا اور اب بھی اسلام ہی اس احساس کو بیدار کرے گا اور یہ ہماری تبلیغی مساعی کا پہلا مقصد ہے۔

مہذب دنیا اپنے روحانی دیوالیہ پن کو مکمل کرنے پر تلی ہوئی ہے کیونکہ مغربی لوگوں میں نیک بد کا کوئی امتیاز نہیں رہا اور نہ حسین و قبیح میں وہ کوئی تمیز کر سکتے ہیں گناہ اور اس کے عواقب کا کوئی احساس نہیں رہا اور نہ ان لوگوں کے دماغوں میں کوئی شرم و حیا کا احساس ہے۔ وہ تمام افعال جن کو تمام اقوام اور تمام مذاہب باطل اور گناہ سمجھتے آئے ہیں وہ آجکل بالکل اچھے اور عین قاعدہ کے مطابق خیال کئے جاتے ہیں۔ آج اچھے اور برے کا معیار صرف یہ ہے کہ کوئی فعل اس کے کرنے والے کو کتنی خوشی اور نشاط پہنچاتا ہے۔ مہذب مرد اور عورتوں کی اس روش سے ان کی ذات یا بحیثیت مجموعی انسانوں کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بیخبر ہیں اور ان کے دماغ جو ہوائے نفس کا شکار ہیں وہ ان افعال قبیحہ کے نقصان اور قبح کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے مادی ترقی کے انتہائی نقطۂ عروج پر پہنچکر موجودہ مہذب انسان اخلاقی پاکیزگی کھو چکا ہے جو دوسرے انسانوں سے تعلق رکھنے میں انسانوں کو نیک و بد میں امتیاز کرنا سکھاتی ہے۔ عریانی پسند لوگوں کا سلوگن ہے "جو شخص خود پاکیزہ ہو اس کے لئے تمام چیزیں پاکیزہ ہیں" یہ انسان کے مختل حاسۂ اخلاق کا ہی اظہار ہے۔ اس اخلاقی پاکیزگی سے محرومی کی وجہ سے جنسیات، معاشیات، سیاسیات اور حربیات میں آدمی جمیل اور قبیح کے امتیاز کو بالکل کھو چکا ہے۔ شرم و حیا کی حس بالکل مر گئی ہے ــــــ موجودہ اسلامی تبلیغی تحریک مہذب انسان میں اس اخلاقی پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہتی ہے جو نہایت افسوسناک

طور پر ناپید ہو چکی ہے حسن و قبح میں امتیاز کرنیوالی حس کو بیدار کرنا ہمارے اخلاقی فرائض میں سے ہے۔
کسی مسلمہ اور قائم شدہ اخلاقی معیار سے محروم ہو کر آدمی احمق پن کے ساتھ اشیاء کی معاشی اقدار سے چمٹ گیا ہے جو بالکل اخلاقی اقدار سے متمیز ہیں مصنوعی اقدار کا جو معیار انسان نے بنایا ہے وہ بجائے اس کے کہ انسان کا خادم ہوتا وہ اس کا آقا بن گیا ہے حالانکہ اس کی اصل پوزیشن خادم کی سی ہے۔ یہ تقدیر کی ستم ظریفی ہے کہ تمام معاملات میں اہل مغرب نے اس مصنوعی معیار اشیاء کو ہی مدنظر رکھنا شروع کر دیا ہے اور دوسرے معیار جو بلند اور حقیقی تھے ان کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ آجکل تمام سماجی معاملات اسی معیار کے مطابق طے پاتے ہیں جو اپنی نوعیت میں بالکل باطل ہیں۔ یہ افتاد زندگی دراصل انسان کی انتہائی بدبختی ہے اور اس سے بڑھکر افسوسناک امر یہ ہے کہ انسان نے اس مصنوعی اور باطل معیار کو لازوال خیال کر لیا ہے اور اسکا خیال ہے کہ دائمی طور پر انسان کے معاملات اس معیار کے مطابق طے پاتے ہیں اور اس معیار کو انسان کی سماجی نجات کے ضمن میں ایک پیغمبرانہ حیثیت حاصل ہو گئی ہے اسلام کی اس تبلیغی تحریک کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس باطل معیار و اشیاء کی گرفت سے انسانوں کو نجات دلائی جائے اور انسانی کاروبار میں اخلاقی اقدار و معیار کو رائج کیا جائے اور اس معیار کو بحال کیا جائے۔

سائنس کے اس کارنامہ کو ہم تشکر کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ اس نے قوموں کے درمیان جغرافیائی حدود کو توڑ دیا ہے مختلف اقوام اور نسلوں کے درمیان وسیع میل جول پیدا ہو گیا ہے جو شاید ضرورت سے بھی زیادہ وسیع ہے لیکن وسیع میل جول کے باوجود سماجی لحاظ سے اقوام عالم ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں گو وہ اپنے اپنے علیحدہ دھڑوں کی اطاعت کرتی ہیں لیکن یہ ایک دوسرے سے اسی طرح رقابت رکھتی ہیں جس طرح عرب کے قبائل میں حد درجہ کی رقابت اور دشمنی پائی جاتی تھی۔ یہ تاریخ کا ایک توارد ہے اور زمانہ جاہلیت کی یہ خصوصیت ہمیں اس علم و روشنی کے زمانہ میں کارفرما نظر آ رہی ہے۔ انسانی نقطہ نگاہ کو اس قدر وسیع

کرنے کی ضرورت ہے۔ کتابیں۔ صحیفے۔ فلمیں۔ ریڈیو۔ یونیورسٹیاں اور ذرائع آمدورفت انسانی نقطۂ نگاہ میں یہ وسعت پیدا نہیں کر سکے اور نہ انسان کے سماجی شعور میں یہ تغیر پیدا کر سکے ہیں۔ اس وقت کسی گہرے عمل کی ضرورت لازمی معلوم دے رہی ہے اس کے لئے مذہبی اپیل کی ضرورت ہے۔ اسلام میں یہ اپیل موجود ہے۔ بین الاقوامی میدان میں اسلام کی کامیابیاں بے نظیر ہیں۔ اگر قبائل اطاعت کی بجائے بین الاقوامی اطاعت اور نقطۂ نگاہ کو قائم کرنے کی ضرورت ہے تو اس صورت میں اسلام کی دخل اندازی ناگزیر ہے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے جو اس اسلامی تبلیغی تحریک نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ جب ہم یورپ میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو ہم ان تبلیغی مساعی کے ذریعہ سے یورپ کے سماجی نقطۂ نگاہ کو بدلنا چاہتے ہیں۔ نسلی اور قومی شعور سے بڑھکر ہم ان کے اندر بین الاقوامی شعور پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یورپ کے اندر آج یہ تغیر اور شعور پیدا نہ ہوا تو مغربی لوگ تہذیب و تمدن کی فلک بوس عمارت کو جسے انھوں نے محنت شاقہ سے گذشتہ تین صدیوں میں تعمیر کیا ہے وہ اسے خود اپنے ہاتھوں سے گرا کر زمین کے برابر کر دیں گے۔

وہ تبلیغی مقاصد جو ہمارے پیش نظر ہیں ان میں سے چند ایک نمایاں مقاصد ہیں ——

اگر مغربی لوگوں کی ضروریات درحقیقت وہی ہیں جن کا ہم نے ان سطور میں ذکر کیا ہے تو اس صورت میں اسلامی تبلیغی مساعی کے مقاصد یقیناً فائدہ مند ثابت ہونگے اور یقیناً ان کے عقب میں نیک نیتی کارفرما ہے اور ان تبلیغی مساعی میں مغربی نوعیت کے پراپیگنڈا کا شائبہ تک نہیں ہے۔ یہ مساعی یقیناً معنی خیز ہیں اور عین موقعہ اور محل پر ان کی ابتدا ہوئی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمان مبلغین کے قلب میں انسانی ہمدردی کے بے پایاں جذبات ہیں۔ ہم اس موقعہ پر یورپ کے عیسائی لوگوں پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی دوستوں کو دشمن خیال کرتے ہوئے اور بدظنی سے کام لیتے ہوئے اپنی سماجی اور روحانی نجات میں تعویق پیدا کریں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت بہت سی جھوٹی باتیں پھیل رہی ہیں لیکن اگر ہم حقائق کے دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوشش اور محنت

۔۔۔ تک میں آجاتے ہیں۔ نماز عید میں مدعوین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتماب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نو مسلمین کی ایک جماعت لنسڈن میں "برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات۔ تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نو مسلمین ہیں۔ یہ نو مسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا با معنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ ۔۔۔ اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہوسکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام [illegible] اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ [illegible] ہے اور ممالک غیر کیلئے [illegible] (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کراکر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں یورپی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جاسکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیتِ کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعتِ اسلام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عیدِ قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہوسکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے۔ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کرسکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد و ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتری پتہ ووکنگ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England – The Imam, The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ ”اسلام“ لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان) [illegible]

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیرانِ اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔اے	عبدالمجید ایم۔اے۔بی۔ٹی
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)	امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ

خواجہ عبدالغنی سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذاتِ پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغِ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن**۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد**۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک**۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع**۔ (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار کی اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ⅓ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ م۔ ماہ جون ۱۹۴۶ء | نمبر ۶

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام [illegible] منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

شذرات

"تبلیغی یونیورسٹی کی اساسِ عمل"

اخبار ایمان میں بڑے عرصہ سے ایک تبلیغی یونیورسٹی کے قیام کے .... بمتعلق لکھا جا رہا ہے اسی مذکورہ یونیورسٹی کی اساس عمل کے متعلق ایمان مؤرخہ ۱۵ مئی رقمطراز ہے۔

"ہم اسلامی اشتراکیت کے اصول پر مسلمان طلباء کی ایک نو آبادی قائم کرنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد دین قدیم، علم جدید۔ صناعت حاضرہ کے نظریہ پر رکھی جائے گی مسلمانوں کے موجودہ انگریزی سکولوں اور کالجوں میں پہلی چیز فیشن ہے اور فیشن کے بعد مغربی تعلیم کا صرف اس قدر حصہ جس سے مسلم نوجوان کلرک بن سکیں اور سب سے آخر میں اسلامی تعلیم صرف خانہ پُری کے لئے یا چندہ دینے والے مسلمانوں کی زبان بندی کے لئے مگر تبلیغی یونیورسٹی میں اولیت کا درجہ دین قدیم کو حاصل ہوگا اور دوسرا درجہ علم جدید یا سائنس کو اس تحصیل کا آخری نتیجہ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ صناعت حاضرہ مسلمانوں کے تصرف میں آجائے دورِ حاضر کی روح تین چیزیں ہیں؛-

(۱) تعلیم جس سے انسان اپنی آزادی برقرار رکھ سکے اور قوائے فطرت کو زیر کر سکے۔

(۲) تنظیم جس سے افراد قوم ایک فوجی نظام بن جائیں۔

(۳) صناعت جس سے قوم اور ملک کے معاشی ذرائع منظّم ہو جائیں۔"

ہم پہلے بھی اس تبلیغی یونیورسٹی کے متعلق اپنے خیال اور رائے کا اظہار کر چکے ہیں اس زمانہ میں تبلیغ اسلام کی جو اہمیت ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ دنیا اس وقت تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہے اور اس کی تباہی کی وجہ مغربی مادیت، سیاست، اور صناعت ہیں، ہر وہ شخص جس نے مغربی نظام فکری کا نظر غائر سے مطالعہ کیا ہے اور اسلامی نظام حیات پر بھی گہری

نظر رکھتا ہے وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ موجودہ تباہی اور غارتگری سے صرف اسلام دنیا کو بچا سکتا ہے اور مغربی دنیا تباہی سے بچنے کے لئے ایک جدید نظام حیات کی تلاش میں سرگرداں بھی ہے اس لئے یہ موقعہ ہے کہ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے مبلغین کو تیار کیا جائے اور انہیں اقصائے عالم میں پھیلا دیا جائے اس لئے ہر وہ ادارہ جو تبلیغ اسلام کے بلند فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے معرض وجود میں آتا ہے وہ یقیناً اس قابل ہے کہ مسلمان اس کی حمایت کریں اور اپنی مالی اعانت سے اسے اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے تبلیغی نصب العین کو نہایت کامیابی کے ساتھ حاصل کر سکے — معاصر ایمان بھی ایک تبلیغی ادارہ کے قیام کے لئے مسلمانوں سے اپیل کر رہا ہے اور اس تبلیغی یونیورسٹی کا جو بنیادی تخیل پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے :-

"مسلمانوں میں ایسے امام، کارکن سپاہی واعظ داعی درویش اور مبلغ تیار کئے جائیں جو اپنی عمل اور تحریر و تقریر سے نوع انسان میں رسول اللہ صلعم کی ترجمانی کریں جو دنیا میں عالمگیر تبلیغی حیثیت کو بحال کر دینے کے لئے جنگ کریں جو خود اسلام پر چلیں اور دنیا کو اسلام پر چلائیں۔ جو ہر گوشۂ عالم میں نظام عالم کو نظام اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں جو منتشر عالم اسلامی کو ایک جسم واحد بنا کر از سر نو خدمتِ انسان کے لئے کھڑا کر دیں۔ جو انسانی سیاست، تعلیم، تمدن اور معاشرت کو قرآن کے تابع بنا دیں ......" (ایمان مؤرخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۶ء)

یہ بلند نصب العین ہے اور یک بلند تخیل ہے لیکن اس نصب العین اور تخیل کو بروئے کار لانے کے لئے جو اساس عمل اختیار کی گئی ہے اس سے ہمیں اتفاق نہیں اگر کسی ادارہ کے بنیادی تخیل اور عملی پروگرام میں ہم آہنگی نہ ہو تو وہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا جو اس تخیل اور تصور کا مقصد ہے ہر تخیل کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طریق کار بھی وہی اختیار کیا جاتا ہے جو اس تخیل سے مطابقت رکھتا ہو اس یونیورسٹی کا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں آنحضرت صلعم کی ترجمانی کرنے والے امام۔ واعظ داعی، درویش اور مبلغ تیار کئے جائیں جو خود بھی نظام اسلام پر چلیں اور دنیا کو بھی چلائیں جو انسانی سیاست، تعلیم، تمدن اور معاشرت کو قرآن کے تابع بنا دیں لیکن اس تبلیغی یونیورسٹی

کے عملی پروگرام کی تین دفعات میں سے دو اہم دفعات علم جدید اور صناعت حاضرہ ہیں یعنی بالفاظ دیگر یورپ کی عقلیت اور یورپ کے انڈسٹیلزم ہیں۔ مغربی علوم اور دین اسلام کی تعلیم کو ایک ساتھ شروع کر کے موازنہ اور مقابلہ کا ایک اچھا پہلو نکل سکتا ہے لیکن موجودہ صناعت اور تجارت کے بارود کو اس یونیورسٹی میں پھیلا کر اس سے ان نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی جن کو اس یونیورسٹی کے بنیادی تخیل میں پیش کیا گیا ہے۔ مغربی تعلیم، مغربی صناعت اور مغربی تجارت اس وقت تمام دنیا کے فسادات کی جڑ ہیں کوئی تبلیغی ادارہ ان کو اپنا کر دنیا کی اصلاح نہیں کر سکتا بلکہ وہی تبلیغی ادارہ دنیا میں کامیاب رہے گا جو اپنے دامن کو یورپ کے انڈسٹیلزم اور صناعت کی آلودگی سے بچاتے ہوئے یورپ کی مادی قدروں کو بدلنے کی کوشش کرے گا۔ یورپ کے نظام سرمایہ داری اور نظام اشتراکیت دونوں کی بنیاد صناعت اور پیداوار کے ذرائع پر ہے اور ان کی سوسائٹی کا سارا ڈھیر اسی صناعت سے پیدا ہوا ہے ان کا اخلاق اور مذہب بھی اس کے تابع ہیں ان چیزوں کو اس وقت تک اسلامی تبلیغی اداروں میں داخل نہیں کرنا چاہیئے جب تک اسلام دنیا میں ایک انقلاب عظیم نہ پیدا کر دے اور زندگی کے متعلق انسان کے نقطۂ نگاہ کو نہ بدل دے ورنہ اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ صناعت اور تجارت کبھی اس تبلیغی پروگرام کو پنپنے نہ دے گی بلکہ اس ادارہ میں دو معاشی طبقات پیدا کر کے ان میں ایک ایسی آویزش اور کشمکش پیدا کر دے گی کہ تبلیغ اسلام کا سارا پروگرام تلپٹ ہو جائے گا اور اس سے تبلیغ اسلام کی رو اور تحریک کو سخت صدمہ پہنچیگا اور تبلیغ اور اشاعت کو بھی لوگ در اصل صنعت و حرفت کو فروغ دینے کا ایک ذریعہ خیال کرنے لگیں گے اور رفتہ رفتہ اس ادارہ کا مزاج بالکل بدل جائے گا اور اس کے اندر اس قسم کا بنیا پن آجائے گا جو تبلیغ اسلام کے علمبرداروں کو ہرگز ہرگز سزاوار نہیں بلکہ ان کی شان سے بعید ہے ہم نے نہایت اخلاص کے ساتھ پہلے بھی اپنی رائے کو پیش کیا تھا اور اب پھر عرض کرتے ہیں کہ اس تبلیغی یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد کو چاہیئے کہ اپنے بنیادی تخیل اور اساس عمل میں ہم آہنگی پیدا کریں اور نظام تبلیغ سے صناعت اور تجارت کو خارج کر دیں ورنہ اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلے گا اور تبلیغی مقاصد کو اس سے سخت نقصان پہنچے گا ؛

روس اور متاہل زندگی

خبریں اس قسم کی اب ایک عرصہ سے برابر آرہی ہیں آج پھر ایک تازہ خبر آواز کی مترجمہ درج ذیل ہے:۔

"روس رفتہ رفتہ شادی اور میاں بیوی کے عمر بھر کے تعلقات کی اہمیت کو محسوس کرتا جا رہا ہے چنانچہ اب روسی پروپیگنڈے کا ہر شعبہ متاہل زندگی کی خوبیوں پر بہت زور دیتا ہے وہاں کے سینما اور اخبارات رسالے اور ریڈیو ہر محکمہ میں آئے دن اس مبحث پر تقریر اور تحریر آتی رہتی ہے جرائد اس پر زور دیتے ہیں کہ شادی زندگی کے ہی ساتھی کا نام ہے اس کے خلاف حکومت کنواروں اور کنواریوں اور بن بیاہے خاندانوں پر خاص ٹیکس لگاتی ہے اور ماں بننے والی عورتوں کو امداد دیتی ہے اور زچہ خانے اور دائی خانے ان کے لئے وقف ہیں جس عورت کے دس یا دس سے زیادہ اولادیں ہیں اسکو تمغہ دیا جاتا ہے اور بہادر ماں کا خطاب بھی ملتا ہے" (صدق مورخہ ۵ رمئی ۱۹۴۶ء)

یورپ نے اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر جو گل کھلائے ہیں ان کی تفصیلات میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں، روس، یورپ اور امریکہ کے آزاد خیال مفکر "آزمائشی شادیوں" اور "وقتی ازدواج" کے متعلق جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان کے مطالعہ کے لئے جج لنڈسے کی کتابوں کو پڑھنا چاہیئے نظریات کے پردہ میں عیش و عشرت کا فروغ اب ختم ہو رہا ہے اور اب دنیا تہذیب اور سوسائٹی کی پائیدار اور محکم بنیادوں کو استوار کرنے کے لئے پھر انہی بنیادی اصولوں کی طرف رجوع کر رہی ہے جنہیں مذہب نے پیش کیا تھا چنانچہ روس جیسا آزاد خیال اور اخلاقی قید و بند سے آزاد ملک بھی قدیم ازدواجی اخلاق کو رواج دینے کی کوشش کر رہا ہے جس کی وضاحت مذکورہ بالا خبر سے بخوبی ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ یورپ کی تہذیب کا مزاج اب بدل رہا ہے۔

اسلام کی تبلیغ

{از جناب سر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ صاحب۔ ایم۔ اے۔ سی۔ آئی۔ ای}

موجودہ عیسائی دنیا میں تبلیغی کام کا مفہوم ہے۔ مشنری سوسائٹیاں۔ تنخواہ دار ایجنٹ چندے۔ رپورٹیں اور رسائل۔ کسی قسم کا تبلیغی کام بغیر باقاعدہ نظام کے اصطلاح کا غلط استعمال معلوم دیتا ہے۔ عیسائی چرچ کا کلیسائی نظام اپنی تاریخ کی ابتدا سے ہی غیر عیسائی اقوام میں تبلیغ کا اہتمام کرتا رہا ہے اور عیسائیت کے داعی عموماً باقاعدہ راہب اور پادری ہوتے رہے ہیں۔ عیسائیت کے قدیم راہبانہ سلسلے اور موجودہ مشنری سوسائٹیاں خاص توجہ سے عیسائیت کی تبلیغ کو تقویت دینے کے لئے کوشش کرتی رہی ہیں اور یہ تبلیغی کام شروع سے ہی کلیسا کے اعلیٰ فرائض میں سے ایک فرض خیال کیا جاتا رہا ہے لیکن اسلام میں چونکہ پروہتیت اور کلیسائی نظام کا فقدان ہے اس لئے اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تبلیغی جدوجہد کا اظہار بالکل مختلف پیرایہ میں ہوتا رہا ہے اور اس تبلیغی جدوجہد کی عیسائی مشنوں سے کوئی مماثلت نہیں ہے۔ اسلام میں کوئی مشنری سوسائٹیاں نہیں ہیں نہ تربیت یافتہ ایجنٹ نہیں ہیں اور اس تبلیغی جدوجہد میں کوئی خاص تسلسل بھی نہیں ہے صرف اسلام کے مختلف سلسلوں کا ایک استثنا ہے جن کا نظام کسی حد تک عیسائیت کے راہبانہ نظامات اور سلسلوں سے ملتا جلتا ہے لیکن ان سلسلوں میں بھی پروہتی معیار کا فقدان ہے اور مذہبی اساتذہ اور عام لوگوں میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے اور مذہبی فرض کی ادائیگی کے لئے بعض مخصوص رسومات کو ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لحاظ سے ان دو مذاہب یعنی عیسائیت اور اسلام میں بنیادی اختلاف ہے اور اس ضمن میں یہ اختلاف بالکل نمایاں ہے۔

پروہتائی کے فقدان کی وجہ سے مذہب کی تبلیغ کو خواہ کتنا ہی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو لیکن اس نقصان کی تلافی اس احساس فرض سے ہو جاتی ہے جو اس ضمن میں ہر ایک ایماندار

پر عاید ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اور اس کے خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اس کی انفرادی نجات کی ذمہ داری صرف اسی پر عاید ہوتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں مذہبی فرائض کی ادائیگی میں وہ بہت محتاط ہو جاتا ہے وہ اپنے مذہبی عقائد کو سیکھنے اور مذہبی فرائض کو ادا کرنے میں وہ محنت اور کوشش سے کام کرنے لگتا ہے اور خصوصاً ایک منکر اسلام کی موجودگی میں اس کا یہ احساس بہت بڑھ جاتا ہے ایک نو ایمان کو اپنی تبدیلی عقیدہ کی اطلاع کسی مذہبی معلم کو دینی ضروری نہیں تاکہ وہ باقاعدہ رسوم ادا کرنے کے بعد اسے حلقہ اسلام میں داخل کرے اور نہ اسے قرآنی عدول حکم میں کلیسائی مواخذہ اور محاسبہ کا خطرہ ہے اسی طرح اس بات میں خواہ کتنا ہی مبالغہ کیوں نہ ہو جس کا اعادہ کئی مرتبہ ہو چکا ہے کہ ہر ایک مسلمان ایک مبلغ ہے لیکن پھر بھی یہ درست ہے کہ ہر ایک مسلمان کا مبلغ بننا ممکن اور آسان ہے بہت تھوڑے ایسے مسلمان ہوں گے جن کا واسطہ غیر مذاہب والوں سے پڑتا ہو اور وہ اپنے رسول کے اس قول اور فرمان پر عمل پیرا نہ ہوتے ہوں[1] ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنہ۔ اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے بلاؤ ـــــــ یہی وجہ ہے کہ تنخواہ دار مبلغین اور مذہبی اساتذہ جنہوں نے اپنی زندگیاں تبلیغ اسلام کے لئے وقف کی ہوتی ہیں ان کے علاوہ تبلیغ اسلام کی تاریخ میں ہمیں سوسائٹی کے ہر طبقہ کے ایسے مرد اور خواتین ملتی ہیں۔ بادشاہ سے لیکر معمولی کسان تک اور ہر قسم کے پیشہ ور اور تجارت سے تعلق رکھنے والے لوگ ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے محنت شاقہ سے کام کیا ہے۔ ایک مسلمان تاجر ایک عیسائی تاجر کے بالکل برعکس مذہبی تبلیغ میں بہت فعال ہے۔ ہندوستانی مبلغین کی ایک فہرست میں بحوالہ ہو کی مذہبی اور رفاہ عام کا کام کرنے والی سوسائٹیوں کے جرنل میں شائع ہوئی اُنکا فہرست میں ہمیں سکول کے اساتذہ گورنمنٹ کے محکمہ انہار اور رافیون کے کلرکوں، تاجروں جنمیں ایک اونٹ گاڑیوں کا تاجر بھی شامل ہے۔ اخبار کے ایڈیٹر اور ایک مطبع کے کارکن کے

---

[1] یہ آنحضرت صلعم کا ارشاد نہیں بلکہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ (مترجم)

نام ملتے ہیں۔ یہ لوگ دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے فرصت کے اوقات کو ہندوستان کے شہروں کے گلی کوچوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں صرف کرتے ہیں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں میں انھیں ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو ان کے مذہب کو قبول کر لیتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ یہ مبلغین مذہبی بحث و مجادلہ کرتے ہیں۔

یہ بات غالباً خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ تبلیغ اسلام صرف مردوں سے ہی مخصوص نہیں ہے مسلمان خواتین نے بھی اس کام میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ بہت سے مغل شہزادوں کی مثالیں ملتی ہیں کہ انھوں نے اپنی بیویوں کی اثر کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور ایسے ہی واقعات غیر مسلم ترکوں میں اس وقت رونما ہوئے جب انھوں نے اسلامی ممالک پر یورش کی جتی کہ ایک مسلمان قیدی کو بھی اگر موقعہ میسّر آجاتے تو وہ دوسرے قیدیوں کو تبلیغ کرنے سے نہیں چوکتا۔ مشرقی یورپ میں سب سے پہلے ایک ماہر قانون نے اسلام کا تعارف کروایا تھا جو غالباً رومیوں اور مسلمانوں کی ایک جنگ کے دوران میں قید کر لیا گیا تھا اور تقریباً گیارہویں صدی عیسوی میں اسے قید کر کے مشرقی یورپ میں لایا گیا تھا —— اس شخص نے Pechenegs لوگوں کے سامنے اسلامی تعلیمات رکھیں اور انھوں نے اسلام کو نہایت خلوص کیساتھ قبول کیا اور (Pechenegs) لوگوں میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا اور وہ لوگ جنھوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ اپنے ہم وطنوں کی اس روش کو برداشت نہ کر سکے اور ان سے ناراض ہو کر ان سے برسرپیکار ہو گئے اور وہ مسلمان جن کی تعداد اب بارہ ہزار تک پہنچ گئی تھی وہ اپنے ہم وطن اور ہم قوم منکرین اسلام کا بخوبی مقابلہ کر سکتے تھے گو ان کے مخالف تعداد میں ان سے دو چند تھے اس پیکار کے نتیجہ میں باقی ماندہ لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ گیارہویں صدی کے اخیر تک Pechnegs کی ساری قوم مسلمان ہو چکی تھی اور ان میں اسلامی فقہ کے متبحر عالم پیدا ہوئے —— شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد سرہندی تھے اہل تشیع کے مقابلہ میں سنی نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے میں انہیں ید طولےٰ حاصل تھا۔ شیعہ لوگ دربار میں اس وقت بہت مقبول تھے وہ شیخ امام احمد سرہندی پر کوئی الزام عاید کروا کر انہیں

قید کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ دو سال کی قید کے دوران میں شیخ مذکور نے اس قید خانہ کے سینکڑوں بت پرست قیدیوں کو تبلیغ اسلام کر کے انہیں حلقۂ اسلام میں داخل کیا۔ تھوڑا عرصہ ہوا برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہندوستانی مولوی کو بطور سزا کے انڈیمان میں جلا وطن کیا گیا کیونکہ اس مولوی نے ۱۸۶۴ء کی وہابی سازش میں عملی حصہ لیا تھا اس مولوی نے اپنی موت سے پہلے کئی قیدیوں کو مسلمان کیا۔ وسطی افریقہ میں بلجیم والوں نے ایک عرب کو موت کی سزا دی اس امیر نے زندگی کے آخری لمحات کو ایک عیسائی مشنری کو تبلیغ اسلام کرنے میں صرف کیا، وہ عیسائی پادری اس امیر کو آخری وقت میں مذہبی تسلی دینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

مسلمان تبلیغ اسلام کا ایسا سچا جوش رکھتے ہیں وہ ہر موقعہ اور محل پر تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں جیسا کہ (Doughty) جو کہ گہری نظر رکھتا ہے لکھتا ہے:۔

"مسلمان کی گفتگو بغیر کسی قسم کی منافقت کے عموماً مذہبی قسم کی ہوتی ہے جس سے ان کا مذہبی خلوص آشکارا ہوتا ہے"

اب ہم ان اسباب پر روشنی ڈالیں گے جو مسلمانوں کی کامیابی کا باعث ہوئے ہیں

کامیابی کے ان اسباب میں سے سب سے نمایاں سبب اسلامی تعلیمات کی سادگی ہے کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ایک نو ایمان کو اس سادہ کلمہ کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اسلامی عقائد کی ساری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ مسلمان علماء نے کبھی کسی اسلامی اجتماع سے کسی پیچیدہ عقیدہ کو منوانے کی کوشش کی ہو۔ اسلام کی سادہ تعلیم پر ایمان لانے کے لئے کسی امتحان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تعلیم میں عقلی الجھاؤ پیدا نہیں ہوتے معمولی عقل کا آدمی بھی اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے اس تعلیم میں دینیاتی مسائل کی باریکیاں اور موشگافیاں نہیں ہیں مذہبی علم کلام سے بے بہرہ شخص بھی نہایت آسانی کے ساتھ اس کی وضاحت کر سکتا ہے اس کلمہ کا پہلا حصہ ایک ایسے عقیدہ پر مبنی ہے جسے قریباً ساری دنیا تسلیم کرتی ہے اور دوسرے حصہ کی بنیاد انسان اور خدا کے تعلق پر ہے یہ عقیدہ بھی قریباً ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے یعنی تاریخ انسانی میں کہا گیا ہے کہ خدا اپنی وحی سے پیغمبروں کے ذریعہ نسل انسانی کو سرفراز فرماتا ہے۔ اسلامی تعلیم کی اس عقلی خصوصیت

اور تبلیغی لحاظ سے اس کی کامیابیوں کا ذکر پروفیسر ہونٹ (Homket) کے
مندرجہ ذیل فقرات سے بڑھکر واضح طور پر اور کہیں نہیں پایا جاتا:۔
"عقلیت کے وسیع معنوں میں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد عقل پر قائم ہے
تاریخ اور علم الاقوام کے مطالعہ سے اس کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے۔ عقلیت کی
تعریف یہ ہے کہ وہ نظام فکری جو مذہبی عقائد کی بنیاد انسانی فکر کے اصولوں پر رکھتا
ہو اسلام اس تعریف اور معیار پر بالکل پورا اترتا ہے۔ یہ درست ہے کہ محمد (صلعم)
یقین کی آگ اور ایمان کے جوش سے بھرپور تھے اور یہ خصوصیت انھوں نے اپنے
متبعین میں بھی پیدا کی اور آپ نے اپنی تعلیم کو بطور وحی الٰہی کے پیش کیا لیکن یہ
وحی ان کی تعلیم کی پیشکش کی صرف ایک طرز ہے ورنہ ان کے مذہب میں وہ تمام
علامات موجود ہیں جو اس تعلیم میں پائی جانی چاہئیں جس کی بنیاد عقل پر ہو۔ اسلام
قبول کرنے والوں کے لئے اسلامی تعلیم کا ملخص توحید الٰہی اور محمد (صلعم) کی رسالت
پر ایمان ہے اور ہم لوگ جو کہ نہایت سرد مہری کے ساتھ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا تجزیہ کرتے
ہیں ہمارے نزدیک اس تعلیم کا خلاصہ توحید الٰہی اور حیات بعد الموت میں یہ دو محکم آمیز
عقائد مذہبی یقین کی روح رواں ہیں اور یہ دو ایسے تصورات ہیں کہ مذہبی آدمی کے
نزدیک ان کی بنیاد عقل پر ہے اور ان میں ساری اسلامی تعلیم کا خلاصہ مضمر ہے۔ اس
تعلیم کی سادگی اور صفائی یقیناً ایسی طاقت ہے جو مسلمانوں کی مذہبی اور تبلیغی مساعی
میں کارفرما ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ متعدد مذہبی عقاید اور دینیاتی
مسائل اور بہت سے توہمات اولیاء کی پرستش سے لیکر وظائف اور تعویذ گنڈوں تک
کی اسلامی تعلیمات میں آمیزش اور ملونی ہوگئی ہے پیغمبر اسلام کی تعلیم کی نمایاں ترقی
کے باوجود اس تعلیم کا مرکزی نقطہ قرآن مجید ہی رہا ہے اور توحید الٰہی کے عقیدہ کا
اظہار عظمت اور جلال کے ساتھ کیا گیا ہے اور ایسی پاکیزگی کے ساتھ اس کا اظہار کیا گیا
ہے کہ اس کی مثال اسلامی سواد سے باہر ملنی مشکل ہے۔ مذہب کے بنیادی عقیدہ کی صحت
اور کلمۂ توحید کی سادگی جس میں اسے بیان کیا گیا ہے اس کا اظہار ان مبلغین کے یقین سے

ہوتا ہے جو اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں یہ جملہ اسباب ہیں جو تبلیغ اسلام کی کامیابی کا باعث ہیں۔ یہ تعلیم جو اتنی قطعی ہے اور دینیاتی الجھاؤ سے مبرا ہے جس کو ایک عام آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے اس سے واقعی صحیح طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ انسانی قلوب کو مسخر کرنے کی غیر معمولی صلاحیت اور طاقت اپنے اندر رکھتی ہے"

بشپ لفراٹ کا خیال ہے کہ اسلام نے اپنے اچھے دور میں جس غیر معمولی فتح اور ترقی کا ثبوت دیا ہے اس کا راز بجائے توحید الٰہی کے ہستی باری تعالیٰ کا تصور ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"اس کا تعلق زیادہ تر توحید الٰہی سے نہیں بلکہ خدا کی ہستی اور موجودگی سے ہے۔ خدا کی ہستی اس کائنات کی علت غائی ہے۔ اس کی مشیت سب پر حاوی ہے، اس کا اقتدار مطلق ہے اس کی طاقتوں کی کوئی انتہائی نہیں اور یہ یقین کہ دنیا کی افراتفری، بدنظمی اور الجھاؤ میں جنہوں نے دنیا کو اس قدر تاریک کر رکھا ہے لیکن ان کے باوجود ایک آخری اور دائمی حقیقت اس کائنات میں ضرور موجود ہے وہ ایسی مشیت اور طاقت ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور انسان اس زمین پر اس مشیت کا امین اور علمبردار ہے تاکہ اس کی عظمت اور جلال کو دنیا میں ظاہر کرے اور نہایت سادگی کے ساتھ اس مشیت اولیٰ کی فرمانبرداری کرے اور دوسروں سے کروائے یہ وہ چیز تھی جس نے مسلمانوں کے جیوش کو فتوحات کا انجن بنا دیا جس نے ان کے اندر ایک عسکری نظام اور تحمل کی استعداد پیدا کی اور موت کے خوف سے ان کو آزاد کر دیا بلکہ وہ موت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور موت پر انہوں نے ایسی فتح پائی کہ جس کی نظیر کسی دوسرے نظام میں نہیں ملتی اور اس زمانہ میں بھی یہی روح مسلمانوں کے اندر کار فرما ہے جو ان کے اندر سرشت کی مضبوطی ارادے کی قوت اور مسلسل مصائب کے مقابلہ میں صبر کی غیر معمولی صلاحیت پیدا کئے ہوئے ہے اور بہترین مسلمانوں کی آج یہی نمایاں خصوصیات ہیں"

جب ایک نو عقیدہ اس تعلیم کو قبول کر لیتا ہے اور سیکھ لیتا ہے تو اسکو اسلام کے فرائض پنجگانہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ (ا) کلمہ طیبہ کا اقرار۔ (ب) پانچ نمازوں کی ادائیگی (ج) زکوٰۃ

کی ادائیگی۔ (د) رمضان کے مہینہ میں روزے رکھنا (۴) اور مکہ معظمہ کا حج کرنا۔

آخری فرض یعنی حج کی ادائیگی پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ قدیم بت پرستی کا احیاء ہے جو پیغمبر اسلام کی تعلیم توحید کے منافی ہے لیکن اس اعتراض پر غور کرتے ہوئے اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے پیغمبر اسلام کے نزدیک اس کا تعلق حضرت ابراھیم علیہ السلام سے ہے جن کے مذہب کو حضرت محمد صلعم نے زندہ کیا لیکن اگر اس اعتراض سے بلند ہو کر ہم دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی تبلیغی تاریخ میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے مسلمان جو مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے اور مختلف زبانیں بولتے ہیں اس مقدس مقام پر جمع ہوتے ہیں اور اکٹھے ہو کر اس مقام پر نماز ادا کرتے ہیں جس مقام کی طرف منہ کر کے دور دراز مقامات پر وہ اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے رہے تھے۔ کسی مذہبی رجل عظیم کے دماغ میں یہ تصور پیدا نہیں ہوا کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے اس کے متبعین کے دماغوں میں یہ خیال راسخ ہو جائے کہ ایک مذہب قبول کرنے کی وجہ سے ان کے اندر ایک عالمگیر اخوت اور مشترک زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ اس مقام پر مشترکہ نماز میں مغربی افریقہ کا حبشی مشرق بعید کے چینی مسلمان سے ملاقی ہوتا ہے اور عثمانی ترک ملایا کے ایک دور افتادہ مقام سے آئے ہوئے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اور اس کے علاوہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے قلوب میں اپنے ان بھائیوں کے لئے جو اس مقدس مقام پر جمع ہوتے ہیں ہمدردی اور محبت کے غیر معمولی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو خوش نصیب سمجھتے ہیں جنہیں اپنی زندگی میں اس مقدس مقام کی زیارت نصیب ہوئی اور حج جیسے اعلیٰ فریضہ کو ادا کرنے کی سعادت میسر آئی۔ وہ دور دراز مقامات پر عید الضحیٰ کے تہوار کو ادا کر کے اس جذبہ کا اظہار کرتے ہیں اس تہوار کو ترکی اور مصر میں ضیافت ابراھیم کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے مسلمانوں کا یہ تجربہ ہے کہ اس مقام پر پہنچنے سے انسان کے اندر خدا کے راستے میں جدوجہد کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

حج کے علاوہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ایک ایسا فریضہ ہے جو ایک مسلمان کو یاد دلاتا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ مذہبی نظریہ نہایت کامیابی کے ساتھ عالم اسلام

میں پورا ہوا ہے ایک نومسلم کے ساتھ باقی مسلمان ہمدردی کا اظہار ضرور کرتے ہیں خواہ وہ نومسلم کسی قوم اور کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو، رنگ کا کالا ہو یا گورا ہو اسکو اخوت اسلامیہ میں شامل کر لیا جاتا ہے اور اسکو سب کے مساوی درجہ دیا جاتا ہے۔

روزانہ پنجگانہ نماز کا فریضہ بھی بہت موثر ہے۔ ..... ایک مسلمان کو اپنے مذہبی فرض کا ہر وقت احساس رہتا ہے اور روزانہ نمازوں کے ساتھ یہ احساس ہر وقت تازہ ہوتا رہتا ہے اور ان نمازوں کا منظر دیکھنے والے کو متاثر کرتا ہے۔

سعید بن حسن جو سکندریہ کا ایک یہودی تھا اس نے ۱۲۹۸ھ میں اسلام قبول کیا وہ نماز جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نماز جمعہ کا منظر اس کے قبول اسلام کا باعث ہوا ایک شدید بیماری کے دوران میں اسکو ایک خواب آیا جس میں اسے ایک آواز آئی کہ اسلام قبول کر لو وہ لکھتا ہے:-

"جب میں مسجد میں داخل ہوا میں نے مسلمانوں کو صفوں کے اندر فرشتوں کی مانند کھڑے پایا میں نے اپنے قلب میں ایک آواز سنی یہ ایک ایسی جماعت ہے جس کی آمد کا اعلان پیغمبروں نے کیا تھا جب امام اور خطیب سیاہ لباس پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہوا تو میرے قلب میں ہیبت کا ایک عجیب احساس پیدا ہو گیا اور جب اس نے اپنے خطبہ کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا "یقیناً خدا تمہیں انصاف اور نرمی کا حکم دیتا ہے اپنے اقربا کو تحائف دو فسق و فجور اور ظلم و عدوان سے اجتناب کرو خدا تمہیں متنبہ کرتا ہے۔ تم ان باتوں کا خاص خیال رکھو۔" اور جب نماز شروع ہوئی تو میرے خیالات اور جذبات میں بہت ترفع پیدا ہو گیا مسلمانوں کی صفیں مجھے اس طرح نظر آئیں تھیں جیسے کہ وہ فرشتوں کی صفیں ہیں ان کے سجدوں اور گھٹنوں کے بل کھڑے ہوتے ہیں خدا اپنی عظمت اور جلال کا اظہار کر رہا ہے میں نے اپنے قلب میں ایک آواز کو سنا جو کہ رہی تھی کہ اگر خدا نے بنی اسرائیل سے تمام زبانوں میں دو دفعہ کلام کیا تو اس جماعت اسلامی سے وہ ہر نماز میں کلام کرتا ہے اور مجھے کامل یقین ہو گیا کہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں ....

اس بات کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک مسلمان تاجر کے ادائے نماز کے منظر اس کے ہم

سجدات اور ایک ان دیکھے خدا کی پرستش میں افریقہ کے ایک کافر حبشی کے لئے کتنی جاذبیت کا سامان موجود ہے جس کے اندر راز جوئی کا احساس بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ احساس ان تمام اقوام میں پایا جاتا ہے جو تہذیب کے نچلے درجہ میں ہیں جستجوئے استفسار کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اسلام کے متعلق یہ علم جو بعض اوقات سرا ہے حاصل ہو جاتا ہے وہ ایک شخص کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے بغیر جستجو کے اگر اسلام کو اس کے سامنے پیش کیا جاتا تو شاید وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ رمضان کے روزوں کے متعلق اتنا لکھنا ہی کافی ہوگا کہ یہ اس اعتراض کے خلاف ایک زندہ شہادت ہے کہ اسلام ایک ایسا نظام ہے جو خواہشات نفس کو ابھار کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔



ووکنگ مسلم مشن رسالہ اشاعت اسلام لاہور، انگریزی ماہنامہ اسلامک ریویو (لندن) کے اُردو ایڈیشن کا نام ہے اس کا مارچ نمبر اظہار رسالے کی فرمائش کیساتھ خاص طور پر موصول ہوا ہے۔ انگلستان اور خاص نواح لندن میں یہ اسلامی مشن خواجہ کمال الدین مرحوم کا قائم کیا ہوا آج ۳۲-۳۳ سال سے تبلیغ کا کام بڑی ہمت و سرگرمی سے کر رہا ہے۔ خواجہ مرحوم عقیدۃً احمدی (لاہوری) فرقہ سے تعلق رکھتے تھے ان کی تحریروں تقریروں اور مسلسل تبلیغی جدوجہد نے ایک خاصی فضا اسلام کی موافقت میں برطانیہ میں بلکہ اس کے باہر بھی دور دور پیدا کر دی، اور یہی نہیں کہ لارڈ ہیڈلے اور سر ہیوبرٹ رینکن جیسے با اثر افراد باقاعدہ مسلمان ہو گئے اور سر آرچیبالڈ ہملٹن وغیرہ اسلام سے بہت ہی قریب آ گئے بلکہ ہزاروں مسیحی قلوب سے قرآن اور پیغمبر کے متعلق بدگمانیاں دور ہو گئیں اور تعصب کے بادل بہت کچھ چھٹ گئے۔ ووکنگ مسلم مشن ایک باقاعدہ ٹرسٹ کے زیر انتظام کام کر رہا ہے اور ٹرسٹ کے ارکان علاوہ احمدی حضرات کے غیر احمدی بھی ہیں بہرحال ارکان اور کارکن جو بھی ہوں، دیکھنے کی بات صرف یہ ہے کہ کام کیسا ہو رہا ہے اور کام نتائج کے اعتبار سے الحمدللہ کہ فی الجملہ اچھا ہی ہو رہا ہے، ہم مسلمانوں کو زریں ہدایت تو قرآن مجید نے یہ کی ہے کہ کام اگر اچھا اور نیکی کا ہے تو اس میں شریک ہو جاؤ، اور کام اگر برا اور گناہ کا ہے تو اس سے الگ ہو جاؤ۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

(صدق۔ مورخہ ۵ رجون ۱۹۴۶ء)

مذہب اور سیاست

{از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب}

خدا کی طرف سے نازل شدہ مذہب جماعتوں اور افراد دونوں کے حقوق اور فرائض کو بیان کرتا ہے روحانی ترقی اور نفس کی بلندی کے علاوہ سوسائٹی میں صلح اور امن کا قائم کرنا بھی ہوتا ہے، مذہب گو حقوق اور فرائض دونوں کو کھول کر بیان کر دیتا ہے لیکن سماجی زندگی کے لئے یہ فرائض کی بجا آوری کو ہی بطور بنیاد کے قرار دیتا ہے۔ لوگوں کو جب ان کے حقوق سے محروم کیا جائے تو حقوق کا جائز مطالبہ کرنے میں مذہب لوگوں کے حوصلوں کو پست نہیں کرتا لیکن یہ حوصلہ افزائی ہی مذہب کا سب سے بڑا مقصد اور کام نہیں ہے۔ اس کی وجہ بالکل واضح ہے۔ حقوق کا مطالبہ اسی وقت موثر ثابت ہو سکتا ہے جبکہ وہ طبقہ جس سے حقوق کا مطالبہ کیا جائے اسکو بھی اپنے فرائض کا صحیح احساس اور شعور ہو اسلئے مذہب جب ایسے اداروں کو پیدا کرتا ہے جو حقوق کا تحفظ کرتے ہیں تو ساتھ ہی سوسائٹی اور ریاست پر یہ فرض بھی عاید کرتا ہے کہ وہ اپنے واجبات کا بھی خاص خیال رکھیں مذہب عموماً فرد کے احساس فرض کو اپیل کرتا ہے، مذہب کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ بجائے اپنے حقوق کے مطالبہ کے دوسروں کے حقوق کا احساس پیدا کرے۔

سیاست مذہب کے اسی حصہ سے متعلق اور محدود رہنی چاہیئے جو سوسائٹی اور ریاست پر بحیثیت مجموعی یہ فرض عاید کرتا ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی نگہداشت کریں۔ یہ سوسائٹی اور ریاست کا فرض ہے کہ وہ خیال رکھیں کہ کسی فرد اور جماعت کو اس کے حقوق سے محروم نہ کیا جائے۔ یہ سماجی زندگی کی ایک بری علامت ہے اور مذہب کی صحیح تفہیم کا فقدان ہی اگر فرد یا کوئی طبقہ حالات سے مجبور ہو کر اپنے حقوق کا خود مطالبہ کرے سیاست اور مذہب کی علیحدگی کے متعلق بہت سی غیر معقول باتیں لکھی گئی ہیں جیسا کہ آج تک حقوق

فرائض کی وضاحت لوگوں کی نمائندہ اسمبلی کی طرف سے ہی کی جاتی رہی ہے یہ وضاحت ہمیشہ مذہب کی طرف سے ہی ہوتی رہی ہے۔ مذہب اور سیاست کی علیحدگی کی تائید میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اور مذہب کی عام تفہیم بھی خاص ملک میں جس میں اس علیحدگی کا مطالبہ کیا جاتا ہے اب اس قابل نہیں ہے کہ لوگوں کے حقوق کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے اسلئے ہر ایک فرد اور جماعت کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے خود جد وجہد کرنا پڑتی ہے۔ اس بات کو لوگوں کی سیاسی بیداری کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ مذہب اب اس قابل نہیں ہے کہ اپنے بڑے مقصد اور کام کو سرانجام دے سکے اور لوگوں پر اثر انداز ہو سکے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھیں اور اس ضمن میں ان پر جو فرض عاید ہوتا ہے اسکو پورا کریں سوسائٹی کو جب یہ فرض خود ہی ادا کرنا پڑتا ہے تو اپنا کام چلانے کے لئے مختلف خام نظامات معرض وجود میں آجاتے ہیں جو عارضی طور پر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اس سے فرد کو ایک قسم کا لائسنس مل جاتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسروں کے فرائض کو نظرانداز کر دے۔

مذہب کی سیاست سے علیحدگی یا چرچ کی ریاست سے علیحدگی دراصل سوسائٹی کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ مذہب اس قوم کی سماجی زندگی میں بالکل ناکام ہو چکا ہے اس علیحدگی کے بعد لوگ پکے دنیا دار ہو جاتے ہیں اور دنیاداری ان کی فطرت ثانیہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ سوسائٹی میں ایک قسم کی افراتفری پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے اس بیان میں مبالغہ آمیزی نہیں ہے اور حکومت کا انفرادی اعمال خصوصاً تجارت کے معاملات میں دخل دینے سے احتراز اس کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے دوسروں کے حقوق کے متعلق سوسائٹی کے اس انداز کا لازمی نتیجہ عدم مداخلت ہی نکلتا ہے۔ اس کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان انتہائی خرابیوں کے نتیجہ میں مجموعی ریاست کا تصور پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر فرائض کو مذہب کی منشاء کے مطابق ادا کیا جاتا تو ریاست کی یہ انتہاء پسندانہ صورت کبھی رونما نہ ہوتی اگر اس لحاظ سے یورپ میں ایک مذہب ناکام ہو چکا ہے اور وہاں کے

مسائل اور پیچیدگیوں کو حل نہیں کر سکا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب مذاہب ناکام ہیں دوسرے مذاہب کے متعلق عیسائیوں کے شدید تعصبات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے موروثی مذہب کی لاش کو برقرار رکھیں اور اس کی سڑاند سے ساری فضاء کو مسموم کریں۔ وہ کسی دوسرے مذہبی نظام پر غور کرنے کو تیار نہیں جس میں صحت اور زندگی کے آثار بدرجۂ اتم موجود ہوں۔ وہ مذہب کو پرائیویٹ حیثیت دیتے ہیں اور اس کے باوجود اپنی قوم کو عیسائی قوم کہکر پکارتے ہیں۔ وہ دنیا میں اس بات کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ ان کا مذہب ایک خاص لحاظ سے ناکام ہو چکا ہے جیسا کہ مذہب سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ناکام ہو جائیگا اور انہیں سماجی معاملات کی بنیاد غیر مذہبی خیالات پر رکھنی چاہیئے اور اس کے باوجود وہ اس بات کا بھی دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ صرف عیسائیت ہی دنیا میں ایک سچا مذہب ہے لیکن قدرت اس قسم کی فضول باتوں کی متحمل نہیں ہو سکتی وہ ان کو مسلسل تندی کے ساتھ سزا دیتی چلی جائے گی حتیٰ کہ وہ اس بات پر معقولیت سے غور کرنا سیکھ جائیں۔

مغربی دنیا کا بہت بڑا حصہ اجتماعی ریاست کی ڈکٹیٹرشپ کے کوڑے کھا رہا ہے اور تکلیف اُٹھا رہا ہے لیکن وہ اس بات پر غور کرنے کی کوشش نہیں کرتے کہ اس کا دوسرا بدل یہ ہے کہ وہ ایک زندہ مذہب کو اپنی قوم میں جاری اور ساری کریں ایک ایسا مذہب جس میں فرد کے لئے اپیل موجود ہو اور جو طرفین پر فرائض عاید کرتا ہو۔ لوگوں میں عام سیاسی بیداری جس کو اس قدر نمایاں کیا جاتا ہے وہ اس کے برعکس نتائج پیدا کریگی ہمیں سیاسی بیداری کی بجائے ان کے اندر مذہبی بیداری پیدا کرنا چاہیئے یعنی وہ فرائض جو دوسروں کی طرف سے انسان پر عاید ہوتے ہیں ان کا صحیح شعور پیدا کرنا چاہیئے لوگوں کو یہ تعلیم دینی چاہیئے کہ وہ اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے شور مچانے کی بجائے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھیں انہیں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا سکھانا چاہیئے اس طریقہ سے لوگوں کی مجرمانہ ذہنیت کو کم کیا جا سکتا ہے۔ یہ قومی تہذیب اور تمدن کا حصہ ہونا چاہیئے کہ صرف اپنے حقوق کا ہی خیال نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ دوسرے کے حقوق کے

تحفظ کے لئے بھی مستعد رہنا چاہیئے جبکہ انہیں نقصان پہنچایا جا رہا ہو۔ جب ایک سوسائٹی میں اس قسم کی فضا پیدا کر دی جائے تو اس وقت ہی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ آسمانی بادشاہت جس کا ذکر حضرت مسیح نے فرمایا تھا وہ دنیا میں قائم ہوگئی ہے اور اس کے قیام پر ہی طبقات اور قوموں کے درمیان تصادم رک سکتے ہیں اسلامی اور قرآنی اصطلاح میں اس کو خلافت کا قیام کہتے ہیں ۔

انسان کو اس زمین پر ان دیکھے خدا کا خلیفہ بن کر رہنا ہے۔ کمزوروں اور حیا کرنیوالوں کو ان کے جائز حقوق دینا ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پہلے خطبہ کے ایک اقتباس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا :۔

"تم میں سے جو کمزور ہے وہ میری نگاہوں میں طاقتور ہوگا حتیٰ کہ میں اسکے جائز حقوق اسے دلادوں اور تم میں سے جو طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہوگا حتیٰ کہ میں اسے ان فرائض کو ادا کرنے پر مجبور کر دوں جو اس پر عاید ہوتے ہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلعم کے خلیفہ تھے اس لئے وہ خدائی مشیت کے مطابق عمل پیرا تھے اور اگر ایک دوسرے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ جمہور کی مرضی کی ہی ترجمانی کرتے تھے جن کی رہنمائی اور تربیت قرآن مجید نے کی تھی دونوں طرح سے وہ اس مسئلہ پر قرآنی مسلک کی ہی وضاحت فرما رہے تھے اور قرآن مجید سب طبقات کو ان کے جائز حقوق دینے پر زور دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے :۔ وات ذی القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ۔ اور قریبی کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔

قرآن مجید میں بار بار یہ فقرات آتے ہیں "خدا کا تقوےٰ کرو" یا "خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فرض تم پر عاید ہوتا ہے اس کو احتیاط سے پورا کرو" یہ سب اسی کی طرف اشارات ہیں جنکو قرآنی اصطلاح میں اللہ تعالےٰ کی حدود کہا جاتا ہے اور ان کا مطلب سوائے فرائض کے اور کچھ نہیں اور نیا اس کا مطلب دوسروں کے حقوق کا ادا کرنا بھی ہے ۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ بعض ترقی یافتہ قوموں کی مذہبی کتابوں میں یہ حقوق اور فرائض موجود نہیں اور نہ ان کی وضاحت کی گئی ہے اور نہ بین الاقوامی زندگی کے متعلق کسی قسم کے واجبات اور حقوق کا ذکر ہے۔ اس

ضمن میں مذہب سے مایوس ہونے سے پیشتر انہیں چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کا مطالعہ کریں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نوعِ انسانی کی طرف آخری پیغام ہے۔ گو سب مذاہب میں دوسروں کے حقوق کی نگہداشت کا ذکر موجود ہے لیکن یہ اسلام کی ہی امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ اس کو عالمگیر تمدن کی بنیاد قرار دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے خطرناک دشمن بھی ان باتوں کو اپنا رہے ہیں اور انہیں اپنے کلچر کی بنیاد بنا رہے ہیں اس بات کی وضاحت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ قرونِ وسطیٰ کی عیسائی بہادری کی داستانیں اسلامی اثرات کی رہین احسان ہیں اگر عیسائی دنیا اپنے آپ کو سماجی خودکشی سے بچانا چاہتی ہے تو اسے زندگی کے متعلق اسی نقطۂ نگاہ کا احیاء کرنا چاہیئے۔ یہ حقوق کا نعرہ دراصل جنگل کی زندگی کا نعرہ ہے اور واجبات اور فرائض کی ادائیگی کا نعرہ دراصل ایک منضبط سماجی زندگی کا نعرہ ہے جو مہذب زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔ ان میں سے ایک تو طاقتور کی طاقت اور صاحب اثر و نفوذ کے ذرائع کو چیلنج ہے اور دوسرا پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اپیل ہے اگر تعلیم اور پروپیگنڈا آدمی کے اندر حیوانی سرشت کو بیدار کرسکتا ہے اور حقوق کے مطالبہ کو زوردار بنا سکتا ہے تو مذہب کے حق میں ایک زبردست تحریک یقیناً انسان کے قلب میں بلند جذبات کو بیدار کرسکتی ہے اور ان جذبات کو بلند کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فرائض کی ادائیگی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی جائے۔ تاریخ اسلام اس کی کافی شہادت مہیا کرتی ہے۔ اس قسم کے کامیاب تجربہ کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایسی تحریک کی پشت پر ایک مذہبی شریعت ہونی چاہیئے جو ہمارے زمانہ کی مہذب زندگی کی پیچیدگیوں کو سلجھا سکے اور اس دور کے تقاضوں کو پورا کرسکے اور اس دور کے لئے ہر لحاظ سے کافی ہو۔

ایسی تحریک میں روشنی وسعت خیالی کا ہونا ضروری ہے اور دوسرے کوئی پادریوں کا طبقہ نہیں ہونا چاہیئے جو اپنی مافوق الفطرت طاقتوں کی مدعی ہو کر حکومت کے معاملات میں دخل اندازی کرے اور حکومت کو متاثر کرے اور شریعت کی تفسیر اور وضاحت کرنیوالے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو خدا کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں جن کے اندر مذہبی شعور ہو

چاہیئے لیکن ان میں کسی قسم کے صوفیانہ فریب اور دعوے نہیں ہونے چاہئیں اور وہ اتنے روشن دماغ ہونے چاہئیں کہ دنیا کے معاملات کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور ان کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر رکھتے ہوں اور مذہب کی روشنی میں ان کا اچھی طرح مطالعہ کر سکیں اور مذہبی اصولوں کے معیار پر انہیں پرکھ سکیں بالفاظ دیگر مطلب یہ ہے کہ کوئی علیحدہ چرچ نہیں ہونا چاہیئے جس سے چرچ اور ریاست کے باہمی تعلقات کا سوال پیدا ہو سکے خود ریاست اور حکومت میں مذہب کے اصول اور روح اچھی طرح رچ جانی چاہیئے اور اور زیادہ قطعی طور پر یوں کہنا چاہیئے کہ انسانیت کو از سر نو اسلامی خلافت کی طرز پر اپنی تعمیر اور تشکیل کرنی چاہیئے اگر انسانیت اپنے آپ کو برقرار رکھنا چاہتی ہے تو اسے یہ طریقہ ضرور اختیار کرنا پڑے گا۔

خواہ کچھ بھی ہو حقوق کی حکومت کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے اور واجبات اور فرائض کی حکومت کو جاری کرنا چاہیئے۔ دوسرے الفاظ میں وہ منحوس فضا جسے سیاست کہا جاتا ہے اور جو اس وقت ساری دنیا پر محیط ہے اسکو کسی پُر زور مذہب کے اثر سے بالکل صاف کر دینا چاہیئے صرف اس طریقہ اور روش میں انسانی تہذیب کا تحفظ اور بہبودی پوشیدہ ہے

مشاہیر یورپ اور اسلام

صدیوں تک یورپ کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ اسلام اور اس کے اصول کیا ہیں۔ اگر کسی نے جاننے کی کوشش بھی کی تو عجیب و غریب خوفناک خیالات جو توہمات سے بھرے ہوتے تھے ان کے دلوں اور دماغوں پر چھا جاتے تھے۔ سترھویں صدی کے وسط میں جو یورپ کی تہذیب اور تمدن کا بہترین زمانہ سمجھا جاتا ہے کہ جب تخیل اور عمل دونوں آزاد ہو چکے تھے یوروپین ماہرین السنہ میں ایشیائی زبانوں سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اس وقت انھوں نے اسلام کو اصلی صورت میں پہچاننے کی کوشش کی لیکن طریقے غلط اختیار کئے گئے۔ انتخاب میں وہ کتابیں آئیں جن کے مصنف عیسائی تھے جو مسلمانوں کی رعایا تھے۔ ان کی اطلاعات کا ماخذ وہ غیر مسلم مصنفوں کی تصانیف تھیں جو زبان عربی اور اصلی ذخیرہ اسلامی سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ان علماء نے اپنی تمامتر کوششیں جھوٹ کو سچ کر دکھانے میں صرف کیں۔ مارگولیتھ کو یہ شکایت ہے کہ "احادیث گڑھنے میں جو مختلف مقاصد پوشیدہ رکھے گئے ہیں ان کے باعث ایک مؤرخ ہمیشہ غلطیوں کا ارتکاب کرتا رہتا ہے"۔

بعد میں ان مشاہیر کا دور شروع ہوا جو تاریخ، فلسفہ اور عربی زبان سے تو بخوبی واقف تھے لیکن فقہ اور شریعت اسلام سے بالکل نابلد تھے۔ عربی زبان میں ماہر ہونے کے گھمنڈ نے ان سے شرافت کی بو کھو دی اور وہ اسلام اور بانیٔ اسلام پر جارحانہ حملے کرنے لگے۔ ڈانیل (DANIEL)۔ لوتھر (LUTHER) ملنکتھون (MELANCHTHON) اپنہیم (OPANHEIM) ڈی ہربرٹس (DENERBERTS) اور مراشی ..... (MARACCI) کی تصانیف گالیوں جھوٹے قصے اور کہانیوں اور عزت انگیز الزاموں سے بھری پڑی ہیں۔ ڈین پری ڈین (DEAN PRIDEAN) بھی ایک مایوس کن متعصب

مصنف ہے جس کو رواداری سے کوئی سروکار نہیں :

ساچو (SACHAU) جو ایک زبردست جرمن عالم ہے اور جس کی علمی قابلیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس نے بھی جب اسلامی اصول پر اپنے دیباچہ الہند مصنفہ بیرونی پر قلم اٹھایا تو ایسے حوالے بیان کئے جن سے خود اس کے بہی خواہ بھی یہاں تک ششدر ہو گئے کہ وہ اس کی شناخت نہ کر سکے۔

سیرت محمدیہ (Essay on the life of Mohd) کے مصنف کی رائے میں ڈاکٹر سپرنگر (Dr Shrenger) کا طرز بیان نہایت مبالغہ آمیز ہے اس کا دماغ تعصب اور ہٹ دھرمی نے بالکل ماؤف کر دیا ہے جو ایک مصنف کے لئے زیبا نہیں اور بالخصوص ایک مؤرخ کے لئے۔ سر ولیم میور (Sir William Muir) کی رائے میں ڈاکٹر سپرنگر (Dr Shrenger) کی تصنیف غلط دعووں پر مبنی ہے۔ یہ اصلی تحقیقات سے دور اور صاف گوئی سے معرا ہے۔ اس کا ماخذ مخلوط۔ بے ترتیب اور اور غیر مستند احادیث کا مجموعہ ہے۔

نولدکی (Noldke) نے کلام پاک کا مطالعہ خاص طور پر کیا لیکن جب اپنی رائے انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۶ میں کلام پاک کے متعلق ظاہر کی تو انتہائی ناواقفیت اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا۔

پامر (Palmer) باوجود کثیر مطالعہ اور تحقیقاتی رجحان کے اور عالموں کی طرح ناکام رہا۔

مارگولیتھ نے قصے اور کہانیوں پر مذہبی رنگ چڑھایا اور جھوٹ کا ایک عجیب و غریب انبار اپنے پیچھے چھوڑا جس نے اس کی شہرت کو سخت بٹہ لگایا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ "احادیث کے گھڑنے میں مختلف مقاصد اتنے زیادہ ملتے کہ ایک مؤرخ صریح جھوٹ کو صحیفہ الہامی سمجھنے کے خطرہ میں پڑ جاتا ہے "

خود سر ولیم میور (Sir William Muir) بھی جس کی یہ شہرت ہے کہ اس نے سیرت نبویؐ پر ایک بہترین کتاب لکھی ہے مارگولیتھ (Margoliouth)

کو اپنی نیک نیتی کا اطمینان دلانے سے قاصر رہا کیونکہ اس کی رائے میں میور مسئلہ تعصب عیسوی سے خالی نہیں ہے۔

عیسائی مصنفوں نے جو بے جا اور بے حد تحقیر اسلام اور بانی اسلام کی کی اس کے برعکس اثر کا ظہور ایسے غیر جانب دار اور سچے مصنفوں مثلاً گبن۔ گاڈ فرے ہگنس۔ کارلائل اور جان ڈیون پورٹ میں ہوا جنہوں نے اپنی محنت شاقہ اسلام اور نبی صلعم کے وقار کی حمایت میں صرف کی۔

گبن لکھتا ہے :۔

" اسلامی لڑائیوں کو نبی صلعم نے ضرور متبرک ٹھیرایا لیکن آپ کی زندگی میں مختلف نصائح کے ساتھ رواداری کی بہت سی مثالیں خلفائے راشدین کو ملیں جو غیر مسلموں کی مخالفت کو یک قلم ختم کرنے کے لئے کافی تھیں۔ عرب محمد صلعم کے خدا کی عبادت گاہ اور میراث تھی لیکن آپ نے دنیا کی دوسری قوموں کو حسد اور بغض کی نظر سے نہیں دیکھا۔ مشرک اور بت پرست جو اس کے نام سے ناواقف تھے جائز طور پر نیست و نابود کئے جا سکتے تھے مگر ایک دانشمندانہ تدبیر مملکت سے انصاف کر کے لوگوں کو ممنون کیا گیا متعصبانہ جوش کے اظہار کے ساتھ ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے اس مذہب کے دیوانہ اور آباد ملک کے بتکدوں کو برقرار رکھا۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کے معتقدین کو نہایت متانت سے حضرت محمد صلعم کے کامل نبوت کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے اگر ایک قلیل رقم بطور ٹیکس دینی منظور کی تو ان کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔"

گاڈ فرے ہگنس Godfrey Higgins کہتا ہے :۔

" عیسائی پادریوں کو جہاں دیکھو وہاں ان کو اسلام پر تعصب اور تنگ نظری کا الزام لگاتے ہوئے پاؤ گے۔ کیا غضب ہے۔ خدا اس مکاری کا بھلا کرے! وہ کون تھا جس نے مسلمانوں کو ہسپانیہ سے اس لئے نکالا کہ انہوں نے عیسائی ہونے سے انکار کیا، وہ کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو کے باشندوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جو بچے ان کو غلام بنا دیا اسلئے کہ وہ عیسائی نہ تھے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے اس اچھے برتاؤ کا مقابلہ

کرو جو انھوں نے یونان میں اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ کیا۔ صدیوں تک عیسائی امن و چین کیساتھ اپنی مقبوضات کے مالک رہے۔ پوری پوری مذہبی آزادی ان کو حاصل تھی۔ عیسائی پادری۔ لاٹ پادری اور رئیس قبیلہ نہایت تزک احتشام کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ گرجے بڑے احترام سے آباد تھے اور موجودہ لڑائیاں جو ترکوں اور یونانیوں کے درمیان ہوئیں وہ کسی مذہبی اختلاف کی بناء پر نہیں جیسی کہ گذشتہ لڑائی جو انگریزوں اور حبشیوں کے درمیان ڈمارا (DI MERA) میں ہوئی۔ یونانی اور حبشی اپنے فاتحوں کا جوا اپنی گردن سے اُتارنا چاہتے ہیں اور وہ دونوں حق بجانب ہیں۔ جہاں کہیں خلفائے اسلام نے فتح پائی اگر باشندے مسلمان ہو گئے تو ان کو آن کی آن میں اپنے فاتحوں کے برابر حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ ایک مخالف اسلام لیکن شریف عالم عربوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ "وہ کسی کو نہیں ستاتے تھے، یہودی اور عیسائی سب خوشی کے ساتھ ان کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے"

• حالانکہ یہ کہا جاتا ہے کہ مور (ہسپانیہ کے مسلمان باشندے) اس لئے جلاوطن کئے گئے کیونکہ انھوں نے عیسائی ہونے سے انکار کیا۔ میری سمجھ میں تو اس کا سبب کچھ اور ہی آتا ہے میرا گمان غالب ہے کہ مسلمان اپنی دلائل اور براہین سے عیسائیوں کو اس درجہ زچ کر دیتے تھے کہ جاہل راہبوں کے پاس ان کا علاج سوائے مذہبی عدالتوں کے ظالم فیصلوں اور تلوار کے گھاٹ اتارنے کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ میں بلاشبہ کہہ سکتا ہوں، کہ ان ناپاک طاقتوں کی وسعت کو دیکھکر یہ صحیح تھا کہ مسلمانوں کو ان شیطانی ذریعوں سے جواب دیا جائے۔ جن ممالک کو خلفائے اسلام نے فتح کیا امن پسند باشندے چاہے وہ یونانی ہوتے یا ایرانی۔ صابی یا ہندو۔ قتل نہیں کئے جاتے تھے جیسا کہ عیسائیوں نے مشتہر کیا ہے بلکہ فتح کے اختتام پر وہ نہایت اطمینان سے اپنی جائداد پر قابض ہو جاتے تھے اور پوری پوری مذہبی آزادی بھی حاصل ہو جاتی تھی۔ جس کے بدلے میں وہ ایک نہایت ہی قلیل رقم بطور ٹیکس کے دیتے تھے جو کسی حالت میں بھی کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہ تھی۔ خلفائے اسلام کی مکمل تاریخ میں ایک آدھ مثال بھی ایسی ذلیل نہیں ملیگی جیسی کہ ایک عیسائی مذہبی عدالت۔ اور نہ کوئی ایسا شخص سننے

میں آئے گا جس کو محض مذہبی اختلاف کی بناء پر زندہ جلا دیا گیا ہو۔ میں یہ بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں کہ غیر مسلم کو امن کے زمانہ میں اس لئے موت کے گھاٹ اتارا گیا کہ اس نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہو۔ بے شک جو مسلمان فاتح بعد میں آئے انھوں نے اپنی مہمات میں بڑے بڑے ظلم کئے جس کا الزام ان عیسائی مصنفین نے نہایت سرگرمی کے ساتھ مذہب اسلام پر لگایا ہے۔ ایسا کرنے میں وہ ہرگز حق بجانب نہیں۔ یہ سچ ہے کہ مذہبی تعصب سے جنگ کی برائیاں بڑھ گئی تھیں لیکن نہیں اس کے باوجود بھی مسلمان فاتح عیسائیوں سے کہیں زیادہ بہتر تھے۔

ڈیون پورٹ (Davenport) اس کی تصدیق اس طرح کرتا ہے:۔

"محمدؐ نے خراج لگایا اور روپیہ لیکر آزاد کیا لیکن ہر حالت میں مفتوح کے مذہبی عقائد کا احترام کیا یہ سچ ہے کہ آپؐ نے اپنے مذہب کی سفارش کی لیکن اسکو کبھی زبردستی اور قانوناً نہیں منوایا اور اس طرح کلام مجید کے اس ارشاد کی تعمیل کی "اسلام قبول کرو تاکہ تم روشنی میں آجاؤ۔ اگر وہ منحرف رہیں تو تم ان کو صرف تبلیغ کرو۔ خدا اپنے بندوں کو خوب پہچانتا ہے۔"

"محمد صلعم کی کامیابیوں کا راز اُس حلم اور اعتدال میں پوشیدہ ہے جو انھوں نے عیسائیوں کے ساتھ برتا اور صرف ایک قلیل رقم بطور ٹیکس مانگی۔ جب وہ مدینہ کو واپس تشریف لائے تو جس ملک کو آپؐ نے فتح کیا وہاں کے ہر انسان کا دل آنحضرت صلعم کے رحم اور مراعات پر متحیر تھا"

"یہ ضروری ہے کہ دنیا کے لوگوں کو اس تعصب سے پاک کیا جائے کہ اسلام ایک مذہب ہے جس کی اشاعت ظلم سے ہوئی۔ یا تو عیسائیوں سے ان کا مذہب زبردستی چھڑوایا گیا یا انہیں موت کا پیغام سنایا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ عربوں کا برتاؤ حقیقت میں اس مسکینیت کا نمونہ تھا جس کی تعلیم انجیل مقدس نے دی جب ہم ان کا پوپ کے مظالم سے مقابلہ کرتے ہیں جو آدم خور درندوں پر سبقت لے گئے"

مذہبی تنفر- قومی مخالفت اور سیاسی اغراض کے علاوہ اور بھی دوسرے اسباب تھے جن کی بنا پر اسلام کے خلاف نہایت بدباطنی سے پروپیگنڈا کیا گیا۔ اسلام کے دشمنوں کی متعصبانہ سنی سنائی روایات نے متاخرین کو حقیقت میں بہت دھوکہ میں ڈالا اور ایسی کتابیں بہت کم رہ گئی ہیں- جن کی صداقت مشکوک ہو۔

"آنحضرت صلعم کی سیرت لکھنے میں" سرسید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں"۔ یا ہماری مذہبی تاریخ کے سراغ لگانے میں شاذ و نادر ہی کسی یورپین مصنف نے وہ صبر و تحمل برتا ہو جس کی مضمونت کی اہمیت طالب ہے۔ برخلاف اس کے تعصب اور دشمنی سے مغلوب ہو کر انھوں نے اپنی آنکھیں اس روشنی سے بھی بند کر لیں جس نے اپنا پرتو ان پر ڈالنا چاہا اور اس مقولہ کو صحیح ثابت کر دیا کہ اس سے بڑھکر کوئی اندھا نہیں ہے جو دیکھنا ہی نہ چاہے"۔

"دینیات کے مختلف شعبوں پر بحث کرتے ہوئے یعنی (۱) حدیث (۲) سیر (۳) تفسیر اور (۴) فقہ میرا یہ ارادہ ہے کہ ایسا راستہ تیار کروں جس سے آیندہ اسلام پر اعتراض کرنیوالوں کی رہبری ہو سکے کیونکہ اکثر مصنفوں نے ہمارے مذہبی لٹریچر اور ماحول سے ناواقف ہو کر نہ صرف طعنوں کی بوچھاڑ کی بلکہ نہایت شدید حملے بھی کئے آنے والے مصنفوں نے آنکھ بند کر کے اس کی تقلید کی"۔

یورپین مصنف زیادہ تر جانتے ہی نہیں کہ احادیث کیا ہیں۔ اُنکی تحقیقات کی کسوٹی ایک مسلم کے جانچ کے طریقہ سے بالکل جُدا ہے۔ ایک مسلمان کو پہلے یہ تلاش ہوتی ہے کہ حدیث صحیح ہے یا اس کو متوسط درجہ دیا جا سکتا ہے یا وہ کمزور ہے یا غیر معتبر۔ اس کے علاوہ وہ اپنے اطمینان کے لئے راوی کی صداقت ضروری سمجھتا ہے جہاں تک کہ اس کے علم اور شرعی استعداد کا تعلق ہے۔ وہ ایسے راویوں کی احادیث قبول کریگا جن سے شاذ و نادر غلطی کا ارتکاب ہوا ہو- جن کی سچائی اور ایمانداری مسلمہ ہو۔ برخلاف اس کے ایک یورپین مصنف کسی حیثیت کے آدمی کی رائے کو قبول کر لیتا ہے بشرطیکہ اس کے بیانات نہایت چالاکی سے ترتیب دیئے گئے ہوں اور جن کے نقص بڑی قابلیت سے رفع کر دیئے گئے ہوں۔ یورپین مصنفین کے پاس گمنام شخصوں کی رائے کی بھی کوئی

گئی تھیں ہے۔ اس اصولی اختلاف نے یورپین تصانیف کی بڑی بے قدری کر دی ہے جس کی ابتداء خراب ہو اُس کی انتہا میں کیا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ مشہور علماء بھی باوجود اپنے وسیع علم کے ایسی ہی غلطیاں کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ عوام۔ ہماری شرع اصول اور فیصلے پر مبنی ہے۔ اصول مذہب مستند اور بے عیب ہیں لیکن فیصلے غلطی کے امکان سے خارج نہیں۔ محققین کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک جنس کو دوسرے سے جدا رکھیں۔ اور اس طرح جو عیب دریافت ہو اس کا الزام مذہب پر کسی طرح نہ تھوپیں۔ بلکہ اس کی ذمہ داری اس عالم پر ہے جو مشتہر والے پیش کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ امام اربعہ سے جو اسلام کے بہترین مفسر تھے کسی طرح برتر نہیں ہو سکتا۔ آئمہ اعظم نے صاف طور پر اعلان کر دیا کہ اگر اُن کے فیصلے یا اصول قرآن وحدیث سے مختلف ہوں تو ان کی کچھ اصلیت نہیں۔ آئمہ اعظم نے اپنی معتبر اور مستند رایوں کے کلام پاک اور احادیث سے رجوع کرنے کے لئے ہر حالت میں سخت تاکید فرمائی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب تک ان کی رائے سے بہتر رائے دستیاب نہ ہو سکے ان کی رائے کو برتری دی جائے۔ امام مالک کا ارشاد ہے کہ ہر اصول کی اشاعت میں سوائے آنحضرت صلعم کے ہر ایک سے غلطی ہو سکتی ہے۔ امام حنبل کا قول ہے کہ صرف انہیں کے فیصلہ پر دارومدار نہیں ہونا چاہیئے بلکہ کلام مجید اور احادیث سے رجوع کرنا نہایت ضروری ہے۔ امام شافعی نے اپنے ایک شاگرد ابراہیم سے فرمایا کہ صرف ان ہی کی رائے پر انحصار نہ رکھا جائے بلکہ ہر موضوع پر جس کی بنیاد کلام پاک اور احادیث پر ہو اپنی رائے قائم کر کے بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہر شخص کا قول سوائے آنحضرتؐ کے ارشاد کے غلط ہو سکتا ہے۔

ریورینڈ جان۔ ای۔ میرل پی۔ ایچ۔ ڈی (نے عیسائیوں کے رویہ کی جو اسلام کے ساتھ رہا ہے ان الفاظ میں تصدیق کی ہے :۔

"جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے عیسائیوں کا برتاؤ اسلام کے ساتھ بالعموم ایسا رہا ہے جیسا کہ ایک دشمن کا دوسرے کے ساتھ۔ اور اس برتاؤ کے مختلف درجے ہیں کہیں صرف مذہبی رقابت کی صورت اختیار کی تو کہیں اپنے بچاؤ میں رونما ہوا۔ کہیں

ملامت اور تضحیک اسلام ان کا مسلک بن گیا تو کہیں وہ مسلح ہو کر حملہ آور ہوئیں۔ جہاں مسلمانوں کے رعایا تھے وہاں خفیہ کارروائیاں کرتے رہے ورنہ دشمنی علانیہ رہی۔"

یہ پوشیدہ اور ظاہر دشمنی کسی ایک جماعت۔ کسی ایک قوم اور کسی ایک ملک کے باشندوں تک محدود نہ تھی بغض اور کینہ سے بھرے ہوئے دلوں نے شرمناک پروپیگنڈا کے کام شائستہ گورنمنٹوں کے اشارہ سے سلطنتوں کی حمایت میں اپنے ہاتھوں میں لیا۔ زہریلا لٹریچر گھڑا گیا اسکو شائع اور تقسیم کیا گیا تاکہ مسلمانوں کے خلاف ایک عام نفرت پیدا ہو جائے اور غیر مسلم قوموں میں ایک عام بے چینی کے آثار پیدا ہو جائیں۔ عیسائیوں نے اپنے مذہبی تعصب اور قومی تنفر کا اظہار اپنی زبان سے۔ قلم سے۔ استعارہ میں۔ تشبیہ میں تمثیل میں۔ خفیہ اور علانیہ ہر صورت سے کیا۔ غرضیکہ یورپ میں اسلام کا ورود مکدر فضا میں۔ گندے وسیلوں سے۔ جاہل مصنفوں کی معرفت۔ غلط ترجموں کی مدد سے۔ جانبدار محققین اور طرفدار مورخین اور فتنہ پرداز سیاستدانوں کے ذریعوں سے ہوا جنھوں نے کسی موضوع پر اس کے انجام تک پہنچنے میں کبھی ایمانداری سے غور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جہالت اور حسد جو مغربی دنیا پر صدیوں تک چھایا رہا اب بھی اس کا ظہور ان کی تصانیف سے ہوتا رہتا ہے۔ عیسائی علماء نے اسلامی دینیات۔ تاریخ۔ فلسفہ اور فقہ کے حاصل کرنے میں بڑی دلچسپی سے کام لیا۔ اسلامی آرٹ۔ سائنس اور لٹریچر کے اکتساب میں بڑی سرگرمی دکھلائی اور تحقیقاً علوم و فنون میں قابل تعریف تندہی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ بہت سی عربی کتابوں سے یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو جانے سے مشرقی زبانوں کے علوم کے جاننے میں پہلے کی نسبت بہت آسانی ہو گئی ہے۔ نادر تاریخی قلمی کتابیں مشرقی زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں اور بیت سے اسلامی ممالک براہ راست یا دوسرے وسیلوں سے ان مغربیوں کے ہاتھوں میں آ گئے ہیں اس پر بھی تاریکی کا یہ عالم ہے کہ حق کو باطل سے جدا نہیں کیا جا سکتا پادریوں نے اسلام کے خلاف غضب کا زہر اگلا ہے۔ بیشمار گالیاں اور بیدردانہ حملے آنحضرت اور تمام اسلامی انجمن ہائے اشاعت علوم و فنون پر کئے۔ جب تک ان کا اقتدار قائم رہا انھوں نے اسلام اور مسلمانوں سے بڑے ہی خوفناک طور پر بدلے لئے غرضیکہ اسلام یورپ میں

بہت ہی بدنما شکل میں پیش کیا گیا۔ اس سلسلہ میں میں ہنری ڈی کاسٹری ( )
( ) کے الفاظ ذیل میں تحریر کرتا ہوں:۔

"مسلمانوں کے جذبات عیسائیوں کے بارے میں کیا ہوں گے جب وہ اپنے متعلق زمانہ وسطیٰ کے رائج شدہ من گھڑت کہانیاں اور بے بنیاد گیت سنیں گے اسلام سے ناواقفیت کے باعث وہ افسانے اور غزلیں تنفر اور دشمنی سے بھرے پڑے ہیں۔ تمام غلطیاں اس وجہ سے ہو رہی ہیں کہ وہ فرضی ذرائع آج تک موجود ہیں"

جب پادریوں کا وجود قوموں کی ترقی میں حائل ہونے لگا اور توہمات میں بھی کمی آگئی تو معتقدین نے بے توجہی شروع کر دی اور پادریوں کے جوئے کو اتار پھینکا۔ پھر بھی جب کبھی کوئی سیاسی اکھاڑا تیار ہوتا ہے تو تعصب کی ایک چنگاری دہیمے دہیمے شراروں سے ایک عالمگیر آگ پیدا کر دیتی ہے۔ جارحانہ حملے آنحضرت پر۔ قرآن مجید اور اس کی تعلیم پر کئے گئے یہاں تک کہ اصلی تاریخ کے ذرات "بقول مارگولیتھ" کے مصنوعی قصے کہانیوں میں جذب ہو کر رہ گئے۔ غرضیکہ اسلام کا ظہور دنیا میں نہایت خوفناک اور حقارت آمیز صورت میں ہوا۔ اسلام کی اندھادھند مخالفت میں پادریوں نے وہ وہ نامعقول اتہامات لگائے جن کا وجود کلام پاک یا احادیث مقدسہ میں کہیں نظر نہیں آتا۔ اور وہ وہ برائیاں اسلام سے منسوب کیں جن کی تردید اسلام نے نہایت کامیابی کے ساتھ کی۔ مثلاً کثرت ازدواج پردہ غلامی اسلامی لڑائیاں اور جزیہ۔ پہلے چار الزاموں پر مشہور مصنفوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور اسلام کو بری کیا ہے لیکن میں اپنی توجہ صرف جزیہ تک جو میرا آیندہ مضمون ہوگا محدود رکھوں گا۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جس سے آنحضرت صلعم کی فراخدلی اور غیر محدود انسانی محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ شعر۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسلام اور اجتماعی نماز

از جناب میزان الرحمٰن صاحب ایم - اے -

نماز کی تاثیر ساری دنیا میں مسلم ہے۔ اسلام دن میں پانچ نمازوں کو فرض قرار دیتا ہے ہر جمعہ کے روز نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ عیدین کی نمازیں سال میں دو مرتبہ ادا ہوتی ہیں ان کے علاوہ نماز کی اور صورتیں بھی ہیں۔ مختصر یہ کہ نماز یا صلوٰۃ پانچ بنیادی ارکان اسلامی میں سے ایک رکن ہے ـــــ اسلام اجتماعی نماز پر بہت زور دیتا ہے۔ دو یا دو سے زیادہ مسلمان جب نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ وہ اس معین وقت پر متحدہ طور پر نماز ادا کریں۔ وہ علیحدہ علیحدہ نماز ادا نہیں کر سکتے گو انفرادی نماز کی بھی بعض استثنائی صورتوں میں اجازت ہے۔ نماز جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا اجتماعی طور پر ادا ہونا ضروری ہے۔

ان اجتماعی نمازوں میں ایک شاندار حقیقت پنہاں ہے۔ اسلامی احکامات کے پیش نظر جتنا بڑا مجمع ہوگا اتنا ہی نماز کا زیادہ ثواب ملے گا۔ یہ احکامات بہت معنی خیز ہیں۔ بظاہر ان احکامات کی غرض مذہبی اجتماعات کا بڑھانا ہے لیکن ان کی حقیقی غرض کیا ہے؟ ان کے وجوہ درحقیقت اتنے نمایاں ہیں کہ ان پر زیادہ روشنی ڈالنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ ـــــ اسلام ایک جمہوری فالیطی ہے اس کی بنیاد اخوت اجتماعیہ انسانیہ پر قائم ہے جس میں صرف خدا تعالےٰ کو ہی اقتدار مطلق حاصل ہے۔ اسلام انسانوں کے درمیان کسی قسم کے امتیازات کا قائل نہیں۔ قرآن مجید نے زوردار الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا ہے کہ تمام ایمان لانے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے:-

"کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ بعد میں آنے والے کو پہلے پر کوئی فوقیت حاصل ہے سوائے تقوےٰ کے" قرآن مجید کا حکم اور حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد بالکل واضح ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ وہ بنیادی پتھر ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔

پیغمبر اسلام کوئی فلسفی اور شاعر نہیں تھے آپ ایک فعال انسان تھے حضور صلعم نے کبھی اس بات کی تعلیم نہیں دی جس پر پہلے خود عمل نہ کیا ہو اور جس پر سارے لوگ عمل پیرا نہ ہو سکیں حقیقت پسندی اسلامی قانونیت کی روح رواں ہے اور آنحضرت صلعم نے خدائی ہدایت کی روشنی میں اس کی تلقین فرمائی ہے اسلام کی اجتماعی نمازوں کے احکامات ایمان لانے والوں کی عالمگیر اخوت کو پیدا کرنے کے اقدامات یہ مساوات نسل انسانی کے قیام کے لئے روزمرہ کے مظاہرے اور یاددہانیاں ہیں تاکہ مساوات کے مطلق اصول پر ادا کرتے ہیں آقا اور نوکر امیر اور غریب شہزادہ اور کسان رعایا اور راعی مسجد میں پہنچکر ایک جیسے اور مساوی ہو جاتے ہیں۔ مسجد میں کسی امتیاز اور کسی علیحدگی کی علامات نظر نہیں آتیں عیسائی لوگ بھی اپنے گرجوں میں اتوار کے روز اجتماعی نماز ادا کرتے ہیں لیکن وہاں ہمیں اس سے بالکل مختلف منظر نظر آتا ہے وہاں بڑے لوگوں کے لئے نمایاں جگہیں معین اور ریزرو کی ہوئی ہوتی ہے اور پادری جس کی قیادت میں نماز ادا کی جاتی ہے پہلے سے مقرر شدہ ہوتا ہے لیکن مسجد میں ایسا کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ امراء کے لئے جگہیں معین نہیں کی جاتیں اور کوئی اچھا اور نیک مسلمان نماز کی امامت کرا سکتا ہے اس اجتماع میں جو شخص سب سے بڑھ کر متقی ہو خواہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے معمولی انسان ہو امام بن سکتا ہے۔ اگر امام مقرر شدہ ہو تو اس کے لئے متقی اور عالم ہونا ضروری ہے۔ اسلام میں پیشہ ور آئمہ نہیں ہیں۔

اسلامی اجتماع میں سے ایک معمولی انسان بھی امام اور مسلمان قائد پر اعتراض اور سوال کر سکتا ہے تاریخ میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے بلند مرتبت انسان پر بھی اعتراض ہوئے جبکہ وہ رسول اللہ صلعم کے منبر پر کھڑے تھے۔ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ دینے کو تیار تھے کہ اجتماع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے امیرالمومنینؓ پر اعتراض کیا کہ انھوں نے جو قمیص پہنی ہوئی ہے وہ کہاں سے آئی کیونکہ بیت المال سے جو کپڑا سب مسلمانوں کو دیا گیا تھا اس سے حضرت عمرؓ کی قمیص نہیں بن سکتی تھی اور خلیفہ کو کوئی حق نہیں ہے کہ عام مسلمانوں سے بڑھ کر اس کپڑے کے کوٹہ میں سے حصہ لے۔ حضرت عمرؓ یہ اعتراض سن کر خاموش ہو گئے کیونکہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ یہ اعتراض ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ وہاں موجود تھے وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس غلط فہمی کی وضاحت فرمائی کہ بیت المال سے جو کپڑا ان کو ملا تھا وہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو قمیص بنانے کے لئے دیدیا

تھا کیونکہ حضرت عمرؓ کی پہلی قمیص بالکل بوسیدہ ہو چکی تھی۔

اس جواب سے اجتماع کی بالکل تسلی ہوگئی حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی اور اس اعتراض سے آپ بالکل برہم اور ناراض نہیں ہوئے۔ اسلامی قانون اور شریعت کی رو سے پروتاریہ کو یہ اختیار اور حق حاصل ہے کہ وہ اپنے امیر پر اس نوعیت کے اعتراضات کر سکیں اور ان کے تسلی بخش جواب کا مطالبہ کریں کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ "قوم کا لیڈر قوم کا خادم ہوتا ہے" یہ حقیقی اسلام ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس میں اس فقرہ پر غور فرمائیں "سوائے تقوے کے کسی کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں" یہ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے جو اس مختصر مضمون کے سیاق میں درج کیا گیا ہے اسلام میں فوقیت اور امتیاز کا معیار حیثیت اور مرتبہ نہیں روپیہ اور طاقت نہیں بلکہ تقوے ہے ــــ حضرت نبی کریم صلعم کا ایک اور قول ہے "بہتر آدمی وہ ہے جو مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے" اور قرآن مجید فرماتا ہے۔ "اللہ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو تم میں سے سب سے بڑھ کر متقی ہے"۔ یہ ایسے احکامات ہیں جن کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ ــــ اسلام میں انسان کی یہ صحیح پوزیشن ہے اور اس معیار کو محکم کرنے کے لئے اجتماعی نمازوں کی ادائیگی کا فریضہ عاید کیا گیا ہے جو ہر روز ہفتہ وار اور سالانہ ادا کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان اسلام کی بنیادی تعلیمات کو فراموش نہ کریں حضرت نبی کریم صلعم کی عملی دانشمندی بہت کامیاب رہی ہے اور اس سے اسلام کا حقیقی مقصد پورا ہو گیا ہے اور مرور زمانہ کے باوجود اسلام کی جمہوری روح اسی طرح برقرار ہے اور دنیا کے ہر اسلامی ملک میں اسلام کا یہ سنہری اصول محفوظ ہے۔

اسلام کی یہ روح ہندوستان جیسے ذات پات میں جکڑے ہوئے ملک پر بھی اثرانداز ہوئی ہے جہاں کہ عبادت اور پرستش کے مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

عیسائی مبلغین کی مخصوص چالیں

{از جناب عبداللطیف آرنلڈ صاحب}

استدلال کا جو طریق عیسائی مبلغین اختیار کرتے ہیں اور اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اسکی وضاحت کیلئے اس کتاب کی مثال بہتر رہے گی جو "کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا" نے شائع کی ہے — یہ کتاب جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے یہ اس مجموعہ کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "اسلام کا رد اسلام کے ذریعہ"

یہ کتاب ریورنڈ ای۔ ایم۔ وھری ڈی۔ ڈی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب میں جو دلائل اختیار کئے گئے ہیں وہ بہت غیر معقول اور کچے ہیں اس کی منطق بہت کمزور ہے لیکن مصنف نے اتنے کمزور مواد کے باوجود اپنی طرف سے اسلام کے رد میں انتہائی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر وھری کے اپنے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی اصولوں سے ہی ثابت کیا جائے وہ اصول جو کہ قرآن اور اسلامی روایات میں ملتے ہیں کہ حقیقی اور سچا مذہب جو شروع سے دنیا میں موجود ہے وہ مسیح کا ہی مذہب ہے اور وہی لوگ سچے مسلمان ہیں جو توراۃ، زبور اور انجیل کی ہدایات کے بموجب (عہد نامہ قدیم اور جدید) ہمارے خداوند یسوع پر ایمان رکھتے ہیں"

یقیناً یہ ایک بہت مشکل کام ہے — مصنف اسلامی عقائد اور اصولوں کے متعلق دو تین درست باتیں بیان کرنے کے بعد اسلام پر مندرجہ الفاظ میں حملہ شروع کرتا ہے:۔

"قرآن اگر واقعی الہامی ہے جیسا کہ اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ ہے تو اس صورت میں اسے مسیح کی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے اسے نہ تو مذہب عیسوی سے اختلاف کرنا چاہیئے اور نہ اسے رد کرنا چاہیئے"

قرآن مجید کی ایک سورت کی چند آیات کو درج کر کے ڈاکٹر دھری صاحب لکھتے ہیں :۔

" ہر ایک آنے والی وحی کے حصہ کو اس کی پہلی وحی کی تائید اور تصدیق کرنی چاہیئے "

ڈاکٹر صاحب کا بیان اس مسئلہ کے متعلق اسلامی عقیدہ سے بالکل مطابقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ ثابت کریں کہ قرآن مجید انجیل سے اختلاف رکھتا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ قرآن مجید مسیح کی ابنیت کا انکار کرتا ہے، تثلیث اور خداوند مسیح کے انسانی جسم کو اختیار کرنے کا رد کرتا ہے چنانچہ آپ بڑے زور دار الفاظ میں لکھتے ہیں :۔

" قرآن مجید کے ان بیانات سے بالکل واضح ہے کہ قرآنی تعلیم تورات اور انجیل سے بالکل مطابقت نہیں رکھتی "

لیکن ڈاکٹر دھری صاحب نے اس سلسلہ میں سے ایک کڑی کو بالکل نظر انداز کر دیا اور بدقسمتی سے اس فروگذاشت کی وجہ سے ان کا تمام نظریہ پاش پاش ہو جاتا ہے جب اس کا نظر غائر سے مطالعہ کیا جائے۔

وہ بہت غیر محتاط ہو کر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ مسیح کی ابنیت، تثلیث اور مسیح کی تجسیم، ۔۔۔ تورات اور انجیل کی تعلیم ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے مسیح نے خود (یقیناً حضرت مسیح ڈاکٹر دھری سے بڑھ کر وقیع ہیں) ایک شخص کے جواب میں جس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا " اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں " ۔۔۔ کہا تھا " تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے " (متی باب ۱۹)

یہ حضرت مسیح کی طرف سے الوہیت کا صاف انکار کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی تثلیث اور تجسیم کا بھی انکار ہے جیسا کہ ذرا غور کرنے سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے ـــــ

مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ پیغمبر دانیال اور یسعیاہ نے پیشگوئی کی تھی کہ اسے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا لیکن جب ہم یسعیاہ کے اس باب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یسعیاہ باب ۵۲ میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح یہودی قوم کے حد سے تجاوز کرنے سے زخمی ہوا اور اس کے بعد آگے عبارت یوں چلتی ہے :۔

" لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے اس نے اسے غمگین کیا جب اس کی جان

گناہ کی قربانی کے لئے گذرانی جائے گی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا اس کی عمر دراز ہوگی“

یہ ایک بہت صاف پیشگوئی ہے کہ مسیح کو لعنتی اور صلیبی موت سے نجات ملے گی اور اس کی عمر دراز ہوگی چنانچہ دانیال ۹ : ۲۶ میں لکھا ہے:۔

” تین کوڑی اور دو ہفتے گذرنے کے بعد مسیح کو کاٹا جائے گا مگر اسکے اپنے لئے نہیں“

اگر اس بیان کا تعلق واقعی مسیح کی وفات کے ساتھ ہے وہ مسیح جس کو صلیب دیا گیا تو پھر یہ بہت ہی مبہم اور غیر تسلی بخش اشارہ ہے تاریخ کے اتنے عظیم الشان واقعہ کے متعلق جب خالق کو صلیب دیا گیا (ہم اس قسم کی کفریات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں)

دوسری طرف یہ مسلمانوں کے اس عام عقیدہ سے بالکل مطابقت رکھتا ہے کہ یہودیوں کے چنگل سے نجات حاصل کرکے مسیح اپنے حواریوں سے کاٹا گیا یعنی علیحدہ ہوگیا کیونکہ اسے فلسطین سے بھاگنا پڑا ـــــ اور یہ الفاظ کہ ”اپنے لئے نہیں“ غالباً اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مشن پہلی جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد ختم نہیں ہوا بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے انھوں نے اپنی محنت کو جاری رکھا اور نئے ماحول میں وہ اپنی تعلیم کو برابر پھیلاتے رہے۔

کتاب کے سیاق میں ڈاکٹر وھری صاحب نے حضرت مسیح کی الوہیت کو ثابت کرنیکے لئے انجیل کی متعدد آیات نقل کی ہیں اور اس نقل کرنے کو انھوں نے مسیح کی الوہیت کیلئے کافی ثبوت سمجھ لیا ہے وہ آیات یہ ہیں:۔

ـــــ ”میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں سے آیا ہوں پھر دنیا سے رخصت ہوکر باپ کی طرف جاتا ہوں“ (یوحنا باب ۱۶-آیت ۲۸)

ـــــ ”میں اور باپ ایک ہیں“ (یوحنا باب ۱۰، آیت ۳۰)

ـــــ ”اس نے ان سے کہا تم نیچے کے ہو میں اوپر ہوں تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں ہوں“ (یوحنا باب ۸ آیت ۲۳)

ـــــ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مردے خدا کے بیٹے

کی آواز سنیں گے اور جو سنیں گے وہ جئیں گے" (یوحنا باب ۵۔ آیت ۲۵)
آخری اقتباس میں جن مردوں کا ذکر ہے وہ یقیناً روحانی مردے ہیں۔ یہ سب اقوال اور ان کے علاوہ جنہیں ڈاکٹر وھری نے پیش کیا ہے وہ بالکل دوسرے پیغمبروں کے اقوال سے مطابقت رکھتے ہیں اور خصوصاً وہ پیغمبر جن میں تصوف کا رنگ زیادہ ہے۔

ڈاکٹر ی وھری مندرجہ ذیل الفاظ میں اسلام پر بھی تنقید کرتے ہیں :۔

(ا) قرآن مجید میں خدا کی محبت اس کی مشیت اور قدرت کے تابع ہے"

قرآن مجید کا غور سے مطالعہ کرنے والا بالکل اس کے برعکس نتیجہ پر پہنچتا ہے قرآن مجید میں صاف الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ خدا کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

(ب) گو فرشتوں کا قرآن مجید میں بار بار ذکر آتا ہے اور قرآنی تعلیم کے مطابق وہ حقیقی مومنوں کے خدام ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور انہیں بدی سے بچاتے ہیں ....

لیکن اس کے باوجود قرآن مجید کی تعلیم بہت غیر مکمل اور ادھوری ہے"

یہ تو نمایاں طور پر ایک فضول اور لغو بات ہے قرآن مجید میں عہد نامہ جدید اور قدیم سے بڑھ کر وضاحت سے فرشتوں کا ذکر ہے۔

(ج) "مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ صرف قرآن کو ہی نہ پڑھیں بلکہ تورات اور انجیل کو بھی پڑھیں"

یہ عجیب استنباط اور استدلال انھوں نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے کیا ہے:

قل یاأھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم۔ ترجمہ:۔ کہو اے اہل کتاب تمہارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں یہاں تک تورات اور انجیل کو اور اس کو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا قائم

ڈاکٹر وھری نے اس حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ یہاں اہل کتاب سے مراد عیسائی اور یہودی ہیں۔

(د) "خدا تعالے کے پیغمبروں کے متعلق قرآن میں جو معلومات ہیں وہ بھدی اور پھیلی ہوئی ہیں"

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے متعلق بائبل میں جو بدنام کرنے والے اور ادنیٰ درجہ کے قصے درج ہیں (یہ قصے بائبل کا ایسا حصہ ہیں جن کی طرف توجہ ضرور مبذول ہوجاتی ہے) ان مذکورہ حصص کو قرآن مجید میں بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور یہ واضح بات ہے کہ اس قسم کے ناپاک قصوں کی قرآن مجید میں جو کہ کلام الٰہی ہے کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ جتنے معلومات کی ہمیں ان انبیاء بنی اسرائیل کے متعلق ضرورت ہے وہ قرآن مجید کے اوراق میں موجود ہیں۔

(۵) پانچواں اعتراض ڈاکٹر صاحب نے یہ کیا ہے کہ قرآن مجید یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا ہر قسم کی بدی کا موجب اور محرک ہے بالکل اسی طرح جس طرح کہ وہ نیکی کا موجب ہے یہ نتیجہ قرآن مجید کی ۴:۷۹ اور ۴:۱۷۱ آیات سے انھوں نے نکالا ہے —— یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر چیز خواہ وہ خیر ہو یا شر ہو اس کی علت اولیٰ خدا تعالیٰ ہی ہے اگر ہم اس کا انکار کریں تو ہمیں خدا تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کا انکار کرنا پڑے گا قرآن مجید خیر کو خدا کی مثبت مشیت سے منسوب کرتا ہے اور شر کو انسان کی کمزوری اور عدم کمال سے منسوب کرتا ہے

(۶) چھٹا اعتراض انہیں یہ ہے :-

"اسلام اور عیسائیت میں ایک وجہ اختلاف یہ ہے کہ اسلام میں محض برائے نام رسومات پر زور دیا گیا ہے اور اسلامی نماز بھی صرف ہونٹوں کے ہلانے سے ہو جاتی ہے لیکن اس کے برعکس عیسائیت میں تقدیس، نکوکاری اور محبت پر بہت زور دیا گیا ہے۔"

یہ بھی محض ایک فضول اعتراض ہے جو بائبل اور قرآن کے غیر متعصبانہ موازنہ سے بخوبی ہوسکتا ہے اور اگر عملی ثبوت درکار ہو تو ایک عام مسلمان کی پاکیزگی تقویٰ اور طہارت کا عیسائیوں سے مقابلہ کر لیجئے عیسائی عوام اور پادریوں میں ان خصوصیات کا فقدان ہے —— اس موقعہ پر شاید ڈاکٹر دمری کا ایک عجیب ریمارک درج کرنا شاید دلچسپی کا باعث ہو۔

"ہمیں ایک بات پر غور کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے بموجب مومنوں کی

گروہوں پر پھر شریعت کا جوا رکھ دیا گیا ہے جس سے یسوع مسیح نے نجات دلائی تھی بجائے انجیل کی مکمل آزادی کے اسلام میں شریعت کی غلامی ہے"

کیا ڈاکٹر وھری کو علم نہیں کہ عیسائیوں کی انجیلوں میں بھی یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ یسوع مسیح نے کہا :-

" یہ خیال نہ کرو کہ میں شریعت اور پیغمبروں کو تباہ کرنے آیا ہوں میں تباہ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں "

اگر عیسائیوں نے شریعت کو چھوڑ دیا ہے تو یہ صریح طور پر حضرت مسیح کے منشاء کی خلاف ورزی ہے۔ بدقسمتی سے انجیل کی مکمل آزادی انحطاط پذیر ہو کر بڑے بڑے معائب کا باعث بن گئی اور بڑے بڑے کافرانہ معتقدات کے الجھاؤ پیدا ہو گئے جن کا سب سے پہلے جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام ہی انکار کر دیتے۔

واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ ؕ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ ؕ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ؕ انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم ج وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شئ شھید۔

ترجمہ :- اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنا لو۔ کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر

گواہ ہے"۔

یہ آیت ڈاکٹر وھری نے ایک عیسائی ترجمہ قرآن سے نقل کی ہے تاکہ ہم ڈاکٹر وھری سے اس ضمن میں اتفاق کریں اور اس سند کو مشترک سمجھیں جس طرف ڈاکٹر وھری نے رجوع کیا ہے۔

(نش) ساتواں اعتراض یہ ہے۔ کہ قرآن کہتا ہے کہ عیسائی تثلیث خدا، مریم اور یسوع پر مشتمل ہے اور اس اعتراض کی بنیاد ڈاکٹر صاحب نے راڈویل کے قرآن مجید کی چوتھی سورت آیت ۱۶۹ کے غلط ترجمہ پر رکھی ہے جس نے قرآن مجید کے متعلق اس غلط نقطۂ نگاہ کی حمایت کی ہے۔ قرآن مجید ۱۱۶ : ۵ میں یقیناً مریم کی پرستش کی مذمت کی گئی ہے لیکن قرآن مجید میں عیسائی تثلیث کے متعلق یہ غلط نقطۂ نگاہ کسی جگہ بھی پیش نہیں کیا گیا۔

آخر میں منطق کے ساتھ انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے جو عیسائی عذر خواہوں کی ایک نمایاں خصوصیت ہے ڈاکٹر وھری نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات نقل کی ہیں اور ان سے اپنے دعوے کا ثبوت مہیا کیا ہے کہ حضرت محمد صلعم کے زمانہ میں عیسائی کتب مقدسہ میں کسی قسم کی ملونی اور تغیر و تبدل نہیں ہوا تھا۔

—— کیا تم خواہش رکھتے ہو کہ تمہاری خاطر یہودی ایمان لے آئیں ان میں سے ایک حصہ نے خدا کے کلام کو سنا ہے اور جب انھوں نے اسکو سمجھ لیا تو اس میں تحریف کر دی اور وہ جانتے تھے کہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔ (سورۃ البقرہ)

—— اور یہودی کہتے ہیں عیسائی کسی سچائی پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہودی کسی سچائی پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ ۱۱۳)

—— کتاب کو لاؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔ (آل عمران)

—— اگر تم شک میں ہو جو کچھ ہم نے تم پر اتارا ہے تو ان سے دریافت کرو جنھوں نے تم سے پہلے کتب مقدسہ کو پڑھا ہے۔ خدا نے تم پر سچائی کو نازل فرمایا ہے سو ان لوگوں میں سے نہ ہو جو شک کرتے ہیں۔

—— اس چھوٹے سے مضمون میں عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم کی صحت پر مفصل بحث کرنا

مشکل ہے یہاں پر صرف یہی اشارہ کر دینا کافی ہے کہ ان آیات سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے بائیبل میں کوئی تحریف نہیں ہوئی تھی ڈاکٹر دھری سے زیادہ اختراع کے مادے کی ضرورت ہے۔

بالآخر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ڈاکٹر دھری اپنے مقصد میں بری طرح سے ناکام ہوئے ہیں اور وہ اپنے اعتراضات کو ثابت کرنے کے لئے قوی دلائل مہیا نہیں کر سکے اور انھوں نے ہمارے لئے یہ گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ ہم ان کے تبحر علمی اور ان کے منطقی استدلال پر انہیں مبارکباد دے سکیں۔

تاہم یہ حوصلہ افزا بات ہے کہ عیسائی مبلغین میں اب ایک تحقیقی رجحان پیدا ہو گیا ہے ورنہ اس سے پہلے تو وہ صریح غلط بیانیوں سے کام لیتے تھے اور اسلام پر ہر قسم کے سوقیانہ اور عامیانہ حملے کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ہمارے پاس خدا کا کامل دین ہے اور ہم خدا کے فضل سے ہر قسم کے اعتراضات سے محفوظ ہیں۔ ان کا پہلا انداز ایسا تھا کہ سب مخلص مسلمان اس انداز پر نفرت کا اظہار کرتے تھے اور ہم ان سے وہ دوستانہ تعلقات استوار نہیں کر سکتے تھے جو قرآن مجید جیسی کتاب نے ہمیں تلقین کی ہے کہ ہم پیدا کریں۔

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) باہتمام حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں ہے۔ برطانیہ عظمٰی کی مسلم سوسائیٹی کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ روساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات۔ تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ بکثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے**

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے! اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے**

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اِسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورینو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ، بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہوسکتی ہے (۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کردیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریکِ خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ہے اور ممالک غیر کیلئے ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کراکر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جاسکتا ہے! ور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہوجاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زرِ کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کرکے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھُولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہوسکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ۔ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کررہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ لیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے رو براہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہوکر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کرسکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہوکر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کردی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کردیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England – The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان) ہونی

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ
خواجہ عبدالغنی سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا ہی کیوں نہ لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن**۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد**۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک**۔ (۱) مشن کی تبلیغ صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع**۔ (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں یورپ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چائے سے تواضع کی جاتی ہے۔ (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ شعبان و رمضان ۱۳۶۵ھ - م - جولائی و اگست ۱۹۴۶ء | نمبر ۷، ۸

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

شذرات

ماہ رمضان اور تبلیغ اسلام

اسلام میں رمضان کا مہینہ بہت بابرکت مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس مبارک مہینہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ وہ قرآن جو اسلام کی بنیاد اور روح رواں ہے جس میں تمام اقوام عالم کے لئے رشد و ہدایت کا سامان موجود ہے اور جس کو دنیا کی ہر قوم تک پہنچانا مسلمانوں کا فرض ہے لیکن آجکل مسلمان جتنے اس فریضہ سے غافل ہیں اسکو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے۔ مجاہدۂ رمضان مسلمانوں کو مادی خواہشات سے بلند کرنے اور خدا تعالیٰ سے رشتہ جوڑنے کے لئے ہے لیکن اس کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ اس مبارک مہینہ میں مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کے بلند فریضہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں اور اس راستہ میں ہر قسم کی صعوبت کو برداشت کرنے کے لئے ٹریننگ حاصل کریں یعنی قرآن مجید کا علم حاصل کریں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور علم و عمل کے بعد قرآن مجید کو دوسری قوموں تک پہنچانے کے لئے تیار ہوجائیں اگر اس مہینہ میں ان اغراض کو پورا نہیں کیا جاتا تو پھر روزہ اور فاقہ میں چنداں فرق نہیں ــــ رمضان درحقیقت تبلیغ اسلام کے لئے بطور ایک زبردست بنیاد کے ہے.... لیکن مسلمان محض رسمی طور پر روزہ رکھتے ہیں اور روزہ کی حقیقی غرض کو بالکل فراموش کر چکے ہیں، اس مہینہ میں قرآن مجید کو پڑھتے ہیں لیکن قرآن مجید کو سمجھنے کی اور اس کا علم حاصل کرنے کی چنداں کوشش نہیں کرتے لیکن جو شخص قرآن مجید کو سمجھ کر نہیں پڑھتا وہ قرآن مجید پر صحیح معنوں میں عمل پیرا بھی نہیں ہو سکتا اور جو خود کسی تعلیم پر عمل نہیں کرتا وہ دوسروں کو اس طرف کیسے بلائے گا دوسرے لوگوں کو اس مذہب کی کیا تبلیغ کرے گا تبلیغ وہی کر سکتے ہیں جو اس مذہب کی تعلیمات پر پہلے خود عمل کرتے ہیں سو یہ ایک بہت بڑی کمزوری ہے جو عام طور پر مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے کہ وہ ارکانِ اسلامی کی حقیقی سپرٹ سے بالکل غافل اور

بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن چونکہ ایک تبلیغی ادارہ ہے اس لئے اس کے کارپردازان پر یہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی توجہ کو رمضان شریف کے حقیقی مقاصد کی طرف منتقل کریں۔ ہم قارئین "اشاعت اسلام" کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں مسلمانوں پر رمضان کی برکات اور فیوض کو واضح کریں۔ خود قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں، قرآن مجید کی تعلیم اور روح کو سمجھ کر اس پر عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں کیونکہ مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی وابستہ ہے ــــ قرآن مجید کے علم کے حصول اور قرآنی تعلیم کو اپنی روزمرہ زندگی کا دستور العمل بنانے کے بعد تبلیغ اسلام کے لئے ایک زبردست تیاری کریں اور اس تبلیغی ادارہ کی ہر طریق سے اعانت کریں جو تبلیغ اسلام کے بلند فریضہ کو ربع صدی سے بھی زیادہ عرصہ سے سرانجام دے رہا ہے۔ امید ہے ہمارے دوست تبلیغی جہاد کے لئے ماہ رمضان میں اپنے اندر زبردست اخلاقی اور روحانی قوت پیدا کریں گے۔

مسلمانوں کی غلط رہنمائی

ایمان مؤرخہ ۵ رجولائی میں ایک مقالہ افتتاحیہ "دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ انسان اور حیوان میں تمدن اور اقتدار کا اس قدر جو فرق نظر آتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سائنس اور صنعت پر قادر ہو گیا اور حیوانات قادر نہیں ہوئے اور انسانوں کی درجہ بندی بھی اور ان کے اقتدار کی تشخیص بھی اسی صنعتی اور سائنسی قابلیت پر موقوف ہے.... آج سائنسی اور صنعتی مدارج قابلیت نے انسانوں انسانوں کے درمیان اس قدر فرق پیدا کر دیا ہے جس قدر خود انسان اور حیوان کے درمیان فرق ہے جس طرح حیوانات کی تقدیر یہ ہے کہ وہ برے بھلے چارے پر قناعت کر کے بہ عالم بیکسی آپ کی خدمت میں لگے رہیں اسی طرح ان قوموں کی جو صنعت و سائنس میں پیچھے رہ گئی ہیں کی تقدیر یہ ہے کہ وہ اہل یورپ کی غلامی کریں۔ .. اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس بدقسمتی کو پلٹ دیا جائے تو آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے ملک میں اپنے روپے سے ایک یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالئے جس کی بنیاد دین + سائنس + صنعت۔ جہاد کے نظریہ پر ہو تحصیل دین کی

کی وجہ سے ایمانی اور روحانی طاقتوں پر آپ کا قبضہ ہوگا تحصیل صنعت و سائنس کی وجہ سے مادی اور آفاقی طاقتیں آپ کے زیر نگیں ہو جائیں گی اور انہی دونوں طاقتوں کا جادو آپ کو کامیاب کریگا۔

مدیر ایمان نے اپنے اس مقالہ میں سائنس اور صنعت کو تمدن اور اقتدار کی روح رواں قرار دیتے ہوئے اسے دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ کے طور پر پیش کیا ہے یہ در اصل یورپ کی مادہ پرستی اور عقلیت ..... سے حد درجہ کی اثر پذیری اور مرعوبیت کا نتیجہ ہے یورپ کے مادہ پرست مفکرین اور ماہرین عمرانیات جو روحانی اقدار کے قائل نہیں وہ صرف مادیت کو ہی تمدن اور اقتدار کا سبب قرار دیتے ہیں۔ انسان اور حیوان اور انسان اور انسان میں اس اصول مادیت پر فرق اور امتیاز قائم کرتے ہیں۔ یہ ان کے غلط نظریہ اور اصول مادیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ساری انسانیت آج خاک اور خون میں تڑپ رہی ہے اور دنیا ایک ایسے عذاب میں مبتلا ہے کہ جس کی نظیر ساری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی اور مغربی اقوام باوجود مہذب اور متمدن ہونے کے افسوسناک حیوانیت اور بربریت کا شکار ہیں ۔۔۔ اسلام سیاسی طاقت اور صنعت و حرفت کو انسانی تمدن اور اقتدار کا بنیادی تصور قرار نہیں دیتا بلکہ ایمان تقوے اور اعمال صالح کو انسان کی امتیازی خصوصیت قرار دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں جتنے انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے انھوں نے صرف تقوے کو ہی عزت اور شرافت کا معیار قرار دیا ہے ہر ایک نبی اپنی قوم کو یہی پیغام دیتا رہا فاتقوا اللہ واطیعون اللہ کا تقویٰ کرو اور میری اطاعت کرو اور قرآن مجید نے انسانوں کی درجہ بندی کے متعلق نہایت وضاحت کیساتھ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ قرآن مجید کے ان واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کی غلط رہنمائی کرنا تعجب انگیز ہی نہیں بلکہ افسوسناک بھی ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے صنعت و حرفت ہرگز ہرگز نجات کا راستہ نہیں ہے صنعت و حرفت میں یقیناً انسانوں کے لئے بہت فائدے ہیں لیکن صنعت و حرفت سے انسان اس صورت میں فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ اس کے تمدن اور اقتدار کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر ہو ورنہ دوسری صورت میں سائنس اور صنعت و حرفت خطرناک تباہی اور بربادی کا موجب ہو سکتی ہیں جیسا کہ یورپ کی گذشتہ عالمگیر جنگوں نے واضح کر دیا ہے کہ سائنس یورپ کی برتریت کے اظہار کا ایک خطرناک ذریعہ ہے یورپ نے سائنس اور صنعت و حرفت سے نوع انسانی کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا نقصان پہنچایا ہے ... اس سائنس اور صنعت و حرفت کے باعث یورپ کا اقتدار اور تمدن خود معرض خطر میں ہے اور مغربی

تہذیب کے مستقبل کے متعلق مغربی مفکرین بہت مایوس کن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں چنانچہ پچھلے دنوں مشہور مغربی مفکر ایچ۔ جی۔ ویلز نے مغربی تہذیب کے مستقبل کے متعلق جن خطرات اور یاس انگیز خیالات کا اظہار ایک کتاب میں کیا ہے وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں۔ واقعات اور حالات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ سائنس اور صنعت و حرفت بغیر روحانی اور اخلاقی قوت کے چنگیزیت اور فرعونیت سے کم نہیں بلکہ ان سے بڑھکر خطرناک اور نسل انسانی کی غارتگر ہے۔ انسان کو حیوان سے بلند کرنیوالی چیز اخلاق اور روحانیت ہے اور یہ صرف دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ نہیں بلکہ تمام انسانی دنیا کی نجات کا راستہ ہے۔ تقوے اور روحانیت کے اصول کو تسلیم کرکے ہی آج ساری دنیا تباہی اور ہلاکت سے بچ سکتی ہے اس کے علاوہ جو راستہ بھی ہے وہ نجات کا راستہ نہیں بلکہ بربادی کا راستہ ہے مسلمانوں کو یورپ کی خونین جنگوں اور نظام سرمایہ داری سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ——

مدیر ایمان نے اپنے اس مقالہ میں صنعت اور سائنس کے ساتھ دین اور جہاد کا بھی اضافہ کیا ہے لیکن صنعت و حرفت کو بنیادی اصول قرار دیکر دین اور جہاد کا اضافہ کرنا دین کو انڈسٹریلزم اور نظام سرمایہ داری کے تابع کرنا اور اسے ثانوی حیثیت دینا ہے جس سے اسلام کا حقیقی مقصد بالکل فوت ہو جاتا ہے اس سے اسلام کی وہی حیثیت رہ جاتی ہے جو آج یورپ میں ہمیں عیسائیت کی نظر آتی ہے عیسائیت بجائے یورپ پر اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اثر انداز ہونے کے یورپ کی مادیت سے بالکل مغلوب ہو چکی ہے، مغربی نظام سرمایہ داری کی ایک لونڈی بن کر رہ گئی ہے اسلام کو بھی سرمایہ داری اور انڈسٹریلزم کے تابع کرنے کی کوشش کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ ہم مدیر ایمان کی خدمت میں نہایت خلوص کے ساتھ گذارش کریں گے کہ وہ ازرہ مہربانی غور فرمائیں کہ کیا اسلام بھی صنعت اور سائنس کے اصول پر انسانوں کی درجہ بندی کا قائل ہے اور صرف اسی خوبی کی وجہ سے انسان کو حیوان سے ممتاز خیال کرتا ہے یا اسلام میں عزت اور بلندی کا معیار تقوے اور اعمال صالح ہیں اور صنعت و سائنس کو اقتدار و تمدن کے ان اسلامی اصول کے تابع رکھا گیا ہے ہم مدیر ایمان کے جوش اور خلوص کے معترف ہیں مگر انہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ اسلامی نہیں بلکہ مغربی مادیت سے مرعوبیت اور اثر پذیری کا نتیجہ ہے امید ہے وہ ہماری اس گذارش پر خالی الذہن ہو کر غور کرتے ہوئے .... اقتدار و تمدن کے اصول پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

دنیا کی مُشکلات کا علاج

چند دن ہوئے گا می دویکا نند کالج مدراس میں تقریر کرتے ہوئے بنارس ہندو یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر رادھا کرشنن نے فرمایا:-

"دنیا کی موجودہ برائیوں کا بہترین علاج مذہب ہے موجودہ دکھوں کی اصل وجہ خدا سے بے تعلق ہونا اور دنیاوی اور مادی اشیاء سے محبت کا بڑھانا ہے ہماری آپس کی دشمنیاں صرف اسی وقت ختم ہو سکتی ہیں جبکہ ہم سے ہر ایک شخص دوسرے کو اپنا بھائی سمجھے۔"

سر رادھا کرشنن بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں یورپ کے مفکرین آپ کے خیالات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آپ بڑے غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دنیا کے موجودہ عوارض کا علاج صرف مذہب ہے اور مذہب بھی وہ جو انسان کا خدا سے رشتہ جوڑتا ہو اور مادیت سے اسے بلند کرتا ہو اور اس کے علاوہ سب انسانوں کی آپس کی دشمنیوں کو ختم کرنے کے لئے اخوت اور محبت کے جذبات کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ واضح اور مسلمہ امر ہے کہ توحید الٰہی اور وحدتِ نسل انسانی کی تعلیم صرف اسلام نے دی ہے اب مغرب و مشرق کے مفکرین اس خیال پر جمع ہو رہے ہیں کہ دنیا کی نجات توحید الٰہی اور وحدت نسلِ انسانی کے تصور کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے ورنہ یورپ کی مادیت اور ہندو مذہب طبقات پرست ہیں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو طبقاتی نزاع اور دشمنیوں کو ختم کر سکتا ہے حالات تو ساعد ہیں ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اسلام کے پیغام کو تمام دنیا تک پہنچایا جائے اور ایسا بلند پایہ لٹریچر پیدا کیا جائے جس سے دوسری اقوام کو اسلام کو سمجھنے اور قبول کرنے میں مدد ملے امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم کی اصلاح کا کام سپرد کیا تھا اور ان پر فرض عاید کیا تھا کہ وہ دنیا میں توحید الٰہی اور اخوت انسانی کا اسلامی اور قرآنی پیغام پہنچائیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان اس تبلیغی فریضہ سے بالکل غافل ہو چکے ہیں آج دنیا تو اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے لیکن مسلمان اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے تیار نہیں دنیا کی برائیوں کا علاج اس وقت ہو گا جب مسلمان تبلیغ اسلام کے فریضہ کو سر انجام دیں گے۔ سر رادھا کرشنن کی تقریر کے مذکورہ بالا اقتباس میں مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کاش مسلمان اس پر غور کریں؛

مسلمانوں کی بنیادی غلطی اور علمائے کرام

جناب سید سلیمان صاحب ندوی رسالہ معارف جولائی ۱۹۴۶ء میں رقمطراز ہیں:-

" کاش مسلمان اگر اپنی ایک غلطی کو محسوس کر لیں تو ہر غلطی کو محسوس کر لیں اور وہ یہ کہ مسلمان دوسری قوموں کی طرح نسل و وطن سے نہیں بنے ہیں بلکہ ان کی بنیاد ذہنی معتقدات، زندگی کے بعض اصول اور معاشرت و اقتصاد کے خاص قوانین اور اس خیال پر ہے کہ موجودہ زندگی کا ہر کام آیندہ دوسری کی بہبود پر مبنی ہے اصطلاح میں اس کا نام دین ہے ــــ ہمارا دین غیر قوموں کی طرح کسی علم الاصنام، دیومالا اور میتھالوجی پر قائم نہیں ہے بلکہ وہ اس دنیاوی زندگی کے ٹھوس معاملات کو احکام آلٰہی کے مطابق اور قانون ربانی کے مواقف سرانجام دینے کا نام ہے اور یہ احکام اور یہ قانون جس طرح اپنے ماخذ کے لحاظ سے آلہی اور آسمانی ہیں اور اپنی مصلحتوں کے لحاظ سے سراسر عقلی"

اس مذکورہ شذرہ میں مولینا نے نئے تعلیم یافتہ ہندی مسلمانوں کو خطاب کیا ہے اور انہیں ایک بنیادی غلطی کو محسوس کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مولانا نے بالکل بجا فرمایا مسلمانوں کی بنیادی غلطی یہی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ وہ دوسری قوموں کی مانند نسل و وطن سے نہیں بنے ہیں بلکہ ان کی بنیاد بعض روحانی قوانین اور اصولوں پر ہے جو اس دنیا کی زندگی پر بھی حاوی ہیں لیکن اس ضمن میں ہماری ایک گذارش ہے کہ واقعی مسلمانوں کا یہ قصور ہے کہ وہ اپنی اس بنیادی غلطی کو محسوس نہیں کرتے اور رنگ و نسل کے غیر اسلامی تصورات سے متاثر ہیں لیکن علمائے کرام بھی تو اس غلطی سے پاک نہیں ہیں انھوں نے بھی تو نئے مسائل پر وہ توجہ مبذول نہیں فرمائی جو انہیں فرمانی چاہیئے تھی وہ بھی تو جمود کے پیکر بنے بیٹھے رہے یا فرسودہ علم کلام اور حرب عقائد میں مصروف رہے جن کا مسلمانوں کی عمرانی زندگی سے کوئی تعلق نہیں تھا یہ اس عدم التفات کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان غیر اسلامی تحریکات اور تصورات کا شکار ہیں اور اپنے صحیح مقام اور مرتبہ سے گر چکے ہیں۔ مسلمان قوم کو صحیح رہنما کی ضرورت ہے اس کے سامنے مسائل پیدا ہو چکے ہیں ان پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے آج درحقیقت روحانی اقدار کا انکار کیا جا رہا ہے خدا رسول اور

وحی کے منکرین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس دَور کا انسان زندگی کو روحانی نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ مادیت کے معیار پر پرکھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مارکس اور لینن سے وابستہ کر رہا ہے اور مصلحین عظام کے روحانی مسلک سے آہستہ آہستہ منحرف ہو رہا ہے، وہ خدا پرست نہیں بلکہ اقتصاد پرست اور ہندوستان کی نئی نسل بھی ان مادی خیالات سے متاثر ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا بیشتر حصہ اپنے اجداد سے مذہبی اور روحانی رشتہ منقطع کر چکا ہے اور اس کے دماغ پر ایمان ویقین کی بجائے تشکیک اور مادیت کی حکومت ہے، وہ قرآن اور اسلامی لٹریچر کی بجائے ہیگل اور مارکس سے زیادہ متاثر ہے علمائے کرام کا فرض ہے کہ نہایت دانشمندی کے ساتھ ان رجحانات کا مقابلہ کریں اور موجودہ نوجوانوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی رہنمائی فرمائیں اور اپنے ذہنی اخلاقی اور روحانی افلاس کو تعلیوں یا منطقی موشگافیوں میں چھپانے کی کوشش نہ کریں بلکہ نہایت مخلصانہ طریق سے نوجوانوں کی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر گام پر نہایت محبت سے ان کی رہنمائی فرمائیں اور ان کی اجتماعی قوت کو اسلام اور ملت کے لئے مفید بنانے کی تعمیری کوشش کریں اگر تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ قصور ہے کہ وہ اپنی بنیادی غلطی کو محسوس نہیں کرتے تو علمائے کرام کی بھی غلطی ہے کہ وہ ان کی صحیح رہنمائی نہیں فرماتے دونوں میں ایک اعلیٰ تفہیم سے موجودہ رجحانات اور مادی تصورات کا کامیابی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے

مسلمانوں کا اپنی مفتوحہ غیر مسلم رعایا کیساتھ برتاؤ

{ از جناب ایم۔ والی خان صاحب }

دستاویز کی یہ کاپی جس کو امیرالمومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا اس کی نقل ایک سرخ چمڑہ کے ٹکڑے پر کی گئی۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے

یہ خط اللہ کے برگزیدہ نبی محمد صلعم کی جانب سے سردار فرخ بن شخشان برادر سلمان فارسیؓ۔ اس کے خاندان اور اولاد کے نام بھیجا جاتا ہے چاہے وہ مسلمان ہوں یا اپنے اصلی مذہب پر قائم رہیں :۔

" خدا کی رحمت تم پر ہو۔ واقعی خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اعلان کردوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو واحد ہے اور جس کا کوئی ساتھی نہیں۔ میں وہ ہوتا ہوں اور لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ یہی دہرائیں۔ یہ دنیا اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور خدا ہی اسکا مالک ہے جو لوگوں کو پیدا کرتا ہے۔ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی پکا آسرا ہے اور ہر چیز فانی ہے۔ اور ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان خدا کی مرضی کے خلاف کر سکے اور اس کی حکم عدولی کر سکے۔ اس کی بزرگی کی کوئی انتہا نہیں۔ آسمان و زمین کے بادشاہ کی تنا و حمد کرو جو ہمارا ہادی ہے۔ وہ اپنی مخلوق کو جتنا چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔ اس خدائے واحد کی تعریف ہو جس کی پوری پوری تعریف تعریف کرنے والوں سے نہیں ہو سکتی اور سوچنے والوں کے حلقہ خیال میں نہیں آسکتی۔ وہ ایک ہے جو اپنی کتاب مقدس کو نہایت شان سے کھولتا ہے اور اس کی اپنی یادگار قائم کرتا ہے اور اپنے غلاموں کا شکریہ قبول فرماتا ہے۔ اس کی شان کو کوئی ناپ نہیں سکتا اور جو خدا کی تعریف کرتا

*اسکی بادشاہت میں اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

اور تصدیق کرتا ہے کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے وہ چین سے ۔ امن سے محفوظ اور پاک زندگی بسر کرے گا ۔ اے لوگو ۔ اپنے خدا سے وفاداری کرو اور اس دن کو یاد کرو کہ جب زمین شق ہو جائے گی ۔ دوزخ سے آگ برسے گی ۔ جو بڑا ہی خوفناک اور ندامت کا دن ہوگا اور جب تم کو رب العالمین کے سامنے حاضر ہونا ہوگا ۔ میں تم کو اسی طریقہ پر حکم دیتا ہوں جیسے کہ مجھے پہلے نبیوں نے حکم دیئے کہ لوگ قیامت کے دن کے بارے میں دریافت کریں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں ۔ جو کچھ میرے خدا نے بذریعہ وحی مجھ پر نازل کیا اس پر جو کوئی سچا عقیدہ رکھتا ہے اس کا انعام ایسا ہی زبردست ہوگا جیسا کہ ہمیں ملتا ہے ۔ وہ اس دنیا میں پاک زندگی بسر کرے گا اور جنت کی دائمی خوشی جہاں فرشتے ، خدا کے پاک بندے انبیا اور حواری رہتے ہوں گے اس کو حاصل ہوگی ، اور وہ دوزخ سے محفوظ اور مامون رہے گا ۔

ایمان داروں کے لئے یہی انعام ہوگا جس کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور بیشک خدا جس سے خوش ہوتا ہے اس پر اس کی رحمت نازل ہوتی ہے ، وہ عالم الغیب ہے دانا ہے ، جو اس کی حکم عدولی کرتے ہیں ان کو سخت سزا دیتا ہے لیکن رحیم و کریم ہے ۔ جب یہ کلام پاک پہاڑ پر میرے اوپر نازل ہوا تو میں نے نیچے اترتے ہوئے دیکھا اور خدا کے ڈر کے مارے پھٹا جاتا تھا ۔ جو کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا وہ گنہگار رہے لیکن جو خدا ۔ اس کے رسول اور مذہب پر عقیدہ رکھتا ہے اس کا مرتبہ ان کے برابر ہے جو فاتح ہیں ۔

" میرا یہ خط بنام فرح بن شخسان حقیقت میں اس پر خدا کی ضمانت ہے اس کے لوگوں پر ۔ ان کے جان اور مال پر ، زمینوں پر ، میدانوں اور پہاڑوں پر جہاں وہ رہتے ہیں ، علاوہ کنوؤں اور چراگاہوں کے استعمال کے حق کے ۔ ان کے ساتھ نہ غیر منصفانہ برتاؤ کیا جائے اور نہ ان کو ستایا جائے اور جو کوئی میرا یہ خط سنے زرتشتو [illegible] کرے ۔ ان کو آزاد رکھے اور دوسروں کو نہیں

ستانے سے باز رکھے اور کسی قسم کی توہین اور زبردستی سے اپنی دشمنی کا اظہار نہ کرے۔

" میں نے ان کو خاص قسم سے سر منڈانے، زنار پہننے اور ٹیکسوں کی ادائیگی سے قیامت کے روز تک معاف کر دیا ہے۔ علاوہ دوسری قیود اور باروں کے "

" وہ اپنے آتشکدوں اور انکے متعلقہ زمینوں اور اموال کے کامل مختار و مالک ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ ان کو امیرانہ لباس پہننے۔ گھوڑوں پر سوار ہونے۔ اصطبلوں کے بنانے۔ مردوں کے متعلقہ رسموں کے ادا کرنے یا کوئی اور باتیں کرنے سے جس کی ان کے مذہب یا فرقہ نے اجازت دی ہے منع کریں۔ ان کو دوسرے غیر مسلم ذمیوں پر ترجیح دی جائے۔ حقیقت میں سلمان کا انعام (خدا کی اس پر رحمت ہو) تمام مسلمانوں پر فرض ہے (اللہ کی ان پر برکت ہو)

" اور وحی کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جنت کو سلمان کے تشریف لے جانے کا بہت بے چینی سے انتظار ہے بہ نسبت کہ سلمان کو وہاں جانے کی تمنا ہو۔ حقیقت میں وہ میرا گہرا دوست ہے اور خدا کے نبی اور مسلموں کا مشورہ دینے والا (خدا کی اس پر برکت اور رحمت نازل ہو) سلمان ہمارے خاندان کا ایک رکن ہے"

" کوئی شخص میری اس وصیت کے خلاف نہ کرے گا جب تک میں نے سلمان اور اس کے ہم مذہبوں کی حفاظت۔ آزادی اور ان کی خوشحالی کے لئے حکم دیا ہے بغیر اس خیال کے کہ وہ اسلام قبول کریں یا اپنے آبائی مذہب پر قائم رہیں۔ جو کوئی میرے اس حکم کو مانے گا وہ خدا کی خوشنودی کا مستحق ہو گا اور جو شاید نہ مانے وہ خدا اور اس کے رسول کی لعنت میں قیامت تک گرفتار رہے گا "

" جس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اس نے مجھ پر مہربانی کی اور وہ خدا کی مہربانیوں کا حقدار ہو گا۔ اور جو ان کو ستائے گا وہ مجھے ستائے گا اور قیامت کے روز میں اس کا دشمن ہوں گا۔ اس کی سزا دوزخ کی آگ ہو گی۔ خدا کا امن تم پر ہو اور میرا سلام تم کو پہنچے۔

علی بن ابو طالب نے خدا کے نبی (ان پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو) کے حکم سے یہ فرمان حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمٰن بن عوف۔ سلمان۔ ابو ذر عمر۔ صہیب۔ بلال۔ مقداد بن الاسود اور دوسرے مسلمانوں (خدا ان سے اور تمام صحابیوں سے خوش ہو) کی موجودگی میں تحریر کیا۔ یہ نشان ہے اس مہر کا جو نبی عربی محمد القریشی کی پشت مبارک پر تھا۔

جگہ مہر محمد

عہد نامہ بالا تاپلا بھائی فرام جی ماما بی۔اے۔ایل۔ایل ایک مشہور زرتشتی وکیل کی ملکیت ہے۔ یہ وکیل صاحب اپنا پیشہ چھوڑ کر تارڈیو بمبئی میں رہتے ہیں۔ عہد نامہ نمبر۲ اور نمبر۳ بھی انہیں کے قبضے میں ہیں۔

آنحضرت صلعم نے یہ کہکر اور بھی معاملہ کو صاف کر دیا کہ جو ذمی کو ستاتا ہے وہ مجھے ستاتا ہے اور میری قوم سے جو کوئی میرے وعدے اور قسم کو جو اس عہد نامہ میں تحریر ہیں توڑے گا وہ خدا کے عہد کو توڑتا ہے اور میری قسم اور وصیت کے خلاف کرتا ہے اور مذہب میں اس کی حیثیت ایک مردود کی دبناہ بخدا کیونکہ اس پر لعنت ضروری ہے چاہے وہ خود بادشاہ ہو یا ایک غریب اور چاہے کسی رتبہ کا ہو۔

اب ہم کو اس سلسلہ میں آنحضرت صلعم کے دو ممتاز جانشینوں کی تعلیم اور عمل پر نظر ڈالنی چاہیئے۔

خلیفہ حضرت عمرؓ کا عہد نامہ آزادی ایلہ کے لوگوں کے نام

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے"

یہ عہد نامہ ایلہ کے لوگوں سے ہے۔ یہ وہ کرم ہے جو ایلہ کے لوگوں کو خدا کے بندہ امیر المومنین کے دربار سے عطا ہوتا ہے۔ وہ تم کو یقین دلاتا ہے کہ تمہاری جانیں۔ تمہارے مال۔ تمہارے گرجے۔ تمہاری صلیبیں۔ اور ان کی جو ان کو کھڑا کرتے اور ان کی عزت کرتے ہیں محفوظ رہیں گی۔ تمہارے گرجوں کے مکان نہیں بنائے

جائینگے نہ ان کو برباد کیا جائے گا اور نہ کوئی کسی کی کسی چیز کو ضبط کریگا نہ انکی صلیبیں اور نہ باشندوں کے مال و اسباب۔ کسی قسم کی زبردستی یا تکلیف مذہب کے بارے نہ پہنچائی جائے گی۔ یہودی عیسائیوں کے ساتھ مل کر ایلیا میں بود و باش اختیار کریں گے۔ اور جو وہاں رہیں گے وہ پال ٹیکس ادا کریں گے جیسے کہ اور قصبوں کے باشندے کرتے ہیں۔ یونانی اور ڈاکو قصبہ چھوڑ کر چلے جائیں لیکن وہ ہماری حفاظت میں ایک محفوظ جگہ تک پہنچائے جائیں گے۔ تاہم اگر وہ جو رہنا پسند کریں تو ان کو پال ٹیکس مثل اوروں کے دینا پڑے گا۔ اگر ایلیا کے کچھ باشندے یونانیوں کے ہمراہ جانا چاہیں۔ اور اپنے معبودوں کو بھی لے جائیں۔ لیکن گرجے اور صلیبیں چھوڑنا چاہیں تو وہ محفوظ رہیں گے، ان کو حفاظت سے ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیا جائے گا۔ اجنبی لوگ اسی شرط پر کہ پال ٹیکس ادا کریں قصبہ میں رہ سکتے ہیں۔ اور اگر وہ چاہیں تو وہ بھی یونانیوں کے ساتھ قصبہ کو چھوڑ کر اپنے وطن کو جا سکتے ہیں۔ ان کو ایک فصل کی آمدنی کے پہلے کچھ نہیں دینا ہوگا۔ اور جب تک کہ وہ اس ٹیکس کو ادا کرتے رہیں گے تو جو کچھ اس عہد نامہ میں تحریر ہے وہ خدا کی اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان کے جانشینوں کی اور مسلمانوں کی مدد و حفاظت میں ہے۔

گواہ شد

خالد ابن ولید۔ عمرو بن العاص۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ معاویہ ابن ابو سفیان ۱۵ھ

(مترجمہ سر ولیم میور)

خلیفہ حضرت عمر کا عہد نامہ آزادی یروشلم کے لوگوں کے نام

"شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے"

ذیل میں شرائط حوالگی درج ہیں جو میں خدا کا بندہ امیرالمومنین یروشلم کے باشندوں کو عطا کرتا ہوں:-

"میں ان کی جانوں۔ ان کے مالوں۔ ان کے بچوں۔ ان کے گرجاؤں انکی صلیبوں

اور جو کچھ صحیح طور پر متعلقہ ہے اور ان کی زمینوں اور جو کچھ ان کے مذہب کے موافق ہے سب کا ضامن ہوں ۔ ان کے گرجاؤں سے کوئی چیز نہ لی جائیگی نہ برباد کئے جائیں گے اور نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائیگا ۔ نہ ان کے اوقاف کو ۔ نہ ان کے اہتمام میں کوئی فرق آئے گا ۔ اور نہ ان کی ملکیت میں سے ایک حبہ بھی ضائع ہوگا اور نہ یروشلم کے باشندوں پر کسی قسم کی سختی کی جائے گی اور نہ ان میں سے کسی کو تکلیف پہنچے گی "

ایک خراج اُن کے اوپر لگایا گیا ۔ پانچ دینار سالانہ امیر پر ۔ متوسط درجہ پر چار اور تین دینار غریب پر (پریچنگ آف اسلام ۔ از پروفیسر سر ۔ ٹی ۔ ڈبلیو آرنلڈ ۔ ایم ۔ اے ڈی لٹ)

جزیہ اور حضرت عمرؓ

جزیہ لگانے کا مقصد جیسا کہ سیل نے اپنی تفسیر قرآن میں بتلایا ہے اور جیسا کہ محمد صلعم کے فرمان سے جو انھوں نے سنائی کے پادری اور راہب عیسائیوں کو مرحمت فرمایا اور اس عہد نامہ سے بھی جو زرتشتوں سے کیا گیا یہ تھا کہ مسلمان غیر مسلموں کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور غیر مسلم اس کے بدلے میں ایک معمولی رقم ادا کریں گے ۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جزیہ پر کافی روشنی ڈالی جا چکی تھی اور اس کے سمجھنے میں کوئی شبہ نہ تھا ۔ پہلے یہ کہ اسلام نے جزیہ کی شرح مثل نوشیرواں کے مقرر کی اور یہ ثابت کر دیا کہ جزیہ کوئی ایسی اصطلاح نہیں ہے جس کو مسلمانوں نے ایجاد کیا ہو اور نہ ان سے تعلق ہو ۔ یہ وہی ٹیکس ہے جو نوشیرواں نے لگایا تھا ۔ دوسرے یہ کہ بارہا مواقع پر یہ ثابت ہو چکا تھا کہ جزیہ معاوضہ ہے اس حفاظت کا جو غیر مسلموں کو مسلمانوں کی قوت بازو سے حاصل ہوتی تھی ۔ ذیل کے اس بیان سے جس کو پروفیسر ٹی ۔ ڈبلیو ۔ آرنلڈ نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" کے صفحہ ۵۵ پر تحریر کیا ہے جزیہ کی پوزیشن پر روشنی پڑتی ہے :-

" یہ ٹیکس عیسائیوں پر اس لئے نہیں لگایا گیا تھا جیسا کہ بعض لوگ غلطی سے تصور کرتے ہیں کہ یہ اسلام کے قبول نہ کرنے کی سزا تھی ۔ لیکن یہ ٹیکس عیسائی مثل اور ذمیوں

غیر مسلم رعایائے حکومت کے ادا کرتے تھے جن کا مذہب انکو اسلامی فوج میں بھرتی ہونے کی اجازت نہ دیتا تھا بلکہ یہ معاوضہ تھا اس حفاظت کا جو مسلمانوں کے قوت بازو سے ان کو حاصل تھی۔ جب حیرہ کے لوگوں نے رقم موعودہ ادا کی تو انھوں نے صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا کہ جزیہ صرف اس شرط پر ادا کرتے ہیں کہ مسلمان اور ان کے سردار انہیں ان کے دشمنوں سے بچائیں چاہے وہ دشمن مسلمان ہوں اور چاہے کوئی اور" اس کے علاوہ اس معاہدہ کے رو سے جو حضرت خالدرض نے حیرہ کے قریب بعض قصبوں سے کیا تھا جزیہ کی پوزیشن اور زیادہ صاف ہو جاتی ہے پروفیسر مذکور صفحہ ۵۶ - ۵۵ - پر رقمطراز ہے :-

" اگر ہم تمہاری حفاظت کریں تب ہم جزیہ پانے کے حقدار ہیں اور اگر حفاظت نہ کر سکیں تو مستحق نہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کے کئی واقعوں سے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں یہ بات کہ مسلمانوں نے جزیہ کی کیا حیثیت قائم کی تھی کس قدر صاف ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ ہرقل نے ایک کثیر فوج مسلمانوں کو پسپا کرنے کیلئے جمع کی جس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو بھی اپنے تمام ذرائع مہیا کرنے پڑے تھے یوں کے جنرل ابوعبیدہ نے شام کے مفتوحہ شہروں کے گورنروں کو لکھا اور حکم دیا کہ جو جزیہ ان شہروں سے وصول کیا تھا ان کو واپس کر دیا جائے اور ان لوگوں کو یہ اطلاع دی "کہ ہم تم کو تمہارا روپیہ واپس کرتے ہیں کیونکہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ایک عظیم الشان فوج ہمارے خلاف پڑ رہی ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان یہ طے پایا تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور چونکہ اب ہم ایسا کرنے سے قاصر ہیں وہ سب رقم جو تم سے وصول کی ہے واپس کرتے ہیں لیکن اگر ہم فتحمند ہوئے تو ہم پرانی شرائط اقرارنامہ کی پابندی کریں گے۔

اس حکم کے بموجب بیت المال سے ایک کثیر رقم واپس کی گئی۔ اور عیسائی مسلمانوں کو یہ کہکر دعا دیتے تھے کہ خدا پھر تم کو ہمارے اوپر حکمرانی عطا فرمائے اور رومیوں پر فتح نصیب کرے۔ اگر تمہاری جگہ رومی ہوتے تو وہ ہم کو کچھ واپس

نہ دیتے بلکہ جو کچھ ہمارے پاس بچتا — وہ بھی لے لیتے"

"جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے جزیہ تندرست آدمیوں پر لگایا جاتا تھا فوجی خدمت کے بدلے میں جو اگر وہ مسلمان ہوتے ان کو کرنی پڑتی"

"اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جب کبھی کسی عیسائی قوم کے لوگ مسلم فوج میں ملازم ہوئے وہ بھی اس ٹیکس کی ادائیگی سے بری تھے۔ مثال کے طور پر قبیلہ جراجیمہ کو دیکھو جو ایک عیسائی قبیلہ تھا جو انٹی آخ کے قرب میں تھا جنہوں نے مسلمانوں سے صلح کر کے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن کے رفیق ہو کر جنگ میں ان کے ساتھ لڑیں گے اور مسلمان ان سے جزیہ نہ مانگیں گے اور لوٹ کے مال میں حصہ رسدی دینگے ۲۲ھ میں جب عربوں کی فتوحات ایران کے شمال تک پہنچ گئیں تو اسی قسم کا ایک معاہدہ سرحدی قبیلہ سے ہوا جو فوجی خدمات کی وجہ سے جزیہ سے بری تھے۔" (صفحہ ۵۹)

"عیسائیوں کی جزیہ سے معافی کی اس قسم کی مثالیں ترکوں کی حکومت کے بری یا بحری محکموں میں ملتی ہیں۔ مثلاً میگاریں کے باشندوں کو جزیہ اسلئے معاف تھا کہ وہ ایک دستہ فوجی آدمیوں کا اپنی جماعت میں سے سیتھروں اور گرانیا کے پہاڑوں کے دروں کی حفاظت کے لئے دیتے تھے جو خاکنائے کورنتھ پر تھے۔ اسی طرح پر ہیڈرا کے عیسائی باشندے سلطان کو براہ راست کوئی ٹیکس نہیں دیتے تھے بلکہ اس کے بجائے ایک ڈھائی سو تندرست بحری آدمیوں کا ایک دستہ ترکوں کے بیڑے کو دیتے تھے جن کو بیت المال سے مدد ملتی تھی، مرا ڈیٹس جو البانین کیتھولک کا ایک قبیلہ تھا جو سقوطری کے شمال کے پہاڑوں پر قابض تھے اس ٹیکس سے بری تھے کیونکہ ان کو لڑائی میں ایک مسلح دستہ اس کے معاوضہ میں دینا پڑتا تھا۔ اسی طرح جزیہ ان یونانیوں پر نہیں لگایا گیا جو پانی کے ذخیروں کو جن سے قسطنطنیہ کو پانی بہم پہنچایا جاتا تھا نگرانی کرتے تھے۔ حکومت ان کی خدمات کا اعتراف کرتی تھی، برخلاف اس کے جبکہ مصری

کسان باوجود مسلمان ہونے کے فوجی خدمت سے بری کئے گئے تو ان پر ایک ٹیکس مثل عیسائیوں کے اس کے بدلے میں لگایا گیا ؎

حضرت عمر رضؓ نے جو احکام ۱۷ھ میں عراق کے عمال کے نام بھیجے۔ آپ کا فرمان جو ۲۲ھ آذربائیجان کی فتح کے بعد اس کے باشندوں کو عنایت فرمایا، اور اسی سال میں ایک اقرارنامہ آرمینیہ کے شہزادہ شہر براز سے اور آپ کا فرمان پھر اسی سال میں جرجان کے لوگوں کے نام تصدیق کرتے ہیں کہ جزیہ ایک ٹیکس تھا جو محافظت کے بدلے میں لیا جاتا تھا اور جب وہ لوگ فوجی خدمت انجام دیتے تھے تو لوگ جزیہ سے بری رہتے تھے الغرض حضرت عمر کے اقوال۔ عہدناموں اور دستور سے جزیہ کے لگانے کی غرض بہت وضاحت سے بیان کر دی گئی ہے۔

فوجیں جزیہ کی آمدنی سے برقرار رہتی تھیں۔ خوراک، پوشاک اور دوسری ضروریاتِ زندگی کے مصارف جزیہ سے برداشت کئے جاتے تھے۔ حضرت عمر نے جہاں کہیں جزیہ لگایا ان کے عہدناموں میں یہ شرطیں شامل رہتی تھیں۔ مصر میں جزیہ کی شرط چار دینار تھی۔ دو دینار نقد اور بقیہ دو کے بدلے میں گیہوں۔ زیتون کا تیل۔ شہد اور سرکہ لیا جاتا تھا جو سپاہیوں کی خوراک تھی۔ لیکن جب سپاہیوں کی خوراک کا انتظام قابل اطمینان ہو جاتا تھا تو جزیہ نقدی کی صورت میں بجائے دو دینار کے چار دینار وصول کیا جاتا تھا۔

(باقی دارد)

قومی گیت

از ش ۔ ب ۔ فیضی ۔ دہلوی ۔ بیگم صاحبہ محمد یونس خاں کشمیری، اکبر آبادی

سعیٔ آزادی جو کوئی قوم کر سکتی نہیں ✤ حشر تک میدان پستی سے گذر سکتی نہیں
راستی پر جو کرے قربان اپنی زندگی ✤ راہ باطل میں قدم وہ قوم دھر سکتی نہیں
سر کٹانا راہِ حق میں ہے حیاتِ جاوداں ✤ جس جماعت کا یہ ہو تو ہو وہ مر سکتی نہیں
دولتِ علم و عمل سے ہو نہ جب تک فیضیاب ✤ قوم کی بگڑی ہوئی حالت سُدھر سکتی نہیں
کوششیں بیسود لاحاصل ہیں تدبیریں تمام ✤ وہ بگڑ جائے تو پھر قسمت سنور سکتی نہیں
ہو عقیدہ جن کا مر کر پائیں گے خلد بریں ✤ دنیوی طاقت انہیں تسخیر کر سکتی نہیں
موجزن جس کی رگوں میں خونِ ابراہیم ہے ✤ آتشِ نمرود سے وہ قوم ڈر سکتی نہیں
حق پرستی کیلئے جو قوم کرتی ہے جہاد ✤ خونِ ناحق میں کبھی وہ ہاتھ بھر سکتی نہیں
بحر طوفان خیز طے کرتا ہے عالی حوصلہ ✤ پست ہمت ایک ندی پار کر سکتی نہیں
ظلم کی تصویر لفظوں میں کھینچے یہ ہے محال ✤ صفحۂ قرطاس پر دل سے اتر سکتی نہیں

- - - - - - - - - - - - -

ناصحِ مشفق شراب صبر ایسی تلخ ہے ✤ حلق سے نیچے بآسانی اتر سکتی نہیں
ہندو مسلم میں ہو فیضی نہ جب تک اتحاد ✤ در حقیقت عمر راحت سے گذر سکتی نہیں

قرآن مجید کا ربانی ماخذ

از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ فرزند حضرت خواجہ کمال الدین صاحب
(بانی مسلم مشن ووکنگ)

عیسائی مصنفین کی طرف سے جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان میں سے یہ ان کا پسندیدہ اعتراض ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی نسبت کم دلچسپ ہے اور بنیادی اصولوں کے لحاظ سے قرآن مجید دوسرے مذاہب کی کتب مقدسہ کی نسبت کم جدت رکھتا ہے وہ قرآن مجید کے مختلف قصص کو پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کا ماخذ بائیبل اور دوسرے ذرائع ہیں بالفاظ دیگر وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید الہامی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب من گھڑت قصص سے پُر ہے جو ساتویں صدی عیسوی کے یہودیوں اور عیسائیوں میں مشہور تھے۔ پرانی کتب مقدسہ کی قصص و روایات اور مسخ شدہ داستانوں کو قرآن میں بطور وحی الہٰی کے پیش کیا گیا ہے۔

عیسویت کے حامی ہر ایک بات کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جن باتوں کو وہ نظر انداز کر دیتے ہیں یا اسلام کا تجزیہ کرتے ہوئے جن کا ذکر نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور پیغمبر اسلام کی سیرت اور شخصیت ہے ـــــ وہ اپنی قیاسی تصانیف میں صرف علیم و خبیر اور ہمہ گیر نفوذ کئے ہوئے خدا کو ہی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ وہ آنحضرت صلعم کی فیض بخش شخصیت اور ذاتی کردار کو بھی قلم انداز کر دیتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کی بلند پایہ سیرت آپ کے مشن کی صداقت کی ضامن ہے۔

اگر تمام قدیم مذاہب کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے تو ان کے متعلق سب سے پہلی بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سوائے صداقت کے اور کچھ نہیں اور اگر مرور زمانہ سے وہ کتابیں محرف و مبدل ہو گئی ہیں جیسا کہ مثال کے طور پر عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید میں تحریف ہو چکی ہے لیکن اس تحریف کے باوجود ان میں کچھ نہ کچھ تو صداقت ضرور ہونی چاہئیے

کیا ایک مذہب صرف اس لئے کم صداقت پر مبنی ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسری وضع میں پیش کرتا ہے کیا ایسے مذہب کی مقدس کتاب میں صرف اسلئے کم جدت ہوگی کیونکہ وہ قدیم کتب مقدسہ میں جو تھوڑی بہت صداقت رہ گئی ہے اس کی طرف اشارہ کرتی ہے یا اس کو بیان کرتی ہے ان کی مصدق ہے ان کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے اور ان کی جگہ خود لے لیتی ہے ۔۔۔ یسوع نے زوردار الفاظ میں کہا تھا کہ وہ حضرت موسے کی شریعت کو مٹانے نہیں آیا بلکہ اس کو پورا کرنے آیا ہے کیا یسوع کے ایسا کہنے سے دین عیسوی کے حمایتی اپنے ہی قائم کردہ معیار پر اس بات کو تسلیم کریں گے کہ وہ مذہب جس کو یسوع نے پیش کیا وہ باطل ہے ؛ یہ ایک عجیب بات ہے کہ عیسائیت کی وہ مسلمہ نسبت جو اسے یہودیت سے ہے اس نے بھی اسلام کی دین عیسوی کے وکیلوں کے حملہ سے حفاظت نہیں کی ۔ کیا موجودہ عہدنامہ قدیم اور عہدنامہ جدید اپنے اندر صداقت کا شائبہ نہیں رکھتے اگر یہودی اور عیسائی اس بات کا نفی میں جواب دینے پر رضامند ہوں تو اس صورت میں انہیں قرآن مجید کے ربانی ماخذ کو چیلنج کرنے کا حق ہے ورنہ دوسری صورت میں نہیں ۔

قرآن مجید کا یہ دعوے ہے کہ یہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ..... کیونکہ قرآن مجید آخری روحانی کتاب ہے اس لئے یہ پرانی کتابوں کے اصل حصص کو ان حصوں سے ممیز کرتی ہے جن میں تحریف ہو چکی ہے قرآن مجید نے اپنے متعلق بتایا ہے صحفًا مطھرۃ ۔ فیھا کتب قیمۃ پاک صحیفے جن میں مضبوط کتابیں ہیں اس میں یہ اشارہ ہے کہ قرآن میں پہلی کتابوں کی وہ تمام تعلیم جو صداقت پر مبنی تھی اور جو قائم رکھنے کے قابل تھی موجود ہے ۔ اور قرآن مجید میں آتا ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام باتوں کو ظاہر کیا جو یہودی اور عیسائی اپنی کتابوں میں چھپاتے تھے و انزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب و مھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ۔

اور ہم نے تیری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلی

کتاب کی اور اس پر محافظ۔ سو ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کر جو اللہ نے اتارا۔ (المائدہ۔ ۴۸) اور قرآن مجید چونکہ آخری کتاب ہے اسلئے پہلی سب کتابوں کی جگہ لے لیتی ہے کیونکہ ان پہلی کتابوں میں غیر معمولی تحریف ہو چکی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے یہ کبھی دعوے نہیں فرمایا کہ آپ ہی صرف خدا کے پیغمبر ہیں بلکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی ہر ایک قوم میں خدا کی طرف سے ڈرانے والے آئے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔ واوحینا الیٰ ابراھیم واسمعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسٰی وایوب ویونس وھارون وسلیمان واتینا داؤد زبوراً۔ ورسلاً قد قصصنھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک، وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل، وکان اللہ عزیزاً حکیما۔ لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ ج والملئکۃ یشھدون وکفی باللہ شھیدا۔ ترجمہ:۔ بیشک ہم نے تیری طرف وحی کی جیسا ہم نے نوح اور اس سے پچھلے نبیوں کی طرف وحی کی اور ہم نے ابراھیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور دی اور کچھ رسول ہیں جنکا حال ہم تجھے پہلے بیان کر چکے ہیں اور کچھ رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا ہے اور اللہ نے موسیٰ سے باتیں کیں رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کو رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے لیکن اللہ اس کے ساتھ گواہی دیتا ہے جو اس نے تیری طرف نازل کیا کہ اسے اپنے علم کے ساتھ نازل کیا اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

یہ اعتراض کہ قرآن مجید میں ماخذ ربانی کا فقدان ہے یا اس میں جدت نہیں صرف اسلئے قرآن مجید پر کیا جاتا ہے کیونکہ بائبل کا یہ دعوے نہیں کہ وہ الہامی کتاب ہے اور عیسائیوں کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس میں انسانی باتوں کی ملونی ہے۔ بائبل کے بیشمار مختلف نسخے، اس کے متناقض بیانات، غیر ایماندارانہ تراجم، فضول تحکم آمیز متناقض عقاید ایک عیسائی کو اس وقت ملزم ٹھیراتے ہیں اور اس پر اثر انداز ہوتے ہیں جب اس کا سامنا قرآن مجید

سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید کا ربط اس کی عالمگیری اور اس کی رواداری کے پیش نظر بائیبل کی مذکورہ بالا خصوصیات اس کی نظروں میں کھٹکتی ہیں اور اس کے لئے سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں رہتی کہ وہ آنحضرت صلعم کی ذات اور کردار پر معاندانہ حملہ کرے اور نعوذ باللہ من ذالک آپ کو "دغاباز" کہکر پکارے اور قرآن مجید کو نعوذ باللہ آپ کے دماغ کی "اختراع" اور جعلسازی سمجھے۔

لیکن قرآن مجید اور حضرت نبی کریم ایک بے مثال پہلو پیش کرتے ہیں ہم دونوں کی تحقیق تاریخی لحاظ سے بتدریج کر سکتے ہیں۔ یہ خصوصیت جن سے ان کو تقویت ملتی ہے وہ عیسائیوں کے اس حملے کا مکمل جواب ہے۔ ہم آنحضرت صلعم کی سیرت کو آپ کے بچپن سے لیکر موت تک جانتے ہیں اور یہ سب تاریخ میں بطور واقعات کے موجود ہے، اور ان حقائق سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا ایسا شخص نعوذ باللہ دھوکے باز ہو سکتا ہے اور کیا وہ جھوٹے طور پر اپنے دماغ کی اختراع کو الہامی کتاب کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ میں پہلے آنحضرت صلعم کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا جو ان حملوں کا بطلان کرتے ہیں اور میں ان دلائل کی تائید میں قرآن مجید کی شہادت پیش کروں گا۔

بعثت سے پہلے آنحضرت صلعم کی زندگی آپ کے کیریکٹر پر بہترین شہادت ہے۔ آپ کے رویہ اور سبھاؤ میں عفت تھی اور آپ کے افعال میں ایسی پاکیزگی تھی جس کا آپ کے ہمعصر لوگوں میں فقدان تھا۔ آپ کا دماغ سلجھا ہوا اور مذاق لطیف تھا آپ سنجیدہ اور غور و فکر کے عادی تھے آپ خاموشی سے پاکبازی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ نٹ کھٹ نوجوانوں کے کھیل تماشے آپ کو نہیں بھاتے تھے۔ آپ کا اعلیٰ کیریکٹر باعزت چال ڈھال اور پاکیزگی نفس نے آپ کے شہر اور قبیلہ کے لوگوں کو آپ کے ان اوصاف حمیدہ کا معترف اور رطب اللسان بنا دیا تھا اور اکیس سال کی عمر میں سب کی مرضی سے آپ کو "الامین" کا خطاب دیا گیا یعنی قابل اعتماد محض آپ کے بے داغ اور اعلیٰ کیریکٹر کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے۔

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ ترجمہ:۔ میں تو تم میں اس سے

پہلے ایک عمر رہا ہوں تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (یونس ۔ ۱۶)
جب حضرت نبی کریم صلعم پر یہ وحی نازل ہوئی کہ وہ کھلے بندوں تبلیغ کریں (۱۵:۹۵ قرآن مجید) اور خاص طور پر اپنے اقربا میں تبلیغ کریں تو آپ نے انہی حقائق کو سامنے رکھ کر اپیل کی آپ ایک دن صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور آپ نے قریش کے ہر ایک قبیلے کو آواز دی حتیٰ کہ تمام قبائل وہاں جمع ہو گئے ۔ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں سے سوال کیا "کیا تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے سنا ہے" ؟ انھوں نے متحد ہو کر نفی میں جواب دیا اور کہا تم الامین ہو اور اپنے قول میں صادق ہو "کیا تم مجھ پر یقین کرو گے" آنحضرت صلعم نے ان سے دریافت فرمایا "اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کی دوسری طرف وادی میں ایک بہت بڑا دشمن اترا ہوا ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے" ان سب نے متفقہ طور پر جواب دیا "ہاں یقیناً کیونکہ ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا" تب آنحضرت صلعم نے فرمایا "تو پھر اس بات کو جان لو کہ میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں یہاں تک کہ تم اپنے چلن اور طریقے کو درست کر لو" اس جواب پر جیسا کہ توقع تھی پہلے تو انھوں نے مضحکہ اڑایا اور اس کے بعد غصہ میں بھر گئے اور وہاں سے چلے گئے ۔

بعثت سے لیکر موت تک آنحضرت صلعم کی زندگی آپ کے مقصد کے خلوص اور صداقت پر شہادت ہے میں آپ کی زندگی کے صرف چند واقعات بیان کروں گا ۔ میں پہلی وحی سے ان واقعات کو شروع کرتا ہوں ۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ رمضان کے مہینہ میں صحرا میں مراقبہ کیا کرتے تھے ، نماز اور غور و فکر میں یہ دن گذارتے تھے ۔ غار حرا میں آپ نے کئی راتیں گہری سوچ میں بسر کیں اور وہ عظیم الشان طاقت جس کا نفوذ کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہے آپ نے اس کے ساتھ تعلق میں یہ راتیں بسر فرمائیں ، رات کی خاموش گھڑیوں میں آپ نے آواز سنی اقرا ۔ پڑھ آپ نے نہایت صداقت اور سادگی کے ساتھ جواب دیا "میں پڑھ نہیں سکتا" تب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی :۔ اقرا باسم ربك الذی خلق اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا ـــــ اس موقعہ پر آپ کے احساسات کیا تھے یہ احساسات اس شخص کے نہیں تھے جو پیغمبر بننا چاہتا ہو

اور نہ ہی یقیناً ایک دھوکے باز شخص کے یہ احساسات تھے۔ ایک شدید بے چینی تھی جس کی وجہ سے آپؐ کا دل سخت مضطرب تھا۔ وہ الفاظ جو آپؐ پر نازل ہوئے ان کی وجہ سے آپؐ لرزہ براندام تھے اسی حالت میں حضرت نبی کریم صلعم اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا زملونی زملونی فزملوہ حتی ذھب عنہ الروع فقال لخدیجۃ واخبرھا الخبر لقد خشیت علی نفسی (بخاری) ترجمہ:۔ مجھے کپڑا اڑھادو مجھے کپڑا اڑھادو سو انہوں نے آپ کو کپڑا اڑھادیا یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا آپؐ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے کہا اور سب ذکر ان سے کیا کہ مجھے اپنے نفس پر خوف ہے۔ یہ بات سُن کر حضرت خدیجہ رضؓ نے فرمایا کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (بخاری) ترجمہ۔ اللہ کی قسم اللہ کبھی آپ کو رسوا نہ کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ناتوان کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضؓ نے آنحضرت صلعم پر زور دیا کہ وہ بجائے افسردہ ہونے کے خوش ہوں کیونکہ حضرت خدیجہ رضؓ نے اسی وقت اپنے پورے دل کیساتھ یقین کر لیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ کو بطور پیغمبر انتخاب کر لیا ہے ــــ قریباً چھ ماہ تک وحی رکی رہی جسے فترت کا زمانہ کہتے ہیں اس عرصہ میں آپؐ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی اس عرصہ میں آپؐ کے دماغ پر بہت بوجھ پڑا کیونکہ آپؐ پھر آسمانی آواز کی توقع اور آرزو رکھتے تھے بالآخر آپؐ پر وحی نازل ہوئی جس نے آپؐ پر ایسے فرائض کا بوجھ ڈال دیا کہ جن کی وسعت اور نتائج سے آپ اس وقت واقف نہیں تھے۔ آپؐ کو حکم ہوا یاایھا المدثر قم فانذر۔ اے کپڑا اوڑھنے والے اُٹھ اور ڈرا آنحضرت صلعم کو اس مشن کا شعور پیدا ہوگیا جو آپ کو تفویض کیا گیا اور آپؐ نے اس مشن کو بروئے کار لانے کی کوشش کی آپؐ نے اپنی ذات کا خیال بالکل ترک کر دیا اور آئندہ سے آپؐ کی زندگی صرف انسانیت کی بہتری اور بہبودی کے لئے وقف ہوگئی۔

اپنے اس مشن کے پہلے تین سالوں میں آپ نے اپنی قلبی کیفیات کا اظہار صرف ان لوگوں کے سامنے کیا جو کسی نہ کسی طریقہ سے آپ سے متعلق تھے۔ پھر آپ نے اپنے قبیلہ کو اپنے گرد جمع کیا اور یہ پیغام ان تک پہنچایا آپ کو اس دوران میں معمولی کامیابی ہوئی لیکن بتوں کی مخالفت سے وہ لوگ غضب آلودہ ہو گئے پہلے آنحضرت صلعم کا بائیکاٹ کیا پھر آپ کی توہین کی اور آپ کو مشتعل کرنا چاہا اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ انھوں نے ایک دفعہ آپ کے سر پر غلاظت پھینکی جس کو آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رض نے صاف کیا اور صاف کرتے ہوئے وہ رو رہی تھیں آنحضرت نے حضرت فاطمہ رض کو تسلی دیتے ہوئے کہا :-

" میری بیٹی رو نہیں خدا یقیناً تیرے باپ کی مدد کرے گا "۔ آنحضرت صلعم نے اپنی تبلیغی مساعی کو جاری رکھا اور آپ کے پایۂ ثبات کو ذرہ بھر لغزش نہ ہوئی اور اس تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں متبعین کا ایک چھوٹا سا گروہ آپ کے گرد جمع ہو گیا اور خطرناک مظالم کے دوران میں بھی آپ نے اصلاحی کام کو جاری رکھا۔ قریش نے جب محسوس کیا کہ ان کی تمام کوششیں ناکام رہی ہیں تو انھوں نے ایک مجلس قائم کی اور ایک وفد آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجا جس کا لیڈر عتبہ بن ربیعہ تھا۔ عتبہ نے آنحضرت صلعم کو یوں خطاب کیا :

" او میرے بھائی کے بیٹے تم اپنی شرافت اور خاندان کے لحاظ سے ممتاز ہو تم نے ہمارے لوگوں میں اختلاف کا بیج بویا ہے اور ہمارے خاندانوں میں تفریق پیدا کی ہے تم ہمارے دیوی دیوتاؤں کو برا بھلا کہتے ہو اور ہمارے اجداد کو اعمال کے لحاظ سے فروما یہ خیال کرتے ہو ہم تمہارے سامنے ایک تجویز رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر تم دولت چاہتے ہو تو ہم سب جس قدر مال و دولت تم چاہو اکٹھا کر کے تم کو دینے کے لئے تیار ہیں اگر تم عزت اور حکومت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار اور بادشاہ بنانے پر تیار ہیں اگر تم کو حسن و جمال کی خواہش ہے تو خوبصورت سے خوبصورت جس کو تم چاہتے ہو ہم تمہاری زوجیت میں دینے کو رضامند ہیں "

ایک دھوکے باز شخص کے لئے کیسا نادر موقعہ تھا۔ آپ عرب کے بادشاہ بن گئے

ہوتے اور اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے بعد آپ اپنے خیالات ان لوگوں سے منوا سکتے تھے لیکن آنحضرت صلعم نہ تو منافق تھے اور نہ ہی دغاباز تھے کہ آپ ایسا کرتے آپ صراط مستقیم پر پختگی سے قائم رہے اور اس کے جواب میں آپ نے سورۃ حٰم السجدہ جو قرآن مجید کی اکتالیسویں صورت ہے کی پہلی آٹھ آیات تلاوت فرمائیں جو درج ذیل ہیں۔

حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن الرحیم۔ کتٰب فصلت اٰیٰتہٗ قرءانا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون۔ وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اٰذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عٰملون۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین۔ الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لھم اجر غیر ممنون

ترجمہ:۔ اللہ بے انتہا رحم والا ہے۔ کتاب کا نازل کرنا اللہ بے انتہا رحم والے بار بار رحم کرنے والے کی طرف سے ہے یہ کتاب جس کی آیتیں کھول کر بیان کی گئی ہیں قرآن عربی ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے پر ان میں سے بہتوں نے منہ پھیر لیا سو وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے تمہارے درمیان پردہ ہے۔ سو عمل کر ہم بھی عمل کرنے والے ہیں۔ کہو میں صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اس کی طرف سیدھی راہ پر لگے رہو اور اس کی حفاظت مانگو اور مشرکوں کے لئے افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے۔ ــــ جب آنحضرت صلعم نے ان آیات کی تلاوت ختم کی تو آپ عتبہ سے یوں مخاطب ہوئے " تم نے یہ آیات سنی ہیں اب وہ راستہ اختیار کرو جو تمہیں بہتر معلوم ہوتا ہے" ــــ قریش نے حضرت نبی کریم صلعم کو کعبہ سے خارج کیا اور ایک وفد کی صورت میں آپ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور اسے یوں مخاطب کیا:۔

"ہم تمہاری عمر اور مرتبہ کی عزت اور احترام کرتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہے اب تمہارے بھتیجے کے بارہ میں ہمارے اندر صبر اور برداشت کی طاقت نہیں رہی۔ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا اور ہمارے دین کو عیب لگاتا ہے یا تو تم اپنے بھتیجے سے الگ ہو جاؤ یا خود بھی اس کے ساتھ مل جاؤ تاکہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو اور جنگ ہو کر ہم دونوں میں سے ایک فریق ہلاک ہو جائے"۔ ابو طالب نے آنحضرت صلعم کو بلایا اور ان سے اپیل کی کہ آپ اس کام کو ترک کر دیں۔ اس موقعہ پر آنحضرت صلعم کے احساسات پر ذرا غور کریں، ایک طرف تو اہل مکہ ہیں جو آپ کے سنگدل دشمن ہیں اور ہر ایک ملن جو گذرتا ہے وہ اس تاک میں ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں اور اس سے دریغ نہ کریں اگر وہ ایسا کر سکتے ہوں اور دوسری طرف آپ کا عمر رسیدہ چچا ہے جو اب اس قابل نہیں کہ آپ کی حفاظت کر سکے اور آپ سے اپیل کرتا ہے کہ آپ اس کام کو ترک کر دیں اور دوسری طرف یہ جبروت خدا ہے جس کا حکم ہے کہ آپ بغیر کسی خوف کے اس کے پیغام کو پہنچائیں یہ آنحضرت صلعم کے امتحان کا لمحہ ہے آخر حضرت نبی کریم صلعم جواب دیتے ہیں:۔

"اے چچا اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کرے یا میں کام کرتا کرتا مر جاؤں"

ابو طالب نے ۶۱۹ء میں وفات پائی اور ان کی موت سے قریش کے مظالم میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ آنحضرت صلعم جب خورد و نوش کے سامان سے محروم کر دیئے گئے تو آپ مکہ چھوڑ کر طائف کی طرف گئے اور اس سفر میں حضرت زید بن حارث جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آپ کی معیت میں تھے طائف پہنچکر آپ نے اس شہر کے مکینوں کو اپنا پیغام سنایا اور ان کو تلقین فرمائی کہ اہل طائف ان کی اتباع کریں انھوں نے طائف کی گلیوں میں آپ پر آوازے کسے اور آپ پر خشت باری کی اور آپ کو شہر چھوڑنے پر مجبور کیا جب آپ طائف سے نکلے تو سنگدل لوگوں نے آپ کا کافی دور تک تعاقب کیا۔ خشت باری کیوجہ سے آپ کی دونوں پنڈلیوں سے خون بہ رہا تھا زید بن حارث نے آپ کو بچانے کی کوشش

کی تو ان کا سر بھی زخمی ہو گیا، سنگدل لوگوں کے انبوہ کثیر نے کئی میلوں تک آپ کا پیچھا کیا۔ آپ کی پنڈلیوں سے خون بہ رہا تھا اور آپ تھک کر چور چور ہو گئے تھے ایسے نازک وقت میں آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی آنسو آپ کی آنکھوں سے رواں تھے اس بے کسی کے وقت آپ یوں جناب باری میں دست بدعا ہوئے :۔

اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الرحمین انت ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین الی من تکلنی الی عدو بعید یتجھمنی ام الی صدیق قریب ملکتہ امری ان لم تکن غضبانا علی فلا ابالی غیر ان عافیتک اوسع لی ...... اعوذ بنور وجھک الذی اضاءت لہ السموات واشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والاخرۃ ان تنزل بی غضبک و یحل بی سخطک ولک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک :

ترجمہ :۔ اے میرے خدا اپنی کمزوری اور طاقت کی کمی اور لوگوں کی نظروں میں ہیچ ہونے کی تیری طرف ہی شکایت کرتا ہوں اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا رب ہے تو کس کی طرف مجھے سپرد کرے گا کسی اجنبی دشمن کی طرف جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے یا قریب دوست کی طرف جس کے قبضہ میں تو نے میرا معاملہ دیا ہے اگر تیری ناراضگی مجھ پر نہیں تو ان تمام باتوں کی مجھ کو پروا نہیں لیکن تیری حفاظت میرے لئے بہت وسیع ہے میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سامنے ساری تاریکیاں پاش پاش ہو کر روشن ہو جاتی ہیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے امور اصلاح پذیر ہوتے ہیں ہاں اس بات سے میں تیرے منور چہرے کی پناہ میں آتا ہوں کہ مجھ پر تیری ناراضگی ہو یا تیرا غصہ ہو تیرے حضور عذر کرنا ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر تیرے سواء ——— اسی طائف کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے سر ولیم میور لکھتا ہے :۔

" محمد صلعم کے سفر طائف میں بلندی اور بہادری کی جھلک ہے ایک تنہا آدمی جس کو اس کے لوگوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو خدا کا نام لیکر بہادری سے نکلتا ہے

اور ایک بُت پرستوں کے شہر میں داخل ہو کر اس کے مکینوں کو پشیمان ہونے اور اپنی اتباع کرنے کی تلقین کرتا ہے،، اس سے آنحضرت صلعم کے مشن کے ربانی ماخذ پر خوب روشنی پڑتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ آپؐ کو اس امر کا کامل یقین تھا کہ آپ اس کام کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں۔"

آنحضرت صلعم طائف سے واپس مکہ تشریف لائے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ آپؐ کی اور آپؐ کے متبعین کی مکہ میں زیست دشوار اور ناممکن ہوگئی آنحضرت صلعم نے اپنے پیروؤں کو ہدایت فرمائی کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں جیسا کہ انھوں نے ہجرت کی لیکن آپ خود چند لوگوں کی معیت میں مکہ میں ہی تشریف فرما رہے ـــــ کچھ عرصہ بعد مدینہ کے دو قبائل خزرج اور اوس نے آپؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی ایسے حالات میں اگر کوئی اور شخص ہوتا تو وہ ان لوگوں کی پناہ میں آنے کے لئے ہر ممکن قربانی کر گذرتا اور ان کی حفاظت میں تمام قسم کی شرائط کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا لیکن آنحضرت صلعم نے ایسا نہیں کیا ان کی دعوت قبول کرنے سے پیشتر آنحضرت صلعم نے ان سے ایک عہد لیا جو کہ بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ وہ عقبہ کے مقام پر لیا گیا تھا اس بیعت کی شرائط درج ذیل ہیں:-

"ہم سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہیں کریں گے، ہم چوری نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم زنا کریں گے اور نہ ہی اپنے بچوں کو ہلاک کریں گے اور نہ دوسروں پر تہمتیں لگائیں گے اور کسی اچھی بات میں ہم پیغمبرِ خدا کی عدول حکمی نہ کریں گے"۔

آنحضرت صلعم کی سیرت کا مطالعہ بذات خود ایک مضمون ہے جو اس مضمون کے احاطہ سے باہر ہے میں نے یہاں صرف آپؐ کے اخلاص اور مقاصد کی صداقت پر بحث کی ہے کیونکہ عیسائی نقادوں نے اس موضوع پر طویل بحث کی ہے لیکن وہ آپؐ کی زندگی کے مسلمہ واقعات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اور ان واقعات کے ہوتے ہوئے آپؐ کے خلوص میں شبہ کرنا یقیناً متناقض ہے کیا کوئی شخص ایسا کر سکتا ہے جو آنحضرت صلعم نے کیا سوائے اس کے کہ اس کے دل میں اپنے مقصد کی صداقت پر غیر معمولی ایمان ہو آنحضرت صلعم کی سیرت کا ایک بھی ایسا پہلو نہیں ہے جس کو عیسائی بہتان طرازی کرنیوالے دغا بازی کا نام دے سکیں بلکہ اس کے

برعکس غیر معمولی شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو اپنی تعلیم پر جس کی انھوں نے دنیا میں تبلیغ کی محکم ایمان تھا اور وہ اسکی بہت بڑی صداقت یقین کرتے تھے یہاں تک کہ اسکاسر ولیم میور جیسے متعصب عیسائی مصنف کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"محمد صلعم کی آسمانی وحی کے متعلق پہلی تفہیم آپ کے خلوص میں کوئی شبہ باقی نہیں رہنے دیتی اور نہ اس امر میں کوئی شک رہتا ہے کہ زندگی کے اس مرحلے پر آپ کو صداقت کی پُرجوش اور حقیقی تلاش تھی"

ہندوؤں کی الہامی کتابیں

(از قلم جناب ایم۔ اے صمد صاحب)

وہ لوگ جنہیں آج کل ہندو کہتے ہیں لیکن جو گذشتہ زمانہ میں جنٹو کہلاتے تھے اور مورخ ان کو آرین کہتے ہیں تقریباً چار ہزار برس گذرے ہوں گے کہ ایشیائے کوچک کی کسی جگہ سے شمالی ہندوستان کے ضلع آریہ ورت میں آئے اور رہنے لگے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ امن سے بحیثیت ایک زراعت پیشہ جماعت کے بس سکیں ان کو یہاں کے اصلی باشندوں سے متواتر لڑنا پڑا جن کو انھوں نے آخر کار یا تو جنوب کی طرف بھگا دیا یا ہمیشہ کے لئے غلام بنا لیا۔ کشادہ اور تندرست مقامات اور خورد و نوش کے سامان کی کثرت سے انہیں فیلسوفانہ تصور کے لئے کافی موقعہ و وقت ملا۔ انھوں نے بہت سے بھجن اربع عناصر یا دوسرے قدرتی ظہور کی تعریف میں بنائے جن سے وقت پر بارش ہوئی جس نے ان کی زمینوں کو سیراب کیا اور اچھی فصل پیدا کی۔

کلام پاک میں یہ لکھا ہوا ہے:-

"کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں ایک نبی نہ پیدا کیا گیا ہو"

اس طرح خدا نے جو رب العالمین۔ خالق اور رازق اور دنیاؤں کا مظہر ہے آرین قوم کی رہنمائی

کے لئے انبیاء کو بھیجا تاکہ وہ مقررہ اصول کی مدد سے رو براہ ہوسکیں۔ چونکہ پیغام الٰہی کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس کی اصلی پاکیزگی قائم نہ رہ سکی اور انحطاط شروع ہوا جو بالآخر برہمنوں کے متبذل مذہب میں تبدیل ہوگیا۔ لیکن کلام پاک کا ارشاد ہے:۔

"اگر کسی الہام کو ہم منسوخ کر دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو ہم ایک بہتر یا اسی طرح کا اور لے آتے ہیں۔"

بھگوت گیتا میں بھی یہی بات درج ہے:۔

"جب کبھی دھرم کا زوال ہوتا ہے اے بھارت! اور بے دینی بڑھ جاتی ہے تب میں خود نمودار ہوتا ہوں"

اس طرح جب پہلا پیغام لوگوں نے بھلا دیا ایک تازہ الہام ایک دوسرے نبی کی معرفت پہنچا لیکن ہندوستان میں ایک روایت چلی آتی ہے کہ کوئی شخص بہت عرصہ تک نبی نہیں رہ سکتا بغیر خدا کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے اور نہ کوئی الہام ہی برہمن مت میں خلط ملط ہوئے بغیر رہ سکتا ہے۔ اب یہ برہمن مت ہے جو ہندو مت کے نام سے جاری ہے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سچے الہامات موجود ہوں گے لیکن اب وہ غلط اور ناکارہ باتوں میں مل گئے ہیں۔ یہ کتابیں اپنے ایام نزول کے لحاظ سے دو طبقوں میں منقسم ہوگئی ہیں یعنی ویدک ایام کی کتابیں اور مہا بھارت کے زمانہ کی کتابیں۔

اب ویدک زمانہ کی کتابوں کے حالات میں سب سے پہلے الہام جو آرین قوم پر نازل ہوئے اس کا ذکر ویدوں میں ہے۔ ہندوؤں کی رائے میں وہ آسمانی اور دائمی کتابیں ہیں اور اس لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور قطعی مستند ہیں۔ سوامی ودیکانند اپنی رائے ان کے متعلق یوں ظاہر کرتے ہیں:۔

اس کا سنہ مقرر نہیں کیا گیا۔ اور نہ کیا جا سکتا ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وید دائمی ہیں۔

تاہم تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ان بھجنوں کے مجموعہ کی ترتیب اندو آرین تہذیب کے بالکل شروع دور میں مختلف اوقات میں ہوئی۔ مختلف عالموں نے اسکے بالکل مرتب کئے جانے

کا زمانہ... ۴ ہزار برس سے پندرہ ہزار برس قبل حضرت مسیح قرار دیا ہے۔ ویدوں کی چار قسمیں ہیں۔ رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اور اتھروید۔ جن رشیوں پر یہ نازل ہوئیں ان کا کوئی حال سوائے ان کے ناموں کے نہیں معلوم ہے۔ اور یہ نام بھی اتفاق سے مختلف منتروں کے شروع میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

رگ وید کے بھجنوں سے ابتدائی آریوں کے دماغ کے شوق تحقیق کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے جس کا وجود اس بت ہی عجیب اور متحیر ماحول سے جس میں آرین آئے اور آباد ہوئے پیدا ہوا۔ پہلے پنجاب کے خوبصورت میدانوں میں اور پھر گنگا اور جمنا کے زرخیز علاقوں میں۔ وہ آیتیں بہت سے دیوتاؤں اور دیویوں کے متعلق ہیں جو خاص قدرتی عناصر کا مظہر ہیں۔ رگ وید کے مطالعہ سے ظاہر ہو گا کہ اگرچہ دیوتاؤں کی پرستش فرداً فرداً کی جاتی ہے اور جدا جدا قدرتی مظاہر ان سے منسوب کئے جاتے ہیں لیکن ہم اس میں خدا پرستی۔ مسئلہ ہمہ اوست۔ اور وحدنیت کا میلان بت پرستی کے غیر معمولی غلبہ کے ساتھ ساتھ پاتے ہیں۔ اس سے اتفاقاً ظاہر ہو جائے گا کہ تبدل و تغیر کہاں تک ہوا۔

سام اور یجروید جن کی تکمیل کچھ عرصہ بعد ہوئی وہ رگ وید سے بہت مختلف نہیں ہیں سام وید میں رگ وید کے ایسے بھجنوں کا انتخاب پایا جاتا ہے جو دیویوں کے خوش کرنے کیلئے ایک خاص مقررہ راگ کے ساتھ گائے جاتے تھے اور یجروید میں بھی اسی رگ وید سے آیتیں نکال کر جمع کی ہیں اس ترتیب سے کہ جس سے وہ قربانی کے دور میں پڑھی جائیں۔ وید میں قربانی کے مسئلہ کا وجود اس وجہ سے ہوا کہ دیوتاؤں اور دیویوں کو جانوروں کے گوشت اور خون سے منایا جا سکتا ہے اور اس طریقہ پر ان کا خوفناک غصہ دور ہو سکتا تھا۔

اتھروید بہت ہی بعد کے زمانہ کی کتاب ہے اور رگوید سے ایک بہت ہی مختلف قسم کے مذہب کی نمائندہ ہے۔ اتھروید کا مذہب رگ وید کے مذہب سے بہت ہی کمتر درجہ کا ہے کیونکہ اس میں تمام اقسام کے توہمات اور ذلیل درجے کی عبادت کا ذکر ہے سب سے زیادہ مشکل جس کا سامنا ویدوں کے لئے کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ جس زبان میں وید لکھے گئے ہیں وہ متروک اور مردہ ہو چکی ہے، ہندوستان میں نہ کوئی اس کا

بدلنے والا اور منا سب کا سمجھنے والا ہے وید کی آیتوں کے مختلف ترجمے ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے بیشمار فرقے پیدا ہو گئے ہیں جو مذہب کے بنیادی اصولوں میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں حالانکہ ان کا الہامی ذریعہ وہی کتابیں ہیں۔ ویدوں کا ترجمہ ایک جماعت کا کیا ہوا دوسروں کے لئے ناکارہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ وید قبل پرانے عہدنامہ کے ایک قوم کی تاریخ ہیں جس میں مذہب اور اس کے لوازمات ضمناً بیان میں آ گئے ہیں۔ جہاں جی دیپندرا ناتھ ٹیگور جو کسی زمانہ میں برہمو سماج کے پیشوا تھے ان کے بارے کہتے ہیں کہ:۔

ویدوں کی حرمت اس وجہ سے کہ وہ اگلے زمانہ کی یادگار ہیں ہو سکتی ہے لیکن ان میں اس قدر لغو۔ غلط اور ناممکن باتیں پائی جاتی ہیں جس سے ان کا الہامی ہونا قرار دیا جانا بالکل غیر مستحکم ہے۔

عہد ویدک کی دوسری کتابوں کے جانچنے سے پہلے ہمیں اپنی بابت ویدوں کے متعلق یہ کہکر قائم کرنی چاہیئے کہ ان کا زیادہ تر مواد سفلہ پن اور حماقت سے بھرا ہوا ہے اور جس کو بُرا اور قابل اعتراض کہہ سکیں وہ کم ہے۔ اس کے بعض حصے تو ایسے ہیں جو دیوتا کے جذبات اور خواہشات سے منسوب کئے جانے کے باعث دیوتا کی شان کے منافی ہیں۔ مثلاً غصہ۔ بدلہ۔ مادی قربانیوں سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اسی طرح انسانی فطرت کے نیچے درجہ کی خود غرضی اور دنیا داری کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت سے بھجن بالکل بے لطف اور بے معنی ہیں اور ہم کو نہایت صبر کے ساتھ تلاش کرنا چاہیئے قبل اس کے کہ ہم جگہ بجگہ ایسے جذبات سے ملاقی ہوں جو روح کی گہرائی سے آتے ہیں اور ایسی دعاؤں سے جن میں ہم شرکت کر سکیں۔

عہد ویدک کی کتابوں میں ویدوں کے بعد برہمنا س اور [illegible] ہیں لیکن چونکہ ان کی حیثیت ویدوں کی شرح سے زیادہ نہیں ہے ہم ان پر تفصیل سے بحث نہ کریں گے حالانکہ ہندو ان کو بھی الہامی کتابوں کا درجہ دیتے ہیں۔ برہمناس نثر میں لکھی ہوئی ہیں اور زیادہ تر وید کے بھجنوں کی معنی اور قربانی کے قواعد پر روشنی ڈالتی ہیں۔ رہا ان کا عہد تو اسکا تعلق اس دور سے ہے جس میں ویدک تہذیب اور تمدن برہمنی نکتہ خیال اور سوسائٹی کے ضابطہ

میں ترتیب پا رہے تھے۔ چاروں ویدوں کے چار برہمنا ہیں اور وید کے ماہیو المتزاع کے لحاظ سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ برہمناس کے متعلق یہ رائے آسانی سے قائم کی جاسکتی ہے کہ وہ مثل ویدوں کے کبھی الہامی کتب نہ تھیں لیکن ابتدا میں انکو برہمنوں نے اس غرض سے لکھا تاکہ وہ نئے مذہب کو جس کی بنیاد ذاتی سرفرازی پر ویدوں میں تبدیلی اور تصرف کے بعد رکھی تھی اسکو سمجھا سکیں۔ انھوں نے انکو کتب سماوی کا درجہ دیا تاکہ لوگ ان کی کورانہ تقلید کریں۔

اُپانشد برہمناس کا جزو لاینفک ہیں اور رسومات سے گہرے تخیل کے بتدریج تبدیلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ برہمناس کا تعلق ویدکی رسومات اور قربانی کے باب سے ہے، اُپانشد فلسفیانہ حصہ کی شرح ہے۔ وید آیتیں اولاً مختلف دیویوں کی شان میں بھجن ہیں اور ان کے فلسفیانہ مقاصد ان کے مضامین سے نکالے جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم ویدوں سے اپانشد کی طرف بڑھتے ہیں تو ہمارا قیاس اولاً فرمان پذیر ہو جاتا ہے۔ فلسفہ اپانشد کا خاص مقصد خودی ہے۔ چونکہ مایوس کن اختلافات پائے جاتے ہیں اور ایک کثیر تعداد آیتوں سے متضاد مطلب نکل سکتا ہے ہم ان کتابوں سے اپنی قطعی رائے آزادی سے نہیں دے سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فلسفہ کی شرح ہونے کے لحاظ سے دلچسپ ہیں اور ان کی اہمیت عملی یا خاص مذہبی لحاظ سے کوئی نہیں اس کے بعد پراناوں کا نمبر ہے۔ وہ اس غرض سے لکھے گئے ہیں۔ کہ ویدک دہرم کی شہرت ہو اور اس زمانہ کی تمام زبان میں ہیں یعنی موجودہ سنسکرت میں۔ پرانوں کے متعلق بھی یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مثل ویدوں کے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ ویدوں کے ساتھ ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اتھروید میں ان کے بارے میں ہمیں یہ اطلاع ملتی ہے:۔

آیتیں اور گیت اور ساحرانہ بھجن۔ پوران۔ قربانی کے ہدایات تمام آسمانی دیوتا جن کا گھر جنت میں ہے باقی ماندہ سے پیدا ہوئے۔

اسی طرح رگ وید میں ان کا ذکر ہے۔

اس لئے پرانا پایا جاتا کے علم سے ہمارے بزرگ رشیوں کے درجہ کو پہنچے۔ غرضیکہ پورانا اس عالم کے پیدائش کی تاریخ ہیں۔ اگلے آرین اقوام کی تاریخ اور ہندو دیویوں اور عارفوں کی زندگی کی کہانیاں ہیں۔ یہ تمام دیوتاؤں کے تذکروں کی صورت میں بیان کی گئی ہیں اور پرانی یونانی اور رومن داستانوں سے بہتر نہیں ہیں جس میں دیوتاؤں کو ذلیل انسانی ہوا و ہوس کا بندہ دکھلایا ہے جن کی شادیاں ہوتی ہیں جو بچے پیدا کرتے ہیں شراب پیتے ہیں اور شہوت پرستی اور فواحشات میں انسانوں کو بھی شریک کر لیتے ہیں

اب ہم ایک عہد کی کتابوں پر آتے ہیں جس میں راماین۔ مہابھارت اور بھگوت گیتا ہیں۔ منوسمرتی بھی اسی زمانہ کی کتاب ہے۔

راماین ہندوستان کی ایک بڑی نظم رزمیہ ہے۔ جس میں ہندوؤں کے بہادر اجودھیا کے راجہ رام کی کہانیاں ہیں اور جو کتاب کے آخری حصہ میں وشنو کا اوتار مانا گیا ہے۔ رام ایک عارف ہوگا اور اس لئے انبیاؤں میں سے ایک تھا لیکن چونکہ اس کی کہانی مہابھارت کے بعد بنائی گئی۔ حالانکہ وہ بہت ہی حال کی کتاب ہے۔ بہت سے واقعات اور غلط اصول اس میں اضافہ کئے گئے اور رام کو خدا کا اوتار بنا دیا گیا۔ راماین کا مذہب صاف طور پر بت پرستی ہے۔ اس میں ویدک دیوتاؤں کا ذکر ان کے سردار اندرا کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ نئی دیویاں مثلاً کاما۔ کبیرا۔ کرنکا۔ گنگا۔ لکشمی اور اُما۔ وشنو اور شیو کی بیبیاں۔ خدا کا درجہ حاصل کئے ہوئے جانور مثلاً سیسا سانپ۔ ہنومان بندر۔ جمباوت رکھ۔ گرودا عقاب۔ جٹایو گدھ اور نندی سانڈ خاص طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ قربانی عبادت کا طریقہ ہے۔ حالانکہ وشنو اور شیو اپنی فضیلت قائم رکھتے ہیں۔ سانپوں، درختوں اور دریاؤں کی عبادت بھی پائی جاتی ہے۔

فلسفیانہ نظر سے مہابھارت اس زمانہ کی بہت ہی اہم کتاب ہے۔ بھگوت گیتا کے علاوہ ایک فلسفی کے لئے مکاس دھرم اور انوگیتا کافی دلچسپ ہیں۔ یہ رزمیہ نظم تمام کی تمام کہانی ہے اس بڑی لڑائی کی جو بھارت کے شاہی خاندان کی دو شاخوں یعنی کورووں اور پانڈووں میں ہوئی۔ علماء کا خیال ہے کہ موجودہ مہابھارت ایک پہلی کتاب بھارت کا اضافہ

کیا ہوا تصحیح ہے۔ ویدک دیوتاؤں کے علاوہ وشنو۔ پاسوپتی اور کرشنا کو بھی نمایاں ؟ حاصل نہ ہے جن سے سکتا۔ پاسوپتا اور آسدیو کرشنا مذہب کی بنیاد ایک ایک کرکے پڑھی کرما اور آواگون کے اصول تمام کتاب میں پورے طور پر تسلیم کئے گئے ہیں۔

بھگوت گیتا یا کرشن جی کے راگ مہابھارت کے ایک حصہ کا جس کو بھاپد کہتے ہیں نام ہے۔ وہ ایک مکالمہ جو کرشن اور ارجن کے درمیان جو پانچ پانڈوں میں سے ایک ہے کرکشیتر کے میدان میں ہوا اور جس کو سنجایا نے دہرتی ترسٹرا سے بیان کیا۔ باوجودیکہ بھگوت گیتا میں بہت سے مضامین اور اصول مسلمانوں کو پسند نہیں لیکن مسلمان کرشن کو نبی مانتے ہیں۔ وہ گندے واقعات جس میں کرشن کو لوٹ دکھلایا جاتا ہے وہ غلط الزامات یا ایک حقیقی معصوم چلن کی غلط نمائی سے منسوب کئے جا سکتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے مکروہ اور بہت ہی نفرت انگیز اصول جو اُن سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ ثبوت کیا جا سکتا ہے کہ برہمنوں کی اختراع تھے جو کرشن کو خدائی درجہ دے کر وشنو کا اوتار بنا دیا اور اس مذہب اور برہمنوں کے مت کے درمیان خلیج حائل شدہ کو دور کرنے کی کوشش تھی۔

کرشن کی حیثیت اس وقت ایک نبی کی تھی وہ نیکی کی حفاظت۔ بدکرداروں کی تباہی دہرم کی بیقراری کے لئے آئے تھے۔ انھوں نے ایک اخلاقی وحدانیت کے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ویدوں کی اہمیت کو برطرف کر دیا۔ اور برہمنا قربانی کے طریقوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جو ان کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ تھا۔ شنکراچاریہ (سنہ ۸) بھی ایک جگہ پر اس بات کا حوالہ دیتا ہے جبکہ بھگوت گیتا (کرشن کا اصلی مت) برہمن کے مذہب میں ضم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ویدوں کے مت والوں سے دشمنی ہو گئی تھی۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہندوستان میں ایک نبی تھوڑے عرصہ میں خدا کے درجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی مذہب بہت عرصہ تک برہمن مت میں ضم ہونے بغیر رہ سکتا ہے کچھ عرصہ میں کہانیاں اور قصے کرشنا کے نام گھڑ لئے گئے، ایک مذہب کے بانی کی حیثیت اور ایک قوم کی سرداری کے باعث وہ خدا کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اور اس طرح پر وہ اسباب پیدا کئے گئے اور وہ راہ برہمنوں کے لئے کھل گئی اور انھوں نے کرشن کو وشنو کا اوتار

قرار دیدیا جیسا کہ پہلے رام کے متعلق کیا جا چکا تھا۔

باوجود ان کمزوریوں اور تصرف کے جو برہمنوں نے اصلی صحیفہ میں کیا بھگوت پھر بھی ہندوؤں کی سب سے عمدہ اور دلچسپ کتاب کہی جا سکتی ہے اور ایک فلسفی کے لئے باعث تحیر ہے۔

اب ہم منو کے قوانین کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ منوسمرتی اوّلاً دھرم شاستر کا ایک قانون ہے۔ اس قانون میں بہت وضاحت کے ساتھ چار ذاتوں اور زندگی کے چار قاعدوں کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ چار ذاتیں برہمن یا پوجاری۔ چھتری یا فوجی۔ ویش یا بنئے اور شودر یا اچھوت۔ غلام ہیں۔ ذات کے اس فرق نے جس کی بنیاد پیدائش اور نسل پر رکھی گئی ہے ایک بہت ہی ظالمانہ اور حسد انگیز نظام سوسائٹی کو قائم کیا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ ایک برہمن چاندی کا چمچہ منہ میں لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے اور اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ وہ کیسا ہی کمینہ اور نالائق نکلے اس کی سب سے زیادہ عزّت ہوتی ہے، اور سب سے عمدہ چیز اس کا حصہ ہے، مذہبی رسوم کی ادائیگی کا امتیاز قربانی کرنے اور مذہبی کتابوں کے سمجھانے کا خالص حق اسی کا ہے۔ برخلاف اس کے شودر بحیثیت ایک جماعت کے ہمیشہ کے لئے غلام بنا دئے گئے ہیں اور زندگی کی تمام خوبیوں سے محروم ہیں۔ ان کا سایہ بھی چیزوں کو گندا کرنے کے لئے کافی ہے۔ ناظرین خود اس وحشیانہ اور دشمن انسان سوراج کے متعلق جس کی تلقین منوسمرتی میں کی ہے ذیل کے بیانات سے اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں

اگر کوئی شودر کسی برہمن کو نصیحت کرے تو اس کے منہ میں کھولتا ہوا تیل ڈالا جائے گا۔ اگر وید کا کوئی منتر اتفاق سے شودر کے کان میں پڑ جائے تو شودر کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور اگر اس کی زبان سے ادا ہوا ہے تو اس کی زبان کاٹی جائے گی اور اگر اسے حفظ یاد ہو جائے تو اس کے دل کو دو حصوں میں چیر دیا جائے۔ اگر کوئی شودر کسی برہمن سے بدتمیزی سے بات کرے تو اسے مار ڈالو۔ اگر ایک چھتری اور ایک بنیا ایک برہمن سے گستاخی کریں تو ان کی زبان اکھاڑ لی جائے گی۔ اگر شودر کسی عضو سے کسی برہمن کی ذلت کرے اس کا وہ عضو کاٹ لیا جائے گا۔ اگر وہ کسی برہمن کے برابر بیٹھے گا تو اس کے چوتڑ کاٹ دیئے جائیں گے

پھر آگے چل کر چار (آشرم) یا اصلوب زندگی کا ذکر کرتے ہوئے قانون منو بالآخر عورتوں کے متعلق بحث کرتا ہے۔ ایک عورت کی حیثیت ایک مرد کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسی کہ ایک شودر کی برہمن کے مقابلہ میں۔ وہ غریب ہمیشہ کی قید اور غلامی کے لئے بنائی گئی ہے دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کو وہ اپنا کہہ سکے حتیٰ کہ اس کی ذات تک کیونکہ یہ لکھا ہے کہ "بچپن میں ایک عورت اپنے باپ کی تابعدار ہے تو جوانی میں اپنے شوہر کی اور جب اس کا خاوند مر جائے تو اپنے بیٹے کی۔ ایک عورت کو کبھی خود مختار نہیں ہونا چاہیئے۔ جس سے اس کا باپ اس کا ہاتھ پکڑوائے یا اس کا بھائی باپ کی اجازت سے جب تک زندہ ہے اسکی تابعداری کرے گی اور جب وہ مر جائے تو اسے اس کی یاد کی بے توقیری نہ کرنی چاہیئے چاہے وہ کتنا ہی گمراہ اور اوباش ہو لیکن ایک وفادار بیوی کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی مثل دیوتا کے پرستش کرے۔ دنیا میں یہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ مرد کو گمراہ کرے۔ اس وجہ سے عقلمند جب عورتوں کے ساتھ ہوتے ہیں کبھی غافل نہیں رہتے۔ کیونکہ عورتیں صرف ایک بیوقوف کو ہی گمراہ نہیں کرتی ہیں بلکہ ایک پڑھے لکھے آدمی کو بھی غصہ ہوا و ہوس کا بندہ بنا دیتی ہیں۔ ایک عورت۔ ایک لڑکا اور ایک غلام کو ملکیت کا حق حاصل نہیں ہے جو کچھ بھی وہ پیدا کرتے ہیں وہ ان کا ہو جاتا ہے جن کے وہ ہوتے ہیں۔"

یہ امر بتایا جا چکا ہے کہ جن کتابوں کی عزت ہندو خدا کی کتابوں کے نام سے کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ انسانی تصرف سے یعنی گھٹانے یا بڑھانے سے محفوظ رہی ہو۔ بہت سی کتابیں تو بالکل معدوم ہو چکی ہیں اور سب انسانی دست برد میں آ چکی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ ان کی موجودہ حالت میں بہت کچھ اعتراض کے قابل اور لغو باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور جس مقصد سے ان کا ظہور ہوا وہ ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔ ان کا مقصد انسان کا خودی کے انکشاف کو عملی جامہ پہنانا اور امکانات کو اصلیت کو پہنچانا ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے کیا ہی اچھے طریقہ پر ظاہر کیا ہے۔

"مذہب کا مقصد اگر انسانی دماغ کی پوشیدہ قوت کو عملی جامہ پہنانا ہے تب خدا کی کتاب یا بالفاظ دیگر مذہب کا ذیل کی باتوں پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

(۱) انسانی لیاقت اور سمائی۔

(۲) ان کو عملی جامہ پہنانے کا طریقہ

(۳) اس مقصد کو پورے کرنے کے لئے خدا اور انسان کے درمیان تعلقات۔

(۴) تعلق مابین انسان اور قدرتی ماحول۔

(۵) تعلق انسان کا انسان سے۔

(۶) ان تعلقات کو عملی جامہ پہنانے کا طریقہ۔

(۷) حیات بعد از موت

مجھے ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے متعلق اور کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ ہندوؤں کو خود اسکا فیصلہ کرنا ہے کہ جس مذہب کی وہ پیروی کرتے ہیں وہ کہاں تک ان سوالات پر کافی روشنی ڈالتا ہے اگر ہندو مذہب اور ہندوؤں کی مذہبی کتابیں ان نکات کی تشریح سے معذور رہیں تو اور غیر ربانی باتوں سے خلط ملط ہوگئی ہیں تب آمد اور خرچ کے الٰہی قانون کا عملی ظہور ہونا چاہیئے اور اس کا نمود ایک جدید الہام کی صورت میں لازمی ہے۔ اگر مذہب انسان تک الہام کی صورت میں پہنچا تو ہم مذہب کی خوبیوں کی داد کیونکر دے سکتے ہیں جبکہ الہام کی صورت ہی بدل گئی ہو۔ اگر پہلے خدا کی مرضی کا انکشاف ہم کو نبیوں کے ذریعہ سے ہوا تو اب وہ کیسے خاموش رہ سکتا ہے جبکہ اس کا فرمان بے نور ہوگیا ہو اور جبکہ اس کے کلام کو انسانی تصرف نے مخلوط کر کے صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر کردیا ہو۔ اگر اب بھی وہ وہی خدا ہے جو پرانے زمانے میں تھا اور اگر اسکو ہماری چاہ کم نہیں ہوئی ہے تو اسے ہمیں ایک نئی کتاب ضرور بھیجنی چاہیئے۔ اگر پرانی کتابوں میں سے ان کی پہلی خوبی جاتی رہی ہے۔ یہ کتاب قرآن مجید ہے جو مومن کے لئے مرہم بھی ہے اور رحم بھی۔ اس غرض سے نازل ہوئی ہے کہ تم ان کے اختلاف کا سبب ان کو بتادو اور اس کا رتبہ عجیب ہے جو تصدیق کرتا ہے جو کچھ اس سے پہلے گذرا ہے اور ان پر نگہبان ہے۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے مذہب کو پورا کردیا اور اپنی عنایات کو تکمیل تک پہنچادیا اور تمہارے لئے دین اسلام منتخب کیا۔

ازمنہ وسطیٰ کے عیسائی تعصب کا عود کر آنا

{ از قلم جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب }

اس بات میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ عیسائی مذہبی علم اور داغ ایک بڑے پیچ در پیچ صورت ہے۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اپنی علم و شرح کا راز خود اس کو معلوم نہیں۔

وہ ایک مذہبی آدمی ہے جو کسی چیز کا چاہے وہ کتنی ہی بری ہو طاقت سے مقابلہ کرنیکی وجہ سے نفرت کرتا ہے۔ وہ محمدؐ کے مذہب سے نفرین ہے کیونکہ اسلام مقابلہ کے مجاہدانہ فعل کی قدر کرتا ہے۔ نبی صلعم کے خلاف اس کا دائمی الزام یہ ہے کہ آپؐ نے تلوار اٹھائی حالانکہ وہ اپنی حفاظت ہی کے لئے کیوں نہ تھی۔ اور حالانکہ دل ہی دل میں ازمنہ وسطیٰ کے مجاہدین کی تعریف کرتا ہے۔ میرا روئے سخن ایک رومن کیتھولک سے نہیں ہے بلکہ ایک پروٹسٹنٹ سے۔ ہاں ایک پریسبیٹرین سے بھی۔ ایک جاہل دنیا دار سے نہیں بلکہ ایک روشن رائے پادری سے جو نیویارک کے ایک گرجے میں ابھی ۱۹۲۵ء میں تلقین کر چکا ہے۔

اب تک تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ پروٹسٹنٹ گروہ کروسیڈ کو ناپسند کرتا ہے جس خیال کے ماتحت وہ کئے گئے تھے پھر ان پر لعنت بھیجتا ہے اور یہ بالکل مذہب عیسوی کی عدم مقابلہ کی تلقین کے مطابق ہے۔ اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ عیسائی دنیا کا طریق عدم مقابلہ میں سچائی سے دور ہے ہمیں آج پروٹسٹنٹ گروہ کے اعلانیہ اقبالی سے حیرت معلوم ہوتی ہے کہ اس گروہ نے بھی مجاہدانہ تعلیم و عمل کو کبھی غلط تصور نہیں کیا۔ ریورینڈ سی وی مولٹن ہاورنے فرسٹ پریسبیٹرین چرچ نیویارک میں تلقین کرتے ہوئے اس اہم سوال پر ذیل کی بالتفصیل رائے دی ہے۔ اہم اس وجہ سے ہے کہ اس کا تعلق بالآخر زندگی، حفاظت اور دنیا کے امن سے ہے۔ ہم بالتفصیل ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے ایک پادری

کی اس تقریر کی اصل اہمیت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اور بھی کہ یہ تقریر اس وقت دی گئی جب دنیا لڑائی سے تنگ آ گئی تھی۔ یہ حقیقت میں مذہب کے نام پر ایک نئی جنگ کی تیاری کی کوشش ہے۔ جس کو اس پادری نے بیان کیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں کروسیڈ کو جس ذلت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اسی دستور کی پیروی کرو۔ ان کے متعلق اکثر بتایا جاتا ہے کہ کروسیڈ فی الفور عیسائیت کے حسن نزاکت اور روحانیت کے قلبیہ سے گمراہ ہو جائے گی خالص موثر نظیر ہے۔ یہ مذہب عیسوی کے ازمنہ وسطےٰ کی غلط کاریوں کا خلاصہ ہے۔ ازمنہ وسطےٰ کی غلط فہمیاں پروٹسٹنٹ مذہب سے شروع ہوئیں اور یہ بالکل قدرتی امر تھا۔ کیونکہ ابتدائی پروٹسٹنٹ کے اس رویہ کا خاص سبب تھا۔ ان کی نسلوں نے مجملاً ازمنہ وسطےٰ کے مذہب۔ اس کے علوم و فنون اور زندگی کا صحیح اندازہ لگایا تھا۔ ہم نے ابھی اس تفتیش عام کا سلسلہ شروع کیا ہے اور وہ غلط فہمی جس نے ایک عرصۂ دراز تک ازمنہ وسطےٰ کے صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رکھا کروسیڈ کے ذکر میں بالخصوص موثر تھی ان کا مقصد کبھی پورا نہ ہوا اور نہ وہ کامیاب ہوئے۔ انھوں نے دراصل اپنی سخت غلطیوں اور جرموں سے اپنے کارہائے نمایاں کو تاریک بنا دیا تھا۔ مثلاً یہودیوں پر مظالم۔ ہم ان قصوروں کو تسلیم کرتے ہیں اور ان خرابیوں کو مانتے ہیں جو برائی، لالچ، ظلم اور لوٹ کی کہانیوں کے متعلق تحریر میں آ چکی ہیں۔ لیکن کروسیڈ اب بھی تحریر میں موجود ہیں۔ ہم کیسے اس زبردست تحریک کو یورپین عیسائی دنیا کی طرف سے بیان کر سکتے ہیں۔ سیاہ کاریوں پر لگاتار بوچھاڑ کے باعث تمام تحریک ناقابل توضیح ہو گئی ہے۔ تم فرانسیسی انقلاب کو اس کی تضحیک کر کے نہیں سمجھا سکتے۔ ازمنہ وسطےٰ کا آدمی باوجود اپنے قصوروں کے بغیر کسی عقل اور معنوی خیالات کے نہ تھا۔ وہ اکثر اجڈ اور ظالم تھا، وہ بے انتہا توہم پرست تھا۔ جو تر شہادت دیتا ہے کہ ازمنہ وسطےٰ کا آدمی اپنے متعلق پوری طرح باخبر تھا، وہ حضرت عیسیٰ اور ان کے احکامات کے متعلقہ اصول کو پابندی سے مانتا تھا۔ سخاوت اور اپنی قربانی اس کے چلن کو ظاہر کرتے تھے۔ اور اس معاملہ میں زہد و تقوےٰ دونوں اس میں پائے جاتے تھے۔ اس کو فطرتاً حضرت مسیح سے عشق تھا اور یہی اس کی عقل میں عیسائیت

کا مفہوم تھا۔ حضرت مسیح دنیا کے نجات دہندہ تھے، جنہوں نے ہم انسانوں کی خاطر اور ہماری شفاعت کے لئے ہر قسم کی سخت سے سخت تکلیف اٹھائی اور صلیب کی موت کو برداشت کیا۔ ازمنہ وسطیٰ کی عبادت، اس صدر ذات اور اس کے اعمال میں ہی پیوستہ تھی حضرت مسیح کی برداشتیں اور ان کی موت میں۔ حال میں مارگری کمپ کے سوانح اور اس کے تصنیفیں بولتے ہوئے ثبوت ہیں۔

وہ اپنی محبت کا اظہار حضرت مسیح کے ساتھ جنہوں نے ان کے لئے صلیب پر جان دی ارض مقدس جو سولی دیئے جانے کا منظر تھا اس کی زیارت بھی کرتے تھے۔ یہ بات ہم کنٹربری نظموں کی ابتدائی بندوں میں پاتے ہیں۔ اس میں ٹامس بکٹ نامی ایک ولی تھا جس نے نہایت عزت کے ساتھ حضرت مسیح کے نام پر دنیا کی بہت طاقتور حکومت کا مقابلہ کیا تھا۔ کروسیڈ کا مقصد ارض مقدس کو واپس لینے کا تھا بالخصوص فلسطین کو۔ اور اس سرزمین میں وہ بھی بیت اللحم اور یروشلم کو عربوں کے ہاتھوں سے چھینتا تھا! ان کو وہ سرزمین چاہیئے تھی جو خدا کے بیٹے کی زندگی اور موت کی وجہ سے مقدس تھی۔ شیکسپیئر نے اپنے ڈرامہ ہنری چہارم میں اس واقعہ کا نہایت سچا نقشہ کھینچا ہے اور اس وجہ سے یہ اور بھی دلچسپ ہو گیا ہے کہ تقریباً سنہ ۱۶۰۰ء میں شیکسپیئر ازمنہ وسطیٰ کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

اس لئے دوستو حضرت مسیح کے مرقد تک پہنچنا ہے جس کے سپاہی اب اس کے مبارک صلیب کے زیر سایہ موثر ہو کر لڑنے میں مشغول ہوئے۔ ان بت پرستوں کے تعاقب میں۔ ان مقدس کھیتوں میں جن کے ایکڑوں زمین پر وہ مبارک قدم چلے۔ جن قدموں میں ہماری بہتری کی خاطر چودہ سو برس ہو گئے سولی کے وقت کیلیں جڑی گئیں۔

ازمنہ وسطیٰ کے عیسائی حضرت مسیح کی کسی قسم کی تضحیک یا ان سے کسی دشمنی کو بہت زیادہ محسوس کرتے تھے، اس لئے جو کچھ اس ارض مقدس میں اور متبرک جگہوں میں بالخصوص یروشلم میں عربوں کے ہاتھوں سے ہوا ہم جب یاد کرتے ہیں تو کروسیڈ کو سمجھ سکتے ہیں۔ زائرین سے بدسلوکی بھی نظر انداز کی جا سکتی تھی سوائے اس کے کہ اس سے مسلمانوں کی مراد مذہب عیسوی کی توہین تھی۔ پھر واپس آنے والے زائرین کی کہانی نے بھڑکتے ہوئے غصہ کو اور بھی

مذہبی جوش اور زہد سے بھڑکا دیا۔

اس طرح ہم اس تحسین و مرحبا کی گونج کے اسباب بتا سکتے ہیں جو پوپ کی کروسیڈ کے لئے تلقین اور پیٹر دی ہرمٹ کے اعلان "خدا کی مرضی ہی سے ہوا۔ جن معنوں میں کروسیڈ کی جنگ عام پسند مذہب عیسوی کا رنگ لئے ہوئے تھی کوئی لڑائی اس سے پہلے نہ ہوئی۔ عوام الناس اور پیشواؤں کو یقین کرا دیا گیا تھا۔ جب تک ہم ان کی صداقت کو تسلیم نہ کریں ہم کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ عیسائیت کے مذہبی جوش اور عمل کی کامل مثال تھی جس کی بنیاد حضرت مسیح کی حیثیت نجات دہندہ ہونے کے ابدی اصول پر تھی۔ جن باتوں سے اس سچائی کا اظہار ہوتا تھا وہ قابل محبت اور وقعت خیال کی جاتی تھی اور ہر وہ چیز جس سے حضرت مسیح کی تحقیر ہو یا دشمنی اس سے سخت مخالفت ہوتی تھی۔ وہ اپنی تشخیص میں کس قدر بھولے تھے جبکہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کون حضرت مسیح کے طرفدار تھے اور کون مخالف وہ یہ جانتے تھے کہ حضرت مسیح کے دوست بھی تھے اور دشمن بھی۔ لیکن وہ اس کے جگری دوست تھے۔

کروسیڈ سے ایک ہی وقت میں ازمنہ وسطیٰ میں عیسائیت اور اسلام کی بنیادی مخالفت کے علم کا بہت ہی زبردست مظاہرہ ہوا اور اس واقعہ کی بناء پر وہ تحریک بالکل حق بجانب تھی۔ زیادہ ہولناک واقعہ یہ تھا کہ وہ ارض مقدس فلسطین پر عربوں کے قبضے کو حضرت مسیح موعود کی ذلت سمجھتے تھے۔ وہ عیسائی دنیا کو ایک دھمکی تھی۔ میری نظر میں عیسائی جنگی تاریخ میں کوئی بات اتنی قابل قدر نہیں ہے جتنی کہ ایک خاص کروسیڈر کی کہانی قربانی کر کے لیٹے پڑتے اور احمق ہونے کا ثبوت یہ کہکر نہ دو کہ ایسا کروسیڈر کوئی نہ تھا اُن میں ہزاروں ایسے تھے جو بہادر اور اپنی دھن کے پکے تھے، مثلاً جیلکن ڈی میل ایک شیلہ فیس کی موت صرف اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کیا جبکہ وہ تقریباً پچسو عربوں کے حلقہ میں تنہا گھرا کھڑا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ صرف بہادر ہی نہ تھے بلکہ وہ صحیح راہ پر تھے اگر تمام عیسائی دنیا ل کر جنگ کرتی تو وہ مسلمانوں کا خطرہ مٹا دیتی اور مسلم طاقت کو اتنا دھکتے کہ وہ جنگجوئی

بھول جاتے۔ یہ معاملہ کی جڑ ہے۔ وہ جانتے تھے کہ دشمن دین کس کے درپے ہے اور انھوں نے اس کے خلاف ہتھیار اُٹھائے ایسا کر کے انھوں نے ان تمام اسباب کو ایک روشن اور معزز نام عطا کیا جو اپنی خاتی خوبی سے انسانوں کے دلوں میں ایک جذبہ پیدا کر دیتے ہیں جس کے زیر اثر وہ اپنی جانیں خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ کروسیڈ کے معنے معنی ہیں۔ اور یہ واقعہ کہ یہ لفظ اکثر بے جا طور پر استعمال کیا گیا ہے معاملہ کی اہمیت میں اس لئے زیادہ فرق پیدا نہیں کرتا جیسا کہ ایک شخص کے جھوٹی قسم کھانے سے خدا کے نام کی عظمت پر اثر نہیں پڑتا۔

پھر کیا ہم یہ سمجھیں کہ کروسیڈ کی اہانت اس عملی اصول پر کی جاتی ہے کہ پھیلے ہوئے دودھ پر گلہ کرنا لاحاصل ہے۔ اس نتیجہ صریح کی بناء پر ہم یہ تصور کریں کہ اگر کروسیڈ اپنے مقصد میں بارآور ہو جاتے تو پروٹسٹنٹ دنیا عدم تشدد کے اصول پر کبھی زور نہ دیتی کیونکہ ایسی حالت میں اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ برائی کا مقابلہ نہ کرنے کے اصول کی اجازت کی مثال حضرت مسیح کی زندگی میں اس قدر تھی جتنی کہ عملی ضرورت اُن اصول کے ترک کرنے میں جو قابل عمل نہ تھے۔ صلح کن تبلیغ چاہے وہ کس قدر جھوٹی اور کینہ پرور ہی کیوں نہ ہو دنیا میں عیسائیت کے ترقی دینے میں مددگار تھی کیونکہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں بعض موقع پر اس معاملہ سے غفلت برتی۔ لیکن اب مسلمانوں میں وہی بیداری پیدا ہو گئی ہے جیسے کہ ان کی اپنی تاریخ کے آغاز میں تھی اور صلح کن تبلیغ کرنے میں بھی۔ اس تازہ وحشیانہ طاقت کی طرف رجوع ہونے کا سبب صاف سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن عیسائی گروہ پر واضح رہے جیسا کہ ہم پر عیاں ہے کہ اس مرتبہ اگر تلوار اٹھی تو جتنے وہ عرب اور ترک ماریں گے اپنی ہی انگلو سیکسن قوم کے افراد کام آئیں گے۔ اسلام اور عیسائیت میں وہ پرانی قومی تفریق باقی نہیں ہے مشرقی مسلمانوں کے دوش بدوش اسلام کی طرف سے ایک کثیر تعداد انگلو سیکسن قوم کے افراد کی آراستہ ہو گی۔ کیونکہ جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ اگر خدا نکردہ ایسا ہوا۔ یہ کروسیڈ کا عود کر آنا مغرب کی قوموں میں ایک خانہ جنگی کی صورت اختیار کرے گا۔ ہمارا پورا یقین ہے کہ مغرب کی قومیں پھر اپنے پاگل پادریوں کے کہنے میں آ کر مذہبی تعصب کا جو مدت عرصہ سے دفن

کیا جا چکا ہے دوبارہ وحشیانہ اظہار نہ کریں گی۔

گویا یہ معلوم ہوگا کہ عیسائی کلیسا کی یہ پکار ایک بالکل مایوسانہ پکار ہے۔ ایک مشرقی مثل ہے کہ انسان کو اپنی جسمانی طاقت کا خیال جب پیدا ہوتا ہے جب وہ بحث میں ہار جاتا ہے۔ منطق اور فلسفہ کے میدانوں میں شکست کھا کر عیسائی پادری اپنے اوپر قطعی قابو نہیں رکھ سکتا۔ علانیہ طور پر تہذیب کو بالائے طاق رکھکر اس نے اپنے چیلوں کو اسلام کے کچل ڈالنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ بے شک یہ نہایت ہی افسوسناک ہے لیکن اس سے ان کی سمجھ کا پتہ چلتا ہے۔ وہ محسوس کر رہے ہیں اور بالکل صحیح طور پر کہ اسلام دنیا میں باوجود اپنے سیاسی زوال کے مذہب عیسوی کے قلعہ ہی میں ایک طاقت کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ اب اگر کوئی کارگر چوٹ لگائی جا سکتی ہے تو وہ صرف مادی طاقت ہو سکتی ہے۔ سچائی کے تمام دشمنوں کی یہ میراث ہے اس معاملہ میں ہمیں اپنے مخالفین سے کوئی عناد نہیں ہے۔ ہم ان کو یاد دلاتے ہیں کہ مادی طاقت کی ضربیں تو ابتدا ہی سے اسلام کھاتا رہا ہے اور ہر بار جب اس پر چوٹ پڑی وہ مادی روحانی اور اخلاقی حیثیت سے اور طاقتور ہو کر میدان میں آیا۔

تاریخ جزیہ

(از جناب محمد یونس خان صاحب)

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست گل است سوری و در چشم دشمناں خاراست

پروفیسر گبن سے تاریخی دنیا بخوبی واقف ہے وہ جزیہ (ٹیکس) کے متعلق جو مسلمانوں نے غیر مسلموں پر ضرورت اور وقت کے لحاظ سے کبھی کبھی لگایا اور جس کے بارے میں دنیا میں ابتک بڑی غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اپنا اظہار خیال ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں کو ایک مکمل مذہب کی دعوت دی گئی لیکن اگر انھوں نے ایک معمولی ٹیکس کی ادائیگی بہتر جانی تو ان کو ذہنی اور مذہبی آزادی حاصل تھی"

اس معمولی ٹیکس کی دشمنان اسلام کے ہاتھوں کچھ ایسی درگت بنی جس سے مسلمانوں کیخلاف ایک عام نفرت پھیل گئی۔ یہی ٹیکس جو آگے چل کر آیۂ رحمت ثابت ہوگا ایک ظلم کا ہتھیار خیال کیا جاتا ہے۔ دنیا اس غلط فہمی اور گمراہی میں پڑی ہوئی ہے کہ مسلمان بڑے ظالم ہیں کہ جنہوں نے یہ ٹیکس غیر مسلموں پر لگایا اور روا رکھا۔ مسلمانوں کی لاپرواہی اور معاملہ فہمی سے غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ حقیقت سے دور ہوتے ہوتے جزیہ کی صورت ان دشمنوں کے ہاتھوں کچھ ایسی بگڑی کہ مسلمان بھی ان الزامات کی کما حقہ تردید سے قاصر نظر آتے ہیں۔ یہی حال میرا اسوقت ہوا کہ جب میرے ایک پروفیسر تاریخ نے اسلام پر یہ حملہ کیا کہ "اسلام کیسا بڑا مذہب ہے کہ جو دوسری قوموں سے تعصب رکھ سکتا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ کلام مجید میں غیر مسلموں پر جزیہ لگانے کی تاکید کی گئی ہے" اس حملہ کا مجھ پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ میں اصلیت کی تلاش میں مدتوں سرگرداں رہا یہانتک کہ آج میں اپنی ناچیز کوششوں کا نتیجہ ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اسلام نے رواداری کی تعلیم ہی نہیں کی بلکہ اسکو عملی جامہ بھی پہنایا۔ مسلمان جب

کسی مارے ہوئے سرکش دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے تو اس کے سامنے تین شرطیں پیش کی جاتی تھیں۔

(۱) دعوت اسلام (۲) جزیہ یا (۳) آمادگی جنگ

اس سلسلہ میں بنو قریظہ کا ذکر کرنا زیادہ مناسب ہوگا جنہوں نے مسلمانوں سے دغابازی کی۔ جو باوجود مسلمانوں کے شریک ہوتے ہوئے اسلام کے خلاف سازشیں کرتے اور نبی صلعم کے دشمنوں کی مدد کرتے رہے۔ مسلمانوں پر پتھر برسائے۔ ان کو ہر طرح ستایا اور قتل کیا۔ باوجود اپنی معاشرتی، اخلاقی اور روحانی کمزوری کا علم رکھتے ہوئے اپنے زہریلے اثرات کے پھیلانے میں پیش پیش رہے۔ یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا عیسائیوں میں نفرت پھیلائی اور ان کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ یہ سب کچھ اسلئے کیا کہ اسلام جو صلح و امن کا حامی ہے اس کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ باوجود ان مشکلات کا سامنا کرنے کے اسلام نے انتہا سے زیادہ اپنے کھلے سے کھلے دشمن کے ساتھ رواداری کا سلوک کیا۔ جب اسلامی عقائد بے دینوں کے سامنے پیش کئے گئے تو یہ کسی تعصب کی بنا پر نہ تھا۔ اسلام کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ان مخالفین کو جنہوں نے بار بار اپنے عہد کی خلاف ورزی کی تھی ایک اور موقع دیا جائے۔ یہ ایک کوشش تھی جس کا مطلب ایک عام برادری کے نظام کی بنیاد تھی جس میں حلقۂ اسلام میں آئے ہوئے نو مسلموں کے جان و مال خطرہ اور حملے سے محفوظ تھی تاکہ ہر طرح کی مخالفت کا خاتمہ ہو کر امن و سکون کا دائرہ اور وسیع ہو جائے۔ اگر مخالفین کو یہ منظور نہ ہو تو دوسری رعایت ان کے سامنے یہ پیش کی گئی کہ وہ جزیہ ادا کریں جس کی بدولت ان کو آزادی، مساوات اور برادرانہ حقوق حاصل ہوتے تھے۔ جو بقول پروفیسر گبن کے ایک قلیل ٹیکس تھا یا بقول شفلر کے ایک ناچیز رقم تھی۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شفلر ان دشمنان اسلام میں سے ہے جس نے عیسائیوں کو ترکوں کی حکومت میں بری سے بری حالت میں دکھلایا ہے۔

اسلام حقیقت میں ایک زریں اصول ہے۔ جزیہ کے لگانے کا صرف یہی مقصد نہ تھا کہ حافظ اور محفوظ کے درمیان ایک رشتۂ اخوت قائم ہو جائے بلکہ فاتح کو اپنی اُن

ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو جائے جہاں تک مفتوح کا اس سے تعلق ہے۔ اگر یہ صورت بھی منظور نہ ہوتی تو اس کا یہ مطلب صاف تھا کہ مسلمانوں کو لڑائی لڑنی ضروری ہے۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں ایک پڑوسی دشمن جو کسی طرح صلاحیت پر نہ آئے وہ حقیقت میں سخت نفرت کے قابل ہے۔ اس کی قسمت کا سب سے بہتر فیصلہ یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو اپنے حملہ آور پڑوسی کی قطعی اطاعت قبول کرے یا اس کے علاقہ کا الحاق کر لیا جائے یا وہ ایک باجگذار ریاست کی حیثیت سے رہے۔ آجکل بھی اگر کوئی قوم تاوان جنگ نہیں دیتی ہے یا دینے سے انکار کرتی ہے یا شرائط منظور نہیں کرتی اس کا آخری علاج جنگ کی دھمکی ہے۔ یا تو وہ سلطنت کی لیگ کی ممبر ہو۔ یا غیر جانبدار رہے یا برسرپیکار ہو۔ یہی تین اختیاری صورتیں ہیں جو سیاسی تعلقات کے امکان کے لئے ضروری ہیں۔

اسلامی حکومت میں آمدنی کے ذریعے تین تھے (۱) عشر (۲) خراج اور (۳) جزیہ صرف جزیہ ہی آمدنی کا ذریعہ نہ تھا بلکہ جزیہ تین آمدنی کے ذریعوں میں سے ایک تھا اور اس لئے اسکو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ جزیہ کس زبان سے نکلا اور کس معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جزیہ ایران اور عرب میں کب جاری ہوا اور بالآخر اسلام کا مقصد اس کے اختیار کرنے سے کیا تھا۔ مؤلف لغات جزیہ کو خراج کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ عربی میں جو الفاظ غیر زبانوں سے آگئے ہیں۔ ان میں سے اکثر موجودہ زمانہ کے مصنفوں نے غلط طور پر بیان کئے ہیں۔ مقاطع العلوم کے مطالعہ سے جو الفاظ اور ان کے استعمال پر ایک جامع کتاب ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ جزیہ اس ٹیکس پر عاید ہوتا ہے جو ذمیوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک غیر زبانت کا لفظ ہے جو معرب کر لیا گیا ہے۔ اس کا مادہ گزیہ ہے اور فارسی میں یہ خراج کے ہم معنی ہے اصلیت میں جزیہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ یہ بھی ... تسلیم کیا جاتا ہے کہ جزیہ اسلام کی آمد کے قبل سے عرب میں رائج تھا۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ لفظ گزیت فارسی میں اسی معنے میں زمانہ دراز سے مستعمل ہے اور ایک دیرینہ سرگذشت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ سے پانچسو برس قبل ایتھنس کے باشندوں پر ایشیائے کوچک کے لوگوں کی حفاظت کرنی

کے مقابلہ میں فرنس تھی۔ بالفاظ دیگر یہ ایک حفاظت کا ٹیکس تھا۔ رومیوں نے گال فتح کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں پر ٹیکس لگایا جس کی شرح اِس سے پانچ گنی سالانہ تھی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ یہ شرح اس شرح سے جو مسلمانوں نے اپنی غیر مسلم رعایا کے لئے مقرر کی تھی سات گنا زیادہ تھی۔ ایرانیوں نے اپنے دوران حکومت میں یہ ٹیکس اپنی رعایا پر جاری رکھا۔ جزیہ اور خراج کی شرح جو عرب میں رائج تھی وہ نوشیرواں کے زمانہ میں قانوناً تسلیم کی گئی۔ (میلکم تاریخ ایران جلد اوّل صفحات ۱۴۵-۱۴۶) نوشیرواں نے جزیہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لگایا۔ یہ اصطلاح کوئی مسلمانوں نے ایجاد نہیں کی۔ اور نہ کوئی اسکا تعلق مذہبی معاملات میں انکار یا اقرار کرنے سے ہے۔ نوشیرواں اور اس کی رعایا ہم مذہب تھے لیکن جو ٹیکس اُس نے لگایا وہ جزیہ ہی کہلاتا تھا۔ امام ابوجعفر طبریؒ جو عہد نوشیرواں کے سب سے بڑے مؤرخ ہیں جزیہ کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:۔

"جزیہ لوگوں پر ۱۲-۸-۶ اور ۴ درہم سالانہ کے حساب سے لگایا جاتا تھا لیکن امرا اور سپاہی۔ پیشوائے دین مصنف اور درباری اس ٹیکس سے بری تھے اور وہ لوگ بھی جو ۲۰ برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ تھے"

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے ایران فتح کیا تو انہیں قواعد کے پابندی رکھی۔ اس بیان کی تصدیق علامہ ابوحنیفہ نے کتاب الاخبار الطوال میں کی ہے۔

نوشیرواں کا مقصد جزیہ کے جاری کرنے سے جیسا کہ طبری نے بیان کیا ہے یہ تھا کہ "چونکہ فوجیں ملکوں کی حفاظت کرتی ہیں اور سپاہی اپنی جانیں خطرہ میں ڈالتے ہیں اس لئے بہت ہی مناسب بات ہے کہ رعایا کے خزانہ سے ایک رقم علیحدہ رکھدی جائے جو اُن کے جان جوکھوں کا معاوضہ ہو سکے۔"

"رومیوں کے عہد حکومت میں بھی جزیہ اسی نام سے جاری تھا اور یہ امر مسلمہ ہے کہ جزیہ ایران میں ساسانیوں کے دور حکومت میں وصول کیا جاتا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اگر جزیہ مصر۔ شام۔ عراق اور ایران میں پہنچکر لگایا تو ان کے سامنے پہلے پرانی مثالیں موجود تھیں" (خلاصہ تاریخ عرب مصنفہ سید امیر علی صفحات ۹۳-۹۴)

پال ٹیکس یا جزیہ ایک ٹیکس تھا جو ہر شخص کی ذات واحد پر لگایا جاتا تھا نہ کہ اس کے مال اور تجارتی اسباب پر جیسا کہ انگریزی میں پال ٹیکس فرداً فرداً مشہور ہے (تاریخ انگلستان مصنفہ بیکلے صفحات ۹۸ - ۱۰۰) انگریزی زبان کی تاریخ سے اس کے آغاز کا پتہ جرمن اور لاطینی زبانوں میں چلتا ہے اور اس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اسلام کا نام تک جزیہ کے نفاذ قانون میں انگلستان میں نہ تھا۔ اسلام نے جزیہ کی ترتیب انگلستان میں نہیں دی۔ جزیہ انگلستان میں ۱۳۳۷ء سے لیکر ۱۶۹۸ء تک وقتاً فوقتاً جاری رہا۔ انگلستان کی گورنمنٹوں نے خود اپنی قوم پر جزیہ لگایا۔ (انسائیکلو برٹانیکا جلد ۲۲ - صفحہ ۶ - ۷ - اڈیشن ۱۱) اس انسکلو پیڈیا کے مطابق سب سے مشہور پال ٹیکس وہ ہے جو سنہ ۱۳۸۰ء میں لگایا گیا۔ جس کی وجہ سے انگلستان کے کسانوں نے واٹ ٹیلر کی سرکردگی میں بغاوت کی لیکن پہلی مثال ۱۳۷۷ء میں ملتی ہے جبکہ پادریوں اور گرہستیوں نے ایک ٹیکس ۲ ۳/۴ آنہ فی کس لگایا جانا قرار دیا۔ ۱۳۷۹ء میں یہ ٹیکس پھر لگایا گیا لیکن حسب حیثیت۔

جان آف گرنٹ ڈیوک آف لنکاسٹر نے دس مارک ادا کئے حالانکہ کسانوں کو ۲ ۳/۴ آنہ فی کس جو ۱۶ برس سے عمر میں زیادہ تھا دینا پڑا۔ ۱۳۸۰ء میں اس ٹیکس میں کسی قدر پھر ترمیم ہوئی۔ چند سالوں تک ۱۳۸۱ء کی بغاوت کے بعد دیسیوں سے اسی طرح . . . روپیہ وصول کیا جاتا تھا لیکن ۱۵۱۳ء میں ایک عام ٹیکس لگایا گیا۔ اس طریقہ پر صرف پچاس ہزار پاونڈ کی رقم وصول ہوئی بجائے ایک لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کے جیسی کہ توقع کی جاتی تھی اور ۱۶۶۰ء کے پال ٹیکس سے ۴ لاکھ چھ سو کی آمدنی ہوئی۔ چارلس دوئم کے دور حکومت میں روپیہ کی وصولیابی کا یہی طریقہ تھا جیسا کہ مختلف موقعوں پر ہوا۔ حالانکہ ۱۶۶۷ء اور ۱۶۷۷ء میں اس ٹیکس کے خلاف انگلش پبلک میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی پس ۱۶۸۸ء کے چند سال بعد فرانس سے لڑائی جاری رکھنے کے لئے ایک عمدہ ذریعہ ثابت ہوا۔ بعض وقت ایک سال میں صرف ایک ہی بار ادا کیا جاتا تھا۔ بعض وقت ادائیگی ہر تیسرے ماہ ہوتی تھی۔ ۱۶۹۷ء ایک پینی Penny فی کس کا پال ٹیکس ان لوگوں پر بھی لگایا گیا جن کو خیرات نہیں ملتی تھی۔ ۱۶۹۸ء میں ایک شاہی پال ٹیکس

(جزیہ) سے تین لاکھ اکیس ہزار تین سو ستانوے پونڈ کی آمدنی ہوئی۔ غریبوں سے کچھ نہیں لیا جاتا تھا اور جن پر ٹیکس لگایا جاتا تھا ان کے تین درجے مقرر کر دئے گئے تھے جس کی آمدنی ۳۰۰ پونڈ سے کم تھی وہ ایک شلنگ۔ جس کی تین سو پونڈ تھی جس میں امراد اور پیشہ ور شامل تھے وہ ۲۰ شلنگ دیتے تھے۔ اور نان جیورز میں (Non-Jurors) سے اس کی ڈبل رقم وصول کی جاتی تھی۔ سابقہ پال ٹیکس کی طرح ۱۶۹۸ء میں اس ٹیکس سے اتنی آمدنی نہیں ہوئی تھی جیسی کہ توقع کی جاتی تھی اور یہ آخری سال تھا کہ جب انگلستان میں پال ٹیکس آخری بار لگایا گیا۔ اصل میں انگلستان میں جزیہ لگانے کے اسباب سیاسی تھے فرانس کی لڑائیاں تباہ کن تھیں اور تازہ ٹیکس لگانے کی ضرورت تھی۔ بکلے کی تاریخ انگلستان کے ذیل کے بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔

"تاہم جان آف گانٹ برسراقتدار رہا اور ۱۳۳۷ء کے پارلیمنٹ نے جو کچھ پہلے ہوا تھا اس کی تردید کر دی اور رعایا پر ایک نیا ٹیکس پال ٹیکس کے نام سے لگایا گیا۔ ہر شخص کے لئے ایک رقم مقرر ہوئی۔ اس پر بھی لوگ ۵ رجون ۱۳۸۱ء تک خاموش رہے یہاں تک کہ جب ایک کسان نے جان آف ڈارٹ فورڈ ایک پال ٹیکس کلکٹر کو جس نے اس کی لڑکی کو چھیڑا تھا مار ڈالا۔ ایک دم تمام انگلستان میں بغاوت پھیل گئی لیکن جب رچرڈ مر گیا تو کینٹ کے لوگوں نے شہر میں محل کو توڑ ڈالا اور آرچ بشپ کو جو چانسلر اور خزانچی تھا قتل کر دیا اس لئے کہ لوگ اس سے اس پال ٹیکس کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔"

فرانس میں ۱۶۸۸ء سے ۱۷۰۱ء تک لڑائیاں جاری رہیں ۱۶۹۵ء میں بتدریج پال ٹیکس (جزیہ) رائج تھا جو امیروں کو بھی ادا کرنا پڑتا تھا (انسکلوپیڈیا جلد ۔ صفحہ ۳۸۴ سی)

"چین میں اٹھارویں صدی عیسوی میں خراج کے ساتھ ایک پال ٹیکس (جزیہ) تمام مردوں پر لگایا گیا تھا لیکن ۱۷۲۲ء میں خراج اور جزیہ دونوں مشترک ہو گئے اور تمام بار زمین پر ڈالا گیا اسی طرح جن کے پاس زمینیں نہ تھیں وہ پال ٹیکس سے آزاد تھے۔

لفظ لیکن (Likin) سے مراد اندرونی تجارتی ٹیکس سے ہے جبکہ مال ایک

شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ اصل میں یہ ایک جنگی ٹیکس تھا جو عارضی طور پر جنگ کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے Taeping اور مسلمانوں کی بغاوت کے وقت لگایا تھا" انسکلو پیڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۸۶ اسی)

"روم (پاپائے) میں اس ٹیکس کی حیثیت ایک جنگی ٹیکس کی تھی جو آمدنی کا ایک ذریعہ خیال کی جاتی تھی" (انسکلو پیڈیا جلد ا صفحہ ۲۵۹)

شریعت اسلام نے ذمیوں پر جزیہ لگا کر یہ صاف بتلا دیا کہ ذمیوں کی حیثیت ایک ... اسلامی حکومت میں کیا ہے۔ بقول مارگولیتھ کے ذمی یا رعایا اقوام کے نام کی بنیاد اس رشتہ سے پڑی جو ایک آسامی کا ایک زمیندار سے ہوتا ہے۔ عرب میں اس تعلق کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اسامی عام طور پر ایک شخص ہوتا تھا جو کسی نہ کسی وجہ سے ایک قبیلہ کی حفاظت قبول کر لیتا تھا جس کا اس سے پیشتر کوئی رشتہ یا تعلق نہ تھا اور اس طرح اس کی حفاظت اس کے دشمنوں کے خلاف کی جاتی تھی (۱) اس طرح مسلمانوں نے ان غیر مسلموں کو اپنی حفاظت میں لیا جنہوں نے مسلمانوں کی حمایت اور اقتدار کو تسلیم کیا حالانکہ وہ غیر مسلم اسلام اور اس کے نبیؐ سے منحرف ہی رہے (۲) بہت ہی سخت سزائیں ان مسلمانوں کو دی جاتی تھیں جو کسی ذمی کو مار ڈالتے تھے (۳) آنحضرتؐ کا یہ اصول کہ تھوڑی سی رقم ادا کر کے ہر قسم کی آزادی رہے اس بات کا سب سے بہتر ثبوت ہے کہ محمدؐ تعصب سے کس قدر دور تھے مارگولیتھ نے جزیہ اور ذمی کی تشریح کر دی ہے جیسا کہ اس کے متذکرہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے، کہ مسلمانوں نے ان غیر مسلموں کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا جنہوں نے مسلم حمایت اور اقتدار کو تسلیم کیا حالانکہ وہ ان کے دین اور نبی سے منحرف ہی رہے اس لئے یہ کہنا واقعہ کے بالکل خلاف ہے کہ جزیہ کی ادائیگی سے غیر مسلم رعایا اپنی مذہبی امور میں آزاد ہو جاتے تھے۔ حقیقت میں جزیہ ذمی ..... آبادی پر صلحنامہ یا اس اقرارنامہ کے رو سے جن میں ذمیوں کے حقوق اور معاہدہ کی تشریح ہوتی تھی لگایا جاتا تھا جملہ شرطوں میں سے ایک یہ تھی کہ ذمیوں سے کوئی فوجی خدمت نہیں لی جا سکتی اور وہ اپنے مذہبی امور میں بالکل آزاد رہیں گے اور مسلمان اس بات کے ذمہ دار ہوں گے کہ ذمیوں کی

ترقی میں اسلامی حکومت میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہوگی باوجودیکہ وہ اسلام اور اس کے نبی سے منحرف ہی کیوں نہ ہوں ۔ یہ اتہام کہ کلام پاک نے دنیا کو دو حصوں (۱) دارالسلام اور (۲) دارالحرب میں تقسیم کر دیا ہے بالکل بے بنیاد ہے اور اسی طرح یہ بھی کہ مسلم سردار کا فرض ہے کہ تمام غیر مسلم اقوام کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے ۔ کلام پاک نے دنیا کی کوئی تقسیم اس طرح پر نہیں کی ۔ یہ نتائج بلا کسی دلیل کے اور فرضی ہیں ۔ دارالسلام اور دارالحرب کا فرق شریعت اسلام کے بموجب صرف مقدمات میں حد اختیار قائم ہے ۔

" قرآن نے غیر مسلموں سے جزیہ لینے کا حکم کیوں دیا ؟ اس لئے کہ حق و انصاف کا تقاضا یہی تھا اور اس لئے کہ وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے نظام حکومت میں غیر مسلموں پر اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے جتنا بوجھ کہ مسلمانوں کو اٹھانا پڑے گا ۔

" اسلام نے مسلمانوں پر جنگی خدمت فرض کر دی تھی یعنی آجکل کی اصطلاح میں فوجی قانون جبری تھا اور اس لئے ضروری تھا کہ جو غیر مسلم اسلامی حکومت کے ماتحت شہری زندگی بسر کریں وہ بھی ملک کی حفاظت کے لئے جنگ میں شریک ہوں لیکن اسلام نے اسے انصاف کے خلاف سمجھا کہ اس بارے میں غیر مسلموں پر جبر کیا جائے ۔ اس نے یہ بات ان کی مرضی پر چھوڑ دی اور کہا ۔ اگر خود ہی اپنی خوشی سے چاہو تو جنگی خدمات میں مسلمانوں کی طرح شریک ہو ۔ نہ شریک ہونا چاہو تو اس کے بدلے میں ایک سالانہ رقم ادا کر دیا کرو ۔ یہی رقم تھی جو غیر مسلموں کے لئے جزیہ ہوئی ۔

" فی الحقیقت انسان کے عقاید و جذبات کی آزادی کا یہ ایسا اعتراف تھا جس کا اس عہد میں کوئی دوسری قوم تصور بھی نہیں کر سکتی تھی ۔ جنگ کے لئے نکلنا اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ لینا ہے ۔ مسلمان مسلمانوں کو اس کے لئے مجبور کر سکتے ہیں لیکن انہیں کیا حق ہے کہ غیر مسلموں کو اس کے لئے مجبور کریں ۔

" چنانچہ صحابہ کرام رضہ کے زمانہ میں غیر مسلموں کو جو سرکاری فرامین دیئے گئے ان میں ہم صاف صاف اس کی تصریح پاتے ہیں جو فوج میں شریک ہوگا اس سے جزیہ نہیں لیا جائیگا بعض فرمانوں میں یہاں تک سہولت دی ہے کہ اگر عام طور پر شریک نہیں ہوتے اور صرف

ہ اور [illegible] جس سے جزیہ لیا جائے گا ۔

ایک بس کو شریک ہو گئے تو اس برس کی رقم معاف ہو جائے گی، طبری نے تاریخ میں اور بلاذری نے فتوح البلدان میں یہ فرامین نقل کئے ہیں۔

" یہ تو پہلی علت ہوئی۔ دوسری علت کا یہ حال ہے کہ اسلام نے مسلمانوں پر کئی طرح کے ٹیکسوں کا بوجھ ڈال دیا تھا۔ زکوٰۃ انہیں ادا کرنی چاہیئے، عام صدقات وخیرات میں انہیں حصہ لینا چاہیئے، جنگ پیش آجائے تو اس کا بوجھ بھی اٹھانا چاہیئے۔ پس ضروری تھا کہ غیر مسلم رعایا پر بھی ایسا ہی بوجھ ڈالا جاتا۔ کیونکہ جہاں تک آزادی حقوق کا تعلق ہے۔ ان میں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ غیر مسلموں کو حقوق تو مسلمانوں ہی کی طرح دیئے لیکن مالی بوجھ مسلمانوں کی طرح نہیں ڈالا۔ ان تمام ٹیکسوں کے بدلے جو مسلمانوں پر عائد کئے گئے تھے ذمیوں پر صرف ایک ہی ٹیکس کی ادائیگی ضروری ٹھرائی یعنی جزیہ کی۔ اور وہ بھی انہیں معاف کر دیا جو فوجی خدمت کے لئے تیار ہو جائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فی الحقیقت غیر مسلموں کے لئے کوئی بوجھ بھی نہ رہا اور حقوق سب کے سب رہے یعنی اگر ایک غیر مسلم ذمی قومی خدمت سے انکار نہ کرے (جو خود اسی کے وطن کی حفاظت کے لئے ہوگی) تو وہ اسلامی حکومت میں آزادی وحقوق کی ٹھیک ویسی ہی زندگی بسر کریگا جیسی کہ ایک مسلمان بسر کر سکتا ہے۔ لیکن مسلمان کی طرح اسے کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑیگا۔

" کیا اس طرز عمل کی کوئی دوسری نظیر تاریخ عالم میں پیش کی جا سکتی ہے؟"

" جہاں تک غیر مسلموں کے مذہبی۔ معاشرتی اور شہری حقوق کا تعلق ہے۔ موسیو لیبان کا یہ قول کفایت کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ماتحت غیر مسلم ذمیوں کو وہ سب کچھ حاصل تھا جو کسی قوم کو حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ صرف ایک بات کا حق نہ تھا یعنی وہ خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے" (از ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

کلام پاک میں جزیہ کا ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے اور وہ بھی اہل کتاب سے لڑائیوں کے سلسلہ میں:-

اُن لوگوں سے لڑو جو خدا پر یقین نہیں رکھتے ...... ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر جزیہ دے دیں۔ جو اس بات کی تصدیق ہے کہ

وہ مسلمانوں کے زیر اثر ہیں (۹: ۲۹) اور ان کا گھمنڈ ٹوٹ چکا ہے۔ نہ صرف عربی زبان میں بلکہ تقریباً ہر زبان میں یہ محاورہ موجود ہے کہ کسی چیز کو خود اپنے ہاتھ سے دیدینا رضامندی سے ہوتا ہے۔ مثلاً اردو میں کہیں گے "تم اپنے ہاتھ سے اٹھا کر جو دیدو گے ہم لے لیں گے" یعنی اپنی خوشی سے جو کچھ دے وہی ہمارے لئے بہت ہے۔ ٹھیک یہی مطلب عربی میں بھی اسی ترکیب کا ہوتا ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا منظور کریں اور ان کا گھمنڈ اور ظلم جس نے انسان کے امن و راحت کو خطرہ میں ڈال دیا تھا باقی نہ رہے امام شافعی نے کتاب الام میں تشریح کی ہے کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وھم صاغرون کا مطلب یہ ہے۔ ان پر اسلامی حکومت کے قوانین جاری ہو جائیں یعنی وہ اسلامی حکومت کے قوانین کے آگے جھک جائیں۔

"یہاں جزیہ لینے کا جو حکم دیا گیا وہ اگرچہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ذکر میں آیا ہے لیکن اصلیت میں حکم تمام غیر مسلموں کے لئے ہے جو اسلامی حکومت کے ماتحت رہنا منظور کر لیں۔ چنانچہ صدر اول سے لیکر آخر تک تمام اسلامی حکومتوں کا عمل اسی پر رہا۔ خود آنحضرت صلعم نے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ صحابیوں نے صابیوں سے لیا اور خلفائے بنو امیہ و عباسیہ کا سندھ کے ہندوؤں اور پیروان بدھ سے لینا معلوم ہے۔

"البتہ عرب کے غیر مسلموں کے بارے میں اختلاف ہوا اور امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف اس طرف گئے ہیں کہ ان سے جزیہ پر مصالحت نہیں ہو سکتی تھی لیکن اس بارے میں صحیح مذہب جمہور ہی کا ہے۔ یعنی عرب و عجم میں تفریق نہیں کیونکہ خود آنحضرتؐ اور صحابہ کا عرب کے غیر مسلموں سے جزیہ لینا ایک مسلمہ واقعہ ہے۔

"باقی رہے مشرکین عرب تو ان کا سوال عملاً پیدا ہی نہیں ہوا کیونکہ سورہ برأت کے نزول کے بعد تمام مشرکین عرب مسلمان ہو چکے تھے اور حکمت الٰہی کا فیصلہ بھی تھا کہ جاہلیت عرب کا شرک پھر یہاں سر نہ اٹھا سکے۔" (از ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۱۲۲)

"آنحضرت صلعم نے بحرین کے مجوسیوں سے (BU ۵۸ :۱) اور قیدار ڈوما کے عیسائی سردار سے (AD19: 29 I H) ایلہ کے عیسائی حکمران سے (TJ-H 3 P.146) جزیہ

اور اوہروہ کے یہودیوں سے (IBID) اور نجران کے عیسائیوں سے ......
(IS: T.I.D P 35) - ڈوما۔ ایلہ۔ جربہ اور اوہروشام کی سرحد پر آباد ہیں۔ اور یہ صلحنامے تابوک کی مہم کے درمیان میں یعنی ۹ھ میں کئے گئے تھے۔ لیکن ان تمام صوبوں میں جزیہ ایک خراج تھا جو ایک ریاست ادا کرتی تھی نہ کہ پال ٹیکس جس کو ہر شخص ادا کرے

"امام بخاری نے اپنی کتاب کے آغاز میں ایک باب جزیہ اور صلح اہل الحرب کے عنوان سے شروع کیا ہے (B 58: 1) جس میں آگے چل کر بہت وضاحت سے کام لیا ہے اور اسی عنوان کے سلسلہ میں "جزیہ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ مجوسیوں اور عجمیوں سے لینے کے بارے میں بحث کی ہے۔ اس لئے جزیہ تمام دشمنوں پر عاید تھا اور آنحضرت صلعم کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلحنامے جزیہ کے ماتحت صرف یہودیوں اور عیسائیوں ہی سے نہیں کئے گئے تھے بلکہ مجوسیوں سے بھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل الکتاب جو سورہ ۹:۲۹ میں آیا ہے نہایت وسیع پیمانہ پر سمجھنا چاہیئے جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن جزیہ جو اصل میں ایک خراج تھا جو ایک ماتحت ریاست ادا کرتی تھی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پال ٹیکس ہوگیا اور لفظ جزیہ خراج کے ہم معنی تھا جو مسلمان کسانوں پر لگایا جاتا تھا۔ فقہاء نے پال ٹیکس اور زمین کے ٹیکس کو خراج کہہ کر فرق پیدا کردیا۔ دونوں مل کر اسلامی حکومت کی آمدنی کا ایک ذریعہ بن گئے۔ زکوٰۃ جو صرف مسلمان ادا کرتے تھے وہ دوسرا ذریعہ تھا۔

باقی دارد۔

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نمازِ عید، خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) ماہتاب حضرت نبی کریم صلعم کے یومِ ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لندن میں ہے۔ برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائیٹی کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

مشن کے آرگن۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

مشن کے تاثرات۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اعیان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علوم حیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا تانتا دن رات بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخرکار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ ان کے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہم خیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہو گئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیج کر انگریزی قوم کو اپنے ہم آہنگ کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اس کی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بیرونی سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) حیثیت حلیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ تین روپے اور ممالک غیر کیلئے [illegible] ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچ جائے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتے موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے! اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لیں گے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ [illegible] کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جائے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے! اور لئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔
(۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لندن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England.—The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)۔

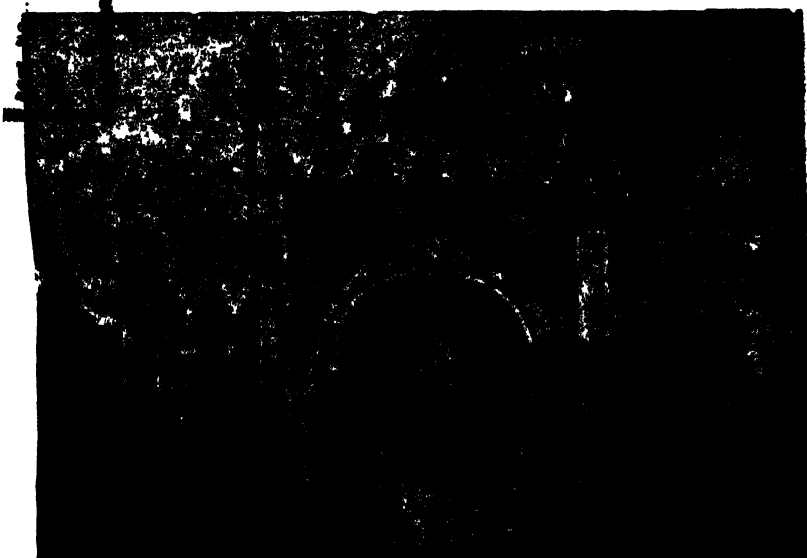
تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبد المجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ

خواجہ عبد الغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم | اللہ اکبر | نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ امریکہ وکل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظہ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع۔ (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور وقفہ وقفہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے۔ (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ۔ ۱/۲ ، اخراجات کی متکفل ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

نمبر ۹	بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۶۵ھ م ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء	جلد ۳۲

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام [illegible] سے شائع ہوا

شذرات

ووکنگ مسلم مشن کی خدمات

رسالہ اشاعت اساعیت اسلام کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم ایک طویل مضمون ووکنگ مسلم مشن کی خدمات تبلیغی مساعی اور تبلیغی طریق کے متعلق قارئین کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں اس مضمون سے ہمارے دوستوں کو کسی حد تک اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ مشن کس محنت شاقہ کے سا تبلیغ اسلام کے بلند پروگرام کو بروئے کار لا رہا ہے اور اس تبلیغی جدوجہد کے لئے کس قسم کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں اور اس مشن کو جس کی بنیاد آج سے قریباً تینتیس ۳۳ سا پیشتر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے رکھی تبلیغی میدانوں میں کس حد تک کامیا ہوئی اور کتنی بڑی کامیابی کی اور توقع کی جا سکتی ہے اور اس تبلیغی جہاد کے لئے کیسے سا کی ضرورت ہے۔ یہ مذکورہ مضمون بہت وسیع تھا اور رسالہ میں جگہ بہت قلیل تھی اس لئے نہایت ضروری امور درج ہونے سے رہ گئے جنہیں ہم اس شذرہ میں واضح کرتے ہیں —

ہم نے عرض کیا تھا کہ ووکنگ مسلم مشن محض ایک تبلیغی ادارہ ہی نہیں بلکہ یہ تبلیغ اسلام کی ایک عظیم الشان تحریک ہے اور اس تبلیغی تحریک کا ایک تسلسل ہے جس کی ابتدا حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ہوئی جس کو بعد میں صحابہ کرام رض مسلمان تاجروں اور سلاطین اسلام نے جاری رکھا اور قرون وسطیٰ میں صوفیائے کرام اس کے داعی تھے اور عصر حاضر میں مغرب کی د دور افتادہ وادی میں ووکنگ مسلم مشن نے اس تبلیغی تسلسل کو جاری رکھا ہے یہ مشن چونکہ ایک ایسی قوم کے ملک میں قائم ہے جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا اس لئے ا

کے اثرات اور نتائج عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کے قیام سے پہلے مسلمانوں کی توجہ تبلیغ اسلام کی طرف نہیں تھی البتہ مسلمانوں کے سیاسی احیاء کے لئے تحریک پین اسلام ازم معرض وجود میں آچکی تھی اور وہ تحریک جس کے بانی سید جمال الدین افغانی ہیں مغربی اقوام کے سیاسی اور مادی غلبہ کے رد عمل میں پیدا ہوئی تھی بعد میں اسلامی ممالک میں نیشنلزم نے ابھر کر اس تحریک کا خاتمہ کر دیا اور عثمانی خلافت بھی اسی قومی انقلابات کی نذر ہو کر رہ گئی لیکن اس مذہبی افسردگی اور پژمردگی کے دور میں جبکہ مسلمانوں کی توجہ مغرب کی تقلید میں صرف مادی اور سیاسی مقاصد پر ہی صرف ہو رہی تھی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے انگلستان میں ایک اسلامی تبلیغی مشن قائم کرکے اس طرف توجہ دلائی کہ اسلام کا حقیقی احیاء اور غلبہ تبلیغ اسلام سے وابستہ ہے اس وقت تو لوگوں نے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی اس دعوت کو ایک دیوانگی خیال کیا لیکن بعد کے حالات اور ووکنگ مسلم کی کامیابی نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں اور ساری دنیا کی فلاح اور بہبودی کا صرف یہی ایک راستہ ہے چنانچہ اس کے نتیجے میں عالم اسلام کے اندر متعدد تبلیغی سوسائٹیز قائم ہوئیں اور اسلام کی حمایت میں رسائل جاری ہوئے جو صرف مذہبی اور تبلیغی بنیاد پر اسلام کو پیش کرتے تھے اور اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے چنانچہ حالات کا نظر غائر سے مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جائے گی کہ اس اسلامی احیاء اور نشاۃ جدیدہ کا باعث صرف ووکنگ مسلم مشن اور اس کا انگریزی صحیفہ رسالہ اسلامک ریویو ہے اور جا بجا سارے ایشیا افریقہ اور امریکہ میں جتنی سوسائٹیاں ابھری ہیں ان میں ووکنگ مسلم مشن کی روح کار فرما ہے اور وہ سب اپنے تبلیغی انداز طرز تحریر اور طریق کار میں اس مشن کی تبلیغی جدوجہد کی رہین احسان ہیں۔ یہ سوسائٹیاں اور رسائل وہی مسلک اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی ابتداء ووکنگ مسلم مشن نے کی چنانچہ بعض رسائل تو رسالہ اسلامک ریویو کے پورے مضامین نقل کر لیتے ہیں۔ اس رسالہ کی تبلیغی خدمات تو اس تبلیغی میدان میں بہت زیادہ ہیں۔ اس رسالہ میں نہایت بلند پایہ علمی اور تبلیغی مضامین شائع ہوتے ہیں اور ان مضامین میں ان جملہ

مسائل پر روشنی ڈالی جاتی ہے جو اس وقت دنیا کی مشکلات کا باعث بنے ہوئے ہیں اور دنیا کے مفکرین کو ان کے حل کی کوئی صورت نظر نہیں آتی قرآن مجید۔ حدیث اور اسلامی روایات اور تاریخ کی روشنی میں ان مسائل پر نہایت عام فہم طرز میں روشنی ڈالی جاتی ہے اور اس ضمن میں خالص اسلامی نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے اور وہ اسلوب تحریر اختیار کیا جاتا ہے جس سے موجودہ دور کا سیاست زدہ اور اقتصاد پرست انسان اسلام کو اچھی طرح سمجھ کر اس کی روح کو اخذ کر سکے مولوی آفتاب الدین احمد سابق امام مسجد ووکنگ اور دوسرے تعلیمیافتہ پیدائشی مسلمانوں کے علاوہ اس میں انگریز اور یورپین نومسلمین کے بلند پایہ مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں جن میں سے جناب محمد صادق صاحب ڈڈلے رائٹ۔ مسٹر ولیم بشیر پکرڈ بی۔ اے کنٹب اور پروفیسر داؤد کوڈون صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ بھی اس مشن کے کارہائے نمایاں میں سے ہے کہ اس نے انگریزوں کو دعوت اسلام دے کر صرف حلقۂ اسلام میں داخل نہیں کیا بلکہ انہیں اسلام ... کے نہایت شاندار مبلغ بنا دیا اور انہیں میں سے ایسے لوگ پیدا کر دیئے جو اس تبلیغ اسلام کی تحریک کی روح رواں بنتے چلے جا رہے ہیں اور نہایت خلوص اور تندہی کے ساتھ اسلام کے پیغام کو اپنے بھائی بندوں تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ رسالہ ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ ان چاروں براعظموں میں جاتا ہے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھی محض تبلیغی غرض سے بھیجا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام دور افتادہ مقامات میں پہنچ رہا ہے اور ان تمام وسیع حلقوں میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ یہ تبلیغ اسلام کا میدان تیار کر رہا ہے اور اسلامی حلقوں میں یہ احیاء الاسلام کا زبردست علمبردار ہے ان حقائق کے پیش نظر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ کا مستقبل نہایت شاندار اور آج تک جو مقبولیت اس رسالہ کو حاصل ہوئی ہے انشاء اللہ زمانہ مستقبل میں اس سے بھی بڑھکر اسے مقبولیت حاصل ہوگی ہم اپنے تمام اہل دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں

جنہیں احیاء اسلام اور غلبہ اسلام پر محکم ایمان ہے کہ وہ اس رسالہ کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائیں تا کہ اسے دنیا کے ہر مرکزی بستی اور ہر شہر میں ... بھیجا جا سکے اور اس کے ذریعہ سے خدا کا پیغام بخشی ہوئی دنیا تک اس کی ہدایت اور بہبودی کے لئے پہنچایا جا سکے امید ہے ہمارے دوست اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔ اس مذکورہ مضمون میں جو ووکنگ مسلم مشن کی روئیداد ہے جہاں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی قربانیوں کا ذکر ہے اس میں بہت سی باتیں درج نہیں ہو سکیں حضرت خواجہ صاحب مرحوم جو سراپا قربانی تھے انھوں نے تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کے لئے جہاں دوسری قربانیاں کیں ان کے علاوہ یہ قربانی بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے اپنے فرزند اکبر بشیر احمد مرحوم اور اس کی زوجہ مرحومہ کی یادگار میں ایک عمارت "بشیر بادشاہ ینگ روم" کے نام سے لاہور میں تعمیر کرکے اسے ایک اسلامی تبلیغی لائبریری کے لئے وقف فرما دیا اور ان کے لائق فرزند خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور نے مشن کی جہاں بہت مالی و قلمی خدمت کی وہاں انھوں نے ایک بیس ہزار پونڈ کی جائداد بھی ووکنگ مسلم مشن کو انگلستان میں دی ہوئی ہے جو لندن میں واقع ہے اور اس جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے خواجہ صاحب مرحوم نے خود ہی اسلام کے لئے قربانیاں نہیں کیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی اپنے نیک نمونہ سے ایک روح پھونک گئے اللہ تعالیٰ خواجہ نذیر احمد صاحب کو ان قربانیوں کی جزائے خیر عطا فرمائے ان قربانیوں کو پیش کرنے سے غرض نمائش نہیں ہے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ دوسرے دوستوں کو بھی تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے تحریک کی جائے تا کہ ان میں بھی ایسی قربانیوں کا احساس پیدا ہو اور وہ خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے کی عادت ڈالیں دنیا میں کوئی ایسی تحریک نہیں جو قربانی کے بغیر کامیاب ہو سکے اس لئے تحریک اشاعت اسلام کو بھی قربانیوں کی ضرورت ہے اور مالی قربانی بھی بہت اہمیت رکھتی ہے خود قرآن مجید نے اسے اہمیت دی ہے کیونکہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے اس روئیداد میں جہاں ہم نے

18 - ECCLESTON SQUARE LONDON

مسجد ووکنگ کے اماموں کا ذکر کیا ہے وہاں تین بزرگوں کے اسماء گرامی درج ہونے سے رہ گئے جو درج ذیل ہیں مسٹر مارماڈیوک پکتھال - جناب مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء ٹیس گویے بارہ بنکی اور جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر فرزند حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور تو اور بھی بہت ہیں جو درج ہونے سے رہ گئے لیکن اس شذرہ میں صرف انہی باتوں کو درج کیا جاتا ہے باقی اور کا پھر کبھی ذکر کیا جائیگا تاکہ ہمارے دوست ووکنگ مسلم مشن کی ساری تفصیلات سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں، ہم پھر عرض کئے دیتے ہیں کہ ان باتوں کے بیان کرنے سے اصل غرض دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک شوق اور جوش پیدا کرنا ہے تاکہ ایسے معاونین پیدا ہو جائیں جو تبلیغ اسلام کی اس تحریک کو اپنی قربانیوں سے تقویت پہنچائیں اور اپنے جذبۂ ایثار و خلوص سے اسلام کی گذشتہ روایات تبلیغ کو از سر نو زندہ کریں اور دنیا کے کونہ کونہ میں خدا اور اس کے رسول کا نام بلند ہو اور اسلام پھر اسی طرح دنیا میں غالب آئے جس طرح کہ وہ پہلے غالب آیا تھا اور دنیا کی تاریک آبادیاں نورِ اسلام سے روشن ہوں ۔

انگلستان کے ایک رسالہ کا قابلِ اعتراض مضمون

انگلستان سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے جس کا نام ہے (BRITTANIA AND EVE) برطانیہ اینڈ ایو - اس رسالہ کے جولائی نمبر میں ایک مضمون "قدیم کہانیوں کا اعادہ" کے غالباً مستقل عنوان کے نیچے "خدیجہ ۔۔۔ محمد کی پہلی اور وفا دار بیوی" کے موضوع سے ایک مقالہ پیش کیا گیا ہے جس میں حضرت خدیجہ اور آنحضرت صلعم کی فرضی تصاویر بھی دی گئی ہیں - جہاں تک مضمون کا تعلق ہے مضمون اس معیار کے مطابق ہے جس پر مستشرقین اور مغربی مصنفین عموماً لکھنے کے عادی ہیں - اسلام اور حضرت محمد صلعم کے متعلق مضامین لکھتے ہوئے جہاں وہ چند اچھی باتیں بیان کر جاتے ہیں وہاں کچھ ایسے فقرے بھی لکھ جاتے ہیں جو سراسر جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہوتے

ہیں یا پادریوں کے معاندانہ پراپیگنڈا کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس علم اور سائنس کی روشنی میں یورپ کے رسائل میں آنحضرت صلعم کے متعلق ایسے مضامین شائع ہوجاتے ہیں جو قرونِ وسطیٰ کے مذہبی تعصب کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اس مذکورہ مضمون پر بھی نامحسوس طور پر اسی تعصب کا اثر ہے گو اس مضمون کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مضمون نگار نے درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت خدیجہ رض کو غلط رنگ میں پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے مضمون نگار کی نیت بری معلوم نہیں ہوتی گو اس کی جہالت عیاں ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت رسول کریمؐ کے حالات کسی مستند تاریخ سے نہیں لئے بلکہ انہی ذرائع سے فائدہ اٹھایا ہے جو یورپ میں بیٹھ کر نہایت آسانی کے ساتھ میسر آسکتے ہیں ــــ باقی رہا تصاویر کا سوال مغربی اقوام اپنے پیشواؤں کے بت اور تصاویر بنانے کے قدیم سے عادی ہیں۔ اس سنگ تراشی اور تصویر کشی کو یورپ کی نشاۃ جدیدہ کے مائیکل اینجلو، رافیل اور لیونارڈو ڈونسی نے جس قدر فروغ دیا وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں ان ماہرین فن تصویر کشی نے حضرت مسیح حضرت مریمؑ حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور اولیاء دین مسیح کی جو تصاویر بنائیں وہ آج بھی فنی اعتبار سے آرٹ کے شاہکار خیال کی جاتی ہیں روم کے کلیسائے سینٹ پیٹر اور اس کے عظیم الشان گنبد کے اندر پتھر کے مجسمے اور تصاویر موجود ہیں سینٹ پیٹر میں جناب پطرس کا ایک بہت بڑا مجسمہ ہے جو رومیوں کے دیوتا جیوپیٹر کے بت کو تراش کر بنایا گیا ان اقوام کے بڑے بڑے معبد مذہبی مصلحین کی تصاویر سے خالی نہیں ہیں۔ یہ لوگ عموماً مذہبی رہنماؤں کی تصاویر بنانا معیوب خیال نہیں کرتے اسی عادت سے مجبور ہو کر وہ دوسری اقوام کے پیشواؤں کی تصاویر بنانے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے چنانچہ وہ مضمون نگار بھی جس نے یہ مذکورہ تصاویر بنائی ہیں اپنے اس مغربی مزاج کے مطابق بنائی ہیں۔ یہ اپنی طرز کا پہلا واقعہ نہیں بلکہ بیشمار ایسے واقعات پیش آچکے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ کے رسائل میں آنحضرت صلعم کے متعلق اشتعال انگیز مضامین اور تصاویر شائع ہوئیں جن سے عالم اسلامی میں نفرت وحقارت

کے جذبات بھڑک گئے چنانچہ ایک مشہور اُردو روزنامہ اس واقعہ کو لکھ کر یوں طراز ہے۔

" آج تک بیسیوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ انگلستان کے رسالوں اور اخباروں کو اس قسم کے مقالات و تصاویر کی اشاعت کے باعث ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی لعنت و ملامت کا نشانہ بننا پڑا ہے اور انھوں نے ہمیشہ اپنی حرکت پر ندامت کا اظہار کر کے معافی مانگی ہے لیکن اس کے باوجود بجد تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ پھر چند ماہ کے بعد پھر اسی جرم کا اعادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اخبار نویسوں کو اپنے قارئین کے نازک جذبات سے باخبر رہنا چاہیئے اور ان کا احترام کرنا چاہیئے خصوصاً انگلستان کے صحافیوں کو ان معاملات میں زیادہ احتیاط کرنا چاہیئے"

(انقلاب مورخہ ۹ر اگست)

ہمیں اس اعادہ پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ آخر بار بار ایسا کیوں ہوتا ہے صرف ان مذکورہ رسائل کے ایڈیٹروں کے معافی مانگ لینے سے اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور نہ عالم اسلامی میں ایک ہیجان اور اشتعال پھیل جانے سے اسکا ازالہ ہو سکتا ہے اگر ان باتوں کی اصلاح ہونی ہوتی تو ابتک اس طریقہ سے ہو گئی ہوتی اس لئے مسلمانوں کو کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے تاکہ ہمیشہ کے لئے ایسے واقعات کی اصلاح ہو جائے ورنہ حکومت پر زور ڈال کر ان صحیفہ نگاروں کو روکنا بجائے اصلاح کے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کا موجب ہوگا ہمیں ان اقوام کی نفسیات کو سمجھ کر اور ان کے تاریخی اور مذہبی پس منظر کو پیش نظر رکھکر کوئی اصلاحی قدم اُٹھانا چاہیئے ان واقعات کی اصلی وجوہ وہی ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مغربی لوگوں کے مضامین میں آنحضرت صلعم اور اسلام کے متعلق جو جہالت نظر آتی ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے سامنے آنحضرت صلعم کی حقیقی شخصیت پیش ہی نہیں کی گئی اور از خود جب یہ لوگ حضرت نبی کریم صلعم کی بلند پایہ شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس تعصب سے بھی خالی نہیں ہو سکتے جو صدیوں کے پراپیگنڈا سے پادریوں نے ان کے قلوب میں پیدا کیا۔

دعوتِ عمل

مسلمانوں بیدار ہو جاؤ

از جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب ڈڈلے رائٹ

عیسائی دنیا اس وقت بری حالت میں ہے۔ وہ بالغ نظر لوگ جو حالات کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں ان کو یہ حقیقت دیر سے معلوم تھی لیکن اب پیشہ ور عیسائی ماہرین نے بھی تسلیم کر لیا ہے اخبار چرچ ٹائمز جو انگلو کیتھولک پارٹی کا آرگن ہے وہ اپنی ایک قریبی اشاعت میں بڑے بڑے عیسائی فرقوں کی تعداد کی کمی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور شہادت میں شائع شدہ اور مستند اعداد و شمار پیش کرتا ہے اور رومن چرچ کو مستثنیات میں سے قرار دیتا ہے اور اس کے متعلق لکھتا ہے کہ اس کے ممبروں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہمارے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم رومن چرچ کے متعلق اس دعوی پر تنقیدی نگاہ ڈال سکیں کیونکہ اس کی سالانہ رپورٹیں شائع نہیں کی جاتیں چرچ آف انگلینڈ کا بھی یہی حال ہے کیونکہ اس کے ممبروں کے اعداد و شمار بھی شائع نہیں کئے جاتے لیکن چرچ کی عمارتوں کے انہدام سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ چرچ بھی دن بدن انحطاط پذیر ہے۔

چرچ ٹائمز کی اس مذکورہ اشاعت میں ایک وکار (VICAR) کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں اس کی ایک معقول وجہ بیان کی گئی ہے وہ مذکورہ اخبار کے ناظرین کی توجہ اس رپورٹ کے پڑھنے کی طرف مبذول کراتا ہے جو حال ہی میں عیسائیت کی تبلیغی مساعی کے متعلق شائع ہوئی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا زمانہ ہے جس میں مبلغوں کا فقدان ہے۔ کوئی مسلمان اس تشخیص سے اختلاف نہیں کر سکتا وہ سمجھتا ہے کہ مغالطہ آمیز فکر ہو کر کسی فکر کی بنیاد ہے

وہ بالکل مفقود ہے" یہ یقیناً ایک مشکل کام ہے کہ عیسائی مذہب سے زیادہ الجھا ہوا اور طرز فکر کو بیان کیا جائے۔ آج تک کبھی عیسائیت کا کوئی عالمگیر معیار قائم نہیں ہوا۔ عیسائی کلیسا کی ساری تاریخ حرب عقائد سے بھری ہوئی ہے جس میں زیادہ توجہ پیغمبر کی شخصیت پر صرف کی گئی ہے اس کی تعلیمات پر زیادہ غور نہیں کیا گیا۔ یسوع کون تھا؟ اس موضوع کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس امر کو لائق اعتنا نہیں خیال کیا گیا کہ اس نے دنیا کو کیا تعلیم دی۔ ۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ ایک مشہور امریکن پاسٹر نے جو حال ہی میں لمبی عمر پا کر فوت ہوئے ہیں انگریزی خواں طبقوں اور مذہبی حلقوں میں ایک کتاب شائع کر کے سنسنی پیدا کر دی اس کتاب کا نام تھا (In His Steps) اس کتاب کی مانگ بہت زیادہ تھی اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے اور متعدد زبانوں میں اس کے تراجم بھی شائع ہوئے اور آج بھی اس کتاب کی مانگ کم نہیں ہوئی اس کتاب کی سیکنڈ ھینڈ کاپیاں آجکل بھی پرانی کتابوں کے تاجروں کی دوکانوں پر پہنچتے ہی بک جاتی ہیں۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد بعض فرقہ پرست پادریوں کی طرف سے اس کتاب کے خلاف بہت شور ہوا کہ اس میں مسئلہ کفارہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی ــــــ یہ کم تعجب انگیز بات نہیں کہ سٹاپ فرڈ بروک (STOPFORD BROOK) جو انگلستان کے آزاد خیال پادریوں میں سے ایک جلیل القدر انسان ہیں اور لٹریچر میں بھی ان کا پایہ بہت بلند ہے انھوں نے ٹینی سن کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے ضمناً عیسائیت کا ذکر کیا ہے کہ مسیح کی تعلیم عیسائیت کا معیار نہیں بلکہ مذہب عیسوی کے وہ عقاید جو اول مجلس نیکائی میں طے ہوئے تھے عیسائیت کا معیار ہیں۔ آج یہ نظریہ چنداں اہمیت نہیں رکھتا عیسائیت کا یہ تزکیہ ہی اس شور کی وجہ سے ہے جو عیسائی طبقوں میں بلند ہو رہا ہے کہ عیسائیت انحطاط پذیر ہے کیونکہ اس کا کوئی معیار باقی نہیں رہا یہ عجیب بات ہے کہ آج بھی ایسے مرد اور عورتیں بکثرت ملتے ہیں جو تعلیم کی بجائے شخصیت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

چرچ ٹائمز کا مضمون نگار رقمطراز ہے کہ سینٹ آگسٹائن کے اعتراف ... مشہور

فقرہ (PUTANS DE OMNIBUS ATQUE INTER OMNIS FLECTUNT

کے ایک لفظ کا بہترین ترجمہ (DITHERING) کیا گیا ہے جو عامیانہ بول چال کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں مستقل متلون مزاجی ۔ اس سے مجھے ایک تحریری بحث یاد آگئی جس میں نے پروٹسٹنٹ غیر مقلدوں کے عقیدہ عدم تقلید (NON-CONFORMITY) کو میں نے کسی معروف تعلیم کو عدم تقلید قرار دیا تھا۔ بعض عیسائی لوگ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف اس کوشش میں بسر کر دیتے ہیں کہ کم از کم انہیں کسی عقیدہ پر ایمان رکھنا چاہیئے اور اس بات پر ان کی کوشش صرف نہیں ہوتی کہ انہیں کس بات پر عمل کرنا چاہیئے۔

جہاں تک عقیدہ اور عمل کی قطعیت کا سوال ہے اسلام بالکل عیسائیت کے برعکس واقع ہوا ہے۔ مسلمان حضرت مسیح کے عیسائیوں سے بہتر متبع ہیں اور اس کے علاوہ قرآن پاک جو مسلمانوں کے عقاید کی بنیاد ہے ابتداء سے لیکر آج تک اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا قرآنی تعلیمات پر کروڑوں انسان عمل پیرا ہیں اور چودہ صدیوں کے دوران میں بیشمار انسان اس پر عمل کرتے رہے ہیں ان سب انسانوں نے قرآن مجید کی صحت پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اسے بلا شبہ حیات اور ہدایت کا ذریعہ ہی سمجھتے رہے ہیں۔ تاریخ اسلام میں عقاید کے تصفیہ پر کبھی کسی قسم کی بحث نہیں ہوئی جی۔ کے چسٹرٹن نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "انیسویں صدی بھی پہلی صدیوں کی مانند مذہبی مباحث اور کفریات سے پر ہے"۔

اسلام کے معیاروں میں کبھی کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا اسلام کا درحقیقت ایک ہی معیار ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی مشیت پر کامل طور پر راضی ہو جانا۔ اسلام میں ہر ایک شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا البتہ وہ دوسرے انسانوں کے دکھ درد میں ان کی مدد ضرور کر سکتا ہے احتیاج مندوں کی مدد کرنے کا حکم اسے قرآن مجید نے دیا ہے اور ہر اہل [illegible] پر فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ دوسرے [illegible] کی مدد کرے وہ اس فرض کو کسی سوسائٹی یا انجمن کو تفویض نہیں کر سکتا اسلام کو خستہ یا رکھے

ہر مسلمان اپنے افعال اور اعمال کا ذمہ دار ہے اس میں کوئی پادریوں اور پروہتوں کی جماعت نہیں ہے جو خدا اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہو اور نہ اس میں سنسکار ہے کیونکہ ہر ایک مسلمان ہر روز خود خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکتا ہے اور اس حاضری کے لئے اسے کسی قسم کے واسطہ کی ضرورت نہیں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عقل پر مبنی ہے اور اس ساری تاریخ میں کوئی سائنس کا انکشاف اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کا باعث نہیں ہوا۔ یہ ہم مسلمانوں کے لئے بہت احسن ہے کہ کہا گیا ہے ہم اس شاندار ورثہ پر فخر کریں جس کے ہم وارث ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کا موازنہ خواہ کتنا ہی خوش کن ہو لیکن کوئی چیز مسلمان کو اس کے فرائض سے آزاد نہیں کر سکتی خواہ وہ پیدائشی مسلمان ہو یا بعد میں سواد اسلامی میں داخل ہوا ہو سب مسلمانوں پر وہ فرائض عائد ہوتے ہیں جن سب کو ادا کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔ راسخ مسلمانوں سے ہر فرد یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں اس مذہب اور عقیدہ کا اظہار کریں جو ان کے سینوں میں موجزن ہے اس بات پر خاص طور پر غور کرنے کی ضرورت ہے ہمیں خالص اسلامی زندگی بسر کرنی چاہیئے اسلام کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے سامنے بالکل ہتھیار ڈال دیئے تاکہ ہمارا کوئی خیال اور عمل ہمارے عقیدہ سے متزلزل نہ ہو سکے اسلام سات دنوں کا مذہب ہے ایک دن کا مذہب نہیں ہفتہ میں صرف ایک دن اس پر عمل کرنا کافی نہیں بلکہ ہفتہ کے سات دنوں میں اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ہم اس بنیادی عقیدہ کے پیرو نہیں ہیں کہ اعتراف کی صورت میں ضمیر کا امتحان کیا جائے البتہ یہ بات نفع رساں ہے کہ ہم گاہے بگاہے کہ ہم صرف مطالعہ نفس ہی نہ کریں بلکہ اس راستہ پر بھی غور کریں جس پر ہم گامزن ہیں کیونکہ صراط مستقیم کے علاوہ دوسرے راستے تمام انسان کی غلط رہنمائی کرتے ہیں۔ ہر ایک مسلم پر تبلیغ فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص ایک اچھا مقرر اور خطیب ہو بلکہ بعض اوقات کم گو شخص خطیب سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں دنیا خطبات اور تقریروں سے تنگ آ چکی

لیکن دنیا اچھی زندگی کے نمونے سے تنگ نہیں پڑی اسلئے زندگی میں مقناطیسی قوت سے کشش [illegible]
ہوتی ہے متعدد ہستیوں نے اس بات پر شہادت دی ہے کہ مسلمانوں کے عملی قوت نے غیر [illegible]
پر غیر معمولی اثر کیا ہے۔

سب سے مقدم بات یہ ہے کہ روزانہ پنجگانہ نماز بھی ہر ایک مسلمان پر فرض ہے [illegible]
یہ ایک اجتماعی عمل ہے اور پرائیوٹ طور پر ہمیں قرآن مجید کی طرف خیرات کرنے کا حکم ہے یہ
عام اسلامی خیرات کا ایک حصہ ہے اس خیرات پر فعل اور قول سے عمل کرنا چاہیئے اور [illegible]
میں بھی اس کا چرچا ہونا چاہیئے۔ مغرب نے گفتگو کے فن کو بہت ترقی دی ہے لیکن [illegible]
مفہوم بالکل مفقود ہو چکا ہے لوگ عام طور پر باتونی ہیں لیکن صحیح گفتگو کرنے والے بہت کم [illegible]
ہمیں کوشش کرنا چاہیئے کہ ہم صرف وعدہ کرنے والے ثابت نہ ہوں بلکہ ہمیں [illegible]
چاہیئے اور صاحب کردار بننا چاہیئے ہمیں صرف اس بات پر فخر نہیں کرنا چاہیئے کہ ہمارے [illegible]
ایک معاہدہ ہیں بلکہ ہمارے ان معاہدات کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔

دفتر اشاعت اسلام

سے فرداً فرداً رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت کے خطوط لکھے گئے ہیں
رسالہ کی مالی حالت اچھی نہیں۔ ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ [illegible]
جدید خریدار فراہم فرما کر داخل حسنات ہوں۔

سیکرٹری مشن

مسلمانوں کا اپنی مفتوحہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ برتاؤ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں اشاعت اسلام ماہ جولائی و اگست ۱۹۴۹ء)

(از جناب ایم - والی خان صاحب)

حضرت عمرؓ نے اپنی عیسائی اور یہودی رعایا کو اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک یاد رکھا۔ ہم کو آپ کے ترحم اور ہمدردی کی مثالیں جو وہ عیسائیوں اور یہودیوں کیساتھ کرتے رہے صحیح بخاری اور کتاب الخراج میں بکثرت ملتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اسی کو نہایت فیاضی خیال کرتے ہیں کہ خلیفہ عمرؓ نے ذمیوں کیساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ کے یہ الفاظ کہ "اور ان میں سے حضرت عمرؓ نے اہل ذمہ یا غیر مسلم رعایا سے مسلمان حکومت کے ساتھ بہترین برتاؤ کے لئے ارشاد فرمایا" کافی شہادت ہے۔

حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ میں حقوق ذمیین کا سوال پیدا ہوا۔ آپ کے دور خلافت ہی سے بین الاقوامی تعلقات کی ابتدا ہوئی جو زیادہ مضبوطی سے قائم کئے گئے۔ دشمنان اسلام حضرت عمرؓ پر تعصب اور تنگ نظری کا الزام لگاتے ہیں۔ آپ کے ہی زمانہ میں تمام حقوق و معاملات متعلقہ غیر مسلم پر بحث کی گئی اور بنیاد پڑی۔ آپ ہی کا دور خلافت اسلام کے اصلی جمہوریت کا نمونہ تھا۔

غیر مسلم رعایا جو حضرت عمرؓ کے ماتحت تھی اس کا کوئی مقابلہ ایران اور رومیوں کے ہمعصر رعایا سے نہیں کیا جا سکتا۔ ان دو بڑی طاقتوں کی رعایا کی حالت غلاموں سے زیادہ بدتر تھی۔ شامی عیسائی باوجودیکہ وہ رومیوں کے ہم مذہب تھے ان کو اپنی زمینوں پر مالکانہ حق حاصل نہ تھا۔ ان کا وجود ایک قسم کی جائداد کی مانند تھا جو کل زمینوں کے ایک مالک سے دوسرے مالک پر منتقل ہوتے تھے اور مالکانہ حقوق جو پہلے مالک کو حاصل ہوتے تھے

وہ اُس کے جانشین کو حاصل ہو جاتے تھے۔ یہودیوں کی حالت ان سے بھی زیادہ تباہ تھی وہ تو انسان کہلانے کے مستحق ہی خیال نہ کئے جاتے تھے۔ ایک ماتحت رعایا کو کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں لیکن وہ تو برائے نام حقوق سے بھی محروم تھے۔ ایران میں عیسائیوں کی حالت اور بھی زیادہ قابل رحم تھی۔

جب حضرت عمر رضؓ نے ان ممالک کو فتح کیا تو وہاں کے باشندوں کی حالت میں ایک تبدیلی پیدا ہو گئی۔ وہ حقوق اور مراعات جو ان کو مرحمت فرمائیں اُن سے غیر مسلم رعایا کو مسلمانوں کی برابری کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اقرار نامے جو مختلف ممالک کی فتوحات کے موقعہ پر ہوئے اور جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں ان سے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ عیسائی یورپین طاقتیں جو دوسری قوموں کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنے کا حوصلہ کرتی ہیں۔ انھوں نے کسی ملک میں اور کسی زمانہ میں اپنی رعایا کو یہ حقوق نہیں دیئے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اقرار نامے یا تو مجملاً یا بالتفصیل تاریخوں میں تحریر ہیں۔ کیونکہ شرائط کا اعادہ کرنا غیر ضروری خیال کیا گیا تھا اس لئے ایک بالتفصیل اقرار نامہ کا حوالہ ان بہت سے معاہدوں میں کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یروشلم کے باشندوں کو عہد نامہ آزادی جو حضرت عمرؓ کے سامنے لکھا گیا تھا بالکل صاف طور پر تصدیق کرتا ہے کہ جانین۔ مال اور مذہب کی ہر صورت میں حفاظت کی گئی۔ یہ ظاہر ہے کہ شہری حقوق جو ایک قوم کو حاصل ہو سکتے ہیں زندگی کے انہیں تین شعبوں پر مشتمل ہیں۔ گرجے اور یہودیوں کے معابدوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا، اور نہ ان کی عمارتوں کو نقصان پہنچایا جائے گا، اور نہ ان کی چہار دیواریوں کو چھوٹا کیا جائے گا۔ معاملات مذہبی میں اس بات کی دوبارہ تصدیق کی گئی کہ لا اکراہ فی الدین (مذہب میں زبردستی جائز نہیں) عیسائیوں کی تسلی کے لئے یہ طے پایا کہ یہودی یروشلم میں نہ رہنے پائیں گے کیونکہ یہودیوں نے حضرت عیسٰی کو وہاں قتل کیا تھا۔

عیسائی جو مسلمانوں کے خلاف لڑے تھے اور جو حقیقت میں مسلمانوں کے دشمن تھے، ان کو بھی یہ رعایت دی گئی کہ اگر وہ یروشلم میں ٹھہرنا چاہیں تو ٹھہر سکتے ہیں اور اگر شہر چھوڑنا چاہیں تو اس کے لئے بھی ان کو پوری آزادی حاصل ہے۔ ہر حالت میں وہ امن کے مستحق تھے ان کے گرجا اور عبادتگاہوں سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ سب سے زیادہ یروشلم کے عیسائیوں کو یہ حق دیا گیا کہ چاہے وہ اپنے گھروں کو چھوڑیں اور رومیوں سے جا ملیں۔ اگر وہ ایسا چاہیں۔ لیکن ان کے تمام گرجے جو یروشلم میں ہیں خطرہ سے مامون رہیں گے کیا کسی قوم نے اپنی رعایا میں کسی کو ان شرائط سے بہتر اس تہذیب کے زمانہ میں شرائط دی ہیں؟

یہ بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ کہ ذمیوں کی جانیں اور ان کے مال مسلمانوں کے جان و مال کے برابر قرار دیئے گئے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا تو حضرت عمرؓ اس مسلمان کو اس کے بدلے میں قتل کرا دیا۔ حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک فرد نے حیرۃ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا، تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قاتل کو مقتول . . . . کے جانشینوں کے حوالہ کر دیا جائے اور جانشینوں میں سے ایک نے قاتل کو فوراً قتل کر ڈالا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا ہو سکتا ہے کہ وہ زمینیں جو ذمیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کی فتح سے پہلے تھیں فتح کے بعد بھی انہیں کے ہاتھ میں رہیں اور مسلمانوں کو ان زمینوں کے خریدنے کی اجازت نہ تھی۔

خراج جو لگایا گیا وہ بھی ہلکا تھا۔ تاہم حضرت عمرؓ کی حق شناسی کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر معاملہ میں اپنا اطمینان چاہتے تھے کہ کسی قسم کی سختی ٹیکس کے وصول کرنے میں نہیں کی گئی۔ عراق سے خراج کی وصولیابی پر حضرت عمرؓ کا یہ دستور تھا کہ وہ دس آدمی کوفہ سے اور دس بصرہ سے صرف اس لئے بلاتے تھے کہ وہ از روئے قسم چار بار وہ بر اقرار کریں کہ خراج کے وصول کرنے میں کسی قسم کی سختی نہیں ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ

نے اپنی وفات سے دو تین دن قبل بندوبست کے مہتمموں کو بلایا اور اُن سے ایک بلا ٹیکس لگانے کے متعلق مشورہ کیا۔

سب سے بڑا حق جو رعایا کے ایک فرد کو حاصل ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ملک کی حکومت میں حصہ لے سکے۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ ذمیوں سے ان کے معاملات میں مشورہ لیتے تھے جب عراق کا بندوبست ہو رہا تھا تو آپ نے عجمی سرداروں کو مدینہ میں بلایا اور خراج کے متعلق تحقیقات کی۔ مقوقس سے بھی بارہا مصر کے انتظام میں مشورہ لیا۔

ذمیوں کے جان و مال کے متعلق مراعات و حقوق صرف کاغذ ہی پر نہ تھے بلکہ بہت سختی سے ان کی پابندی کی جاتی تھی۔ شام کے ایک کسان نے یہ شکایت کی کہ سپاہیوں نے اس کے کھیتوں کی فصل کو برباد کر دیا ہے۔ آپ نے دس ہزار درہم اس کو معاوضہ میں دیدیئے حضرت عمرؓ اپنے ضلعوں کے عمال کے نام ہمیشہ فرمان جاری کرتے رہتے تھے کہ ذمیوں کو کسی صورت سے نہ ستایا جائے۔

روزمرہ کی زندگی میں حضرت عمرؓ نے خود ذمیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ پر اصرار کیا۔ قاضی ابو یوسف اپنی کتاب الخراج میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی شام کی واپسی پر دیکھا کہ بعض لوگوں کو چلچلاتی ہوئی دھوپ میں کھڑا رکھا گیا اور تیل ان کے سر پر ڈالا گیا۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انھوں نے جزیہ نہیں دیا تھا حضرت عمرؓ نے جزیہ نہ ادا کرنے کا سبب معلوم کیا تو جواب ملا غریبی۔ آپ نے فوراً رہائی کا حکم دیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ ذمیوں کو نہ ستائیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ جو کوئی اس دنیا میں لوگوں کو ستائے گا، اس پر خدا کا غضب قیامت کے روز نازل ہوگا۔

فتح شام کے بعد حضرت عمرؓ نے ذیل کا فرمان ابو عبیدہ کے نام جاری کیا۔

"مسلمانوں کو ہوشیار کر دو کہ وہ ذمیوں پر ظلم نہ کریں۔ اور دوسرے لوگ بھی

ان کو نہ ستائیں۔ ان کی دولت غبن نہ کی جائے۔ ان تمام شرائط کو پورا کرو جو ان سے کی ہیں"

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو ذیل کی وصیت کی۔ اس وصیت کو امام بخاری۔ ابوبکر بیہقی۔ جاؤ اور دوسرے مؤرخوں نے نقل کیا ہے جس کا آخری جملہ یہ ہے:-

"میری یہ وصیت ان لوگوں کی جانب ہے جو خدا کی اور اس کے رسول کی حفاظت میں ہیں۔ یعنی ذمی، جو عہد و پیمان ان سے ہوا ہے وہ پورا کیا جائے ان کی حفاظت کی جائے اور ان پر ناجائز دباؤ نہ ڈالا جائے۔"

حضرت عمرؓ کو ذمیوں کا اتنا خیال تھا کہ بستر مرگ پر بھی ان کی یاد دل میں رہی۔

غرفہ رسول خدا کے ایک صحابی تھے۔ ایک عیسائی نے آپ کے سامنے رسول خدا کو برا کہا حضرت غرفہ نے اس عیسائی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس پر وہ عیسائی عمر بن عاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت غرفہ کے خلاف شکایت کی۔ حضرت عمر بن عاص نے حضرت غرفہ کو بلا کر جواب طلب کیا۔ غرفہ نے سب داستان سنائی۔ عمر بن عاص نے جواب دیا "ہم نے ذمیوں سے اُن کی حفاظت کا اقرار کیا ہے" پناہ بخدا غرفہ نے کہا "عیسائیوں کو یہ اجازت تو نہیں دی گئی ہے کہ وہ علانیہ مجمع عام میں رسول خدا کو گالیاں دیں۔ یہ تسلیم ہے کہ ان کو اپنے گرجاؤں میں کامل آزادی ہے جو چاہیں سو کریں اور اگر ان پر کوئی حملہ کرے تو ان کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ اُن کے ساتھ کوئی ناجائز برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے۔" عمر بن عاص نے اس بیان کی تصدیق کی۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ذمیوں (غیر مسلموں) کو اسلام میں نمایاں حقوق اور مراعات حاصل تھیں۔

ذمیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ وہ آزادی سے اپنے تمام رسومات دینی کو ادا کرتے تھے۔ وہ ناقوس علانیہ پبلک میں بجاتے اور صلیب کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اُن کے پادریوں کو وہ جملہ حقوق جو انہیں اپنے مذہب کی جانب سے قبل از اسلام

حاصل تھے مسلمانوں کی حکومت میں بھی برقرار رہے ۔ مصر میں سکندریہ کا پیٹریارک بنجامین تقریباً تیرہ برس تک خانہ بدوش رہا ۔ جب عمرو بن عاص نے مصر کو ۲۰ھ میں فتح کیا تو انہوں نے ایک تحریری اجازت دے دی ۔ جس کے لئے وہ بہت ممنون ہوا ۔ علامہ مقریزی نے اس واقعہ کا بیان بالتفصیل اپنی کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۴۹۲ میں کیا ہے ۔ وہ واپس آگیا اور پیٹریارک کی کرسی پر نشین ہوا ۔ اور معاملات کے علاوہ تمام اقرارناموں میں مذہبی آزادی کو نہایت واضح طور پر بیان کیا جاتا تھا ۔ کچھ واقعات اصلی اقرارناموں کے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں ۔ حذیفہ بن یمان نے جو خط ماہ دینار کے لوگوں کے نام تحریر کیا اس میں یہ الفاظ تھے :-

" ان کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے گا اور ان کو کامل آزادی حاصل ہوگی "

فتح جرجان کے وقت اس طرح عہد نامہ کیا گیا :-

" اُن کی جان و مال اور مذہب محفوظ ہیں اور کسی طرح کی مداخلت نہیں کی جائے گی "

آذربائیجان کے عہد نامہ میں یہ بالکل صاف طور پر تحریر تھا کہ اُن کے

" جان ۔ مال اور مذہب کی حفاظت فرض ہے "

موقان کے عہد نامہ کے یہ الفاظ تھے :-

" جان ۔ مال اور مذہب کی حفاظت کی جائے "

حضرت عمرؓ اسلام کی اشاعت کے بڑے حامی تھے اور بہ حیثیت خلیفہ ان کا فرض تھا ۔ لیکن یہ کام نصیحت اور ترغیب دلانے تک محدود تھا ۔ کسی قسم کی زبردستی نہیں کی جاتی تھی ۔ حضرت عمرؓ نے ہمیشہ پکار پکار کر بتلا دیا کہ اسلام یا دین کے معاملہ میں زبردستی کی اجازت نہیں ہے ۔ حضرت عمرؓ کا ایک عیسائی غلام تھا آپ ہمیشہ اسلام کی بابت تلقین کرتے تھے لیکن جب اُس غلام نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ نے تسلیم کیا کہ اسلام بزور نہیں

قبول کیا جاتا۔"

اگر ہم ایمانداری سے ان واقعات کا مطالعہ کریں جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پیش آئے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جہاں تک پولیٹیکل حقوق کا تعلق تھا حضرت عمرؓ نے ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں برتا۔ اگر ایک مسلمان نے ایک ذمی کو مار ڈالا تو مسلمان اس ذمی کے بدلے میں قتل کیا گیا۔ اگر مسلمانوں نے سخت کلامی کی تو ان کو سزا دی گئی۔ ذمیوں کو جزیہ اور عشر سے زیادہ کچھ ادا نہ کرنا پڑتا تھا۔ مسلمانوں کو عشر بھی دینا پڑتا تھا لیکن وہ اس شرح سے جو ذمیوں کے لئے مقرر تھی کم دیتے تھے۔ جس طرح مسلم والنٹیئروں کو بیت المال سے تنخواہیں ملتی تھیں ویسے ہی ذمیوں کو بھی۔ ذمی اور مسلم اپاہجوں کو سرکاری خزانہ سے برابر برابر مدد ملتی تھی۔ کوئی فرق نہ تھا۔ یہ پہلے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں شروع کیا گیا۔ حیرہ کے فتح پر جب خالدؓ نے اقرارنامہ کیا۔ یہ الفاظ اس میں تحریر تھے جو اسلام کی بے تعصبی کی دلیل ہیں۔

"اور میں نے ان کو یہ اختیار دیا کہ اگر کوئی بڈھا آدمی اپاہج ہو گیا یا اس پر کسی بیماری کی وجہ سے کوئی مصیبت آ گئی یا وہ مفلس ہو گیا حالانکہ پہلے امیر تھا اور اس لئے اس کے ہم مذہبوں نے اسے خیرات دے دی تو اسکو جزیہ سے معاف کر دیا جائے اور جب تک وہ مسلمانوں کی حکومت میں رہے وہ اور اس کے بچے بیت المال سے مدد پاتے رہیں لیکن اگر وہ غیر ملک کو جائے تو وہ اس رعایت کا مستحق نہیں۔"

یہ رعایت حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہی۔ انھوں نے کلام پاک کی اس آیت کی مدد سے کہ صدقہ اور خیرات غریبوں اور اپاہجوں کو دی جائے، اس رعایت کو اور مستحکم بنا دیا۔ صدقہ کا تعلق مسلمانوں سے ہے اور خیرات سے اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ سے۔ اس واقعہ کی تفصیل اس طرح پر ہے:۔

"ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک بڈھے آدمی کو سڑک پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا آپ نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس پر جزیہ لگایا گیا تھا اور وہ ادا

کرنے سے قاصر تھا۔ حضرت عمر اسکو اپنے گھر لائے اور کچھ نقدی مرحمت فرمائی۔ آپ نے سپرنٹنڈنٹ بیت المال کو اطلاع دی کہ اس قسم کے اپاہجوں کو بیت المال سے آیندہ مدد دی جائے۔ آپ نے اس سلسلہ میں آیت بالا کا حوالہ دیا اور مکرر فرمایا کہ یہ بڑا ظلم ہے کہ ہم ان کی جوانی میں ان سے کام لے کر فائدہ اٹھائیں اور ان کے بڑھاپے میں ان کو بھیک مانگنے کے لئے نکال دیں"

ذمیوں کی مسلمانوں کے برابر عزت کی جاتی تھی۔ کسی قسم کی تحقیر کا ان کے خلاف اظہار نہایت ہی بُرا خیال کیا جاتا تھا۔ امیر ابن سعد نے جو ہوم کا گورنر تھا اور جس کا پارسائی میں جملہ عمال خلافت میں کوئی ہم پلہ نہ تھا بیساختہ ایک ذمی کو یہ کہکر ملامت کی کہ "خدا کی تجھپر لعنت ہو"۔ یہ الفاظ کہنے کے بعد ان کو بہت رنج ہوا اپنی جگہ سے استعفیٰ دے دیا اور حضرت عمرؓ کے سامنے اظہار افسوس ان الفاظ میں کیا کہ "مجھ سے غلطی میری اہلکارانہ حیثیت کی وجہ سے ہوئی"۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ زبردست رعایت ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کبھی ذمیوں نے بغاوت کی تو جملہ مراعات مثل سابق کے جاری رکھے گئے۔ آج وہ حکمران جو تہذیب اور انسانیت کے مدعی ہیں اپنی رعایا کیساتھ مہربانی کرنے کو اسی وقت تیار ہوتے ہیں کہ جب تک وہ وفادار ہیں۔ لیکن اگر کسی وقت ان کی عدم وفاداری کی جھلک بھی دکھائی دے ان کے غصہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور بدلہ لینے میں وہ وحشیوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت عمرؓ نے کبھی انصاف سے قدم باہر نہیں رکھا، شام کے انتہائی کونہ پر عربوس ایک شہر تھا جو دوسری جانب ایشائے کوچک سے ملا ہوا تھا وہ بھی شام کے ساتھ فتح کر لیا گیا اور ایک صلحنامہ ہو گیا لیکن اس کے باشندے رومیوں سے سازش کر کے ان کے جاسوس بن گئے۔ امیر بن عاصؓ وہاں کے گورنر تھے، انھوں نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ آپ نے امیر کو لکھا کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کا علاقہ خالی کرنے کے لئے تجویز پیش کرو اور وہ کسی اور ملک میں بسنے کی جگہ تلاش کریں کیونکہ ان کے اموال زمینوں اور مویشیوں کی دوبار قیمت ادا کی جا چکی تھی۔ اگر وہ اس پر متفق نہ ہوں

تو ان کو جلاوطن کرنے سے پہلے ایک سال کی مدت غور کرنے کے لئے دی جاتی۔ چونکہ انہوں نے رومیوں سے ساز باز نہیں کی وہ نکال دیئے گئے۔ کیا اس قسم کی معافی کی ایک مثال بھی اس زمانہ میں جس کی تہذیب کی یوں ڈینگیں ماری جاتی ہیں پائی جاتی ہیں۔

سب سے بہتر ثبوت اُن مراعات وحقوق کا جو ذمیوں کو اسلام کی بدولت حاصل تھیں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہر موقعہ پر اپنے ہم مذہبوں کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ ہو کر نبرد آزما ہوئے۔ ذمیوں نے مسلمان فوجوں کی رسد رسانی کی۔ مینا بازار لگایا۔ اور اپنے صرفہ اور اپنی نگرانی میں مسلمانوں کے لئے سڑکیں اور پُل بنوائے۔ مزید برآں انھوں نے مسلمانوں کی طرف ہو کر جاسوسوں کی خدمت انجام دی یعنی انھوں نے مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں کی نقل وحرکت کی اطلاع دی حالانکہ وہ دشمن ان کے ہم مذہب عیسائی اور زرتشت تھے۔

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب تمدّن کی جان ہے اسی سے اخلاقی فلسفہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان۔ توحید ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ کتاب نہایت ہی جامع ہے۔ قیمت بلا جلد ۸ ر

ضرورت الہام فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کی ضرورت ہے اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔ قیمت بلا جلد ۸ ر

ملنے کا پتہ:۔ مینجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور۔ (پنجاب)

تاریخ جزیہ

از جناب محمد یونس خان صاحب

{ بہ تسلسل صفحہ ۲۸۹ جولائی و اگست ۱۹۴۶ء }

یوروپین مصنفین کی عام طور پر اسلام کے متعلق یہ رائے ہے کہ حالانکہ قرآن مجید نے اسلام یا موت غیر مسلموں کے لئے روا رکھا تھا لیکن یہودی اور عیسائیوں کی حیثیت کسی قدر بہتر تھی وہ اپنی جان جزیہ دے کر بچا سکتے تھے جزیہ کا یہ تصور کہ وہ ایک مذہبی ٹیکس تھا جس کو ادا کر کے چند غیر مسلموں کی جان بچ جاتی تھی ایسا ہی اسلام کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔ جیسی کہ یہ داستان کہ مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ جب تک تمام غیر مسلم مسلمان نہ ہو جائیں اس وقت تک ان پر برابر حملے جاری رکھے جائیں۔ خراج اور ٹیکس اسلام سے پہلے بھی لگائے جاتے تھے آج بھی لگائے جاتے ہیں مسلمان اور غیر مسلم دونوں حکومتیں لگاتی ہیں تاہم اسکا کوئی تعلق رعایا کے مذہب سے نہیں ہوتا مسلمان حکومتوں کو اپنے قیام اور استحکام کیلئے روپیہ کی ایسی ہی ضرورت تھی جیسی کہ دنیا کی اور حکومتوں کو۔ مسلمان حکومتوں نے وہی طریقہ استعمال کئے جو اوروں نے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو ہوا وہ یہ تھا کہ چند غیر مسلم چھوٹی ریاستیں جب اسلام کے ماتحت ہو گئیں تو ان کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ اپنے معاملات کا انتظام آپ کریں جس کے بدلے میں وہ صرف ایک قلیل رقم مدینہ کے صدر حکومت (CENTRAL GOVT) کی برقراری کے لئے دیدیں۔ یہ آنحضرت صلعم کی اولوالعزمی کا بہترین ثبوت ہے کہ آپ ایک ملک کو فتح کرنیکے بعد وہاں کے لوگوں کو اپنے ملک کے انتظام کا کامل اختیار دے دیتے تھے اس لئے ایک تھوڑی رقم جو اس معاوضہ میں لی جاتی تھی۔ ہرگز کسی قسم کی سختی نہ تھی بلکہ ایک رحمت اور برکت تھی۔ مفتوحہ ملکوں پر کسی قسم کا فوجی قبضہ

نہ ہوتا تھا اور نہ ان کے انتظام۔ قوانین۔ رسم ورواج اور مذہب میں دخل دیا جاتا تھا۔ اور جو خراج مسلمان وصول کرتے تھے اس کے بدلے میں مسلمان حکومت ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ان کے دشمنوں سے بچانے کی پوری پوری ذمہ دار تھی۔ اگر موجودہ دنیا کی شائستہ قومیں آنحضرت صلعم کی تقلید کرتیں تو آدھی دنیا غیروں کے قبضے سے نکل کر آزاد ہو جاتی۔ اسلام کے بعد کی فتوحات سے جبکہ یہ ضروری ہو گیا تھا کہ مسلمان مفتوحہ علاقوں کا خود انتظام کریں اس پر بھی مفتوحہ قوموں کے رسم ورواج مذہبی میں دخل دینے سے ہمیشہ گریز کیا گیا۔ مکمل حفاظت اور ایک مستحکم حکومت کے فواید کے صلہ میں مفتوحین کو ایک نہایت ہی قلیل رقم دینی پڑتی تھی جس کو جزیہ کہتے ہیں۔

اس پر بھی ممکن ہے کہ یہ خیال پیدا ہو کہ مسلمان حکومت مسلم اور غیر مسلم میں فرق رکھتی تھی، اور جزیہ کی اس صورت نے اسے مذہبی رنگ دے دیا تھا۔ حقیقت میں فرق ضرور رکھا گیا تھا لیکن یہ فرق مسلمانوں کے حق میں نہ تھا بلکہ غیر مسلموں کے حق میں۔ مسلمان پر جبری فوجی خدمت فرض تھی اور حکومت کی لڑائیاں اندرون اور بیرون ملک لڑنی پڑتی تھیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے زیادہ بھاری ٹیکس دینا پڑتا تھا جیسا کہ ذیل کے بیان سے ظاہر ہوگا۔

غیر مسلم فوجی خدمت کرنے سے بالکل آزاد تھا اس جزیہ کے بدلہ میں جو وہ ادا کرتا تھا اور نصف گنی یا ایک دینار کے عوض یہ سودا حقیقت میں بہت سستا تھا۔ اب رہے مسلمان تو ان کو زکوٰۃ جو جزیہ سے کہیں زیادہ تھی دینی پڑتی تھی اور فوجی خدمت رہی سو اس کے علاوہ۔

"اہل ذمہ کی اصطلاح ہی جو ان غیر مسلموں کو جو مسلمانوں کی حکومت میں رہتے تھے یا وہ غیر مسلم ریاستیں جو مسلمانوں کے زیر پناہ تھیں ظاہر کرتی ہے کہ جزیہ حفاظت کا ٹیکس تھا۔ بالفاظ دیگر مسلم حکومتوں کی تنظیم میں غیر مسلموں کی جانب سے یہ رقم حصہ رسدی تھی۔ آج دنیا میں ہر حکومت اپنی برقراری کے لئے اپنی رعایا پر کہیں سخت بار ڈال رہی ہے۔ مسلم تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مسلمانوں نے جزیہ واپس کر دیا اگر وہ اپنے زیر سایہ قوموں کا تحفظ نہ کر سکیں۔ مسلم فوجیں

جب حضرت ابو عبیدہ کی ماتحتی میں رومیوں سے لڑ رہی تھیں اور ان کو حمص پر شکست ہوئی جس کو وہ پہلے فتح کر چکے تھے اور جب یہ فیصلہ ٹھہرا کہ حمص کو خالی کر دیا جائے تو ابو عبیدہ نے وہاں کے سرداروں کو جمع کر کے تمام رقم جزیہ کی یہ کہکر واپس کر دی کہ اب چونکہ مسلمان ان کی حفاظت کرنے سے قاصر ہیں اس لئے وہ جزیہ لینے کے مستحق نہیں ہیں۔

" فوجی خدمت سے آزادی صرف انہیں غیر مسلموں کو حاصل تھی جو فوجی خدمت نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ جہاں پر غیر مسلموں نے ملک کی لڑائیوں کے لئے اپنی خدمت پیش کی وہ جزیہ سے آزاد ہو رہے ۔ بنی تغلق ۔ باشندہ نجران ۔ دونوں عیسائی تھے انھوں نے جزیہ نہ دیا ۔ بنی تغلق سنہ ۱۲ھ میں مسلمانوں کے دوش بدوش بویت کی لڑائی میں ملک کی حفاظت کے لئے لڑے سنہ ۱۷ھ میں انھوں نے حضرت عمر رضہ کو لکھا کہ وہ زکوٰۃ دینے کے لئے تیار نہیں جو جزیہ سے یقیناً بھاری ٹیکس ہے ۔ حضرت عمر رضہ کی اس فیاضی کا اعتراف میور اپنی کتاب خلافت میں اس طرح کرتا ہے :-

" یہ رعایت بھی بنی تغلق کو عطا کی اور بنی تغلق کو یہ واحد حق مثل عیسائیوں کے جزیہ کے بدلے میں دوگنی رقم دیکر حاصل ہوا ۔ بجائے اس کے کہ وہ حکومت کے مکروہ نشان کی قیمت ادا کریں ۔ فوجی خدمت بھی جو جان کے باشندوں نے پیش کی جو منظور کی گئی تھا ۔ مراتب چو ایک اہمی سردار تھا اس نے بھی مسلمانوں سے انہیں شرائط پر صلح کی ۔"

جس طریقہ پر جزیہ وصول کیا جاتا تھا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جزیہ فوجی خدمت سے رہائی کا معاوضہ تھا جزیہ کی ادائیگی سے ذیل کی جماعتیں بری تھیں :-

(۱) تمام عورتیں ۔

(۲) نابالغ لڑکے اور بڈھے مرد

(۳) خدام ۔

(۴) مفلوج

(۵) اندھے غریب

(۶) غیر مناصل

(۷) غلام۔ وہ جو اپنی آزادی کے لئے کام کرتے تھے

(۸) مدید اور

(۹) پادری

پہلی صدی ہجری میں بہت سے لوگ بالکل ہی ہر قسم کے ٹیکس کی ادائیگی سے آزاد تھے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ غیر مسلم قبیلے جو فوجی خدمت کے لئے تیار رہتے وہ جزیہ سے بری تھے اور ان دونوں واقعات کو بیک نظر دیکھا جائے کہ جو غیر مسلم فوجی خدمت کے نا قابل تھے آزاد تھے* تو صرف ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ جزیہ ایک ٹیکس تھا جو وہ ذمی دیتے تھے جو ادا نہیں سکتے تھے اور فوجی خدمت سے رہا ہونے کا ایک معاوضہ تھا۔

پال ٹیکس جزیہ سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔ پال ٹیکس تمام غیر انگریز اقوام پر لگایا جاتا تھا جیسا کہ غیر مسلم کو جزیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ پال ٹیکس جب لگایا جاتا تھا جب حکومت غریب ہو جاتی تھی اور جب فوجی بھرتی کی ضرورت پڑتی تھی مسلمانوں نے جزیہ انہیں شرطوں پر لگایا۔ لیکن صرف جنگ میں خرچ کرنے کے بجائے اس کا بہتر استعمال نکالا۔ مثلاً سرحدیں محفوظ کی گئیں۔ قلعے سڑکیں اور پل بنوائے گئے۔ ججوں اور گورنروں کی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ اس کے علاوہ بے سر پیکار اقوام اور ان کے متعلقین کی پرورش کے سامان مہیا کئے گئے، اس پر بھی جو کچھ بچا وہ رقم سلطنت کے سررشتہ تعلیم کو دے دی جاتی تھی۔

انگلستان میں جزیہ کی شرح لوگوں کی حیثیت کے مطابق مقرر کی گئی تھی اور اس تقسیم کے لحاظ سے غریب اس ٹیکس سے بری تھے۔ جو شرح اسلام نے تجویز کی تھی وہ گراں نہ تھی اور نا مناسب وقت پر طلب کی جاتی تھی مثل انگریزی ہفتہ وار۔ ماہواری۔ سہ ماہی یا اسی قسم کے ٹیکس کی۔ اسلام نے جزیہ بیس برس کی عمر کے لوگوں پر لگایا تھا جن کو ذمہ داری کا احساس ہو اور جو

* اور وہ جو قابل تھے۔

آزادی کا لطف بھی اٹھا سکیں لیکن انگلستان پر پال ٹیکس کی ادائیگی ۱۶ برس کی عمر سے شروع ہوجاتی تھی۔ امریکہ میں پال ٹیکس آج بھی ریاست کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ اور اگر نہ ادا ہو سکے تو ووٹ دینے کا مستحق ہوتا ہے لیکن اسلام نے اس سے کہیں زیادہ رعایتیں اور حقوق ذمیوں کو عنایت کئے۔ ان کو تمام شہری حقوق مسلمانوں کے برابر حاصل ہوئے ان کی ملکیت مسلمانوں کی ملکیت کے برابر تسلیم کی گئی۔ اور ان کا خون مسلمانوں کے خون کے برابر قیمتی قرار دیا گیا۔ اسلام نے فوجی خدمت ہر مسلمان پر فرض کی لیکن غیر مسلموں کو ان کی مرضی پر چھوڑا۔ اس لئے مسلمان نو خیز ان کے زمانہ کے لوگوں کی طرح بد فوجی خدمت انجام دیتے تھے جو جزیہ سے بری تھے۔ غیر مسلم فوجی خدمت کے لئے مجبور نہیں کئے جاتے تھے۔ اگر کسی وقت انھوں نے فوجی خدمت کے لئے رضامندی ظاہر کی تو وہ مثل مسلمانوں کے جزیہ سے آزاد ہوجاتے تھے۔ جزیہ اس شکل پر آج بھی موجود ہے جیسا کہ ذیل کی ہندوستانی اخبار ( ) پائنیر مؤرخہ ۱۰، جنوری ۱۹۳۲ء کے اعلان سے ظاہر ہوتا ہے:

محکمہ محاصل کا ایک تازہ سرکلر مطلع کرتا ہے کہ انڈین ٹریٹوریل فورس کے تمام ممبر پال ٹیکس کی ادائیگی سے آزاد ہیں۔

اسی قسم کا ایک لڑائی کا ٹیکس ( ) ای تھوپیا میں تمام باشندوں پر لگایا گیا جیسا کہ ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء کے اخبار ہندوستان ٹائمز میں مشتہر کیا گیا۔

یکم جون ۱۹۴۵ء کے اخبار فری پریس بمبئی میں یہ اعلان روسی گورنمنٹ کا شائع ہوا جس میں فوجی خدمت ۱۵، اور ۱۶ برس کے لڑکوں کے لئے فرض قرار دی گئی۔

آنحضرت صلعم اور ان کے صحابیوں کے دستاویزات جو تاریخ میں موجود ہیں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جزیہ حقیقت میں معاوضہ تھا اس پناہ کا جو غیر مسلموں کو مسلمانوں کے ہتھیاروں کی مدد سے حاصل تھی۔ آنحضرت صلعم نے ایک فرمان والی ایلہ کے نام ارسال فرمایا ہے جس میں یہ تحریر ہے کہ "ان لوگوں کی حفاظت کی جائے اور ان کو ان سے

دشمنوں سے محفوظ رکھا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت یہ اہم وصیت کی
" وہ غیر مسلم جو ہماری رعایا ہیں خدا اور اس کے رسول کی حفاظت میں ہیں اور مسلمانوں کا
یہ فرض ہے کہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی حفاظت کریں۔
جزیہ اُس حفاظت کے بدلہ میں تھا جو غیر مسلموں کو مسلمانوں کے ہتھیاروں کی بدولت
حاصل تھی اور غیر مسلم جو جزیہ ادا کرتے تھے وہ حفاظت کا ٹیکس کہکر دیتے تھے اور ذیل
کے صلحنامے اسی شرط پر کئے گئے۔
(۱) صلحنامہ جو صلوبا بن تسطوبا اور اس کی قوم سے ہوا۔
(۲) صلحنامہ بابین مسلم گورنر عراق۔ عرب اور اسکے باشندوں سے جس پر صحابیوں
کے دستخط تھے۔
(۳) صلحنامہ تامان بن غفران اور آنحضرت صلعم کے صحابیوں کے درمیان۔
(۴) صلحنامہ بابین حنعصہ بن محسن جو اس بات کی تصدیق تھی کہ جب تک مسلمان جزیہ لیں
اُن پر ان کی ذمہ رعایا کی حفاظت فرض تھی۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ جب کبھی کوئی عیسائی قوم مسلمان فوج میں
داخل ہوتی تھی وہ جزیہ سے بری رہتی تھی جیسا کہ ایک عیسائی قبیلہ جراجمہ کے ساتھ
جو انٹی آخ کے قریب شمالی ایران میں واقع ہے ہوا۔
جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ لوگ جزیہ سے ایک وسیع پیمانہ پر آزاد تھے جزیہ
کی شرح بھی بہت کم تھی۔ شروع میں فی کس ایک دینار سالانہ تھی۔ جس کی قیمت تقریباً دس روپیہ
سالانہ ہوتی یا ۱۳؎ ماہینہ۔ بعد میں شرح میں اضافہ کیا گیا اور حیثیت کے لحاظ سے تقسیم کی گئی۔
(الف) امیروں سے چار دینار سالانہ فی کس۔
(ب) متوسط درجہ کے لوگوں سے دو دینار سالانہ فی کس۔
(ج) سب سے نیچے درجے والوں سے ایک دینار سالانہ فی کس۔

یہ شرح امام ابو حنیفہ کے رو سے ہے۔ حالانکہ امام شافعی نے[1] صرف ایک دینار سالانہ فی کس ہر صورت میں قائم کی تین درجے جو قائم کئے اُن کی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے :-

(الف) امیر وہ ہے جس کے پاس مال بہت ہو اور جس کو قوت لایموت کے لئے کام کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

(ب) متوسط درجہ کے لوگ وہ ہیں جن کے پاس ملکیت ہو لیکن اس کے علاوہ خود و نو قسم کے لئے ان کو روپیہ کمانے کی ضرورت ہو۔

(ج) غریب وہ ہیں جن کی کوئی ملکیت ہو لیکن ضرورت سے زیادہ وہ اپنے لئے کما سکتے

خلفائے کرام[1] کی ابتدائی لڑائیوں کے متعلق جو داستان جاری ہے جزیہ کی بحث کے ساتھ اس کی تشریح بھی ضروری ہے۔ یہ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان تمام ملکوں کو یہ کہکر تاراج کرتے تھے کہ یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو یا تلوار سے فیصلہ کرو یہ حقیقت میں بالکل غلط تصویر اس واقعہ کا ہے جو اصل میں ہوا۔ اگر بفرض محال یہ سچ بھی مان لیا جائے کہ دنیا کو مسلمان یہی پیغام دیتے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ غیر مسلم مسلمانوں کے دوش بدوش ہو کر مسلمانوں کے دشمنوں سے لڑے۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو نہ کبھی مسلمان ہوئے اور نہ انھوں نے جزیہ دیا اور اس پر بھی مسلمانوں کے درمیان رہتے تھے اور ان کی جانب سے لڑائیاں لڑتے تھے اس الزام کی بالکل تردید کرتا ہے کہ مسلمان یا تو اسلام لانے کے لئے مجبور کرتے تھے یا جزیہ دینے کو یا لڑائی کے لئے۔ اصلیت یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ رومن امپائر اور ایران گورنمنٹ عرب کے تسخیر اور اسلام کے استیصال پر تلے ہوئے ہیں تو انھوں نے صلح کی شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا جب تک کہ آئندہ متواتر حملوں سے تحفظ نہ ہو جائے اور یہ تحفظ جزیہ یا خراج کی شکل میں طلب کیا گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ رومیوں اور ایرانیوں نے ابھی تک انسانی حقوق

نے کبھی بھی کوئی لڑائی اپنے کسی صلح جو پڑوسی سے یہ پیغام سنا کر نہیں شروع کی۔ تاریخ اس الزام کی تردید کرتی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کو دشمنوں کے جارحانہ حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا یا غیر مسلموں کو مسلم ممالک پر دست درازی کرتے ہوئے پایا یا کسی مسلم ریاست کے دشمن کو مدد دیتے ہوئے دیکھا تو ان حالتوں میں مسلمان بالکل حق بجانب تھے اگر انھوں نے جب تک لڑائی کا خاتمہ کامیابی کے ساتھ نہیں کر لیا خاموش نہیں بیٹھے۔ دشمن کو ایک بار شکست دینے کے بعد وہ خونریزی سے بچنے کے لئے آمادہ تھے صرف اگر وہ اپنی شکست کا اعتراف اور خراج دینا منظور کرتے جو حقیقت میں ایک برائے نام خراج تھا۔ اگر ہم آج کل کی لڑائیوں کے ناقابل برداشت ہرجوں سے مقابلہ کریں تو لڑائی کے اختتام پر جزیہ کی ادائیگی حقیقت میں ایک ہاری ہوئی حکومت کے لئے رحمت کا باعث تھی۔ حالانکہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے پاس سوائے تلوار کے میان سے باہر نکلنے کے اور کچھ علاج نہ تھا یہاں تک کہ دشمن مغلوب ہو جائے۔

اس سلسلہ میں صرف ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا مسلم سپاہیوں نے اپنے دشمنوں کو اسلام قبول کرنے کے بلایا اور کیا یہ ایک جرم تھا اگر انھوں نے ایسا کیا۔ اس کی تشریح بھی بیان کرنی ضروری ہے۔ اسلام ابتدا ہی سے تبلیغی مذہب ہے۔ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دے۔ مسلم سفیر جہاں کہیں گئے انھوں نے یہ اپنا فرض اولین قرار دیا ہے کہ اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچائیں کیونکہ ان کو یہ یقین کامل تھا کہ اسلام سے زندگی میں ایک تازہ روح آتی ہے اور خدا کی مخلوق میں ایک نئی جان پڑ جاتی ہے جو ہر قوم کی مشکلوں کا حل ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام میدان جنگ میں دشمنوں کو بھی پیش کیا جاتا تھا لیکن یہ واقعہ کی غلط بیانی ہے کہ تلوار کی نوک پر۔ دنیا ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں نے کسی لڑائی میں ہاتھ آئے ہوئے قیدی کو بجبر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہو اور نہ کوئی ایسی مثال بھی ملے گی کہ مسلمانوں

نے کسی ضلع جو پڑوسی ریاست کو یہ کہکر دھمکایا ہو کہ اگر وہ اسلام نہ لائے تو اس پر حملہ کیا جائیگا
میں لڑائی کے دوران اور اس کے بعد شکست کی صورت میں جب صلح کے مراسلات جاری
تھے تو مسلمانوں نے اسلام کے جوش سے متاثر ہو کر اپنے تجربے دشمن سرداروں کے سامنے
بیان کئے۔ انھوں نے بتلایا کہ وہ اسلام کے کیسے سخت دشمن تھے اور بالآخر انہیں پر عقدہ کھلا
کہ اسلام ایک برکت ہے اور ایک طاقت ہے جس نے عربوں کو قعر ذلت سے نکال کر عزت کے
آسمان پر پہنچا دیا اور ان کی خانہ جنگیوں کے عنصروں سے ایک مستحکم قوم بنا دی۔ (باقی وارد)

اسلام میں اخلاقی پاکیزگی

شراب خوری و جوا

از قلم جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

قرآن حکیم نے ان دونوں بد عادات کو ایک ہی حکم کے اندر شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ
ارشاد فرمایا: یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس
من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم
العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون
اے ایمان لانے والو۔ نشہ کی چیزیں اور جوا گندی عادات اور شیطانی وسوسہ ہیں
سو ان دونوں سے بچے رہو۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو شیطان کا تو ارادہ ہی یہ ہے
کہ نشہ اور جوا کے ذریعے تمہارے اندر دشمنی اور نفرت پیدا کرے اور تمہیں اللہ کے ذکر

اور تباہی سے دور رکھے۔ لہٰذا تم ان سے بچتے رہو (سورہ مائدہ ۹۰، ۹۱)

قرآن پاک نے ان ہر دو بد افعال سے منع ہی نہیں فرمایا بلکہ مندرجہ ذیل آیت کے ذریعہ پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب بھی ارشاد فرمایا ہے:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما ط

لوگ تمہیں نشہ کی چیزوں اور جوا کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو ان سے کہ ان میں ایک بہت بڑا گناہ اور نقصان ہے۔ اگرچہ اس میں لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے مگر ان فائدوں سے کہیں زیادہ گناہ اور نقصان کا حصہ ہے (البقرہ - ۲۱۹)

کیسی وضاحت اور تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان ہر دو گناہوں سے نقصانات سے آگاہ فرمایا ہے۔ اور کس حجت اور دانش سے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں کہ نشہ کی چیزوں اور جوا میں کبھی کبھی تھوڑا بہت فائدہ ضرور ہوتا ہے مگر زیادہ تر نقصان اور گناہ ہی کا اندیشہ ہے اس میں شک نہیں کہ وقتی طور پر نشہ کے ذریعہ جسم اور دل کو سرور اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور چند لمحوں کے لئے انسان ہر قسم کے رنج و الم کو بھول کر وقتی اطمینان بھی ضرور حاصل کرتا ہے۔ مگر اس کے نتائج دنیا روز اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے اسی طرح جوا کے ذریعہ بعض آدمی پیسہ کما کر اپنی زندگی وقتی طور پر عیش و آرام میں بسر کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی عادت سے جن جن تکالیف کا جوا بازوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ دنیا والوں سے پوشیدہ نہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اپنے حکمت بھرے الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف فرمایا ہے کہ مجموعی طور پر ان ہر دو بد عادات میں شر اور نقصان کا پہلو بہت زیادہ ہے۔ لاتعداد انسان جو ان جرائم کے مرتکب اور عادی ہو جاتے ہیں۔ اپنے خوش و خرم گھرانوں کو تباہ و برباد کرنے کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ امن اور سکون کی زندگی بسر کرنے والے خاندان ان کی لگائی ہوئی آگ میں خس و خاشاک ہو کر رہ جاتے ہیں۔

شراب سے جسم کو جن جن نقصانات اور بیماریوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اسے یورپ کے بڑے بڑے طبی ماہروں نے دریافت کر لیا ہے۔ وہ یک آواز کہتے ہیں کہ اس سے دماغ، قلب اور جگر پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ انسان کے قلب و دماغ اور دیگر نظام جسمی میں گڑبڑ رونما ہو جاتی ہے، اس کے بُرے نتائج سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے مغرب میں ایک تحریک بھی جاری ہے جسے تحریکِ اعتدال . . . .

. . . . کہتے ہیں۔ جس کے ذریعے ہر ممکن طریقہ سے شراب نوشی کی بدرسم کو نیست و نابود کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امریکہ میں ایک زمانہ تک شراب پینا قانوناً جرم قرار دیا گیا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو جُوا بازی اور شراب کے نشہ میں مخمور رہتے ہیں، وہ جیسا کہ قرآن حکیم نے اشارہ کیا ہے اکثر جھگڑا اور فساد اور قتل و خون کی وجہ سے قید خانے میں زندگی بسر کرتے ہیں اور کئی ایک پھانسی کے ذریعہ اس بُوڈی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں۔ کاش نا سمجھ اور سرکش انسان ذرا دماغ اور عقل سے کام لیتا اور خداوند تعالےٰ کے اصلاحی احکام کی حقیقت کو سمجھ کر شراب خوری اور جوئے سے متنفر ہو جاتا۔ واقعی خالق سے بڑھ کر مخلوق کے دکھ درد اور انجام سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ نسل انسانی کی بہتری اور بہبودی کے لئے اگر خدا پیغمبروں اور الہامی احکامات کے ذریعہ اس کی رہنمائی نہ کرے تو ایک لمحہ کے لئے بھی انسان اس دنیا میں زندہ باقی نہ رہے۔ اگر ہم حرام باتوں کو اختیار کر کے حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کیا بگڑتا ہے۔ بلکہ انسان خود ہی اپنے لئے تکالیف اور مصائب مہیا کر لیتا ہے۔ اپنی زندگی کو تباہ و برباد کرنے کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ چین و آرام اور سکون و اطمینان کھو کر بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دراصل شراب خوری اور جوا بازی کو نسلِ آدم کے لئے حرام قرار دینے کا اللہ تعالےٰ کا مقصد انسان کو تباہی و بربادی سے بچا کر سکون و اطمینان بخشنا ہے۔

اسی مسئلہ پر حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ میں نبی آخر الزمان صلعم کی ایک حدیث نقل ہے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا "شراب خور مرنے کے بعد خداوند تعالےٰ کے حضور اسی حیثیت سے حاضر ہوں گے جس حیثیت سے کہ ایک بُت پرست"۔

بُت پرستی کتنا بڑا شرک ہے۔ یہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ واقعی اس سے بدتر اور کوئی شرک نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر محض شراب نوشی سے ہی ایک مسلمان خدا کے حضور ایک مشرک کے برابر ہو جاتا ہے تو ایسے انسان کا مسلمان نہ ہونا ہی بہتر ہے۔

صحیح بخاری میں اسی موضوع پر ایک حدیث اور ملتی ہے۔ حضرت ابو عمر رضہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رحمت للعالمین صلعم کو یہ فرماتے سنا کہ:۔

" میری امت میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو زنا کرنا، ریشم کا کپڑا پہننا، شراب پینا، اور گانا بجانا حلال سمجھیں گے۔ ان کو اللہ تعالےٰ قیامت تک بندر اور سوٗر کی طرح ذلیل بنا رکھے گا۔"

آخرالذکر حدیث میں بندر اور سوٗر سے بعض گنہگاروں کو تشبیہہ دی گئی ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ واقعی ایسے بدکردار لوگوں کی شکلیں بندر اور سوٗر کی مانند بن جائیں گی بلکہ ان الفاظ سے معلم فطرت صلعم کا مقصد یہ ہے کہ انکی خصلت اور حرکات وغیرہ بندر اور سوٗر جیسی ہو جائینگی۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ بندر کی خصلت صرف دوسروں کی نقل کرنا ہے یہ جانور اپنی سمجھ سے کوئی کام نہیں کرسکتا۔ دنیا میں وہ اقوام جو ترقی یافتہ اور مہذب ہوتی ہیں ان کے اندر حکمت عقل اور دیگر علوم وفنون بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں، جیسا کہ آجکل یورپ کی ترقی پسند اقوام میں ان صفات کا دور دورہ ہے۔ مگر وہ اقوام جو اپنے اندر ایسی صفات نہیں رکھتیں اور وہ اغیار کی پیدا کردہ ایجادات سے مستفید ہونے کی عادی ہوتی ہیں اور بغیر سوچے سمجھے دوسروں کے نقش

اور عادات کی پیروی کرنے میں اپنی فلاح و بہبود خیال کرتی ہیں ان کی حالت واقعی بندر کی مانند ہے ایک زمانہ تھا جبکہ مسلمانوں میں سے نئے نئے انکشافات اور ایجادات کی بے پناہ قوت موجود تھی مشرک اور دیگر اقوام ان کی نقل کرنے میں ہی اپنی ترقی خیال کرتے تھے۔ لیکن موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت کو ملاحظہ کرنے سے پیغمبر اسلام صلعم کی حدیث کی سچائی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے اور آپ کے بندر کا لفظ استعمال کرنے کی حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سور کی خصلت غلیظ اور گندہ رہنا ہے اسی لئے لوگ اسے گندہ اور پلید خیال کرتے ہیں، آج مسلمانوں نے حرام و حلال کی تمیز کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ظاہری صفائی میں بھی فرق پیدا ہو گیا ہے۔ تاج محل اور الحمراء کے بنانے والوں کی جسمانی اور ظاہری حالت ہرگز ہماری طرح نہ تھی وہ تو دنیا میں علمبردار صفائی تھے۔ مندرجہ حدیث میں سؤر کہہ کر جو اشارہ کیا گیا ہے اس سے مطلب یہ ہے۔ کہ وہ اشیاء جنہیں اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے ان کے استعمال نے ہمارے قلب و دماغ اور جسم سے صفائی کے مادہ کو بالکل خارج کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے واقعی غور کرنیکا مقام ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا جبکہ اہل اسلام کی پاکیزگی قلب۔ اصول کی پختگی جسمانی صفائی اور رہائشی نفاست سے اہل یورپ اور دیگر دنیا کو اُن کے قدموں میں جھکا دیا تھا۔ دوست دشمن سب اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مگر ہماری موجودہ حالت اور گذشتہ حالت میں آج زمین و آسمان کا فرق رونما ہو گیا ہے۔ وہ تمام خوبیاں جو مسلمانوں کی شان کو دوبالا اور دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی تھیں آج ہم سے مفقود ہو چکی ہیں جس کے نتیجہ میں وہی یورپین اقوام جو ہمارے دروولت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ترستی تھیں آج وہ ہم پر ہر طرح سے مسلط ہیں اور ہمیں ذلیل سمجھتے ہیں۔

ہم نے اپنے پاؤں پر خود ہی آرہ چلایا ہے۔ اپنی برتری اور اقبال مندی کا خود اپنے ہاتھوں جنازہ نکالا ہے۔ دراصل موجودہ وقت جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمیں صاف صاف

احکام کی خلاف ورزی کے صلہ میں دیکھنا نصیب ہوئی۔ حلال و حرام میں تمیز نہ کرنے سے جن جن مصائب اور تکالیف کا امت مسلمہ کو شکار ہونا پڑا ہے وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے مگر خدا غفور الرحیم بھی ہے۔ اس کی رحمت کی انتہا نہیں وہ بندہ کو بار بار معاف فرماتا ہے۔ آؤ مسلمانوں ہم مالک حقیقی سے معافی مانگیں، اس کے حضور سربسجود ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور گڑگڑا کر توبہ کریں۔ رب العزت کی حرام کردہ چیزوں کے استعمال کو بالکل چھوڑ دیں۔ تاکہ ہمارے ظاہر و باطن حقیقی پاکیزگی سے صاف اور منور ہو جائیں اور خدائے رحمن و رحیم ہمیں پھر دینی و دنیوی برتری اور بہبودی مرحمت فرمائے۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے صحیح بخاری میں دو اور حدیثیں ہیں جن کا ہمارے لئے جاننا نہایت ہی ضروری ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے ایک روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلعم نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا "کوئی بھی ایسی پینے والی چیز جس سے نشہ ہو جائے حرام ہے"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی آخر الزمان صلعم نے فرمایا "جو چیز زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہو جائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"

یہ آخری حدیث ان ناسمجھ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہے جو کہتے ہیں کہ شراب اگر تھوڑی مقدار میں پی جائے جس سے نشہ نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خدا کے برگزیدہ نبی صلعم کی فراست قلبی اور وسعت علم کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپؐ کو معلوم تھا کہ ایک ایسا زمانہ آنے گا جبکہ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے لوگ ایسا بیہودہ اعتراض کریں گے۔ خدا آپؐ کی پاک روح پر ہمیشہ باران رحمت کا نزول رکھے آپؐ نے مندرجہ بالا حدیث سے ان اعتراض کرنے والوں کی بیہودہ گوئی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کسی کم عقل کو موقع نہ دیا کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام سے منطقی بحث سے اپنی جان چھڑا لے۔

زنا یا حرامکاری

بدقسمتی سے موجودہ دور کے مہذب انسان سماجی اور اخلاقی زندگی کے مختلف قسم کے گناہوں کا شکار ہو چکے ہیں تقریباً ہر مہذب انسان تن من اور اس کی خانگی اور سماجی زندگی کو ان گناہوں کے ارتکاب نے زہر آلودہ کر دیا ہے۔ ان گناہوں میں سے بدترین گناہ زنا یعنی ایسی عورت سے ہمبستری کرنا جس عورت سے شرعی طور پر نکاح نہ ہوا ہو سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ احکام شریعت سے لاعلمی کی وجہ سے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں مسلمان اس خطرناک گناہ کبیرہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ اس مہلک ترین گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ قرآن کریم نے اس گناہ کبیرہ کو بعد از قتل دوسرا درجہ دے کر اس کی اہمیت کو نہایت ہی تفصیل کیساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:- الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ۔ ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر، ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین۔ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین۔

زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو ایک ایک سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے اس حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی نرمی اختیار نہ کرو۔ اگر تم لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیئے کہ ایک گروہ مومنوں کا ان خطاکاروں کی اس سزا کا مشاہدہ کرے۔ زانی مرد زانیہ عورت یا مشرکہ ہی سے شادی کر سکتا ہے۔ اور اسی طرح زانیہ عورت زانی مرد یا کسی مشرک ہی سے شادی کر سکتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مومنوں کے لئے ایسے لوگوں سے شادی حرام ہے۔ (سورہ نور-۳۲)

مندرجہ بالا احکام ربانی کے ماتحت زانی مرد اور زانیہ عورت کے لئے جسمانی سزا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سماجی بائیکاٹ یا قطع معاملہ کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے۔

کوئی مومن مرد یا مومنہ عورت اس گناہ کبیرہ کے مجرم سے نکاح نہیں کر سکتے اور اس کی وجہ خداوند حکیم نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمائی ہے کان فاحشۃ وساء سبیلا (بنی اسرائیل-۳۲) یعنی یہ بڑا گندہ اور بڑا راستہ ہے۔ وقتی سکھ اور لمحہ کی لذت کے لئے دانستہ یا نادانستہ اس بدترین عمل کا ارتکاب کتنی بھولی بھالی اور باعصمت عورتوں کی زندگی تباہ و برباد کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ وہ بدقسمت عورتیں جو اس فعل بد کے جرم میں مجرم قرار دی جاتی ہیں ان کے اس جرم کی سزا نہ صرف انہی تک محدود ہے بلکہ وہ مرد جو عیش وعشرت اور نفسانی خواہشات کے زیر اثر صنف نازک کو اس جرم کے کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہیں زیادہ سزا کے مستوجب ہوتے ہیں، ایسے بدقماش متنفس ان گنت بیگناہ بچے اور بچیوں کو خیر ذمہ وارانہ طور پر ہستی میں لانے کا موجب ہوتے ہیں۔ جن بیچاروں کے لئے اس دنیا میں زندگی گزارنا مشکل ہے۔ ان بیگناہوں کے لئے سوا ذلت اور رسوائی کے اس جگہ اور کیا ہے۔ پیدا ہوتے ہی ان کے ماتھے پہ کلنک کا ٹیکہ چسپاں ہو جاتا ہے۔ ان بیکسوں کی وقعت ایک شودر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ زانی مرد، زانیہ عورت اور وہ بچہ یا بچی جو ان سے پیدا ہوئے۔ دنیا اور دنیا والے ہمیشہ ان پر پھٹکار اور لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ زنا کتنا بڑا جرم ہے خالق کے نزدیک اور کتنی مصیبت کا باعث ہے مخلوق کے لئے۔

قانون قدرت سوزاک اور آتشک جیسے مہلک اور کپکپا دینے والے امراض میں زنا یا حرامکاری کرنیوالوں کو مبتلا کر کے انہیں مطلع کرتا ہے اس جرم عظیم کے متعلق جو ان کی نگاہ میں جرم نہیں بلکہ عیاشی اور وقتی لذت کے لئے قدرتی سامان ہے۔ اور اس لئے وہ انجام سوچے بغیر اندھا دھند اس گناہ کبیرہ کی بجا آوری میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ایسے گھناؤنے اور خطرناک دائمی مرض کا شکار وہ نہ صرف تو خود ہوتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ طبی علم نے اس حقیقت کا پتہ لگایا ہے کہ ان امراض کا اثر ان مجرموں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ ان موت سے

بدتر امراض کا زہران کی نسلوں میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اندر ہی اندر کئی ایک دیگر مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اس فعل بد کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف اتنا ہی حکم دیا ہے کہ انسان اس فعل سے باز رہے بلکہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس گناہ سے قریب کرنے والی باتوں سے انسان دور رہے چنانچہ فرمایا ولا تقربوا الزنا یعنی زنا کے قریب مت جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ ان تمام مناظر۔ گفتگو۔ مجالس یا افعال وغیرہ سے جو انسان کے قلب و دماغ کو اس گناہ سے لطف اندوز ہونے کی رغبت دلائیں ان تمام سے پرہیز کرے اور ایسی ہر قسم کی دلچسپی کو یک قلم موقوف کر دے جو اسے مجبور کرے کہ وہ اس فعل بد کا مرتکب ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اس گناہ کبیرہ کے متعلق کسی اس فعل کا اختیار کرنا جس سے زنا کی رغبت پیدا ہو خطرہ سے خالی نہیں۔ اور اگر ایک دفعہ انسان اس بدترین عمل کا شکار بن گیا تو پھر اس سے بچنا اور پیچھا چھڑانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق اسلام نے اس قدر احتیاط اختیار کی ہے کہ اہل اسلام کے لئے غیر عورت کی طرف نگاہ بد سے دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذالك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون ٥

ایمان والے مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اس طرح اپنی جنسی خواہش کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ بہتر طریق ہے۔ بلاشبہ اللہ لوگوں کے کاروبار سے باخبر ہے۔ (سورہ نور۔ ۳۰)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ انسان شادی نہ کرے اور سنیاسی یا راہبانہ زندگی بسر کرے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ "النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني" یعنی نکاح کرنا میری سنت کی پیروی کرنا ہے۔ پس جس نے میری اس سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں" شادی اور ازدواجی زندگی پر اس لئے زور دیا گیا ہے۔ کہ وہ

لوگ جو غیر شادی شدہ رہ کر زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اکثر بری صحبت و بد اخلاقیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے چھپ چھپ کر مختلف حیا سوز گناہ کرنے لگتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف انکی اپنی ہی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے بلکہ آہستہ آہستہ تمام سوسائٹی کی اخلاقی فضا گندی ہو جاتی ہے۔ امام بخاری کی حدیث میں حضرت علقمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا "جس کی مقدور ہو اسکو شادی کر لینا چاہیئے اس سے نظر پاک رہتی ہے اور انسان زنا سے بچا رہتا ہے۔ اور جس کی مقدور نہ ہو اسکو روزہ رکھنا چاہیئے کیونکہ اس سے شہوت کمزور رہتی ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث سے یہ حقیقت بالکل روشن ہو جاتی ہے کہ کسی حالت میں بھی منکوحہ بیوی سوا کسی عورت کے جسم کو چھونا مسلمان کیلئے جائز نہیں۔ اور اگر کسی نے ایسا کیا بھی تو گویا وہ خدا اور رسول صلعم کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور ایک ایسے سنگین جرم کا ارتکاب کرتا ہے جو ناقابل بخشش ہے۔ پردیس میں اگر کوئی اپنے دل اور جذبات پر قابو نہ پا سکے تو اسکو لازم ہے کہ مندرجہ بالا شرعی احکام کی پیروی میں اس دیس کی کسی عورت سے نکاح کر لے۔ اس معاملہ میں شریعت اسلامی نے بڑی گنجائش رکھی ہے۔ ایک مسلمان جہاں شرعی احکام کی رو سے چار تک شادیاں کر سکتا ہے وہاں اسکو یہ بھی اجازت ہے کہ اگر مسلمان عورت میسر نہ آئے تو کسی اس عورت سے شادی کر لے جو اہل کتاب ہو۔ یہودی عیسائی اور ہر وہ مذہب جو اسلامی شریعت کے نکتہ نگاہ میں کتاب یافتہ ہے انکی پیرو عورت سے مسلمان کا شادی کرنا عین اتباع سنت ہے۔ لیکن اگر کسی کی حالت اتنی خستہ ہو کہ وہ شادی کے بعد منکوحہ عورت کے اخراجات برداشت نہ کر سکے تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے اور یہ حکم اس لئے دیا گیا تاکہ وہ مسلمان مرد بآسانی اپنے نفس اور شہوانی جذبات پر قابو پا سکے۔ ان احکامات اور ہدایات کے بعد کسی مومن کے لئے حرامکاری کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ ہی اسکو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ زنا کے متعلق کچھ عذر داری کرے۔

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نمازِ خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یومِ ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیرِ اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لندن میں ہے۔ برطانیہ عظمٰے کی مسلم سوسائیٹی کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن۔** اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھا[illegible] گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات۔** (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و [illegible]ریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ما[illegible]ن علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں [illegible] تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ [illegible] تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداران فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قایم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کریں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آراء کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں ایسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ [illegible]

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے، (۱) بحیثیت علیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ہے اور ممالک غیر کیلئے ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں بھی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لیں گے تو اسلام کی اشاعت وحمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جائے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم ونسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپریسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب ہندوستان) فرمائیں

OCTOBER 1946. R. L. NO. 300.

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔اے۔بی۔ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ
خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　اللہ اکبر　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان　　　　مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ وکل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی با اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین۔ مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی باخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اسکی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے کل اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد | بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۰

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبدالغنی ترین پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

شذرات

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی اور اسکے نتائج

ووکنگ مسلم مشن جس محنت اور خلوص نیت کے ساتھ انگلستان میں تبلیغ اسلام کر رہا ہے اس پر کتابچہ لکھا ہے اس رسالہ میں روشنی ڈالی جاتی ہے اور تبلیغ اسلام کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں ان کی وضاحت بھی ہوتی رہتی ہے۔ انہی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں مغربی لوگ اسلام قبول کرتے رہتے ہیں۔ اسلامک ریویو انگریزی میں ان اشخاص کے اسماء شائع ہوتے رہتے ہیں ووکنگ مسلم مشن کے اس انگریزی ماہنامہ کے جولائی و اگست نمبر میں بھی ان انگریز نومسلمین کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے جو ہم قارئین اشاعت اسلام کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) مسٹر ایم۔ بی۔ خان آف ہارٹ بلڈنگس کرسچین ہیٹ اسٹوگیٹ۔

(۲) مسٹر پالٹن ناتھیس آف ڈملیس [illegible] پل ووکنگ۔

(۳) مس لنا [illegible] آف کول روڈ لندن۔

(۴) مس [illegible] آف [illegible] سکیس۔

(۵) مسٹر [illegible] آف [illegible] کالج روڈ ووکنگ۔

(۶) مسٹر [illegible]

(۷) مسٹر [illegible] آف [illegible] ہاؤس کلب لندن۔

(۸) مسٹر [illegible] آف [illegible] ہاؤس۔

(۹) مسٹر [illegible] آف [illegible] روڈ ووکنگ

اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر آپ سب دوست اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جہاں ووکنگ مسلم مشن لٹریچر، خطبات، مضامین اور لیکچروں کے ذریعہ سے اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دُور کر کے تبلیغ اسلام کے لئے میدان تیار کرتا رہتا ہے وہاں سعید روحوں کو قبول اسلام کی دعوت بھی دیتا ہے اور انگلستان کے لوگ بتدریج اسلام قبول کر رہے ہیں اور اب وہاں انگریز نو مسلمین کی ایک جماعت تیار ہو چکی ہے جو ووکنگ مشن کی تبلیغی مساعی کا نتیجہ ہے۔ یورپ میں تبلیغ اسلام ایک لحاظ سے بہت مشکل کام ہے کیونکہ عیسائی پادریوں نے جو خطرناک قسم کے معاندین اسلام ہیں اسلام اور بانئ اسلام کے متعلق بیشمار غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں جو مغربی لوگوں کی طبائع کا جزو بن چکی ہیں جو باوجود کلیسائی اقتدار سے نجات پانے اور عقلیت پرستی کے ابھی تک دور نہیں ہوئیں تبلیغ اسلام کے لئے حالات کو مساعد بنانے کے لئے پہلے ان غلط فہمیوں کو دُور کرنا پڑتا ہے جو بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے جب ایک حلقہ میں وہ غلط فہمیاں کسی حد تک دُور ہو جاتی ہیں تو اس کے بعد وہ لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ تعلیمات اسلامی پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کر سکیں اور ان کے دل میں تحریک پیدا ہو کہ وہ اسلام قبول کریں یہ ایک طویل تبلیغی عمل ہے جس کے لئے غیر معمولی استقلال اور جدوجہد کی ضرورت ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے کارپردازان ووکنگ مسلم مشن کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ وہ اس تبلیغی پروگرام کو بتدریج عملی جامہ پہنائیں اور ان لوگوں کو جو اسلام کی نعمتوں سے محروم ہیں اس نعمت سے مالا مال کریں اب حالات پہلے کی نسبت بہت سازگار ہیں اگر ہمارے معاونین اور سرپرست حضرات ان حالات کے مطابق ہماری مدد کریں تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے اور اینگلو سیکسن لوگوں میں اسلام نہایت تیزی کیساتھ پھیل سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ عیسائیت اور مادیت سے پیہم جنگوں کی وجہ سے سخت مایوس ہو چکے ہیں انہیں ایسے روحانی اور اخلاقی نظام کی ضرورت ہے جو ان کی مشکلات کو حل کر سکے یعنی یہ لوگ ہر لحاظ سے مجبور ہو چکے ہیں کہ اسلام قبول کریں صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی نفسیات اور طبائع کو پیش نظر رکھتے

ہوئے ان کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے لیکن سروست مشن کی مالی حالت ایسی نہیں کہ حالات کے مطابق وسیع پیمانہ پر اس کام کو کیا جاسکے امید ہے ہمارے دوست جو ڈوکنگ مشن کی خدمات سے آگاہ ہیں وہ ہمیں اس قابل بنانے کی کوشش کریں گے کہ ہم وقت کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ اسلام کریں یہ ایسا کام ہے جس کو بروئے کار لانے کا فرض ساری قوم پر یکساں عاید ہوتا ہے اور اس کے لئے متحدہ کوشش کی ضرورت ہے۔

اسلام اور مغربی صحیفہ نگار

اس سائنس اور علم کے زمانہ میں مغربی صحیفہ نگار اپنی رائے کے اظہار میں بہت آزاد ہو چکا ہے وہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ خالص علمی مسائل میں اس کی رائے ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو لیکن بعض تعصبات اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ وہ آزادخیالی کے باوجود بھی انسان کے قلب و دماغ پر مسلط رہتے ہیں اسی قسم کا وہ تعصب ہے جو اسلام کے خلاف مغربی صحیفہ نگاروں میں عام طور پر پایا جاتا ہے کسی گذشتہ اشاعت میں ہم برطانیہ کے ایک رسالہ "برٹن اینڈ ریویو" کے مضمون کو پیش کرتے ہوئے اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں اس مذکورہ رسالہ میں آنحضرت صلعم اور حضرت خدیجہ رض کی تصاویر چھپی کی گئی ہیں اور ایک مضمون بھی حضرت بانی اسلام کی ابتدائی زندگی کے متعلق سپرد قلم کیا گیا ہے مضمون نگار کی نیت گو بری معلوم نہیں ہوتی لیکن نامحسوس طور پر اس کے قلب و دماغ پر اس معاندانہ پروپیگنڈا کا اثر ہے جس کو کلیسائے اسلام کے خلاف حروب صلیبیہ کے زمانہ سے شروع کر رکھا ہے اب حال ہی میں جون میکے کی کتاب "دنیا ادب کی کہانی" ہماری نظروں سے گذری جس کے دو تین صفحات حضرت نبی کریم صلعم کے قرآن مجید کے متعلق بھی لکھے گئے ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام تلوار اور تبلیغ دونوں طریقوں سے پھیلا اور قرآن مجید کے متعلق لکھا ہے کہ قرآن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خلوص پر مبنی ہے لیکن اسکا

اسلوب اس قدر پیچیدہ ہے کہ یورپین جو بائیبل کو بھی نہیں پڑھتے وہ اس مذہبی کتاب کو پڑھنے کی تکلیف کیسے گوارا کر سکتے ہیں۔ ادبی اور جمالیاتی نقطۂ نگاہ سے ہم مغربی لوگ اسے الف لیلہ کی چند داستانوں کے عوض قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ ان صفحات میں قرآن مجید کے صرف ان تراجم کا ذکر ہے جو متعصب عیسائیوں نے کئے ہیں یا راڈویل نے کیا ہے۔ ان تراجم کے علاوہ کسی مستند ترجمہ کا ذکر نہیں جو کسی مسلمان عالم نے کیا ہو۔ اس تبصرہ کو اگر ذرا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جائے گی کہ اس میں وہی پہلے عیسائی تعصبات کار فرما ہیں گو ان میں کافی حد تک اسلام کے متعلق تبدیلی پیدا ہو چکی ہے لیکن ان تعصبات کو موجود کرنے میں قصور کس کا ہے؟ کیا یہ ان لوگوں کا قصور ہے جن تک حضرت نبی کریم صلعم کے صحیح حالات اور اسلام کی صحیح تعلیمات نہیں یا ان لوگوں کا قصور ہے جن پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے پیغام اور پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ سے اقوام عالم کو روشناس کریں اور اس تبلیغ کے لئے کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں اگر ایک مغربی یہ خیال کرتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور قرآن مجید کا اسلوب پیچیدہ ہے اور اس اسلوب سے الف لیلہ کی مخرب اخلاق داستانیں ادبی اور جمالیاتی نقطۂ نگاہ سے بہتر ہیں تو وہ ایسا سمجھنے میں اپنے حالات اور توریث سے مجبور ہے اس کی دماغی بناوٹ ہی اس قسم کی ہے کہ وہ اسی نقطۂ نگاہ سے اسلام اور حضرت بانی اسلام کو دیکھے لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے تبلیغی فریضہ کو محنت اور دیانت سے ادا کرنے کی کوشش نہیں کی ہمارے خیال میں ان مغربی اقوام کی اسلام سے محرومی کا سبب مسلمانوں کی تبلیغ اسلام کی انتہائی سستی اور غفلت کا نتیجہ ہے اگر مسلمانوں نے صحیح معنوں میں یورپ کو اسلامی اصولوں سے روشناس کیا ہوتا تو آج ان لوگوں کا نقطۂ نگاہ اسلام کے متعلق بالکل مختلف ہوتا یہ قومیں اور ان کے علاوہ ساری دنیا جو آج اندھا دھند ان کی تقلید کر رہی ہیں اس عذاب میں مبتلا ہونے سے بچ جاتی جس میں کہ وہ آج مبتلا ہے۔ آج ساری دنیا مادہ پرست ہونے کی بجائے توحید پرست ہوتی اور دنیا میں حقیقی صلح اور امن قائم ہو جاتا یہ سب مسلمانوں

کی فروگذاشت کا نتیجہ ہے۔ ابھی وقت ہے کہ مسلمان اس طرف توجہ کریں اور تبلیغ اسلام کو ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیں تو دنیا کی تقدیر بدل سکتی ہے اور مغربی اقوام کا نظریہ آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کے متعلق بالکل تبدیل ہو سکتا ہے۔ صرف چند مقالات لکھ کر ایسی کتابوں اور رسالوں کو ضبط کرا لینا اس کا علاج نہیں اس کا واحد علاج تبلیغ اسلام ہے کاش کہ مسلمان اس طرف غور کریں۔

مسلمانوں کے مصائب کی وجوہ

ہر ایک مسلمان جو ذرا غور و فکر کا عادی ہے اس پر یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان آج جن سیاسی، معاشی، اخلاقی اور روحانی مصائب میں مبتلا ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے دور ہو گئے ہیں اسلام کے ذریعہ سے وہ بام عروج پر پہنچے اور اسلام کو اپنی روزمرہ زندگی سے خارج کرنے کی وجہ سے وہ ذلت کے گڑھے میں گر گئے دوسری وجہ مسلمانوں کے ادبار اور زوال کی یہ ہے کہ انھوں نے تبلیغ اسلام کے فریضہ کو فراموش کر دیا جب تک وہ اس فریضہ کو نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے اس وقت وہ دنیا کی تاریخ میں ایک زندہ اور حرکی قوت بن کر رہے بڑے بڑے فتنے اور مصائب ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے تاتاریوں کی فوجی یورش جس نے قرون وسطیٰ میں عالم اسلام کو سیاسی لحاظ سے بالکل تہ و بالا کر دیا تھا اس سے بھی بجائے نقصان کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی فائدہ ہی نہیں ایک تو اس یورش سے مسلمانوں کا جمود ٹوٹ گیا اور دوسرے تاتاری قبائل اسلام قبول کر کے اسلام کی قوت اور شوکت کا باعث ہوئے لیکن آج مسلمان مغربی اقوام کی یورش سے بالکل مغلوب ہو چکا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام

تعلیم قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا چنانچہ علامہ مصطفیٰ مراغی شیخ الاسلام مصر نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

"فرزندانِ اسلام کو آج جن مصائب کا سامنا ہے اس کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بالکل دور ہو گئے ہیں اسلام کو جن لوگوں نے صحیح طور پر اختیار کیا وہ چشمے کی طرح ابھرے سمندر کی طرح موجزن ہوئے اور آسمانِ عظمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے، وہ تیز رفتار دریاؤں اور امواج سمندر کی طرح پھیلے اور دنیا کے ہر گوشے پر چھا گئے۔ آج سوال یہ ہے کہ مسلمان پریشان کیوں ہیں؟ اور ان کو اطمینان قلب کیوں حاصل نہیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ وہ اسلام سے دور ہو گئے ہیں۔ قرآن سے دور ہو گئے ہیں وہ زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں مگر دل و جان میں اس کا کچھ بھی اثر قبول نہیں کرتے جس دن بھی یہ جدائی مٹ گئی جس دن مسلمانوں کی زبان اور اعمال، ہم آہنگ ہو گئے اس دن دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام کی تاثیر کیا ہے اور مسلمان کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

علامہ مصطفیٰ مراغی نے مسلمانوں کی مصائب کا بالکل صحیح تجزیہ فرمایا مسلمانوں کے مصائب کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے دور ہو گئے ہیں لیکن اس سے بڑی وجہ ان کے ادبار و ذلت کی یہ ہے کہ وہ تبلیغِ اسلام کے فریضہ سے دور ہو گئے ہیں جب تک ان میں یہ صفات موجود رہیں وہ دنیا میں ممتاز اور سربلند رہے لیکن جب وہ ان اعلیٰ خصوصیات سے محروم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیوی شوکت سے بھی محروم کر دیا آج مسلمانوں [illegible] کا ذریعہ اور مصائب سے نجات حاصل کرنے کا [illegible] صرف یہ ہے کہ وہ [illegible] اپنی اصلاح کریں اور دوسری قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور اسی طریقہ سے دنیا میں وہ اس کی آئینہ تاریخ میں ایک زندہ قوت بن جائیں گے

اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے کے مسلمانوں کی نجات کا اور کوئی راستہ نہیں سیاسی اور معاشی جدوجہد سے وہ ایک عارضی کامیابی تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس سے دائمی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ دائمی کامیابی اور سربلندی صرف اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہے ارکان اسلام پر کاربندی اور اشاعت اسلام سے مسلمان خود بھی مصائب سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا کی اقوام کو بھی اس عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں جس میں کہ وہ آج مبتلا ہیں، اگر مسلمانوں میں باعزت طور پر دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش ہے تو ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ وہ سوائے اسلام پر کاربند ہونے کے دنیا میں کبھی عزت اور معقولیت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

تمدنِ اسلام۔ اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے اس میں دکھایا گیا ہے کہ اسلام ہی اس وقت زندہ جاوید مذہب دنیا میں ہے جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچا سکتا ہے یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کر دیتی ہے اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی و سچی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم ترقی تمدن کی کس قدر محرک و ممد ہے اور اسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں کہ اس حیرت انگیز جامعیت کی تعلیم دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے بنی نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ "ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان" غیرت کیساتھ سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خیال بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے۔ پھر خواجہ صاحب نے عقلی دلائل اور محکم شواہد سے ثابت کیا ہے کہ اسلام جہاں ایک طرف کامل مساوات انسانی اور جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے وہیں دوسری طرف خالص توحید اخلاق الٰہی سے متصف ہونا اور خلافت فی الارض اس کے مشہور و مسلم عقائد میں داخل ہے اور یہ آخری عقیدہ ہی اس بات کی صریح دلیل ہے۔ کہ اسلام عقلی علوم و فنون تحقیق و انکشافات و تمدنی جدوجہد میں حائل نہیں بلکہ ان کا معین و مؤید وہی ہے۔ کتاب میں ہر جگہ فاضل مصنف کی وسیع معلومات اور غور و تحقیق کا جلوہ نظر آتا ہے مجموعی طور پر تمدن اسلام اپنی نوعیت کی نہایت قابل قدر تصانیف میں شمار کئے جانے کے لائق ہے اور جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں سے جو مذہب سے قطعاً نابلد اور برگشتہ ہو گئے ہیں ضرور

یوم میلاد النبی صلعم ۱۳۶۵ھ

مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء کو مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹن" کے صدر محترم اور جملہ ممبران کیکسٹن ہال میں مدعو تھے جوکہ وکٹوریہ سٹریٹ لندن میں واقعہ ہے تاکہ پیغمبر اسلام کا یوم میلاد منائیں۔ دو سو کے قریب ممبر اور مہمان موجود تھے۔ ساڑھے سات بجے شام اس تقریب کی کارروائی شروع ہوئی جس کی ابتداء تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو شیخ محمود شامی صاحب نے کی مسٹر اسمٰعیل وی ڈی پارک جو مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹن کے چیئرمین ہیں۔ نے حاضرین جلسہ کو خطاب فرمایا اور پروفیسر واڈوکو دن کا حاضرین سے تعارف کرایا جو اس اجلاس کے مقرر تھے جیسا کہ ہمارے قارئین کو علم ہوگا پروفیسر صاحب موصوف کچھ عرصہ ہوا شاہجہان مسجد ووکنگ میں نائب امام کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں؎ پروفیسر صاحب عربی زبان کے عالم ہیں اور اس کے علاوہ دوسری السنہ مثلاً فرانسیسی اور جرمنی پر بھی آپ کافی عبور حاصل ہے جتنی روانی سے وہ ان زبانوں میں لکھ سکتے ہیں اسی روانی سے وہ ان زبانوں میں بول بھی سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے سولہ سال پیشتر اسلام قبول کیا جبکہ وہ ابھی سکول میں طالب علم تھے ــــ پروفیسر صاحب نے آنحضرت صلعم کی شخصیت پر لیکچر دیا جوکہ درج ذیل ہے۔ چیئرمین اور حاضرین کی طرف سے پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور اس کے بعد سوسائٹی مذکور کے جملہ ممبران اور مہمان صاحبان آپس میں نہایت دوستانہ طریق پر تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے اس دعوت میں شرکت کی جو اس تقریب پر دی گئی تھی۔

؎ اور اب لندن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی شخصیت

از جناب پروفیسر داؤد کوون صاحب ایم۔ اے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (انبیاء ۱۰۰)

معزز خواتین و حاضرین جلسہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہم اس شام کو اسلئے یہاں جمع ہوتے ہیں تاکہ اس عظیم الشان انسان کا یوم میلاد منائیں جو تاریخ انسانی میں عدیم المثال ہے۔ حضرت صلعم آج سے ۱۳۷۵ برس پیشتر ملک عرب کے قدیم شہر مکہ میں پیدا ہوئے آپ کی پیدائش سے پیشتر آپ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ابھی آپ بچہ ہی تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال فرما گئیں آپ کی پرورش پہلے آپ کے دادا عبدالمطلب نے کی اور ان کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ اس یتیمی کی حالت میں آپ کو زندگی کی مصائب اور پریشانیوں کا تجربہ ہوا اور اپنی روزی آپ کمانے کا معزز بوجھ بھی آپ کو اوائل سے برداشت کرنا پڑا۔

اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ آپ نے شام کے متعدد کاروباری سفر کئے جس سے آپ کو تجارت اور کاروباری زندگی کا مکمل علم حاصل ہوا جو آپ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا جب بعد میں آپ حضرت خدیجہ رضہ کے کاروبار کے مینیجر مقرر ہوئے حضرت خدیجہ رضہ اس وقت بیوہ تھیں کچھ عرصہ بعد آپ کی حضرت خدیجہ رضہ سے شادی ہو گئی۔ حضرت خدیجہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور اپنی زندگی کے آخری دن تک آپ کی مونس غمگسار اور پیغمبرانہ زندگی کے فرائض میں آپکی سرگرم معاونہ رہیں۔

آنحضرت صلعم عرب کے عظیم الشان شہر مکہ کے شہری تھے اس لئے آپ کی بلند شخصیت نے دوسرے

لوگوں پر غیر معمولی اثر کیا اور آپؐ الامین کے نام سے مشہور ہوئے جس کے معنی ہیں وہ شخص جس پر مکمل اعتماد کیا جا سکے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ شخص جس کی ایمانداری مسلمہ ہو جس پر سب لوگ مکمل اعتماد رکھتے ہوں وہ شخص یقیناً اعلیٰ اخلاقی محاسن کا حامل ہوگا جن کی وجہ سے وہ گردوپیش کے لوگوں میں محبوب ہوگا ـــــ اس مختصر سے وقفہ میں آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ کے جملہ پہلوؤں کو بیان کرنا مشکل ہے۔ اس اسوۂ حسنہ کی وضاحت کرنا بھی دشوار امر ہے جس کے پیش نظر آپؐ کے متبعین نے بڑے بڑے مظالم اور مصائب کو برداشت کیا یہ شاندار نمونہ ہی قرن اول کے مسلمانوں کے لئے حوصلہ افزا تھا جس کے باعث وہ آپؐ سے وابستہ رہے اور کسی حال میں بھی آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑا اپنے عظیم المرتبت اور محبوب پیغمبر کی پاک داستانِ حیات کو بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں تاکہ آپ کی فیض رسان زندگی کے سب پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔ نہایت انصاف کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ تاریخ انسانی میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کی زندگی اتنی مشہور ہوا اور جس کی زندگی کی ساری تفصیلات اتنی احتیاط کے ساتھ قلمبند کی گئی ہوں اور جن کو محفوظ کرنے میں مختلف اقوام کے مؤرخین نے حصہ لیا ہو۔

اس موقعہ پر میں آنحضرت صلعم کی صرف چند اعلیٰ اخلاقی خصوصیات کا ذکر کروں گا جو میرے خیال میں سب سے بڑھکر اسلام کے پھیلنے کا باعث ہوئے ہیں سوائے اس خدائی تائید کے جو زندگی کی دشوار منازل میں آپ کو حاصل رہی۔ ان مذکورہ خصوصیات کے باعث اسلام دنیا کے اس حصہ میں پھیل گیا جو جہالت بربریت اور بت پرستی کا شکار تھا اور اس کے علاوہ مہذب دنیا کے بہت بڑے حصہ پر بھی اسلام نے غلبہ حاصل کیا۔ مختلف ثقافتوں مختلف آبادیوں کو ملاکر عراق، مصر سپین، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں شاندار اسلامی تہذیبیں پیدا کیں اسلام نے سب انسانوں کو ایک رشتۂ اخوت اسلامیہ میں منسلک کر دیا اور یہ معجزہ اس وقت رونما ہوا جبکہ ساری جہالت اور توہم پرستی کا شکار تھی۔ یہ اسلامی تہذیبیں قرن وسطیٰ میں انسانی تمدن اور انسانی تہذیب اور کلچر کے نشوونما زبردست ذریعہ تھیں اور انھوں نے اپنے پیچھے ایک شاندار ورثہ چھوڑا

بعد میں آنے والی سب تہذیبیں اس ورثہ کی رہین احسان ہیں۔

جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا آنحضرت صلعم ان تمام اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کے حامل تھے جن کی وجہ سے آپ کے متبعین اور دوسرے لوگ آپ کا احترام کرتے تھے اور آپؐ سے محبت رکھتے تھے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے آپ مسلمانوں کے نزدیک اولاد اور دولت سے بڑھکر محبوب تھے بلکہ جان سے بھی زیادہ عزیز تھے جیسا کہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ ان اعلیٰ خصوصیات میں سے میں صرف آپؐ کے ضبط نفس، بہادری، قابل اعتماد ہوتا، ایمانداری دوسروں کے لئے جذبات محبت اور رفق و ملائمت کا ہی میں ذکر کروں گا۔ آپؐ نے کبھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے کوشش نہیں کی بلکہ ہمیشہ دوسروں کے مفاد کے لئے ہی کوشاں رہے گو آپ عرب کے وحید العصر حکمران تھے لیکن آپؐ نے فقر کی حالت میں وفات پائی اگر فقر کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیوی املاک سے محروم ہو۔ آپ کے خیالات آپ کا اُٹھنا اور بیٹھنا غرضکہ زندگی کے تمام مشاغل اپنی بہتری کے لئے نہیں تھے بلکہ دوسروں کی بہبودی کے لئے وقف تھے خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں آپؐ کے اخلاقی مقام کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے "اگر تم سخت گیر اور سخت دل ہوتے تو تمام لوگ تم سے الگ ہوگئے ہوتے"

آنحضرت صلعم اپنے مشن میں بالکل مخلص تھے اسکا ثبوت یہ ہے کیونکہ آپ نے اس مشن کی خاطر اپنی ساری قوتوں کو صرف کیا اور اس بات کی ہرگز توقع نہ رکھی کہ دنیوی لحاظ سے انہیں کوئی فائدہ ہو۔ آپؐ کے اخلاص کو واضح کرنے کے لئے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس کا علم قریباً سب مسلمانوں کو ہے۔ جب قریش کے رؤسا (آنحضرت صلعم بھی قبیلہ قریش کے فرد تھے) آپکے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور آپ کی تبلیغی مساعی کی شکایت کرتے ہوئے کہا:۔

"ہم محمد صلعم کو ساری دولت اور املاک دے دیں گے جس کی اسے خواہش ہو صرف وہ ہمارے دیوتاؤں پر حملہ کرنے سے باز آجائے" ابوطالب نے اس تجویز کا ذکر حضرت محمد صلعم سے کیا آپؐ اس واقعہ کو سُن کر رو دیئے "اے چچا خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور

اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تاکہ میں اس معاملہ کو ترک کر دوں تو میں کبھی اسے ترک نہ کرونگا یہاں تک کہ خدا اسے کامیاب کرے یا میں اس کام کی خاطر مارا جاؤں"

آنحضرت صلعم غیر معمولی قوت ارادی کے مالک تھے جو کبھی کمزور نہیں ہوئی اور جس نے آپ کو اس قابل بنایا کہ آپ بڑی بڑی مشکلات پر غالب آئیں جو فلک بوس پہاڑوں کی مانند آپ کے سامنے آکھڑی ہوتی تھیں۔ جب آپ ایک رائے قائم کر لیتے اور ایک کام کو کرنے کا تہیہ کر لیتے تو آپ اسے محنت شاقہ کے ساتھ بروئے کار لے آتے۔ اگر ساری دنیوی قوتیں بھی آپ کے خلاف سازش کر لیتیں کہ آپ کو اپنے مقصد اور ارادہ سے باز رکھیں تو وہ سب قوتیں ناکام رہتیں جب ساری دنیا آپ کے لئے مشکلات اور مشکلات سے بھری ہوئی تھی تو اس وقت بھی آپ پست حوصلہ نہیں ہوتے بلکہ غیر معمولی قوت کیساتھ آپ ان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے مصروف عمل ہو جاتے۔ یہ بات سب پر واضح تھی کہ وہ اپنے لئے دنیوی ساز و سامان کے خواہاں نہیں اور نہ دولت اور قوت کے طلبگار ہیں بلکہ اپنی ساری قوتوں کو صرف ایک مقصد کے لئے صرف کر رہے ہیں اور وہ مقصد صرف یہ ہے کہ مخلوق خدا کو خوشی پہنچائیں اور دنیا میں صحیح امن اور سلامتی قائم کریں۔

• ان سے کہہ دو کہ میں اس کام کیلئے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں سوائے اس کے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے رب کی طرف راستہ پانے کی خواہش کرے" "کیا تم اس کا انعام چاہتے ہو جس کی وجہ سے وہ قرضہ کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہیں" "کیا تم اس کا معاوضہ چاہتے ہو؟ تمہارے خدا کا معاوضہ ہی سب سے بہتر ہے اور وہی بہترین رازق ہے یقیناً تم انہیں صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہو" "کہہ دو کہ میں اس کے لئے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میں ان میں سے نہیں ہوں جو نمود و نمائش کے خوگر ہیں۔ یہ تمام قوموں کے لئے ایک تنبیہ ہے اور کچھ عرصہ کے بعد تم اسے جان لوگے"

پیغمبر خدا کو سخت دکھ ہوتا تھا جب وہ نوع انسانی کو اس قدر دکھوں میں مبتلا دیکھتے تھے

اور آپؐ کو بہت تکلیف ہوتی تھی جب وہ دیکھتے تھے کہ ان انسانوں میں اور جنگل کے درندوں میں کوئی فرق نہیں ہے ہر قوم دوسری قوم کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ انہیں دھوکے اور جھوٹ میں مبتلا دیکھتے تھے اور انہیں بیہودگیوں کا ارتکاب کرتے ہوئے پاتے تھے انہیں اسکا رنج اور قلق ہوتا تھا کیونکہ یہ تباہی اور بربادی کا راستہ تھا اس راستہ پر چلنے سے اس زندگی میں بھی ہلاکت تھی اور دوسری زندگی میں بھی سوائے ہلاکت کے اس کا نتیجہ اور کچھ نہ تھا۔ اس دکھ اور تکلیف کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل منتخب آیات سے پتہ چلتا ہے۔

" یقیناً ایک پیغمبر تمہارے پاس تم میں سے ہی مبعوث ہوا تمہارا دکھ میں مبتلا ہونا اس کے لئے تکلیف کا باعث ہے وہ مومنوں کے لئے رحم و کرم ہمدردی کا پیکر ہے لیکن اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہو کہ خدا میرے لئے کافی ہے سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ رب العرش ہے"

اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ آنحضرت صلعم انسانیت کے لئے کس قدر دکھ اور مصیبت کو برداشت کرتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل الفاظ میں آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے

" اے رسول تمہیں ان لوگوں کی وجہ سے دکھ نہ ہو جنہوں نے جلد بازی سے کفر اختیار کیا جو اپنے مونہوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن درحقیقت وہ دل سے ایمان نہیں لاتے" "کیا تو اپنی جان کو دکھ کی وجہ سے ہلاک کر دے گا کہ وہ دل سے ایمان نہیں لاتے"

" یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو بات کو نہایت وضاحت سے پیش کرتی ہے شاید تو غم سے اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کہ وہ ایمان نہیں لاتے" "ان کی وجہ سے مغموم مت ہو اور نہ اس بات سے اپنے آپ کو دکھ دے جو وہ تجویزیں کرتے ہیں" "گو تو ان کی ہدایت چاہتا ہے لیکن خدا اسکو ہدایت نہیں دیتا جو راستہ سے بھٹک گیا اور وہ کوئی مددگار نہیں پائیں گے"

دور اور نزدیک ایمان داری اور قابل اعتبار ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی شہرت

تھی اور آپؐ کے بڑے بڑے دشمن بھی آپؐ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب نہیں کر سکتے تھے سو یہ سمجھ لیا گیا کہ جو شخص بندوں کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔

آنحضرت صلعم میں مصائب کو برداشت کرنے کے لئے غیر معمولی قوت تھی جب آپؐ پر ظلم کئے جاتے تو آپؐ ان مظالم کو مردانہ وار برداشت کرتے اور جب بالآخر آپ کو غلبہ اور اقتدار حاصل ہوا تو آپؐ نے سب سے پہلے ان قصوروں کو معاف کیا جو آپ کی ذات کے خلاف کئے گئے تھے۔

یہ بلند خصوصیات ان احادیث سے بھی ظاہر ہیں جن کا عام طور پر مسلمانوں کو علم ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے دو چیزوں میں سے ایک کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپؐ ہمیشہ اس چیز کو انتخاب کرتے جس میں انسانوں کے لئے آسانی ہوتی اور اس حد تک آسانی کو روا رکھتے کہ اس سے بدی کے پیدا ہونے کا اندیشہ اور امکان نہ ہوتا اگر کسی انتخاب سے امکان ہوتا ہے کہ یہ بدی کے لئے محرک ہوگا تو آپؐ اس انتخاب سے بہت ہی دور ہو جاتے ۔۔۔ پیغمبر خدا نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا لیکن جن باتوں سے مذہب کی بے حرمتی ہوتی اور وہ حدود جو خدا نے مقرر فرمائی ہیں ان سے تجاوز کیا جاتا تو اس صورت میں آپؐ عدل و انصاف کو بروئے کار لاتے۔

یہ روایت کی جاتی ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے سامنے کا ایک دانت شہید ہوگیا اور جنگ احد کے دوران میں آپؐ کا چہرہ مجروح ہوگیا تو صحابہ رضؓ کو بہت صدمہ ہوا اور انھوں نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی "کہ آپ کیوں نہیں بددعا فرماتے کہ ان لوگوں پر خدا کی لعنت نازل ہو" آپؐ نے جواب دیا "میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے اور ان کو سیدھا راستہ دکھا کیونکہ یہ جانتے نہیں"

روایات بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم ایک جنگ کے دوران میں دوپہر کے وقت اپنے ساتھیوں سے کچھ دور ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے اور آپؐ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکائی ہوئی تھی ایک دشمن اسلام دبے پاؤں اس درخت کے

تیچھے پہنچ گیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار کو سونت کر آپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "اب تمہیں کون مجھ سے بچا سکتا ہے" آنحضرت صلعم نے جواب دیا "خدا جو سب سے زیادہ طاقتور ہے وہ مجھے بچائیگا" آدمی یہ جواب سن کر ششدر رہ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی آنحضرت صلعم نے تلوار اٹھائی اور فرمایا "اب تمہیں کون مجھ سے بچائے گا" یہ شخص کہنے لگا "میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو" آنحضرت صلعم نے اس سے کہا ایک خدا کا اقرار کرو لیکن اس شخص نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ آیندہ آپؐ کے دشمنوں کو کسی قسم کی امداد نہیں دے گا جس پر آنحضرت صلعم نے اسے آزاد کر دیا وہ شخص اپنے قبیلہ کی طرف گیا اور کہنے لگا "میں ایک شریف ترین انسان کے پاس سے تمہارے پاس آرہا ہوں" جب آنحضرت صلعم نے قبیلہ قریش کو اسلام کی طرف دعوت دی تو انھوں نے آپؐ کو اور آپ کے متبعین کو بڑے بڑے دکھ اور تکلیفیں دیں لیکن دکھوں اور مصیبتوں کو آپؐ نے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کیا جب خدا نے آپؐ کو فتح عطا فرمائی اور آپ کو اپنے پرانے دشمنوں پر اقتدار حاصل ہوا اور آپؐ نے مکہ کو فتح کیا تو قریش کو اس بات کا یقین تھا کہ ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا اور ان کی املاک کو آگ لگا دی جائے گی آپؐ نے ان کو خطاب کر کے فرمایا "تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا" انھوں نے جواب دیا "ہمیں آپ سے بھلائی کی امید ہے کیونکہ آپ ہمارے بھائی اور رشتہ دار ہیں" انھوں نے جواب دیا "میں اپنے بھائی یوسف کی مانند کہتا ہوں آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ خدا تمہیں معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو" آنحضرت صلعم کی فیاضی بھی آپؐ کی دوسری خصوصیات سے کم نہیں تھی جو میں نے ابھی بیان کی ہیں تاریخ میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں خصوصاً رمضان کے مہینہ میں وہ اپنی بعثت کے بعد ہی فیاض نہیں تھے بلکہ اس سے پہلے بھی بہت فیاض تھے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ نے اپنی محرم راز حضرت خدیجہ رض سے اسکا ذکر فرمایا لقد خشیۃ علی نفسی

میں ڈرتا ہوں میں یہ کام نہیں کرسکتا اتنی بڑی ذمہ داری کس طرح اُٹھا سکوں گا۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب دیا کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کریگا کیونکہ انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق۔ یعنی آپ صلہ رحمی کرتے ہیں قریبیوں کے حقوق ادا کرتے ہیں ناتوانوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حادثات میں حق کی مدد کرتے ہیں ـــــ آنحضرت صلعم بہت بہادر اور جرأت والے انسان تھے کسی خطرہ سے خوف زدہ نہیں ہوتے تھے اور کسی مشکل کی پروا نہیں کرتے تھے۔ وہ جنگیں جو آپ نے لڑیں ان میں آپ نے نہایت بلند نمونہ پیش کیا ہمیشہ آپؐ فوج کے آگے ہو کر رہتے تھے اور جہاں خطرہ زیادہ ہوتا تھا وہیں آپ موجود ہوتے تھے باوجود اس بہادری کے آپؐ نہایت نرم خو تھے آپؐ میں دہوکہ اور فریب کا شائبہ تک نہیں تھا۔

جب آپ کو کوئی بات ناگوار گذرتی تو اس کے آثار آپؐ کے چہرہ مبارک پر نمایاں ہو جاتے تھے ان خوبیوں کو آنحضرت صلعم کے بلند کردار نے چار چاند لگا دیئے تھے کردار کی یہ بلندی آپؐ کے ہر کام اور فعل میں نمایاں ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضہ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم تمام انسانوں سے زیادہ نرم دل انسان تھے چھوٹے اور بڑے سب سے یکساں حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے آپ اپنے ہر ایک دوست اور رشتہ دار کو نہایت نرمی اور تہذیب سے جواب دیتے تھے۔

ایک ممتاز صحابی بیان کرتے ہیں کہ جب نجاشی شہ حبش کی طرف سے ایک وفد آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلعم اُٹھ کھڑے ہوئے اور خود اس وفد کی خاطر تواضع کی جب صحابہ رضہ نے عرض کی "ہم اس خدمت کو سرانجام دیتے ہیں یا رسول اللہ"، تو آنحضرت صلعم نے جواب دیا "ان لوگوں نے میرے ساتھیوں سے نیک سلوک کیا تھا سو میں اس کا نیک بدلہ دینا چاہتا ہوں"

حضرت ابن طفیل کا بیان ہے کہ جب وہ ابھی بچہ تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت

آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی آنحضرت صلعم کھڑے ہو گئے اور اس کے بیٹھنے کیلئے اپنی چادر پھیلا دی جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ بوڑھی عورت کون تھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہی بدوی عورت تھی جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ان خوبیوں نے آپ کے متبعین کو اس قدر گرویدہ کر لیا تھا اور ان کے دلوں کو موہ لیا تھا کہ آپ کے صحابی رضہ سعد بن عبادہؓ نے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم اے رسول اللہ اگر آپ ہمیں سمندر میں بھی لے جائیں تو ہم آپ کے ساتھ خوشی سے جائیں گے۔

یہ تھا آپ کا بلند کردار اور آپ کو انسانی قلوب پر اتنی طاقت حاصل تھی اور دوسرے وہ دنیا میں دین فطرت کے احیاء کے لئے تشریعت لائے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا جس کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے میں ہی انسانوں کی عافیت ہے۔ اس بلند کردار کے ہوتے ہوئے بھی تعجب کیا جاتا ہے کہ اسلام نے اس زمانہ میں کس طرح اس قدر اثر پیدا کیا تمام مہذب دنیا میں نہایت تیزی کے ساتھ پھیل گیا اور غالب آگیا اور اتنی تیزی کے ساتھ کوئی مذہب آج تک دنیا میں غالب نہیں آیا چنانچہ تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

قریش نے اسلام قبول کرنے میں اتنی ضد اور ہٹ دھرمی کا کیوں ثبوت دیا اس کی وجہ بالکل واضح ہے کیونکہ ان کو سارے عرب میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا اور انہیں خطرہ تھا کہ دین فطرت کے پھیلنے سے انکا یہ اقتدار اور مہتیاز قائم نہیں رہے گا اور ان کا وقار خاک میں مل جائیگا اور وہ اس دین مساوات اور توحید کے سامنے عرب کی قیادت سے محروم ہو جائیں گے جو انھوں نے صدیوں کی کشمکش اور تجارتی کاروبار سے حاصل کی تھی اور خانہ بدوش قبائل کی توہم پرستی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ان پر ایک مذہبی اقتدار حاصل کیا تھا۔ ان کے اس قبائلی غرور کو کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو ان کے خلاف تلوار استعمال کرنے کی اجازت دی اور یہ آویزش آنحضرت صلعم کی فتح کی صورت میں اختتام پذیر ہوئی اور سارا عرب دین فطرت کے حلقہ میں نہایت سرعت کے ساتھ داخل ہو گیا۔ کچھ لوگ شاید دنیوی مفاد کی خاطر اسلام لائے

ہوں ورنہ سب لوگ ایک یقین کے ساتھ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور بالآخر حق باطل پر غالب آیا ــــــــ وہ لوگ جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ دنیا میں پھیلا وہ ایک سخت غلطی میں مبتلا ہیں جو اس مفروضہ پر قائم ہے کہ شاید آنحضرت صلعم کے پاس بہت بڑی بڑی فوجیں تھیں جن کے ساتھ انھوں نے اپنے دشمنوں کو مغلوب کیا لیکن تاریخ اسلام بالکل اس کے برعکس بتاتی ہے کہ آپ کو بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا اور جو تھوڑے لوگ آپؐ کے ساتھ تھے وہ ہمیشہ خدائی مدد پر ہی تکیہ کرتے رہے۔

جب ایک دفعہ آدمی کی آنکھیں کھل جائیں اور اسکو اسلام کے محاسن نظر آجائیں اور وہ اس کے وزنی دلائل کا قائل ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اسلامی تعلیمات سے منحرف نہیں کر سکتی حتیٰ کہ اس کے بچوں اور دولت کا نقصان بھی اسے اس پر عمل پیرا ہونے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

یہ وہ سادہ مذہب تھا جس نے ان لوگوں کے قلب و دماغ پر تسلط حاصل کیا اور وہ اپنے ساتھ ہر قسم کی بت پرستی کو بہا کر لے گیا اور تاریخ انسانی میں اس نے ایک عظیم الشان کام کیا اور اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو وہ پھر ایک دفعہ پہلے سے بھی بڑھکر دنیا میں کامیاب ہوگا اور غلبہ حاصل کرے گا اور اس دنیا کی تعمیر نو میں نمایاں حصہ لے گا جو مسلسل جنگوں کے باعث تباہ و برباد ہو چکی ہے اور حرص اور منافقت نے اس کے تار و پو د کو بالکل بکھیر دیا ہے۔

وہ بلند شخصیت جس کی شوکت کردار نے اسلام کو ایک حقیقت بنا دیا وہ انسانوں کی آنیوالی نسلوں کو بھی فیض پہنچاتی رہے گی اور وہ مرد اور خواتین جو حق کی تلاشی ہیں خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہوں اس سے فائدہ حاصل کرتے رہیں گے اور ان کی سب سے بڑی خواہش کہ خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو پوری ہو کر رہے گی اے خدا ہمارے رسول اکرم پر بڑی بڑی برکتیں نازل فرما اور آپؐ کے ساتھیوں پر بھی رحمتیں نازل کر آمین ؛

وزارتی مشن کی مشکلات

(از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب)

وزارتی مشن نے ۱۶ مئی کو ہندوستان کے لئے جن تجاویز کا اعلان کیا تھا اس سے ہندوستانی مسلمان مایوس ہوئے ہیں اور ان تجاویز کے اعلان سے کئی قسم کے ردعمل پیدا ہوئے ہیں بعض ان تجاویز کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ قصدًا مسلمانوں کو ایک دشمن اکثریت کے رحم پر رکھنا چاہتی ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ برطانیہ کا پولیٹیکل انداز مسلمانوں کے کسی مسئلہ کے متعلق عمومًا متعصبانہ ہوتا ہے ممکن ہے اس کی وجوہ تحت الشعوری ہوں اور اس عیسائی تعصب سے ان کا تعلق ہو جو حروب صلیبیہ کی یادگار ہے۔ دوسرے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ہندو پراپیگنڈا کا نتیجہ ہے جو ہندو اکثریت کی منظم کوشش اور دولت مندی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایک خیال ہے کہ پین اسلام ازم کا خطرہ یعنی تمام اسلامی ممالک آپس میں متحد ہو کر اپنے کھوئے ہوئے سیاسی اقتدار کو دوبارہ حاصل نہ کرلیں یہ خطرہ بھی اس تعصب کا باعث ہے۔ یہ بیانات اگر بالکل بے بنیاد نہیں ہیں لیکن جزوی طور پر درست ضرور ہیں۔ ہم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک بدترین شخص بھی اعلیٰ درجہ کی سمجھ بوجھ اور قوت مدرکہ رکھتا ہے۔ موجودہ حکومت برطانیہ شاید مادی نقطۂ نگاہ رکھتی ہو اور سیاست زدہ ہو لیکن یہ کہہ دینا کہ برطانوی فطرت کی یہ بنیادی خصوصیات ہیں اس سے ہم لازمًا انسانی فطرت کے متعلق ایک ایسا نظریہ قائم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جو انسانیت کے مستقبل کو اور تاریک بنا دے گا۔ ایک تبلیغی مذہب کے متبعین ہونے کی حیثیت میں ہمارے لئے ضروری ہے ہم اس بات کے قائل ہوں کہ انسان فطرتًا نیک ہے۔ ہمیں ایک بدترین انسان سے بھی خیر اور نیکی کی امید رکھنی چاہیئے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم یقین رکھیں کہ برطانوی دماغ اعلیٰ درجہ

کی اپیلوں کی طرف سے بے توجگی نہیں برتتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اب سینکڑوں کی تعداد میں انگریز نوجوان عقیدۃً مسلمان ہیں اور وہ اسلام کی اس سرگرمی سے اتباع کرتے ہیں جتنی سرگرمی سے پیدائشی مسلمان کرتے ہیں اس سے برطانوی دماغ کی پختگی واضح ہوجاتی ہے ۔ ہمیں معلوم ہے بہت سی خرابیاں ہیں جنھوں نے اس دماغی پختگی میں ایک حد تک اختلال پیدا کر دیا ہے لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ برطانوی دماغ کا جوہر صداقت کو قبول کرنے سے عاری نہیں ہے ۔ ایک ممتاز طریق کار اور جائز اور معقول اپیل سے اب بھی معجزنما نتائج پیدا کئے جا سکتے ہیں ۔ بجائے اس کے کہ ہم انگریزوں کو برا بھلا کہیں ہمیں ایک ہمدردانہ انداز اختیار کرنا چاہیئے اور ان کی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کہ حقیقی مشکلات ہیں ۔ ایک اسی قسم کی مشکل کا اظہار مسٹر سورنسن نے کیا جب انھوں نے پارلیمنٹری وفد کے رکن کی حیثیت سے تحقیقات کے لئے پریس کے نمایندوں کو نئی دہلی میں ۸ رفروری کو بیان دیا انھوں نے پاکستان کے متعلق مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کیا ۔

" اگر میں مسلمان ہو جاؤں اور انگلستان واپس جاؤں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے اسلامی بھائیوں کے لئے ISLE OF WIGHT کے واسطے سیاسی اشتعال پیدا کردوں "۔

مسٹر سورنسن کے لئے واقعی یہ ایک بہت بڑی مشکل ہے اور ایک حقیقی مشکل ہے ۔ آجکل ایک عام انگریز کے لئے مذہب کوئی ایسی چیز نہیں رہا جس کا عمل دنیا میں کوئی فائدہ ہو ۔ وہ لوگوں کی معاشی اور سیاسی ضروریات کا اندازہ کر سکتا ہے لیکن وہ ایک قوم میں مذہب کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتا ۔ وہ مذہب کی محض رسمی قدر و قیمت کا قائل ہے لیکن وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکتا کہ ایک قوم کی سماجی اور ثقافتی زندگی سے مذہب کا کیا تعلق ہے ۔ وہ جغرافیائی حدود کے مطابق ایک قوم کی تشکیل کا اندازہ کر سکتا ہے یا نسلی اتحاد پر قومیت کا تصور قائم کر سکتا ہے یا محض معاشی بنیادوں پر ایک قومیت کو سمجھ سکتا ہے لیکن وہ مذہب کی بنا پر کسی قومیت کے تصور کو سمجھنے سے قاصر ہے جو اس کے نزدیک ایک رجعت پسندانہ اور تخریبی قوت

ہے وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اگر ہندو اکثریت مسلمان اقلیت کو اپنا سماجی نقطۂ نگاہ اختیار کرنے پر مجبور بھی کردے تو اس سے ۱۰ کروڑ مسلمانوں کی سیاسی زندگی پر کیا اثر پڑے گا یہ بات بالکل واضح ہے کہ برطانوی مدبر اس بات کو سمجھنے میں ناکام نہیں رہے کہ ہر ایک اسلامی اور عربی ادارہ خطرہ میں ہے اور ہندومت اور ہندو قومیت کے سیلاب کی زد میں ہے کیونکہ ہندوؤں کی ہندوستان میں ایک بہت بڑی اکثریت ہے۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر اس سے ہندوستان کو یا باقی دنیا کو کیا نقصان پہنچے گا۔ وہ ایک اسلامی تصوریت کے امکانات کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ ہندوؤں کے سماجی نقطۂ نگاہ اور اس سے پیدا ہونیوالے برُے نتائج کا اندازہ نہیں کر سکتے ــــ اپنے ملک میں وہ لوگ مذہب کو قومی ترقی کی خاطر ترک کئے ہوئے ہیں۔ مذہبی غلامی کا جُوآ اتارنے کے بعد ہی انھوں نے اپنی قوم کے لئے تہذیب کا موجودہ معیار حاصل کیا ہے اس حقیقت کے ہوتے ہوئے وہ کیوں نہ یہ خیال کریں کہ ہندوستان کی بہتری اور بہبودی کے لئے مذہب اسلام کو ترک کردینا چاہیئے۔ یہی الجھن ہے جس کے باعث برطانوی وزیر اعظم نے اقلیت کے اکثریت کی ترقی کو ویٹو (veto) کرنے کا بیان دیا۔ ایک یہ میلان ہے جو کہ سب برطانوی مدبرین کے بیانات میں پایا جاتا ہے۔

یقینی اس مسئلہ میں کوئی غلط فہمی اور الجھن ہے جو ہمارا فرض ہے کہ ہم دور کریں ہمیں چاہیئے کہ ہم ثابت کریں اور بغیر کسی ابہام کے ثابت کریں اور مغربی لوگوں پر واضح کریں کہ ہم اسلام کو بحیثیت مذہب اور کلچر کے باقی رکھنے کے لئے بہت بے تاب ہیں صرف اس لئے نہیں کہ یہ موجودہ نسل کا قومی مذہب ہے جو کہ اسے علم کے حصول اور تجربہ کی بنا پر ایک دن ترقی کردے گی بلکہ اس لئے کہ اسلام سب سے بڑا انعام ہے جو خدا تعالےٰ نے نوع انسانی پر اتر دیا تاکہ انسان اخلاقی لحاظ سے بلند ہو اور اسلام کے ذریعہ سے رنگ و نسل کے اختلافات مٹ جائیں سب اقوام میں ایک ہم آہنگی اور اخوت پیدا ہو جائے جملہ مذاہب

میں سے ایک مذہب کی حیثیت سے اسلام مغربی ماہرین سیاست کو اپیل نہیں کر سکتا ساری انسانیت کے آیندہ مذہب کی حیثیت سے ہی یہ ان کو متاثر کر سکتا ہے ان پر یہ واضح کیا جائے کہ اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو نظام جدید کی بنیاد بن کر دنیا میں صلح اور امن قائم کریگا صرف اسی طریقہ سے ہی ہم ان مدبرین کو اس طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ کے ان پہلوؤں پر زور دیں جو سماج اور بین الاقوامی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کو نہایت وسیع پیمانہ پر اور نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کیا جائے اور اس کے لئے ایسا اسلوب اور انداز اختیار کیا جانے کہ موجودہ دور کا مغربی انسان اسے اچھی طرح سمجھ سکے۔ ہمیں غلط فہمیوں اور غلط خیالات کے پردوں کو چاک کرنا پڑے گا تاکہ ان لوگوں کا دماغ اسلام کو سمجھ سکے اور ان کے قلوب اسلامی نور سے منوّر ہو سکیں۔

اس کام کو سرانجام دینے سے پیشتر برطانوی دماغ کے متعلق ایک بات معلوم کرکے یقیناً ہماری حوصلہ افزائی ہوگی ہم اسی وثوق کے ساتھ دوسری مغربی اقوام کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ وہ بات یہ ہے کہ معاشی اور سیاسی اعتبار سے یہ قوم اور اس کا دماغ بہت فسدی ہے لیکن مذہبی اعتبار سے انگریزوں میں اتنی قلبی گہرائی پائی جاتی ہے کہ جس کی نظیر دوسری اقوام میں ملنا مشکل ہے۔ جسمانی ضروریات اور آرام طلبی کی کثافت کے نیچے انگریزوں میں عقیدت مندانہ خیالات کے لئے ایک کمزوری بھی پائی جاتی ہے۔

اس قوم کی صرف یہی بدقسمتی ہے کہ وہ ایک صحیح عام فہم اور عملی مذہب سے مایوس ہو چکی ہے۔ عیسائیت کے متعلق صدیوں کے تجربہ کے بعد وہ اس بات پر مجبور ہو ئی ہے کہ مذہب کے متعلق یہ رائے قائم کرے۔ اس قوم پر رحم آنا چاہیئے نہ کہ اس پر کسی قسم کا الزام دیا جائے اسلامی ممالک کی ظاہر حالت بھی اس کے لئے کسی کشش کا باعث نہیں۔ مادی خوشحالی اور جسمانی لطافت کے باعث ایک عام مغربی شخص اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ اس افلاس اور غربت

کے نیچے ایسے شاندار اصول پوشیدہ ہیں جن کے اندر اس نازک دور میں انسانیت کو تباہی اور بربادی سے بچانے کی صلاحیت ہے۔" بہت تھوڑی آنکھیں ہیں جو اس بات کو دیکھ سکیں کہ اس ظاہری انحطاط کی راکھ کے نیچے بلند زندگی کی چنگاری پوشیدہ ہے" جیسا کہ ایک دفعہ ایک انگریز نومسلم نے فلسطین کے پسماندہ عرب کی پوشیدہ خصوصیات کے ذکر میں کہا تھا یہ ہمارا مفاد ہے کہ ہم انگریز قوم کی اس پوشیدہ چنگاری کی طرف توجہ مبذول کریں ان کو خود بھی مبہم طور پر اس بات کا احساس ہے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انہیں اس کا شعور دلایا جائے کہ سائنٹیفک اکتشافات اور ایجادات سے بڑھ کر یہ انکشاف ہے کہ سماجی زندگی کی پختہ بنیاد کیا ہے۔ مادی پسماندگی کے باوجود یہ محکم بنیاد مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور یہ کسی نورڈی اخلاقی فوقیت کی وجہ سے نہیں تھا کہ اقوام اسلام قبول کرکے ایک بلند مقام پر پہنچ گئیں بلکہ یہ خصوصیت صرف اسلام کی تھی کہ اس نے انہیں تہذیب و تمدن کے اس بلند مقام پر پہنچایا اسلام میں جو زندہ خدا کا تصور ہے اس سے وہ اقوام اس اعلیٰ مقام پر پہنچیں جب ہم اس کام کو نہایت موثر پیرایہ میں سرانجام دے لیں گے تو اس وقت ہم برطانوی مدبرین کو پاکستان کا مفہوم سمجھانے کے قابل ہوں گے اس عدم موجودگی میں ہماری آواز صدا بصحرا ہی رہے گی بلکہ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے اور اسے ایک بوسیدہ مذہب کی دوسرے بوسیدہ مذہب سے فکر سے زیادہ اہمیت نہیں دی جائیگی اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کی غلط فہمی کا شکار موجودہ تعلیم یافتہ ہندوؤں کی اکثریت نہیں ہے جو کہ پاکستان کے شور سے خائف ہو گئی ہے۔

اس سارے مسئلہ کی اہمیت صرف اس بات میں ہے کہ اسلام کے عظیم الشان سماجی اصولوں کو پیش کیا جائے اور ان طاقتوں کے سامنے پیش کیا جائے جن کا ہمیں مقابلہ کرنا ہے۔ حالات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم اس بات کا اندازہ کریں کہ محض اصولوں کا حامل ہونا کوئی بات نہیں ہے خواہ ہم لاکھوں گنا زیادہ مضبوط ہو جائیں یہ چیز اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ

اس ملک میں زندہ رہیں گے جس ملک پر ہم نے سات سو سال تک حکومت کی ہے شاید یہ الم ناک حالات قرآن مجید کے اس ارشاد کی طرف ہماری توجہ مبذول کر رہے ہیں و کذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔ اس طرح ہم نے تمہیں ایک اعلےٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے تا کہ تم لوگوں کے پیش رو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو ــــــ بالفاظ دیگر ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم خدا کا پیغام دنیا کو پہنچائیں بالکل اسی طرح جس طرح آنحضرت صلعم نے اس پیغام کو ہمیں پہنچایا ۔ کیونکہ ہم نے اس فرض کو فراموش کر دیا کہ حالات اس قدر ہمارے خلاف ہیں ان حالات کی تہ تک کون پہنچ سکتا ہے خدائی معاملات کا آج تک کسی نے بھید نہیں پایا ۔ ہماری مخالف طاقتوں کے دماغوں میں الجھاؤ پیدا کر کے ہمیں تنبیہہ کی گئی ہے یہی اس کشمکش کا صحیح مطلب ہے ۔ ہم اس بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ اسلامی تمدن کی حفاظت کریں ۔ لیکن ہمارے حکمران بالکل اس کے برعکس محسوس کر رہے ہیں ۔ بحیثیت حکمران کے وہ ہمارے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتے ہوئے ہمیں حکومت خود اختیاری دینے کو تیار ہیں لیکن یہ حکومت خود اختیاری مذہبی اصولوں اور روایات کے ساتھ اس قدر وابستہ ہے کہ ہمارے اس مطالبہ کو اہل برطانیہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اس لئے یہ ضرورت ہے کہ ہم انہیں اپنی ثقافت کے گہرے سماجی اور بین الاقوامی مفہوم سے آگاہ کریں پیشتر اس کے کہ ہم ان کے سامنے اپنا مطالبہ پیش کریں ۔ تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ صرف اتنا دکھا دینا کافی نہیں کہ ہمارا ایک تمدن ہے ہم اس صورت میں اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں جب ہم یہ ثابت کریں کہ اس تمدن کا تحفظ انسانیت کے مفاد کے لئے ضروری ہے ۔ ہمارے مسلم قائدین کو چاہیئے کہ وہ اس مسئلہ کے اس مذکورہ پہلو پر بھی غور کریں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ اس پر گہری نظر ڈال کر کوئی قدم اٹھائیں گے تو انشاء اللہ انہیں یقیناً کامیابی ہوگی ۔

تاریخ جزیہ

(از جناب محمد یونس خانصاحب -)

(سلسلہ کے لیئے اشاعت اسلام ماہ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء ملاحظہ فرمائیں)

ان الفاظ میں مسلمان سفیروں نے ایرانیوں اور رومیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی - لڑائی کے اعلان سے پہلے نہیں بلکہ صلح کے عہد و پیمان کے وقت. اگر دشمن نے اسلام قبول کر لیا تب صلح کے لئے کسی شرط کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی اور دونوں قومیں مساویانہ حیثیت سے مثل بھائیوں کے ہوجاتی تھیں - کیا اسلام بزور شمشیر پیش کیا جاتا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ اسلام صلح کا پیغامبر ہوکر آیا - خلفائے راشدہ کی لڑائیوں میں مسلمانوں نے کبھی کسی صلح جو پڑوسی کو یہ دھمکی نہیں دی اگر وہ اسلام قبول نہیں کرے گا تو مسلمان فوجیں اس کے ملک کو تاراج کر دیں گی - لڑائیاں وہ لڑے لیکن ان لڑائیوں کے اسباب مذہبی اشاعت نہ تھی اور بھلا مسلمانوں کی مجال تھی کہ وہ جوان کے آقائے نامدار نے نہیں کیا وہ کرتے اور جس کی تعلیم ان کے حقیقی رہبر کلام پاک نے کبھی نہیں دی۔

جزیہ کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جو خوشی اور رضامندی سے ادا کیا جائے جس کی شرح پر دونوں جماعتیں متفق ہوچکی ہوں اور دوسرے وہ جو امام نے لگایا ہو - اس کا ادا کرنیوالا اپنی جائداد پر باقاعدہ قابض رہ سکتا ہے - اس کی شرح ۴۸ درہم سالانہ امیر کے لئے سے لے کر ۱۲ درہم سالانہ غریب کے لئے مقرر تھی - جس طریقہ پر جزیہ کی وصولیابی کی تاکید کی گئی ہے وہ اس قدر صاف ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں ہے اور سختی اور ظلم سے کوئی تعلق ہی نہیں رہتا - جزیہ ہمدردانہ اصول پر لگایا گیا تھا جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے :-

"آنحضرت صلعم نے ایک مرتبہ ایک اندھے ذمی (غیر مسلم) کو دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسے جزیہ دینا پڑتا ہے۔ آنحضرتؐ نے صرف اسی ہی کو معاف نہیں کیا بلکہ حکم دیا کہ بیت المال سے اس کے گذارہ کے لئے ایک رقم دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ حکم جاری کئے کہ جو ذمی ایسی حالت میں ہوں ان کو بھی گذارہ کی رقم دی جائے"

جزیہ ذمیوں پر ایک خراج کی صورت میں جس کو پال یا کیپٹیشن (CAPITATION) ٹیکس کہتے ہیں لگایا گیا جس کے بدلہ میں ذمیوں کو فوجی خدمت سے آزادی ۔ مال کی حفاظت اور مذہبی رواداری حاصل تھی۔

آنحضرت صلعم کے اس اعلان عام کی رو سے جس نے موجودہ اور غیر حاضر دونوں قوموں کو جن پر جزیہ لگایا تھا جان بخشی نصیب ہوئی۔ حضرت عمر رض اور حضرت علی رض جو آنحضرت صلعم کے قدم بقدم چلتے تھے ان کے زمانہ کے دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے آقائے نامدار نے کتنی اہمیت اس پختہ اقرار کو دی جو آپؐ نے غیر مسلموں کو جو جزیہ دیتے تھے دی تھی حضرت عمر نے اپنے جانشین کو آنحضرت صلعم کے عہد نامہ کے تجدید کی سفارش کرتے ہوئے پابندی کی تاکید نہایت سختی سے کی اور فرمایا کہ ذمیوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کو پورا کیا جائے اور جہاں تک کہ انسانیت کے حقوق کا تعلق ہے وہ پورے پورے عطا کئے جائیں حضرت علی رض نے جزیہ کی ادائیگی پر ذمیوں کے حقوق مسلمانوں کے برابر قرار دے دیئے اور برزخ ۔ پور کے گورنر کو تاکید کی کہ مسلمان گورنمنٹ کے غیر مسلم رعایا کو ہرگز نہ ستایا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا "کہ اگر تم میری ہدایات کے خلاف کرو گے تو خدا کے روبرو ذمہ دار ہو گے اور عہد کے توڑنے پر تم اپنے عہدے سے برطرف کر دیئے جاؤ گے"۔ دوسرے علمائے الہیات نے بھی جن کی صداقت عام طور پر مسلمہ ہے ذمیوں کے حق میں ایسی نرمی اور رواداری کی تلقین کی ہے اور اسکا عملی ثبوت بھی دیا ہے۔ زبان او رتاریخ دونوں اس بات پر شاہد ہیں کہ جزیہ ایک ٹیکس ہے

کہ جس کی اسلامی قانون سے کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ اس میں ظلم و تشدد کا نام ہی پایا جاتا ہے۔

اسلامی روایات کے بغور ملاحظہ سے وہ تمام سچائیاں ظاہر ہو جائیں گی جن کے متعلق مؤرخین اب تک اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری موجودہ بحث کے لئے یہ کہنا کافی ہو گا کہ جزیہ ایک محافظت کا ٹیکس تھا جو واپس کر دیا گیا اگر مسلمان اپنی غیر مسلم رعایا کی حفاظت سے قاصر رہے۔ اسلام نے جزیہ کی وصولیابی کے لئے کوئی سختی نہیں برتی بلکہ ہمیشہ مسلمانوں کو ذمیوں کے جذبات کے احترام کی سختی سے تاکید کی۔ سالانہ ادائیگی پر اصرار رہا۔ جن کو جزیہ کی وصولیابی سپرد کی جاتی تھی ان کو خاص طور پر نرمی کی تلقین کی جاتی تھی اور ہر قسم کی سختی کے برتاؤ سے پرہیز کرنے کی ہدایت تھی۔ اسلام نے رومیوں کے زمانہ کی اس سختی ہی میں کمی نہیں کی جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے بلکہ کسی قدر اس کی صورت بھی بدل دی۔ اسی طرح جزیہ اس قدر ہلکا ٹیکس ہو گیا کہ مسلمان کی تعداد میں جزیہ براہ راست یا غائبانہ اضافہ کا باعث نہ ہو سکتا تھا۔ جزیہ کا لفظ قرآن پاک میں ۹:۲۹ میں آنے سے کلام پاک کے کامل ہونیکا ثبوت ہے کیونکہ بد سور تھ سمتھ کی رائے میں کلام پاک صرف ایک شاعری کا دیوان ہی نہیں ہے بلکہ دعاؤں اور قوانین اقوام سابقہ کا بہترین مجموعہ ہے۔ برک کا یہ اقبال کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کلام پاک نہایت ہی عالمانہ، حقیقت رانہ اور بیت ہی روشن قوانین کا مخزن ہے۔ عیسائی پادریوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اسلام کی تاریخ کو نہایت کمینہ پن سے بگاڑا ہے بلکہ اپنے ہم مذہبوں کی تحریروں کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ جیراگل جو حضرت عثمان کے زمانہ میں مرو کا رئیس قبیلہ تھا اس نے ایک خط لارڈ بشپ آف سیمین (LIMEAN) جو ایران میں تھا اس مذہبی آزادی کی تعریف کرتے ہوئے جو عیسائیوں کو مسلمانوں کے عہد میں حاصل تھی اور جو جیب خط جو فرقہ جاکو باٹٹ کا رئیس قبیلہ تھا بنام

SIMEAN THE METROPOLITAN OF RIVERSHIRE & PRIMATE OF PERSIA

سیمین دی میٹروپالیٹن آف ادرشائر اینڈ پرائمیٹ آف پرشیا وہ خطوط جنھوں نے اکثر دوہرائے

ہوئے اتہام کی کہ مرو کے لوگ تبدیل مذہب کے لئے مجبور کئے گئے تردید کرتے ہیں اور
شک وشبہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں اگر مرو کے باشندوں نے اس دارِفانی کی چیزوں
میں سے قدرے معاوضہ کی صورت میں مسلمانوں کو ادا کردیا تو اُن سے اور ان کے مذہب سے
کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا۔ فورن فورٹ (FOURNFORT) سنہ ۱۷۱۰ء میں کنڈسٹس
(CANDISTS) کے تذکرہ میں اقبال کرتا ہے کہ یہ بدبخت اپنی روحانیت کو ایک پیسہ پنی
(PENNY) میں بیچتے ہیں۔۔۔۔۔ جس سے ان کو یہ حق ہوجاتا ہے کہ وہ پال یا کیپیٹیشن ٹیکس
سے آزاد ہوجائیں جو پانچ گراؤں (دس روپیہ ماہانہ بھر) سالانہ سے زیادہ نہیں ہے۔

شفلر تسلیم کرتا ہے کہ ایک ڈوکٹ (ڈھائی روپیہ کا چاندی کا سکہ) بہت ہی قلیل رقم تھی۔
ڈریپر یہ کہکر اعتراف کرتا ہے کہ "ایک قلیل رقم کی ادائیگی پر فاتحوں (مسلمانوں) نے عیسائیوں
اور یہودیوں کو کامل مذہبی آزادی دے رکھی تھی"

گاڈفری ہگسن رقمطراز ہے "فتح کے ختم ہوجانے کے بعد رعایا کو اختیار تھا کہ وہ اطمینان
کے ساتھ اپنی ملکیت اور مذہب پر قابض ہوجائیں اور اس حق کے بدلے میں ایک ٹیکس ادا کریں جو
اس قدر کم تھا کہ کسی کے لئے باعث آزار نہ تھا۔ بالآخر ڈاکٹر مارگولیتھ اپنی کتاب محمد اور عروج اسلام
میں اقرار کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ اصول کہ روپیہ کی ادائیگی مذہب کے بدلے میں ہوسکتی ہے
اس بات کا ثبوت ہے کہ محمد صلعم دل سے کس قدر تعصب سے دُور تھے۔"

لوگوں کا اسلام قبول کرنا کچھ اس وجہ سے نہ تھا کہ جزیہ اس قدر سخت ٹیکس تھا کہ غیر مسلموں
کو سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ وہ یا تو دین اسلام قبول کریں یا موت کے لئے تیار ہو
جائیں۔ اصلیت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کے عقائد کی بہت ہی بے قدری کرتے تھے
ڈریپر نے سچ کہا ہے کہ "وہ جنہیں اپنے مذہب سے کچھ یونہی سا سروکار تھا یا جو اپنے مذہب
کی قدر اس قلیل رقم سے بھی کم کرتے تھے اُن سے صرف ایک چھوٹا سا جملہ دوہرانے کی
درخواست کی جاتی تھی کہ خدا ایک ہے اور محمد نبی برحق ہے اور وہ آن کی آن میں چاہے وہ قیدی

ہو یا غلام اپنے فاتح کے برابر اور اسکا دوست بن جاتا تھا۔ بلا شبہ اس طریقہ پر کئی ہزار غیر مسلم مسلمان ہو گئے، اسلام کے سرعت کے ساتھ پھیلنے کے اسباب گبن نے نہایت وضاحت کے ساتھ ذیل میں بیان کئے ہیں :۔

" مسلمان ہو کر رعایا ہو یا غلام۔ قیدی ہو یا مجرم اک لمحہ میں ایک آزاد اور ہم پلہ ساتھی مسلم فاتحوں کے ہو جاتے تھے۔ ہر گناہ معاف کر دیا جاتا تھا۔ ہر عہد و پیمان کی تنسیخ ہو جاتی کنوارے رہنے کی قسم کے بجائے خواہشات نفسانی کی تکمیل کی تعلیم سے ٹوٹی ہوئی اور وہ کار آمد ہستیاں جو خانقاہوں میں غافل پڑی ہوئی تھیں عربیوں کی اذان سے جاگ اٹھیں "

پروفیسر مانٹ نے ان اسباب کو اور بہتر طریقہ پر بیان کیا ہے :۔

" ایک بالکل صحیح مذہب جو پیچیدگیوں سے آزاد ہوا اور جو عام فہم بھی ہو اس میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کی غیر معمولی طاقت ہوتی ہے "

مہاتما گاندھی جو ہندوؤں کے بڑے لیڈر ہیں انھوں نے اس پر اور بھی روشنی ڈالی ہے :۔

" میں نے دیکھا ہے کہ کوئی زولو جو مذہب عیسائی کو قبول کرتا ہے وہ عیسائیوں کے برابر نہیں ہو جاتا لیکن اسلام قبول کر لینے کے ساتھ ہی وہ ایک پیالہ سے پیتا اور ایک ہی رکابی میں مسلمانوں کے ساتھ کھاتا ہے "

سر سی۔ پی رائے جو ہندوؤں میں زبردست سائنسدان ہیں وہ پکار پکار کر کہتے ہیں :۔

" اسلام کی فراخ دلی نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا نہ کہ تلوار کی دھار نے جن پر یہ مسلمان کیا۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام میں سب سے زیادہ جمہوریت پائی جاتی ہے۔ جہاں تمام انسان برابر ہیں۔ جونہی کہ تم اسلام قبول کر لو تم ہر ایک مسلمان کے برابر ہو جاتے ہو۔ مسجد میں بادشاہ امیر، فقیر، بہشتی اور معمولی بوجھ اٹھانے والا دوش بدوش ہو کر نماز پڑھتے ہیں اسلام میں رنگ اور نسل کا کوئی ...... فرق نہیں۔ اسلام کی عام ترقی کا سبب بحر پاسفک کے کناروں سے لیکر اٹلانٹک کے کناروں تک اس کا فیاضانہ اصول اور عمل ہے۔ ابھی تھوڑا

عرصہ نہیں گذرا ہو گا کہ اسلام نے ملایا جزیرہ نما میں بہت ہی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ کسی تلوار یا قرآن کی مدد سے نہیں (کیونکہ یہ علاقہ کبھی مسلمانوں کے زیر حکومت نہ رہا) بلکہ اپنی صلح جویانہ اور فیاضانہ پالیسی کی وجہ سے یہ عروج حاصل ہوا۔"

مخالفین اسلام بالخصوص عیسائی پادری اور مبلغین نے جو دوسرے مذہبوں سے رواداری بھی جانتے ہی نہیں نے نہایت تندی سے یہ الزام اسلام پہ لگایا کہ یا تو اسلام قبول کرو یا موت کے لئے تیار ہو، کیونکہ اسلام میں سمجھوتہ کی اور کوئی صورت ہی نہیں۔ اسلام کی رواداری کا ثبوت غیر مسلم معترضوں نے نہایت آزادی کے ساتھ دیتے ہوئے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس کی اشاعت ہرگز ہی تلوار کے زور سے نہیں ہوئی اور میں اس مضمون کے اختتام سے پہلے ایک بار پھر بحث کروں گا۔ فی الحال چند مستند رائے بیان کرتا ہوں جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں مخلوق خدا کو ستانے اور خونریزی کا الزام اگر کسی مذہب پر صحیح طور پر عاید ہو سکتا ہے تو وہ صرف مذہب عیسوی ہے۔

مل مین (MILMAN) کا بیان ہے:۔

غیر عیسائی حضرت عیسیٰ اور گرجا کا قدرتی دشمن تھا۔ اگر اسکو عیسائی نہ مانا جائے تو اسکو غیر عیسائی رہنے کی سزا دی جائے۔ اسکو قتل کیا جائے اور متبرک تلوار سے اسکو کامل طور پر نیست و نابود کر دیا جائے۔"

بسنج (BASNAGE) کا قول ہے:۔

" ورمس (WORMS) میں یہودیوں نے لاٹ پادری کے محل میں پناہ لی انہیں دو شرطیں پیش کی گئیں چاہے بپتسمہ لو یا تلوار کے گھاٹ اتارے جانے کو قبول کرو، اور جنہوں نے بپتسمہ نہیں لیا۔ خودکشی کر لی۔ بودیا (BA AKIA) میں بارہ ہزار یہودی قتل کئے گئے جہاں کہیں عیسائی مجاہدین گئے غریب یہودیوں کے لئے صرف ایک ہی صورت چھٹکارا کی تھی، چاہے موت قبول کریں اور چاہے بپتسمہ لیں۔ انگلستان میں ان کی یہی درگت بنی۔ وہ لوٹے اور بغیر کسی رعایت کے قتل کئے جاتے تھے۔"

ہیکر (HECKER) لکھتا ہے :-

" اسٹراسبرگ (STRASBURG) میں دو ہزار یہودی اپنے ہی قبرستان میں زندہ جلا دیئے گئے جہاں ایک بڑی پھانسی تیار کی گئی تھی۔ چند یہودیوں نے جنہوں نے عیسائی ہونے کا وعدہ کر لیا وہ چھوڑ دیئے گئے اور اُن کے بچے آگ کے ڈھیر میں سے نکال لئے گئے"

لنڈو (عیسائیوں نے جو مظالم پرتگال کے یہودیوں پر کئے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتا ہے :-

" ایک تازہ فرمان جاری ہوا کہ تمام چودہ اور بیس برس کے درمیان کے بچے ان کے ماں باپ سے زبردستی لے لئے جائیں، ان کو بپتسمہ دے دیا جائے کثیر جماعتیں گرجوں میں زبردستی بال اور بازو پکڑ کر کھینچ کر داخل کی گئیں اور بپتسمہ کا پانی زبردستی اُن پر ڈالا گیا"

گبن لکھتا ہے :-

" ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں نوے ہزار یہودیوں کو زبردستی بپتسمہ دیا گیا اُن ضدی بے دینوں کے مال کو ضبط کر لیا گیا اور ان کو جسمانی تکلیفیں پہنچائی گئیں جسٹینین (...... JUSTINIAN) کے عقیدہ کی رو سے قتل کے جرم میں غیر عیسائی کو قتل نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اس نے نہایت نیکدلی سے مذہب عیسوی کی وحدانیت کی آگ اور تلوار سے بنیاد ڈالی"۔

۱۶۱۵ء میں فرانس میں کونسل آف پیرس نے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے کسی یہودی کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ کسی عیسائی کے خلاف مقدمہ چلا سکے جب تک کہ پادری اس یہودی کو بپتسمہ نہ دیدے۔

۱۵۰۲ء میں شاہ فرڈنینڈ اور بیگم ازبلا نے ایک شاہی فرمان جاری کیا جس نے مذہب اسلام کی اشاعت ان متعصب عیسائی حکمرانوں کی سرزمین میں ممنوع قرار دی۔ چالیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور تقریباً دس لاکھ (مور) مسلمان اسپین سے نکال دیئے گئے۔ اسپین

جو ایک خوبصورت اور مہذب ملک تھا جسکو عیسائیوں کی تنگ نظری اور تعصب نے ہمیشہ کیلئے نیست و نابود کر دیا آج صدیوں بعد بھی یورپ کے عیسائیوں کے زیر سایہ قوموں کی اس شان و شوکت کو نہ پہنچا جو انہیں مسلمانوں کے عہد حکومت میں حاصل تھی۔

برخلاف اس کے اسلام نے مذہبی معاملات میں اپنی رواداری کی تلقین کو عملی جامہ پہنایا کیونکہ کلام پاک کی وہ مشہور آیت پکار پکار کر تاکید کرتی ہے کہ اسلام میں دینی باتوں میں زبر دستی کرنے کی اجازت نہیں ہے" ایک انگریز مسلمان کے قول کے مطابق اسلام نے خدائے واحد کو صحیح معنوں میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے کلام پاک کے قیمتی خزانہ کی دل سے پاسداری بھی کی جس کی رو سے وہ دوسرے مذہبوں کے پیروؤں سے نفرت نہیں کر سکتے تھے مسلمان کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ مساجد کو برقرار رکھے بلکہ دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی بھی حفاظت کرے۔ اسلام نے جملہ انبیاء کرام کی نبوت کو تسلیم کیا ہے۔ جب ایک عیسائی سفارت آنحضرتؐ کے روبرو حاضر ہوئی تو آپ نے مسلمانوں کی مسجد کے اندر عیسائیوں کو ان کے طریق نماز ادا کرنے کی اجازت دے دی۔

"تلوار یا اسلام" یہ اسلام کا اصول نہیں ہے۔ اس کا پتہ سوائے مخالفین اسلام اور مذہب عیسوی کے باطل پروپگنڈا کرنیوالوں کے دماغ کے اور کہیں نہیں چلتا۔ میجر لے گلن لینونرڈ کے ذیل کے بیان سے جو انھوں نے اپنی کتاب "اسلام اور اس کی اخلاقی اور روحانی قیمت" کے عنوان سے دیا ہے عیسائیوں کی ان نہایت ذلیل سازشوں کا انکشاف ہوتا ہے جو انھوں نے اسلام اور اس کے بانی کے متعلق کی تھیں وہ لکھتا ہے کہ:۔

"اسلام اور اس کے بانی پر حملے کرنا یہ یورپ میں ایک فیشن کی حد تک پہنچ چکا ہے عیسائی دنیا نے کبھی اس سوال کو رواداری اور فراخدلی کی نظر سے معقولیت کیساتھ غور نہیں کیا۔ عیسائی پادریوں کا رویہ اسلام کے زبردست مذہب کے ساتھ نہایت ہی غیر مہذب اور غیر انصافانہ رہا ہے۔ ان کی بیہودہ جہالت اور ننگ کی اسلامی علوم روحانیت سے

ناواقفیت کے سبب اور بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ خودستائی اور خودپسندی نے ان کی آنکھیں اور تنگ نظری سے بالکل بند کردی ہیں۔ دونوں صورتوں میں عیسائیوں کا رویہ نازیبا ہے کیونکہ مخالفانہ ہونے کے علاوہ گستاخانہ بھی ہے۔ اسلام کی زبردست اور شاندار تاریخ کے دوران میں اور بالخصوص اس کے ابتدائی زمانہ میں جب تعصب قابل معافی ہے اسلام جنگجو اور زبردست مذہب رہ چکا ہے اس پر بھی اسلام نے کبھی کوئی ایسے ذلیل نظام کی مثال نہیں قائم کی جیسی کہ عیسائی شیطانی مذہبی عدالت جو انکیوزیشن (
کے نام سے مشہور ہے۔ کبھی بیرحمی اور خونریزی کر کے اپنے مذہب کی روحانیت پر دھبہ نہیں لگایا جیسے کہ البیجنسس (ALBIGENSES) والڈنسس ....
(WALDENSES) اور سینٹ بارتھلمیو (St - BARTHALMEO) کے قتل عام میں ہوا۔ برخلاف اس کے اسلام نے مذہبی رواداری کی وہ مثال قائم کی جو معقول بھی تھی اور عجیب و غریب بھی۔ اخلاقی اور روحانی کارپرداز کی حیثیت سے اسلام نے لکھو کھہا انسانوں کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت کی مسند پر پہنچایا ہے۔"

اور ٹیکس جزیہ جو زیر بحث ہے وہ حقیقت میں، تعصب کے تصور سے بھی دور ہے بلکہ وہ رواداری کی زندہ مثال ہے جس کا اعتراف ایک متعصب عیسائی پادری ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی۔ گیرڈنر اپنی کتاب "تضحیک اسلام" میں اس طرح کرتا ہے:۔

" اسلامی ادارے اپنی خوش فہمی اور انسانیت کے برتاؤ کے لئے زیادہ تر مشہور تھے اور ان میں انصاف کثرت سے ہوتا تھا۔ یہودی اور عیسائی جو مسلمان ہونے سے انکار کرتے تھے وہ خراج دیتے اور اس کے بدلے میں اسلامی حکومتیں ان کی حفاظت کرتی تھیں۔ یہ انتظام اس قدر پسندیدہ تھا کہ مسلمانوں کی عیسائی رعایا اس زمانہ میں اکثر قابل رشک سمجھی جاتی تھی اور مسلمان بادشاہوں سے عیسائیوں نے اکثر یہ درخواستیں کیں کہ وہ عیسائی حکومت میں رہنے سے مسلمانوں کی رعایا ہونے کو ترجیح دیتے ہیں، اور اگرچہ عیسائی اور یہودی

قبائل کے مسلمان ہونے سے اسلامی حکومت کو مالی نقصان پہنچتا تھا بت سے . . . مسلمان بادشاہوں نے اپنی سلطنت کی آمدنی بڑھانے سے انکار کر کے لوگوں کی نجات دہی میں ایک حقیقی مذہبی سرگرمی کا اظہار کیا۔"

القصہ جزیہ بہتر سے بہتر قانون تھا جو کبھی دنیا میں ذات۔ مذہب اور رنگ و نسل کے فرق کو دور کرنے کے لئے جاری ہوا۔ یہ ایک مذہبی اصول تھا۔ ایک انسانیت کا تقاضا اور راعی اور رعایا کے مابین خوشی کا ذریعہ۔ اگر ایسے قوانین آجکل کی مہذب قوموں میں رائج ہو جائیں تو سفید آدمیوں کی دنیا اور کالوں کی دنیا کا خیال معدوم ہو جائے۔ اور بد بخت نیگرو کے لئے تو یہ ایک برکت ہوگی جس سے انکا ارتقا سوسائٹی میں بلا کسی شور و غل کے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جزیہ سے کامل مذہبی آزادی حاصل تھی لیکن رعایا کے ہر فرد و بشر کی جان و مال ایسی ہی عزیز اور محفوظ تھی جیسی کہ راعی کی۔ جزیہ کی بدولت غلامی کی تمام لعنتیں دور ہو گئیں تھیں۔ جزیہ نے دنیا کے سامنے جمہوریت کے صحیح اور قابل عمل تصور پیش کر دی تھی جس کے لئے ایک عرصہ دراز سے مغربی اقوام بیکار کوششیں کر رہی ہیں۔ جزیہ ایک ٹیکس تھا جو خالی خزانہ ہونے پر جاری کیا جاتا تھا اور خزانہ بھرے ہونے پر بند کر دیا جاتا تھا۔ زمین اور آسمان کا فرق عدم محافظت اور قتل میں ہے جس کے لئے کمینہ مصنفین نے انتھک کوشش کی ہیں کہ جزیہ کے بدل کو قتل کے معنی پہنا دیئے۔ جزیہ ہرگز بھی مسلمان کرنیکا ایک ذریعہ نہ تھا بلکہ ایک بہت ہی ہلکا ٹیکس تھا جو لوگ اس حقیقت اور درست ٹیکس کی ادائیگی سے بچتے تھے انکو یقیناً اپنے مذہب سے کوئی لگاؤ نہ تھا جیسا کہ عیسائی پادریوں کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے جنھوں نے اپنے علاقوں کے عیسائیوں کے مسلمان ہونے پر نہایت اظہار تاسف کیا ہے حالانکہ اس کے ساتھ ساتھ مسلمان بادشاہوں کی دریا دلی کی بے حد تعریف کی ہے۔

غرق بحر عشق ہوا سے بوالہوس ملتے ہیں موتی لب ساحل کہیں

اس سلئے آیندہ ہم کو اس بارے میں اسلام کی حقیقی تلقین اور تعلیم کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور جو کچھ ہم اپنے

روزہ

{از جناب ولیم بشیر پکرڈ صاحب بی اے کنٹب}

خوبصورت باغوں میں اب بھی پھل پھول اُگائے جاتے ہونگے صرف محنت کا ہی پھل ہمیشہ ملتا ہے روزہ سے روح کو روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے خدائی مشیت کے سامنے اپنے آپ کو جھکادو صرف فاقہ مستی نہ کرو۔ یقیناً آسمانی طاقت کو اپنے ساتھ پاؤگے اور تمہاری زندگی پھلے پھولے گی جیسا کہ خدا نے مقدر کر رکھا ہے ۔ روزہ جسم کے لئے مفید ہے اس سے بڑھ کر روح کے لئے مفید ہے۔ میں چند سطور میں روزہ کے مقصد کو بیان کروں گا۔ صرف اپنے جسم کے لئے نہیں گو تمہارے جسم کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا بلکہ روح کو بلند اور پاک کرنے کے لئے روزہ رکھو۔ یقیناً وہ لوگ جو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوتے ہیں وہ روزہ رکھتے ہیں جیسا کہ ان سے پہلے برگزیدہ لوگوں نے روزہ رکھا جناب مسیح نے روزہ رکھا خدا ان سب پر اپنی برکتیں نازل کرے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو کہتے ہوئے سُنا :۔

زمانہ قدیم میں جبکہ دنیا پر اچھے وقت تھے جبکہ زندگی میں انفرادیت اور وسعت تھی روزہ رکھنا اچھا تھا لیکن آج کل جبکہ زندگی میں بہت ہنگامہ اور کشمکش ہے روزہ ایک قید اور پابندی ہے ایک بہت بڑی روک ہے اور بہت تکلیف کا باعث ہے۔ ہمیں موجودہ زمانہ کے اس اعتراض پر نہایت معقولیت اور انصاف سے غور کرنا چاہیئے۔ کس کے لئے روزہ ایک پابندی ہے ؟ کس کے لئے روزہ ایک روک ہے ؟ کس کے لئے روزہ بیزاری اور تکلیف کا باعث ہے اگر ہم اس معاملہ پر ذرا صاف طور پر غور کریں اور دماغ میں کسی قسم کا تعصب نہ رکھیں اور بالبداہت نظر بنیادی وجوہ تک پہنچ جائے تو ہمیں اس اعتراض کا یہ جواب ملے گا۔

روزہ ایک شخص کے صبر اور استقلال پر ایک پابندی ہے، روزہ ایک شخص کے عیش و نشاط کے راستہ میں اخلاقی لحاظ سے ایک روک ہے۔ روزہ ایک کاروباری آدمی کے لئے تکلیف کا باعث ہے اور دنیوی معاملات کو سرانجام دینے کے لئے تکلیف کا باعث ہے ——
یقیناً ایسا ہی ہے۔ بالفاظ دیگر روزہ روزہ ہی ہے ہمیں کیا توقع رکھنی چاہیئے؟ کیا ہمیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ روزہ پھولوں کی سیج ہے ؟ یا جسمانی خوشی کے ازدیاد کا باعث یا سونے کی طشتری ہے جس کو ہم نذر رکھ کر کسی دیوی کے حضور پیش کرتے ہیں نہیں بلکہ روزہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ روزہ اصلاح کرنیوالی چیز ہے۔ ایک پابندی ہے ایک آسمانی ہاتھ ہے جس کو ایمان لانیوالے یقین کیساتھ پکڑ لیتے ہیں۔ روزہ بدی کو صاف اور دور کرنے والی چیز ہے یہ جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے اور خوشی محسوس کرنیوالے طبعی قواء کو بھی تقویت دیتا ہے قلبی اور دماغی قواء کو روشن کرتا ہے لیکن اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اس سے روح کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے روزہ کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد کیا ہے :-

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ - وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرہ ۱۸۲-۱۸۴)۔

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے ضروری ٹھیرائے گئے ہیں جیسے کہ ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھیرائے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی ہو۔ چند دن پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی پوری کر لی جائے اور جو اس میں مشقت پاتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں پھر جو کوئی تکلیف سے نیکی کرتا ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

رمضان کے مہینہ میں روزے رکھو طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک نہ کھاؤ نہ

مشروبات کو استعمال کرو اور ہر قسم کے جسمانی تعیش سے پرہیز کرو اگر تم مریض ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہو تو خدا تمہاری طاقت سے بڑھکر تم پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا تو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس سے تمہیں بہت ثواب ہوگا اگر تم سفر پہ ہو تو کسی اور موسم میں جس میں تمہیں سہولت ہو روزے رکھو لیکن رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ یہاں پہ ہمیں یسوع مسیح کے الفاظ بھی یاد رکھنے چاہئیں جو روزہ کی قدر و قیمت سے واقف تھے :۔

" اور جب تم روزہ رکھو تو ریا کاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ انہیں روزہ دار سمجھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا" (متی باب ۶)

ہم صاف طور پہ دیکھ سکتے ہیں کہ روزہ غم اور تکلیف کا باعث نہیں ہے اور نہ خود اذیتی کا ذریعہ ہے بلکہ ضبط نفس حاصل کرنیکا ایک طریقہ ہے اس سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے جس سے چہرہ چمکتا ہے اور دل خوشی محسوس کرتا ہے اور روزہ کا نتیجہ ایسا ہی ہونا چاہیئے یہ جسمانی کثافت ہے روحانی اور الہٰی نور کو ہم تک آنے سے روکتی ہے حالانکہ وہ نور ہر ایک انسانی قلب میں موجود ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد ایک اور خیال تیزی کیساتھ ہمارے دماغ میں آتا ہے۔ روزہ درحقیقت کیا ہے، شاید بعض ایسے لوگ ہوں جو اس لفظ کا مفہوم ہی نہ سمجھتے ہوں یا وہ روزہ کے حقیقی مقصد سے غافل ہوں پہلے ہم کو اس خیال کا جواب دینا چاہیئے۔

روزہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک معین وقت تک انسان کھانے سے اجتناب کرے۔ روزہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گوشت اور مچھلی کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ ہمیں اس کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے ہلکی سی غذا کا استعمال کر لینا جو صحت کے لئے مفید ہو یہ روزہ نہیں ہے جب کوئی شخص کھانا کھاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ روزہ سے نہیں ہے۔ صرف غذا کا تبدیل کر لینا روزہ نہیں ہے۔ روزہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان کھانے کو بالکل ترک کرے۔ غذا کو

ایک مقررہ وقت کے لئے بالکل ترک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیوی خواہشات سے اپنے آپ کو بالکل بلند کرے اور خدا تعالیٰ اپنی توجہ کو زیادہ مرکوز کرے ۔ ایسا کرنے سے دل میں ایک پاکیزگی اور نور پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روزہ صرف عقیدتمند دل کے لئے اچھا ہے ہم سب تو عقیدتمند نہیں ہو سکتے۔ ہم کیوں نہیں ہو سکتے کیا ہم بالکل تھک گئے ہیں۔ اگر ہم سب کوشش کریں تو مجھے اس میں شک نہیں کہ ہم سب کامیاب ہو جائیں۔ اگر ہم سب عقیدتمند نہ بھی ہوں تو بھی روزہ میں بڑے بڑے فوائد ہیں۔ موجودہ تہذیب اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ اب دماغی توازن کو قائم رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور روزہ کے ذریعہ سے اپنے اندر میانہ روی پیدا کرنے کی ضرورت ہے کبھی کبھی روزہ رکھنا ہمیشہ خواہشات اور شہوات کا غلام رہنے سے بہتر ہے۔ ہمیشہ نئے عیش کی تلاش میں پھرتے رہنے سے روزہ یقیناً بہتر ہے دنیا آج روگ میں مبتلا ہے، گو جنگ کی بیماری کا دورہ گذر چکا ہے لیکن انسانیت پھر بھی بے چین اور بیمار ہے۔ دولت پیدا کرنے پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کی گئی ہے اور سطحی خوشیوں کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی گئی ہے۔ روزہ سے اگر ساری قوم اس طرف مائل ہو تو اس سے بہت جلد موجودہ حالت میں ایک توازن قائم ہو جائیگا ۔ اور دائمی اقدار دوبارہ دنیا میں قائم ہو جائیں گی اور سکون قلب اور قناعت کا بھولا ہوا سبق دنیا کو یاد آ جائے گا۔

یا ایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلمین۔ من قبل وفی ھذا لیکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ھو مولٰکم فنعم المولٰی ونعم النصیر (الحج)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جو اس کی راہ میں کوشش کرنیکا حق ہے

اس نے تم کو چن لیا اور دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی تمہارے باپ ابراھیم کا مذہب اس نے تمہارا نام پہلے سے اور اس قرآن میں بھی مسلم رکھا ہے تاکہ رسول تمہارا پیش رو ہو اور تم لوگوں کے پیشرو بنو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوط پکڑو وہ تمہارا آقا ہے سو کیا ہی اچھا آقا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

یقیناً روزہ کی بہت ضرورت ہے اور روزہ کے فوائد کسی اور طریقہ سے حاصل نہیں کئے جا سکتے تجزیہ کرنے سے یہ معاملہ یوں ہوگا۔ انسان صرف روٹی پر زندہ نہیں رہتا انسان کا مسکن گو جسم ہے لیکن وہ جسم سے کچھ بڑھکر ہے۔ جسم کو یقیناً ایک دن بوسیدہ لباس کی مانند اتار کر پھینک دیا جائے گا لیکن روح اور سب سے اعلیٰ طاقت جو حرکت کرتی ہے سکون اختیار کرتی ہے عمل کرتی ہے اور جسم کے اندر رہتے ہوئے غور کرتی ہے وہ کبھی نہیں مرے گی۔ وہ مادی عناصر سے نہیں بنی ہوئی وہ گوشت اور جسم سے نہیں پیدا ہوئی وہ مٹی سے نہیں بنی اس لئے اس پر موت وارد نہیں ہوگی وہ خراب عناصر کے اندر کیسے رہ سکتی ہے جن میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جسم چونکہ مٹی سے بنا ہے اس لئے وہ مٹی میں مل جائیگا لیکن روح کا راستہ دائمی ہے۔

میں نے کس بناء پر یہ کہا ہے آخر اس کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہیئے۔

روزہ کی حقیقی قدر و قیمت کو واضح کرنے کے لئے۔ خوراک سے جسم بنتا ہے لیکن روح کو کسی مادی غذا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ روح جسم میں سے نہیں ہے۔ حد سے زیادہ تن پروری سے جسم کو تفوق حاصل ہو جاتا ہے اور روح کا نور اس سے ماند پڑ جاتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ جسم کو روح کی حکومت اور اقتدار کا احساس دلایا جائے اور اس کی اس طرز پر تربیت کی جائے کہ اس کے اندر یہ احساس پیدا ہو سکے۔ عارضی طور پر جسم کو مضمحل کر دینا چاہیئے تاکہ روح روشن ہو جائے اور تن پروری سے اس پر ایک پردہ سا جو پڑ گیا ہے وہ ہٹ جائے اور جسم کی تمام روکیں روح کے راستہ سے دور ہو جائیں۔

مسجد ووکنگ میں آ جاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں ہے۔ برطانیہ عظمٰے کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علمیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخرکار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اوّلیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی دو ہی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اسی واسطے اس مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاوا۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور کے مسلمان۔ افریقہ

ؤکنگ مسلم مشن انگلستان کی ں کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۰ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک بریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس الہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام دو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ ہے۔ (۷) ووکنگ سلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ رپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ ں مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی تو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینیٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارین نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

۱۳) ضروری ہدایات ۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)۔

(نام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان) ہونی

VEMBER 1946. R. L. No. 908.

۳۳

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ خواجہ عبدالغنی سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

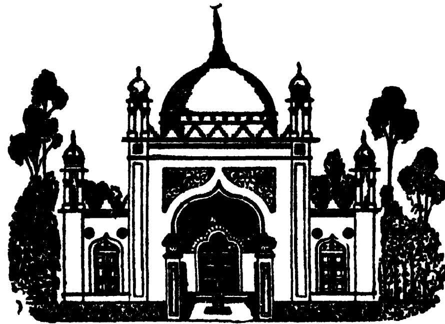
ترجمہ — اور چاہیے تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ترجمہ — وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان



مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ، امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن** — ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد** — (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک** — (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** — (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ، امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاہ سے توضیح کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس کی آمدنی حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے تمام اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ ذی الحج ۱۳۶۵ھ م ماہ نومبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۱

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع

شذرات

شاہجہان مسجد ووکنگ میں نماز عید الفطر

آجکل چونکہ ڈاک کا انتظام کچھ بے ڈھب سا ہے اسلئے ڈاک دیر سے موصول ہوتی ہے۔ اس وجہ سے گذشتہ عید الفطر مسجد ووکنگ کی ۔ رُوئداد بھی کچھ تعویق سے موصول ہوئی۔ شاہجہان مسجد ووکنگ میں عید الفطر کی تقریب نہایت سرگرمی سے منائی گئی۔ عید الفطر کا اجتماع پہلے مجمعوں سے زیادہ پر رونق تھا۔ چار سو سے زیادہ تعداد میں لوگ اس اجتماع میں شریک ہوئے سمجھدار طبقہ کے لوگ اچھی تعداد میں موجود تھے نومسلمین کی تعداد بھی کافی تھی۔ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ گذشتہ عید الفطر کے اخراجات نومسلمین نے ہی برداشت کئے قریبًا ۲۰۰ پونڈ چندہ ہوا اس سے پہلے عید کے موقعہ پر کبھی اتنا چندہ نومسلمین کی طرف سے جمع نہیں ہوا اس چندہ سے عید الفطر کے تمام اخراجات پورے ہوگئے چندہ کی اس رقم سے نومسلمین کی قلبی حرارت اور اسلامی سرگرمی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انگریز نومسلمین کے قلوب میں اسلام نہایت مضبوطی سے گڑ چکا ہے اور انہیں احساس ہوچکا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے باقی اقوام سے ایک نمایاں شان اور حیثیت رکھتے ہیں اور وہ انگلستان میں اسلام کی تبلیغ اور استحکام کے لئے غیر معمولی قربانیاں کرنے کو بھی تیار ہیں اور وہ اس قابل ہوگئے ہیں کہ اس کام کو سنبھال لیں۔ اسلام کے لئے انھوں نے اپنے آبائی مذہب عیسائیت کو ترک کیا اور اب وہ اسلام کے لئے مالی ایثار کرنے کو بھی مستعد ہیں یہ نہایت اچھی علامات اور آثار ہیں جن سے ووکنگ مسلم مشن کے روشن مستقبل کا اندازہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ

تھے۔ مختلف وفود کے ارکان اور ہندوستانی طلباء نے کثرت سے شمولیت کی۔ ان سے نسبتاً تھوڑی تعداد میں مصر، ترکی اور عراق کے

ہمارے ان دور افتادہ بھائیوں کو مزید جوش، ایثار اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آج جہاں ہمیں اس بات سے خوشی ہے کہ یہ نومسلمین حمایت اسلام کے لئے غیر معمولی جذبات رکھتے ہیں وہاں اس بات کا اندازہ کر کے بھی ہمارے دل مسرور ہیں کہ آج سے تینتیس سال پیشتر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے انگلستان میں اسلام کا جو بیج بویا تھا وہ پودے کی شکل میں نمودار ہوا اور آج وہ پودا درخت بن کر ثمر پیدا کرنے کو ہے ــــ گذشتہ عیدالفطر کے موقعہ پر ہمارے نومسلم بھائیوں نے جس خلوص کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس خلوص کی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ عیدالفطر کی تقریب بہت کامیاب رہی گو اس موقعہ پر موسم خوشگوار نہیں تھا عین وقت پر بارش شروع ہو گئی تھی لیکن موسم کی خرابی کے باوجود تقریب خوب بارونق رہی عید ۲۸ اگست کو منائی گئی تھی جناب نواب صاحب بہاولپور کے چھوٹے صاحبزادے نواب صاحب کے وزیر حضوری کے علاوہ میجر ہاشمی صاحب اور حکومت حیدرآباد دکن کے وزیر تعمیرات عامہ نواب زین یار جنگ نے بھی عیدالفطر میں شمولیت فرمائی۔

یورپ اور تبلیغ اسلام

اخبار صدق لکھنؤ میں ایک مضمون "تاتاریت اور افرنگیت میں مماثلت" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے اس مضمون کے لکھنے والے مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ہیں اس مضمون کی تیسری قسط صدق مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ رقمطراز ہیں :۔

"سوال یہ ہے کہ اس کے بعد تاتاریوں کے اسلام لانے کی یہ توجیہ کہ "اس جہل اور وحشت نے ان کو مسلمانوں کے علم و تہذیب کے آگے جھک جانے پر مجبور کیا"، کیا واقعہ کے مطابق توجیہ باقی رہتی ہے اور اس کے ساتھ خود مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ نہیں

ہے کہ ان کے جس اسلام نے تاتاری بادشاہوں کو مسلمان ہونے پر آمادہ کیا وہی اسلام اگر کوشش کی جائے یورپ اور امریکہ پر حکمران قوموں کو مسلمان بنا لینے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسلام فطرت انسانی کے لازوال سوالوں کا لازیبی اور قطعی جواب ہے۔ ان سوالوں کا جواب نہ تاتاریوں کی مزعومہ وحشت وجہالت دے سکتی ہے اور نہ ان سوالوں کے حل کرنے میں یورپ اور امریکہ کا فلسفہ اور سائنس کامیاب ہو سکتے ہیں فطرت انسانی کے ان ہی دبے ہوئے یا دبائے ہوئے سوالوں کا ابھار دینا مسلمانوں کا کام صرف اسی قدر ہے۔ سوالات کے ابھر جانے کے بعد جواب بن کر اسلام خود کھڑا ہو جائیگا کہ آج اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ان سوالوں کے قطعی غیر مشکوک جوابات اسلام کے سوا اور کسی کے پاس نہیں''

مولانا فرماتے ہیں کہ تاتاریت اور فرنگیت میں مماثلت ہے تاتاری اپنے عسکری نظام اور دوسری خصوصیات کے لحاظ سے فرنگیوں سے پست نہیں تھے اگر اسلام میں تاتاری بادشاہوں کے لئے اپیل تھی تو آج یورپ اور امریکہ بھی اسلام کو قبول کر سکتے ہیں کیونکہ اسلام میں فطرت انسانی کے لازوال سوالوں کا جواب موجود ہے مسلمانوں کا صرف یہ کام ہے کہ وہ فطرت انسانی کے دبے ہوئے سوالوں کو ابھار دیں ان سوالات کے ابھرنے کے بعد اسلام خود جواب بن کر کھڑا ہو جائے گا اور اپنی صداقت کو ان اقوام سے منوا لیگا ——— اس میں شک نہیں کہ تاتاریت اور فرنگیت میں کافی حد تک مماثلت موجود ہے اور اسلام میں انسانی فطرت کے لازوال سوالوں کا جواب بھی موجود ہے لیکن مغربی اقوام کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے مسلمانوں کی طرف سے ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے ایک ایسے تبلیغی نظام کی ضرورت ہے جو ان اقوام کی نفسیات، مشکلات اور ان کے علوم و فنون کے پس منظر پر ان کے سامنے اسلام کو پیش کر سکے۔ بغیر ایک زبردست تبلیغی جد وجہد کے یہ اقوام اسلام کی طرف مائل نہیں ہو سکتیں ان اقوام کے راستہ میں بہت سی رکاوٹیں ہیں جو انہیں اسلام کی طرف نہیں آنے دیتیں اس نوعیت کی رکاوٹیں تاتاریوں کے سامنے نہیں تھیں۔ مثلاً ان اقوام کے قلب و دماغ میں

اسلام کے خلاف ایک تعصب موجود ہے جو حروب صلیبیہ کے زمانہ سے چلا آتا ہے اور اس تعصب کے پیدا کرنے والے عیسائی پادری ہیں گو مغربی قومیں ایک حد تک عیسائی پادریوں کے تسلط سے آزاد ہو چکی ہیں اور خالص عقلیت اور مادیت کی پرستار ہیں لیکن اس عقلیت پرستی کے باوجود وہ تعصب ان کے رگ وپے میں موجود ہے وہ اسلام کو بربریت کا مذہب سمجھتی ہیں صدیوں کے اس تعصب کو دور کرنے کے لئے ایک زبردست تبلیغی عمل کی ضرورت ہے مستشرقین نے مغربی فضا کو کافی حد تک صاف کیا ہے لیکن ان کی طرز اور اسلوب میں بھی یہ تعصب بین السطور طور پر کارفرما ضرور ہوتا ہے اور دوسرے ان کے خیالات صرف علمی حلقوں میں ہی محدود رہتے ہیں اور عوام میں نہیں پھیلتے۔ اس لئے عوام پر ان کے خیالات کا چنداں اثر نہیں ہوتا۔ دوسری روک ان قوموں کے راستہ میں یہ ہے کہ یہ مذکورہ اقوام عیسائیت سے بیزار ہو کر مذہب سے ہی بیزار ہو چکی ہیں مذہب میں ان کے لئے کوئی اپیل نہیں خصوصاً مذہب کی اس شکل سے یہ قومیں ضرور بیزار ہیں جسے عیسائیت ان اقوام کے سامنے پیش کرتی ہے ان اقوام کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس روک کو دور کرنا پڑے گا اور یہ بھی آسان کام نہیں اس کے لئے بھی ایک عظیم الشان تبلیغی سعی کی ضرورت ہے تیسری روک ان اقوام کے راستہ میں یہ ہے جو دوسری روک کا ہی حصہ ہے کہ یہ قومیں وحی اور الہام کو محض توہم پرستی خیال کرتی ہیں ان کے نزدیک تمام عمرانی مسائل میں صرف عقل انسان کی رہنما ہے۔ ان اقوام کے نظام کی بنیاد خالص مادیت اور جوہریت پر ہے اس مادیت کا علمی محاسبہ کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے اور اس کی کمزوریوں کو واشگاف کر کے اسلامی روحانیت کو پیش کرنا چاہیئے۔ چوتھی روک ان قوموں کے راستہ میں خود مسلمانوں کا جمود اور بے حسی ہے قریباً سارے اسلامی ممالک کسی نہ کسی رنگ میں یورپ کے مقلد ہیں اور مغربی تہذیب سے متاثر ہیں اس لئے جماعتی رنگ میں اسلام کا صحیح نمونہ ان اقوام کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ان روکوں کے علاوہ بھی بعض مشکلات ہیں جو یورپ کو اسلام کی طرف مائل نہیں ہونے دیتیں ان روکاوٹوں سے مسلمان

مفکرین کو قطع نظر نہیں کرنا چاہیئے ان کو پیش نظر رکھ کر مغرب کے لئے کوئی نظام تبلیغ قائم کرنا چاہیئے ورنہ محض کسی مضمون کے ضمنی فقرات سے یورپ میں تبلیغ اسلام نہیں ہوسکتی۔ تاتاری بادشاہوں اور مغلوں کے راستہ میں یہ مشکلات نہیں تھیں سب سے بڑھ کر ان کا مزاج مذہبی تھا اور دوسرے اس زمانہ کے مسلمان بھی اتنے بے حس نہیں تھے جتنے کہ اس زمانہ کے مسلمان ہیں قرون وسطیٰ کے مسلمان تاتاریوں کے مقلد نہیں تھے بلکہ ان کے قلوب میں اپنے مذہب کی عظمت کا احساس بدرجہ اتم موجود تھا اور اس کی عظمت کو منوانے کے لئے وہ ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہتے وہ سیاسی لحاظ سے تاتاریوں سے مغلوب ہوئے لیکن دینی اعتبار سے کبھی مذہب غیر کے پیروؤں سے مغلوب نہیں ہوئے لیکن بیسویں صدی کے مسلمان کی مذہبی اور دینی حالت ان سے بالکل مختلف ہے اس کا ایمان مضمحل ہے اور قوتِ عمل کی بجائے اس میں جمود ہے۔ یہ وہ مشکلات ہیں جو مغرب میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے ایک مبلغ اسلام کو پیش آسکتی ہیں اور ان مشکلات کو ہم اپنے تجربہ کی بنا پر پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر ان روکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مسلمان قوم اپنی پوری قوت کے ساتھ کوشش کرے تو مغربی اقوام یقیناً اسلام کو قبول کر سکتی ہیں اور اس وقت ان اقوام کو جو مشکلات درپیش ہیں ان سے نجات حاصل کر سکتی ہیں۔ مادیت کی کارفرمائی اور عقل کی رہنمائی نے ان اقوام کو پیہم جنگوں کے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے مغربی تہذیب اس وقت سکرات موت میں ہے اور یہ جنگیں موت کی ہچکیاں ہیں یہ مریض صرف اسلام کے نوش دارو سے بچ سکتا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان اس طرف متوجہ نہیں ہوتے اُن کے پاس اسلام کی نعمت ہے۔ لیکن وہ اس نعمت کی شان اور عظمت سے بیخبر ہیں نہ تو وہ اس سے مستفیض ہوتے ہیں نہ دوسری اقوام تک اسلام کے پیغام کو پہنچاتے ہیں۔ تبلیغ اسلام کے بلند فریضہ سے جتنی غفلت کا ثبوت مسلمانوں نے اس زمانہ میں دیا ہے اس کی نظیر اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ووکنگ مسلم مشن قریباً پینتیس سال سے مغرب کی ایک دور افتادہ وادی میں اس فریضہ کو سرانجام دے رہا ہے لیکن اس مشن کی مسلمانوں کو جس حد تک مدد کرنی چاہیئے تھی افسوس ہے کہ اس حد تک مسلمانوں نے اس کی مدد نہیں کی لیکن اسکے باوجود اللہ

تبلیغی مساعی کو بار ور کیا اور آج اینگلو سیکسن نومسلمین کی ایک جماعت معرض وجود میں آچکی ہے
یہ نومسلمین سرگرم اور فعال مسلمان ہیں ان کے قلوب میں حرارت ایمانی موجود ہے اور اسلام
قبول کرنے کے بعد یہ لوگ نہایت جرأت اور استقلال کے ساتھ اسلام سے وابستہ ہیں اور
اب ان کی یہ حالت ہے کہ وہ صرف اسلام پر خود ہی کاربند نہیں بلکہ تبلیغ اسلام کی ایک
منظم کوشش کی صلاحیت بھی اپنے اندر رکھتے ہیں ان نومسلمین کے جذبۂ ایمان سے بخوبی اندازہ
ہوسکتا ہے کہ واقعی یہ اقوام اسلام قبول کرسکتی ہیں لیکن اس کام کو وسیع پیمانہ پر سرانجام دینے
کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کے پیش نظر مہیا نہیں ہوسکتے
جس زمانہ میں بانئے ووکنگ مسلم مشن نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا اس وقت
یورپ میں تبلیغ اسلام کو ایک پاگل پن خیال کیا جاتا تھا لیکن آج خدا کے فضل سے وہاں خدا
اور اس کے رسولؐ کے نام لیواؤں کی ایک جماعت تیار ہوچکی ہے اور مسلمان علماء جن کو اللہ تعالیٰ
نے نور فراست عطا فرمایا ہے وہ بھی سمجھنے لگے ہیں کہ یورپ اس وقت اسلام قبول کرنے کے
لئے آمادہ ہے چنانچہ یہ مذکورہ مضمون جس کے متعلق ہم یہ شذرہ لکھ رہے ہیں اس پر شاہد ہے
ہم صرف اتنی گذارش کرتے ہیں کہ ان بزرگوں اور دوستوں کو یورپ میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے
جن مشکلات کا پیش آنا قطعی ہے ان سے بیخبر نہیں ہونا چاہیئے اور ان مشکلات کو سمجھ کر صرف
مضمون لکھ دینے پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیئے یا اگر
وہ خود کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکتے تو انہیں کم از کم اس تبلیغی ادارہ کی مدد کے لئے تحریک کرنا چاہیئے
جو اس تبلیغی فریضہ کو قریباً تینتیس ۳۳ سال سے سرانجام دے رہا ہے۔

نازی لیڈروں کے مقدمہ کا عبرتناک فیصلہ

ہمارے قارئین نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا کہ نورمبرگ کی بین الاقوامی عدالت نے نازی لیڈروں کے
مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ گوئرنگ اور ربن ٹراپ کے علاوہ دس نازی لیڈروں کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے اور

آج خبر شائع ہوئی کہ بدھ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو انہیں پھانسی دے دی جائے گی۔ بعض لیڈروں کو عمر قید اور بعض کو بیس پندرہ اور دس سال کی قید کی سزائیں ہوئی ہیں اور تین متقدر لیڈروں کو بری کر دینے کے بعد دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے ـــــ ان نازی لیڈروں کا انجام عبرتناک ہے، ان لیڈروں کو جو سزائیں دی گئی ہیں ہم اس کے متعلق کچھ لکھنا نہیں چاہتے اور سیاسی اعتبار سے اس فیصلہ پر تنقید کرنا ایک مذہبی رسالہ کی پالیسی سے باہر ہے ہم صرف مذہبی اور انسانی اعتبار سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نازی لیڈر اپنے دور اقتدار میں بعض نہایت افسوسناک اور پایۂ انسانیت سے گرے ہوئے جرائم کے مرتکب ہوئے ان لوگوں نے تمام روئے زمین کے انسانوں کو خانماں برباد کرنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آخر ان جرائم کے ارتکاب کی وجہ کیا تھی؟ حقیقی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ اخلاق اور روحانیت کے سرے سے قائل ہی نہیں تھے یہ مادیت پرست تھے اور جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کے اصول کے قائل تھے ان کے نزدیک سب سے بڑا اصول جرمن قوم کا تفوق اور باقی تمام نوع انسانی کی غلامی تھا۔ یہ لوگ کسی جزا اور سزا کے قائل نہیں تھے مگر ناموس فطرت نے اور قدرت کے قانون مکافات نے انہیں انسانوں کی عدالت میں کھڑا کیا اور اس عدالت نے ان کو عبرتناک سزائیں دیں۔ لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ان نازی لیڈروں کو سزا دے کر دنیا سے جرم اور بدی کا خاتمہ ہو گیا ہرگز نہیں! اس دور کا اصل مرض جس سے یہ جرائم پیدا ہوتے ہیں وہ فلسفۂ حیات ہے جس کو مغرب نے پیش کیا ہے یہ مادیت کے ہی مختلف پہلو ہیں جو کبھی سرمایہ داری کبھی فسطائیت اور کبھی بالشوزم کے رنگ میں رونما ہوتے ہیں دنیا میں ساری کشمکش اس فلسفۂ حیات کی وجہ سے ہے جب تک بنیادی اصولوں کی اصلاح نہ ہوگی اور ان اصولوں میں اخلاق اور روحانیت کو مرکزی جگہ نہ دی جائیگی اس وقت تک ان بین الاقوامی جرائم کا سلسلہ نہیں رکے گا۔ ایک جرم دوسرے جرم کو پیدا کریگا اور یہ جرائم کا سلسلہ قیامت تک پھیلتا چلا جائیگا ان جرائم کو دور کرنیکا اصل طریقہ یہ ہے کہ انسانی قلوب کا تزکیہ کیا جائے وہ تزکیہ سوائے روحانیت اور اخلاق کے نہیں ہو سکتا یہ وہ اصل بات ہے جس کی طرف مغرب کے ارباب حل و عقد کو توجہ مبذول کرنی چاہیئے اگر وہ اس طرف توجہ نہیں کریں گے تو ان عارضی فیصلوں سے جرم کی اصلاح نہ ہوگی بلکہ مرض میں زیادتی ہوتی جائے گی اور ایک دن یہ فساد ساری مغربی تہذیب کی بربادی کا باعث بن جائیگا۔

معاشی ضروریات

خارجی اور داخلی

{از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب}

سماجی مسائل کو حل کرنے کی کوشش عموماً اشیاء کے غلط تصور سے کی جاتی ہے تمام عناصر اور اجزاء کو جو کہ خارجی دنیا میں پائے جاتے ہیں ان پر غور کیا جاتا ہے لیکن سب سے اہم جزو کو جو ہمارے اندر موجود ہے اسکو بالعموم نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے آیا غفلت اس کا باعث ہے یا قصداً اس دشوار کام کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو اس میں مطلق شک نہیں کہ یہ درحقیقت ایسے عنصر کو نظرانداز کرنا ہے جو سب سے بڑھکر اہم ہے۔ دنیا میں معاشی ضروریات موجود ہیں اس میں کون شک کرسکتا ہے اور ان سے کون انکار کرسکتا ہے اور ہم اپنے کمیونسٹ دوستوں کے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ سب انسانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں وافر اشیاء موجود ہیں۔ لیکن حرص اور جائز ضرورت میں بڑا بعد ہے جائز ضرورت کو تو پورا کیا جاسکتا ہے لیکن حرص کی تسلی کبھی نہیں ہوسکتی اس لئے ہمارا یہ محکم ایمان ہے کہ دولت کی مساوی تقسیم کی تمام کوششیں تشنۂ تکمیل رہیں گی جب تک کہ انسان کے دل پر حرص کا قبضہ رہے گا اور اس قبضہ کو دور کرنے کا کوئی علاج نہ سوچا جائیگا۔ اگر تم جذبۂ رقابت کا تجزیہ کرو جو طبقاتی نزاع کا بنیادی عنصر ہے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ احساس ایک شخص کی دولت سے محرومی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ احساس اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک شخص اپنے افلاس کا مقابلہ دوسرے شخص کی املاک سے کرتا ہے لیکن یہ احساس دراصل داخلی حیثیت ہی رکھتا ہے اور اسی محرومی کے احساس کو محدود اور مشروط نہیں خیال کرنا چاہیئے اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو یہ تمام حدود

اور شرائط کو توڑ دیتا ہے۔ تربیت نفس کے فقدان نے موجودہ تہذیب کے اندر ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو کہ ہر ایک سے رقابت رکھتا ہے وہ لوگ صرف ان لوگوں سے ہی رقابت نہیں رکھتے جو ان سے مالی لحاظ سے بہتر ہیں بلکہ ان سے بھی رقابت رکھتے ہیں جو ان کے ساتھ مساوی سطح پر ہیں اگر کوئی ایسی صورت پیدا کر دی جائے کہ دولت کی مساوی تقسیم کا پروگرام بروئے کار آ سکے، تو نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے جذبۂ رقابت کو پہلے کی طرح ہی فروغ ہوگا اگر ہم اس مسئلہ کا ذرا اور گہری نظر سے مطالعہ کریں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ یہی احساس ہے جو سادہ اور کمزور لوگوں پر ستم توڑنے اور ان سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے طاقتور اور اثر و نفوذ رکھنے والوں کو ترغیب دیتا ہے دوسروں کو لوٹنا اور ان کی دولت کو غصب کرنا بھی دراصل جذبۂ رقابت کی ہی ایک نہایت گھنونی شکل ہے۔ اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے انسان جو کشمکش کرتا ہے اور اس کشمکش کے لئے اس کے اندر جو طاقت ودیعت کی گئی ہے یہ طاقت اگر جائز حدود سے تجاوز کر جائے تو انسان دوسروں کی جان کا لاگو ہو جاتا ہے۔ ایسے کج رو شخص کے نزدیک دوسرے لوگوں کی زندگی کا صرف یہی مقصد ہے کہ وہ اس کی بقا کا ذریعہ بنیں اور اس کے لئے سامان تعیش مہیا کریں اس لئے سب خرابیوں اور معائب کی جڑ یہی جذبۂ رقابت ہے اور یہ بھیانک جذبہ بھی انسانی حرص کی پیداوار ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان طبعاً حریص واقع ہوا ہے حرص دراصل املاک کی جائز خواہش کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے اپنی اصلی صورت میں یہ خواہش دنیا کے تمام معاملات اور ایجادات کی محرک ہے یہ خواہش جب بگڑ جاتی ہے تو اس وقت حرص کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جائیداد پیدا کرنے کی صحیح خواہش عین انصاف کے مطابق ہے کیونکہ یہ جانتی ہے کہ کونسی اشیاء کو بغیر سوسائٹی کا امن تباہ کئے حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ وہ اشیاء اس شخص اور سوسائٹی کے دوسرے افراد کے لئے مفید ہیں اور اگر وہ اشیاء حاصل نہ ہو سکیں تو اس سے کسی قسم کی افسردگی اور محرومی کا احساس پیدا نہیں ہوتا اس کے برعکس حرص شوریدہ ہے جب وہ اپنے مقصد میں ناکام رہتی ہے تو توازن کھو دیتی ہے اور افسردہ ہو جاتی ہے۔ جس سوسائٹی میں حرص عام ہو اس کے متعلق سمجھ لینا

چاہیئے کہ اس کے افراد کے اس جذبہ کی صحیح تربیت نہیں ہوئی وہ جذبہ جو کہ سوسائٹی کی بہتری اور بہبودی کے لئے بطور بنیادی محرک کے تھا اس میں اختلال پیدا ہو چکا ہے۔ یہ اختلال ایک فرد اور سوسائٹی کو جائز اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے روزی کمانے سے محروم نہیں کرتا بلکہ دولت کے متوازن صرف سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ یہ تربیت نفس صرف مذہب ہی کر سکتا ہے۔ ایسی سوسائٹی کے افراد کو ضرورت ہے کہ وہ کسی اعلیٰ مذہبی نظام کو اختیار کریں تاکہ جائیداد پیدا کرنے کی جائز توازن حرص میں نہ بدل جائے۔ اس ضمن میں اسلامی نظام نے حضرت محمد صلعم کے زمانہ میں نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا ہے۔

اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی پیدا کی جو اپنے معاشی اعمال میں نہایت متوازن اور بہتر تھی جو قانون شریعت کے جائز حدود میں رہتے ہوئے زندگی بسر کرتی تھی نہ تو اس سوسائٹی میں کنجوسی تھی اور نہ فضول خرچی اور اس سوسائٹی نے یہ مقام تزکیہ نفس سے حاصل کیا تھا جسے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:۔

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰما۔ والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً (الفرقان)

ترجمہ:۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکسار سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام۔ اور جو رات بسر کرتے ہیں اس حال میں کہ اپنے رب کے آگے سجدہ کرنے والے ہوں اور کھڑے ہوں ــــــ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دماغ حرص کے چنگل سے آزاد ہو چکے ہوں۔ وہ بڑے فعال لوگ تھے ان کے اندر خود اعتمادی حد سے زیادہ تھی اور کاروبار میں بھی انہیں خوب مہارت تھی جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ وہ معاشی ضروریات سے اچھی طرح سے واقف تھے۔ وہ نہ تو ڈاکو تھے اور نہ امپیریلسٹ تھے کیونکہ انھوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ حرص کو اپنے دماغوں سے خارج کر دیا تھا۔ بالفاظ دیگر انہیں اس بات کا بخوبی علم تھا کہ حقیقی ضرورت اور جھوٹی خواہش یعنی حرص میں کیا

فرق ہے۔ آنحضرت صلعم کی پیغمبرانہ رہنمائی میں انھوں نے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیا تھا کہ آدمی کی معاشی زندگی کا داخلی پہلو اس کے خارجی پہلو سے زیادہ اہم ہے۔ ہم لوگ جو اس دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں اپنے تمام اخلاص کے باوجود اگر اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں اور انسان کی جائز ضرورت کو اس کی حرص سے خلط ملط کرتے ہیں تو ہم ان حد سے بڑھی ہوئی ضروریات کو کبھی پورا نہیں کر سکتے اور انفرادی اور طبقاتی رقابت کا خاتمہ نہیں کر سکتے اور جب تک دنیا میں یہی حالات بدستور رہے جو ہمیں آج کل نظر آتے ہیں اس وقت تک دنیا میں حقیقی امن بھی قائم نہیں ہو سکتا۔

اس بات کو ذرا واضح کرنے کے لئے یوں کہا جا سکتا ہے کہ انسانی دماغ میں ضرورت کا جو تصور ہوتا ہے وہ درحقیقت ایک دماغی کیفیت ہی ہوتی ہے اسے حقیقت سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا اس بات کو نمایاں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ متمدن زندگی میں ضروریات دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس کے مطابق اخلاق نہیں پیدا ہوتا اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر ایک شخص کو تمام دنیا کی دولت سمیٹ کر دے دی جائے اور باقی تمام انسانوں کو اس دولت سے محروم کر دیا جائے تو بھی اس شخص کی ایسی ضروریات ضرور ہوں گی جو پوری نہیں ہوتی ہونگی۔ دانشمندانہ طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص صرف اسی قدر ضروریات رکھے جو اس جسمانی زندگی کو بسر کرنے کے لئے لازمی ہیں اور اگر اس کے علاوہ بھی خود بخود اس کے حصہ میں کچھ آ جائے تو اس پر قناعت کر لینی چاہیئے لیکن اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے تزکیہ نفس کی ضرورت ہے لیکن اس کے لئے عقیدہ تمدنی اور مذہبی اعمال کی ضرورت ہے صرف اس کلچر کے ذریعہ سے ہی ایک شخص اپنی ضروریات کو اس حد تک محدود کر سکتا ہے جو درحقیقت لازمی ہیں یا اس پر قناعت کر سکتا ہے جو خود بخود اس کے حصہ میں آ جاتا ہے یہی وہ اخلاقی مقام ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوتا ہے:۔ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۔ اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچ جائے تو وہی کامیاب ہیں ــــ یہی وہ مقام ہے جہاں دور حاضر کے ماہران معاشیات نے ٹھوکر کھائی ہے اپنے فکر کے ابتدائی دور میں انھوں نے معاشی ضروریات کے داخلی پہلو کو نظر انداز کیا لیکن جب

انھوں نے اپنے نظریات کو تشکیل دی اور فکر میں ترقی کی تو انھوں نے انسانی زندگی کے معاشی پہلو کا اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر تصفیہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس معیار کو رد کر دیا اور اس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے معاشی طبقات آج ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس ناگوار حقیقت کو وہ چونکہ چھپا نہیں سکتے تو یہ مفکرین اور ماہرین معاشیات ہمیں یہ کہکر تسلی دیتے ہیں کہ دنیا کے موجودہ اور بھیانک اور خطرناک حالات ارتقاء انسانی کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ اس سے بڑھکر افسوسناک فلسفۂ حیات تصور میں نہیں آ سکتا۔ غالباً یہ نظریہ بقائے اصلح کا منطقی نتیجہ ہے جو کہ حیوانی دنیا کو ایک غلط نقطۂ نگاہ سے دیکھنے کے باعث معرض وجود میں آیا۔ آدمی کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ وہ حقائق کو پہلے سے قائم کئے ہوئے تصورات کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ مہذب انسانیت اب ان نظریات سے تنگ آ چکی ہے جنہیں اجتماعی زندگی کے اصول قرار دیا گیا ہے۔ دنیا رفتہ رفتہ اس بات کو سمجھ رہی ہے کہ یہ سائنسدانوں اور ماہرین معاشیات کا کام نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کے لئے اصول و قوانین مدون کریں بلکہ اس کام کے لئے ان سے زیادہ بلند شخصیت کے لوگ درکار ہیں جو اس ذمہ داری کے کام سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ غور و فکر کرنے والے لوگوں پر یہ حقیقت منکشف ہو رہی ہے کہ سماجی تعلقات کے مسائل کو صرف وہی قائدین حل کر سکتے ہیں جو روح کی مادہ پر فوقیت کی نہایت اعلیٰ تفہیم رکھتے ہوں۔ دن بدن دنیا اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ وہ ضروریات جنہیں انسانی ضروریات کہا جاتا ہے وہ عموماً غیر حقیقی ہوتی ہیں اور انہیں تربیت نفس کے ذریعہ سے بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ یہ کمی اگر وجود میں آ جائے تو اس سے دولت کی مساوی تقسیم میں بہت مدد ملے گی اور اس کے علاوہ انسان کو وہ قلبی خوشی بھی حاصل ہو گی جس کی تلاش میں وہ مادی دنیا کے اندر بھٹک رہا ہے اور اس خوشی کو نہایت غلط بینی کے ساتھ املاک اور دنیوی آرام میں پوشیدہ سمجھتا ہے اگر معاشی ضروریات کا داخلی پہلو ہمارے سامنے آ جائے تو ہم اس صورت میں اس قابل ہو سکیں گے کہ جائز ضروریات اور مصنوعی ضروریات میں امتیاز کر سکیں اور ان کے جائز حصول اور ناجائز حصول میں امتیاز

قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے تمام انسانوں کی جائز ضروریات کو پورا کرنا یقیناً قابلِ تعریف کام ہے۔ لیکن جب تک اس مسئلہ کے داخلی پہلو پہ توجہ مبذول نہ کی گئی تو مصنوعی ضروریات انسانی حرص کی آگ کو بھڑکاتی رہیں گی اور یہ بلند نصب العین کبھی شرمندہ معنی نہ ہو سکے گا۔ جیسا کہ ابھی ہم نے عرض کیا ہے کہ یہ انسان کی حد سے بڑھی ہوئی حرص ہے جو ہر قسم کی ناجائز منفعت کی جڑ ہے۔ اگر ہم اس قابل ہو سکیں کہ ایک ایسا ثقافتی معیار قائم کریں کہ جس کے مطابق زندگی بسر کر کے انسان جذبۂ حرص کا اظہار کرنے سے منفعل ہو جائے تو سمجھ لو اسی دن دنیا سے ناجائز منفعت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ناقابل عمل اور ناممکن ہو۔ تمام پیغمبر جو بانیانِ مذاہب ہوئے ہیں انھوں نے اس بات کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے اس کے لئے قوت ارادی اور قوت عمل کی ضرورت ہے اس نصب العین کو حاصل کرنے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔

اسے بد قسمتی سمجھئے کہ موجودہ تہذیب کے اصول انسان کے جذبۂ حرص کے لئے سازگار ہیں بلکہ دوسروں کے اندر حرص پیدا کرنا نہایت احسن سمجھا جاتا ہے اور اس کام کے لئے آرٹ کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ کاروباری پروپیگنڈا بھی اس کے لئے ممد ہے۔ ہم سب ان غلط رہنمائی حاصل کرنیوالوں کی تعریف کرتے ہیں جو دنیا کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور دنیا کو معاشی ضروریات کے نام پہ اپیل کر رہے ہیں۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں اس عامیانہ پروپیگنڈا کے ذریعہ سے انسان کی روزمرہ زندگی میں بعض ایسی باتوں کا بھی اضافہ ہوتا ہے جو درحقیقت انسان کے لئے مفید ہیں اور درحقیقت وہ معاشی قدر و قیمت رکھتی ہیں لیکن ان کی نسبت ہمیشہ بہت قلیل ہوتی ہے جب ان کا مقابلہ ان چیزوں سے کیا جائے جن کی قدر و قیمت صرف انسانی دماغ کی ہی رہین احسان ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات نہایت وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ عصر حاضر کا انسان اپنے احساس ضروریات سے زیادہ متاثر ہے اس ضمن میں ہمیں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جو اپنے پروپیگنڈا کے ذریعہ سے ہماری تہذیب زندگی پر مسلط ہیں جو خیالات اور صنعتی اشیاء کے ذریعہ سے ہمارے

دماغوں پر قابو حاصل کئے ہوئے ہیں جب تک دنیا کے اندر یہ حالات جاری ہیں ہم اپنی طبعی سادگی کی وجہ سے یہ خیال کرتے رہیں گے اور اپنے آپ کو اس خیال سے جھوٹی تسلی دیتے رہیں گے کہ خارجی قوانین اور انتظام کے ذریعہ سے اس معاشی مسئلہ کا حل ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ توقع شعلۂ صحرائی کے تعاقب سے کم مضحکہ خیز نہیں۔

اگر آپ موجودہ دماغ کا تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی ساخت میں عموماً دو بڑی باتیں پائی جاتی ہیں (الف) زندگی سے انتہا درجہ کی مایوسی جو معاشی ضروریات کے پورا نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے (ب) اور افلاس کا خوف جس کا مطلب یہ ہے کہ معیار زیست گھٹیا درجہ کا ہو جائیگا۔

کیا حکومت کبھی مستقبل میں اس قابل ہو جائے گی کہ ہر ایک کو اس کی ضروریات کے مطابق اشیاء مہیا کر سکے یہ مسئلہ ابھی زیر بحث ہے اس نصب العینی تصور کے بالکل برعکس ہم ایک میلان پاتے ہیں اور یہ میلان ان حکومتوں میں پایا جاتا ہے جو کہ اس مذکورہ بالا نصب العین کی حمایت کا خواب رکھتی ہیں۔ اس کی وجہ پوشیدہ نہیں ہے انفرادی ضروریات کے تعین کرنے کا کام ایسا نہیں ہے جس کو کبھی تاریخ کے دور میں حکومت نے سرانجام دیا ہو۔

جب تک یہ نصب العین حاصل نہ ہو جائے خارجی انتظامات انسانی دماغ کے لئے ہرگز ہرگز وجہ تسلی نہیں ہو سکتے یہ اس صورت میں تشفی بخش ہو سکتے ہیں جب اجتماع کی تربیت میں یہ بات داخل کر دی جائے کہ وہ حرص کو برا خیال کرے اور اس کے اظہار سے سوسائٹی میں اپنے آپ کو شرمندہ خیال کرے اور جو شخص حرص کا اظہار کرے اسے ادنیٰ درجہ کا شخص خیال کیا جائے۔ اس تربیت کے فقدان کی صورت میں وہ بے چینی جو معاشی ضروریات کی وجہ سے دنیا میں پائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ وہ افلاس جس سے موجودہ دور کا انسان ہمیشہ خائف رہتا ہے موجودہ تہذیب کے لئے سخت خطرہ ہیں اور اس سے متمدن زندگی مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔[۱] قرآن مجید نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ یہ مرض یعنی افلاس کا خوف شیطانی عمل ہے۔ "شیطان تمہیں

[۱] اور انسان میں غیر اجتماعی احساسات فروغ پائینگے جس سے سماجی زندگی بالکل تہ وبالا ہو جائے گی۔

افلاس کے خوف سے دھمکی دیتا ہے"

اگر شیطان کا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ وہ انسان کو بری ترغیبات دے کر اس کی ترقی میں روک بنے تو اس افلاس کے خوف کو اس کا سب سے بڑا ہتھیار خیال کرنا چاہیئے جس سے وہ ان دنوں اپنے مقصد کو حاصل کر رہا ہے۔ یہ خوف موجودہ دور کے انسان پر ساری زندگی بھر مسلط رہتا ہے اور ہر وقت اس کے قلب و دماغ پر بھوت کی مانند چمٹا رہتا ہے اور اعلیٰ کاموں کے لیئے اس کے قواء کو بالکل معطل کر دیتی ہے وہ اسے خود غرض اور بزدل بنا دیتا ہے اور ان سب سے بڑھکر اسے اپنے ہم جنسوں سے رنجیدہ کرتا ہے بلکہ اپنے آپ سے بھی رنجیدہ کر دیتا ہے۔ اور ان کثیر لوگوں کے نزدیک افلاس کا کیا مفہوم ہے؟ یہ معیار زیست کا گھٹ جانا ہی ہوتا ہے ہماری اس تہذیب کی یہ کیا عجیب خصوصیت ہے۔ یقیناً ہم رسی کو سانپ سمجھ رہے ہیں اور اپنے دماغ کے پیدا کیئے ہوئے ایک بھوت سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں یہ بالکل واضح بات ہے کہ اس جھوٹے خوف سے نجات انسانیت کو معاشی اور اخلاقی لحاظ سے زیادہ صحت ور بنادیگی اور انسانیت کو ایک بری روح کے تسلط سے نجات مل جائے گی لیکن یہ نصب العین بغیر انسانی دماغ کی مذہبی تربیت کے حاصل نہیں ہوسکتا۔



اشاعت اسلام

آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہوسکتی ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن

اسلام کے پانچ ستون

از جناب محمد صادق ڈڈلے رائٹ صاحب

تعارف

بیسویں صدی عیسوی کے خوش کن امور میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ عیسائی مصنفین غیر عیسائی مذاہب کے متعلق غیر متعصبانہ طریق مطالعہ اور استدلال اختیار کرنے لگے ہیں گذشتہ حامیان دین مسیح کے غلط بیانات اور غلط نتائج کی تلافی کرنے کی ایک خواہش پیدا ہوگئی ہے جو بعض اوقات بے چینی کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ D HERBELOT PRIDEEUX HUMPHAEY اور ان کے ہمخیال لوگوں کے دن معلوم ہوتا ہے بیت گئے ہیں۔ اب اسلام کو "مکر و فریب" کہکر بدنام کیا جاتا اور نہ پیغمبر اسلام کو نعوذ باللہ "مکار اور عیار" کہکر پکارا جاتا ہے۔ یہ افترا پردازیاں بہت عرصہ میں ختم ہوئی ہوئی ہیں ان بہتانوں پر اس وقت زوال آنا شروع ہوگیا تھا جب مسٹر ولیم میور، عیسائی عالم اور اڈنبرا یونیورسٹی کے بانی نے یہ بتایا کہ اسلام میں بڑی بڑی خوبیاں ہیں اور اس کا پیغمبر صرف قابل تعریف انسان ہی نہیں تھا بلکہ خدا کا خوف رکھنے والا نہایت بلند کردار انسان تھا۔

فن مناظرہ میں سر ولیم میور کے متعدد قابل ذکر متبعین ہیں اور حال ہی میں ان میں سے بعض نے تو موازنۂ مذاہب کے لٹریچر میں قابل قدر اضافہ کیا ہے اور بلند پایہ کے مصنفین ثابت ہوئے ہیں ان کی تصانیف کرسچین سٹوڈنٹ موومنٹ کی سرپرستی میں شائع ہوئی ہیں خصوصاً ARCHDECCON STRASS اور پروفیسر لارنس ایف براؤن کے قلم سے جو تصانیف شائع ہوئی ہیں وہ نمایاں حیثیت رکھتی ہیں یہ توقع رکھنا بالکل عبث ہے کہ موازنہ مذاہب کے مطالعہ کو صرف ایک ملک وسیع پیمانہ پر سرانجام دے سکتا ہے یہ کام صرف انہی محققین اور طلباء تک محدود رہنا چاہیئے جو السنہ شرقیہ کے ماہر ہیں مطالعہ کے لئے ایک

رجحان رکھتے ہیں اور اس کام کے لئے ان کے پاس کافی وقت بھی ہے۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر ان کا اس طرف میلان ہو تو فکر معاش کی وجہ سے ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اس مطالعہ پر صرف کر سکیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ تمام اقوام کے طلباء مل کر اس ضمن میں کوشش کریں اور اپنی متحدہ مساعی سے ریسرچ کے اس کام کو بروئے کار لائیں۔

یہ حیران کن بات ہے بلکہ اسے دیکھ کر ایک گونہ افسوس بھی ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر کے نوجوانوں کو معمولی ٹریننگ اور سامان کے ساتھ تبلیغ کی اجازت دے دی جاتی ہے کہ وہ معمر لوگوں کو جو ان کے باپ دادا کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں ایسے معاملات میں تعلیم دیں جو ان کی دائمی تقدیر سے متعلق ہیں۔ بائیس تیئس برس کے نوجوانوں کو ایسے اہم معاملات میں اجتماع کی رہنمائی کے لئے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اسکا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ وہ گرجا کے فرائض میں اس قدر اُلجھ جاتے ہیں اور رسومات ان کا اتنا وقت لے لیتی ہیں کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اس میلان پر صرف کر سکیں اور اپنے مطالعہ کو بڑھا سکیں۔

یہی حال پریس کا ہے وہ نوجوان جو تازہ تازہ یونیورسٹیوں سے نکلتے ہیں انہیں اخبارات میں لگا دیا جاتا ہے کہ وہ عوام کی رہنمائی کریں اور ان کی آراء پر اثر انداز ہوں انہیں تھوڑا بہت ٹکسالی فن ادب اور علم ہندسہ کا مطالعہ ہوتا ہے اور انہیں مقالات افتتاحیہ لکھنے کے اہم کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ جن سے وہ اپنی ناپختہ خیالی اور خام دماغی کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ ان مسائل کے متعلق ان سے کہیں زیادہ عمر کے لوگ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں اور اگر انہیں رائے دینا ہوتا ہے تو بڑی سوچ بچار کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ آجکل صرف ظاہری چمک دمک کو ہی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اس چمک دمک کی خصوصیت سے اخبارات فروخت بھی ہوتے ہیں اور پختہ خیالات کو زیادہ لائق اعتنا خیال نہیں کیا جاتا سب مقالات پر خواہ وہ مقالات افتتاحیہ ہوں یا عام مضامین ہوں حتیٰ کہ رپورٹوں پر بھی مصنف کا نام اس کی قابلیت اور اس کے تجربہ کا مفصل ذکر ہونا چاہیئے تاکہ اس کے خیالات کی قدر و قیمت کے متعلق کوئی رائے قائم کی جا سکے۔

مذہب کی فکر کی دنیا میں تحکمانہ عقاید کو نمایاں حیثیت حاصل ہے جو اس قدر حاوی ہو گئے ہیں
کہ ان کے متعلق ریسرچ وغیرہ کرنے سے گریز کیا جاتا ہے اور بعض اوقات مذہبی معاملات میں ریسرچ
وغیرہ کرنے سے گریز کیا جاتا ہے اور بعض اوقات مذہبی معاملات میں ریسرچ اور تحقیق کو ممنوع قرار
دیا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق کیتھولک ازم اور پروٹسٹنٹ ازم دونوں پر ہوتا ہے اور جن لوگوں نے یہ
دروازہ کھولنے کی کوشش کی ہے اور مذہبی نظامات کو نظر غائر سے مطالعہ کرنے کی سعی میں کسی
حد تک کامیاب ہوئے ہیں ان کو عموماً متشکک، دہریہ اور کافر و زندیق کے خطابات سے نوازا گیا ہے۔

آخر طلباء تاریخ کا اسلوب اور انداز کیا ہونا چاہیئے اس میں تاریخ مذاہب بھی شامل ہے اس ضمن میں
ہم ٹی۔ ایچ بکلے کے جواب کو درج کرتے ہیں اس نے لکھا ہے :-

" تاریخ کے طالب علم کو علم ہونا چاہیئے کہ اس کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ آیا اس کی
تاریخی شہادت ثقہ اور مستند ہے اور اس مسودہ کی حیثیت اور طرز کیا ہے جس میں وہ شہادت
محفوظ ہے تاکہ وہ اپنے نتائج کی صحت کے متعلق صحیح اور قطعی اندازہ کر سکے جو کہ اس نے اس
تاریخی شہادت سے اخذ کئے ہیں "

اگر مذہبی مسائل میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہوتا اور گذشتہ صدیوں میں اس طریقہ کو ملحوظ رکھا گیا ہوتا
تو بہت سی قیمتی زندگیاں موت کے چنگل میں گرفتار ہونے سے بچ جاتیں اور بیشمار المناک اور خونیں مناظر
منصۂ شہود پر نہ آئے ہوتے اور لاکھوں انسانوں کا روحانی نقطہ نگاہ غلط عقاید کے دھندلکوں اور
بادلوں سے آزاد ہو گیا ہوتا وہ عقاید جن کا منبع اور مخرج صرف انسان کی توہم پرستی ہے۔

جھوٹ اور فریب دہی سائنس کی ترقی کے لئے مہلک ہے اور روحانی معاملات کی تعلیم میں
بھی اتنی ہی مہلک ہے کیونکہ اس سے روحانی ترقی رک جاتی ہے۔ یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ سائنسدان
متلاشیان حق ہیں لیکن روحانی معاملات میں موبدین مذہب ایسی وہمی باتوں کے تجربہ کی کوشش کرتے ہیں
جو تجربہ کے لئے درحقیقت کوئی بنیاد نہیں رکھتے ایسے لوگوں کا مقصد تحقیق حق نہیں ہوتا لیکن ایک
مسلمان صرف حق کا متلاشی ہے اور اس تلاش میں وہ انسان کے بنائے ہوئے تحکمانہ عقاید کا پابند

اور اسیر نہیں ہے۔

یہ قابل افسوس بات ہے کہ مسیح ناصری کی سیدھی سادھی تعلیم اور ان انبیاء کرام کی تعلیمات جو مسیح سے پہلے گذرے ان لوگوں کے ہاتھوں محرّف و مبدل ہوگئی جو اس کے نام پہ دنیا میں منادی کرتے تھے اور انسان کی بنائی ہوئی تعلیمات نے ان کی حقیقی تعلیم پر پردہ ڈال کر صداقت کو ڈھانپ دیا۔ اگر تاریخ اور سائنس میں علماء تحکمانہ انداز اختیار کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں سوائے اس کے کہ ان کے پاس کوئی قطعی شہادت موجود ہو کیا اس بات کی ضرورت نہیں کہ ان کی ہچکچاہٹ اور بھی طویل اور قطعی ہو جبکہ وہ ایسے معاملات کے متعلق تحقیق کر رہے ہوں جو انسان کی دائمی فلاح اور بہبود سے متعلق ہیں۔

ستون کا لفظ ایک ایسی تمثیل ہے جو ٹھوس عمارت کے لئے استعمال ہو سکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ ستون ایسی جگہ پر استادہ ہوں جس کی بنیاد مضبوط ہو اگر ایک ستون کے متعلق بھی یہ علم ہو گیا کہ وہ معرض خطر میں ہے تو ساری عمارت کو نہایت آسانی کے ساتھ منہدم کیا جا سکتا ہے۔ اسلام قریباً چودہ سو سال سے زیادہ طاقتور ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر دن جو آتا ہے وہ اس کی طاقت میں اضافہ کرتا ہے اور ہر قسم اور طبقہ کے لوگ اس کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہیں معمولی دہقان سے لیکر بڑے سے بڑے فاضل تک اس عمارت میں داخل ہیں اور وہ لوگ جو ایسی عمارت سے باہر ہیں وہ بھی اس کی پختگی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کیونکہ انھوں نے خالی الذہن ہو کر اس کی تاریخ اور تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے اس لئے یہ کوئی فضول بات نہ ہوگی اگر ہم محققین اور طلباء کی دلچسپی کے لئے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم اس زمین کا جائزہ لیں جس پر یہ ستون اتنی مضبوطی سے قائم ہیں اور پختگی کے ساتھ زمین کے اندر گڑے ہوئے ہیں۔ اس مختصر سے تعارف میں ہم نے یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی بنیادیں ایک چٹان پر قائم ہیں ریت پر قائم نہیں۔

اسلام کی پائیداری کا ایک پہلو اس کی جامعیت ہے۔ قرآن مجید آج بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تھا البتہ اس کے ترجموں میں اختلافات موجود ہیں اور یہ ایک ناگزیر بات ہے ان میں بھی صرف اسلوب کا فرق ہے معنی میں کوئی فرق نہیں۔ سب تراجم کا مفہوم ایک ہی

ہے خواہ وہ ترجمہ سیل کا ہو، راڈول کا ہو ساد ری، پامر اور پال کا مولینا محمد علی یا مارماڈیوک پکتھال کا ہو یا کسی اور عالم نے کیا ہو ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے اور علوم وفنون کی ترقی کی وجہ سے قرآن مجید میں کسی قسم کی نظر ثانی کرنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ایک صدی کے اندر اندر عرب سائنس اور دیگر علوم میں یورپ کے استاد بن گئے تھے۔ اسلام مسیح ناصری کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے اسلام مسیح علیہ السلام کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کو گذشتہ انبیاء اکرام میں سے ایک جلیل القدر نبی یقین کرتے ہوئے ان کا احترام کرتا ہے لیکن اسلام اس تعریف کی مخالفت کرتا ہے جو علمائے دین مسیح نے یا ابتدائی داعیوں نے عیسائیت میں کیا۔ اسلام کا یہ محکم خیال ہے کہ صلیب کی قربانی (اگر وہ واقعی معرض وجود میں آئی گو اس کا ابھی تک تسلی بخش ثبوت نہیں پیش کیا گیا) بالکل غیر ضروری تھی اور خدا تعالیٰ کی مشیت کے خلاف تھی جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہوا موجود ہے۔ مسیح نے کہا کہ وہ شریعت کو پورا کرنے آیا ہے اسے تباہ کرنے نہیں آیا اور مسئلہ کفارہ کی اس قانون شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اخوت انسانیہ کو بطور ایک نصب العین کے پیش کیا جاتا ہے لیکن اسلام میں یہ صرف ایک نصب العین نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ حضرت موسےٰ نے جو پیغام دیا وہ قبائلی حیثیت رکھتا ہے اور حضرت مسیح کا پیغام گم ہوئی بھیڑوں کے لئے تھا لیکن حضرت محمد صلعم کو اللہ تعالیٰ نے ساری نوع انسانی کے لئے مبعوث فرمایا آپ کا پیغام صرف ایک قبیلہ ایک قوم اور صرف ایک نسل تک محدود نہیں تھا۔ "عالمگیر برادری" صرف ایک اصطلاح اور ترکیب نہیں ہے جس کے حصول کے لئے کوشش کی جائے اور جس کو حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی جائے بلکہ یہ ایک ایسا تصوّر ہے جو کہ ایک حقیقت بن گیا ہے اور اس عالمگیر اخوت انسانیہ کی بنیاد اسلام میں ہے جونہی کہ ایک شخص اسلام کے جھنڈے کے نیچے آتا ہے تو وہ اس عالمگیر اخوت اسلامیہ کا ایک ممبر بن جاتا ہے جسے اسلام نے پیدا کیا ہے جس میں رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔

اسلام کی قوت اور پائداری کا انحصار ان ستونوں پر ہے جو اس نے تعمیر کئے ہیں گو آج تک کوئی

ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو ان ستونوں کو گرا کر اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے لیکن اس انہدام کے لئے چودہ سو سال کے عرصہ میں متعدد مرتبہ کوشش کی گئی ہے۔ ان ستونوں کا مقصد صرف یہ ہے (جن کو اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے) کہ ہر ایک ایماندار کو خدا سے ہم آہنگی پیدا کرنے کی تعلیم دی جائے۔ ہر ستون کا مقصد یہ ہے کہ بدی کو دنیا سے دور کیا جائے جو اس عالمگیر اتحاد اور اخوت کے راستہ میں ایک روک ہے اور ایسی نیکی کی تخم ریزی کی جائے جو اس اخوت اور اتحاد کو مضبوط کرے۔

پہلا ستون جو کہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فرد کی زندگی کا مرکزی نقطہ قرار دیا جائے خدا سے ہر فرد کا تعلق براہ راست ہو خدا کے اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو اسلام میں کسی واسطہ اور شفیع کی گنجائش نہیں ہے۔ بھولے ہوئے بچے کو کسی واسطہ کی ضرورت نہیں ہے اس نے سؤروں اور بھوسے کو ترک کیا اور گھر کا رُخ کیا دور سے اس کے باپ نے اسکو دیکھا اور باپ تیزی سے اسے ملنے کے لئے آیا باپ اور بیٹا دونوں کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ گناہ کتنا شدید ہے جس کا کہ ارتکاب کیا گیا اور اس گناہ کے ازالہ کے صرف دو ہی طریق تھے سزا یا درگذر اور معافی۔ بیٹے نے سزا میں تخفیف کے لئے درخواست کی لیکن باپ نے کمال فراخدلی سے اسے معاف کر دیا اور اس پر انعامات کی بارش کی اور دعائیں دیں ۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم اللہ تعالیٰ مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

اس تعارف کو ختم کرنے سے پیشتر چند الفاظ برٹش گورنمنٹ سے اسلامی مطالبات کو تسلیم کرنے کے متعلق کہنے بھی ضرور معلوم دیتے ہیں۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہ مسلمان حکومتوں کا دستور رہا ہے کہ وہ عیسائیوں کو جاگیریں اور زمینیں دیتی رہی ہیں جس پر وہ اپنے معبد تعمیر کرتے رہے ہیں یہ طریقہ ہر ایک شہر اور خطہ میں اختیار کیا گیا جہاں کہ مسلمانوں نے حکومت کی ہے ابھی حال ہی میں قاہرہ کے اندر مصر میں فروکش ہونیوالے برٹش عیسائیوں کو ایک قطعہ زمین دیا گیا یہ ساحل نیل پر ایک نہایت خوبصورت جگہ ہے جہاں برٹش عیسائی لوگ اپنے معبد کے اندر اپنے عقاید اور رسومات کے مطابق خدا کی عبادت کر سکتے ہیں عین اس کے مطابق برٹش گورنمنٹ نے مسلمانوں کو لندن کے عین وسط میں ایک جائداد کے حقوق ملکیتی تفویض کئے ہیں یہ جگہ ریجنٹ پارک میں واقع ہے۔ یہ عمارت اسلامی کلچرل

سنٹر کا ہیڈ کوارٹر بنائی گئی ہے اور اس کے سامنے میدان میں ایک نہایت شاندار مسجد تعمیر کی جائے گی جو نہایت خوبصورت ہوگی اور فن تعمیر کے اعتبار سے بھی نہایت بلند پایہ ہوگی اور معبد توحید کو جیسا شاندار ہونا چاہیئے ویسی شاندار ہوگی اور خدا کے نام پر اس مسجد کو تعمیر کیا جائے گا۔ یہ اقدام اس سلطنت کے شایان شان ہے جس میں عیسائیوں سے بڑھکر مسلمان آباد ہیں۔

یسوع بن مریم

ابن اللہ کا نظریہ

(از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء)

میں ان معجزات پر بحث نہیں کروں گا جن کے ساتھ متی اور لوقا میلاد مسیح کے بیانات کو مزین کرتے ہیں۔ وہ محض داستان گوئی ہے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں معجزنما ستارہ کا ظاہر ہونا۔ مجوسیوں کا یورپ سے یروشلم میں بچہ کی زیارت کے لئے آنا۔ یوسف کا مریم اور بچہ کو لیکر مصر کی طرف بھاگ جانا اور بچوں کا قتل عام ایک طرف فرشتے کا چرواہوں کو ایک منجی کی خبر دینا۔ چرنی میں بچے کی پیدائش کا ہونا۔ بچے کا ہیکل میں پیش کرنا دوسری طرف یہ سب ایسے واقعات ہیں کہ جن کے اندر ایک ربط پیدا کرکے انہیں مسلسل کرنے کی بالکل فضول کوشش ہے اور اس سے بڑھکر یہ فضول بات ہے کہ ان فرضی واقعات کا تعلق تاریخ سے قائم کیا جائے ــــ مدون کرنیوالوں نے واقعات کے متعلق فقدانِ علم کی کمی کو خیالی بیانات سے پر کرنے کی کوشش کی ہے جن کی بنیاد فرضی الہامی کتب پر ہے یا عوام کے جاہلانہ قصص و اساطیر پر ہے۔ انہیں ایک عجیب حالت سے واسطہ پڑا۔ جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا انھوں نے طبعی طور پر مضحکہ خیز باتوں سے گریز کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یسوع کی مافوق الفطرت پیدائش کے تصور کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے انہیں اس بات کا شعور تھا کہ اگر اس

واقعہ کی فطری تشریح کی گئی تو وہ یقیناً ایسے نتائج کی طرف رہنمائی کرے گی جو مذہبی اعتبار سے نفرت انگیز ہونگے اس لئے انھوں نے قصص و اساطیر کے اختیار کرنے کو ترجیح دی کیونکہ اس طریقہ سے ان کی مشکل حل ہو سکتی تھی۔

پیگن دیوتاؤں کے متعلق یونانی، رومی، ایرانی اور ہندوستانی دیومالاؤں میں یہ خیال موجود تھا کہ وہ کنواریوں کے بطن سے پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش پر عجیب واقعات پیش آئے جیسا کہ یسوع کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ پیگن اور عیسائی معتقدات میں مطابقت بہت ابتداء سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ جسٹن مارٹر (JUSTIN MARTYR) عیسائیت کی حمایت میں دوسری صدی عیسوی کے نصف میں لکھتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

" اپنے آقا یسوع مسیح کے متعلق یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ کنواری کے بطن سے بغیر انسانی مس کے کے پیدا ہوا صلیب پر چڑھا اور مر گیا اور اس کے بعد جی اٹھا اور آسمان پر چلا گیا تم بالکل اس عقیدہ کی مطابقت کرتے ہو جو رومیوں کے سب سے بڑے دیوتا جو و (JOVE) کے بیٹوں کے متعلق تمہارا ہے تم کو یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ تم میں سے مصنفین کتنے بیٹے "جو و" کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ عطارد (MERCURY) جو و کا ترجمان تمہارے اندر پوجا جاتا ہے اور پھر اسقلابیوس طبیب (AESCULAPIUS) جس پر بجلی گری اور جو بعد میں آسمان پر چلا گیا بیکس جس کے پرزے اڑے ہرکولیز جو چلا گیا۔ تمہاری دیومالا میں پولکس (POLLUX) اور کاسٹر (CASTOR) جو و کے بیٹے ہیں جو لیڈا (LEDA) کے بطن سے پیدا ہوئے، اور پرسیس (PERSEUS) جو ڈائنا کے بطن سے پیدا ہوا۔ ان کے علاوہ دوسروں کا ذکر کرتے ہوئے میں تم سے دریافت کروں گا کہ تم شہنشاہوں کو دیوتا کیوں بناتے رہے اور ہمیشہ تمہارے پاس کوئی نہ کوئی شاہد موجود تھا جو یہ گواہی دے کہ اس نے قیصر کو آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔ اور جہاں تک یسوع کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے کیا ہم اس سے یہ خیال کریں کہ وہ انسان نہیں تھا لیکن پھر بھی خدا کے بیٹے کا لقب اس کی فرزانگی اور عقلمندی کی بنا پر بالکل معقول ہے یہ خیال کرتے ہوئے کہ تمہارے پاس عطارد

ہے جسے کلام الٰہی (LAGOS) اور پیغمبر خدا کہکر پکارا جاتا ہے۔ اور جہاں تک یہ سوال ہے کہ ہمارے یسوع کو صلیب دیا گیا تو میں کہونگا کہ دکھ اُٹھانا سب جو کے بیٹوں کے درمیان بطور ایک قدر مشترک کے ہے صرف یہ فرق ہے کہ انھوں نے ایک اور طرح کی موت کا دکھ اُٹھایا۔ اور جہاں تک اس کے کنواری کے بطن سے پیدا ہونے کا سوال ہے تو اس کے مقابلہ میں تمہارے پاس پرسیس (PERSEUS) موجود ہے اور جہاں تک اس کے کوڑھیوں اور مفلوجوں اور ان لوگوں کو شفا بخشنے کا سوال ہے جو پیدائشی لنگڑے اور لولے تھے یہ بھی عین اسی کے مطابق ہے جو تم اسقلابیوس طبیب کے متعلق عقیدہ رکھتے ہو۔

ابیس (FUSEBIUS) جو مشہور کلیسائی مؤرخ ہے اسے بھی انہی حالات کے اندر پیگن حاتت فیپی سے اپیل کرنا پڑی اور بت پرستوں کو اس اسلوب میں اس نے خطاب کیا۔

"تمہیں کم ازکم اپنے دیوتاؤں کی بات ہی سننی چاہیئے تمہارے پراسرار دیوتا جو بطور گواہ کے پیدا ہوئے اور ہمارے نجات دہندہ کی طرف انھوں نے کوئی مکاری اور عیاری منسوب نہیں کی بلکہ تقدس، فرزانگی اور آسمان کی طرف چڑھنے کا اقرار کیا ہے"

بشپ گور (BISHOP GORE) حال ہی میں اس موضوع پر لکھتے ہوئے مخالفین مسیحیت سے کہتا ہے:۔

"تم کہتے ہو کہ عیسائیت میں پیگن ازم کے باقیات ہیں بلکہ اس کے برعکس ہم پیگن ازم میں عیسائیت کے متعلق ایک امید اور انتظار پاتے ہیں جو کہ جھوٹے توہم پرستانہ اور خوفناک خیالات اور عقائد سے ظاہر ہوا ہے" (GORE, STUDIES IN THE CHARACTER OF CHRIST, 11:102)

ایک وقت تھا جب ارباب کلیسا اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ وہ قدیم مذاہب اور پیگن ازم میں ایسی مشابہتیں تلاش کریں جو عجیب اور حیران کن ہوں تاکہ انہیں انجیلی صداقت کے لئے بطور توثیق اور تصدیق کے استعمال کیا جاسکے۔ لیکن یہ موازنہ قصص و اساطیر کے مطالعہ کا شوق بہت جلد ختم ہوگیا اور اس میں ان کے لئے کوئی کشش باقی نہ رہی اب کیوں ہوا؟ اس کے متعلق پروفیسر

مولر (Prof: MULLER) یوں لکھتا ہے:-

" یہ رائے کہ پیگن مذاہب عہد نامہ قدیم کے مذہب کی ہی ایک بگڑی ہوئی شکل ہیں ایک وقت تھا کہ بڑے بڑے مستند علماء اس کی تائید میں تھے اب اس رائے کو اس طرح ترک کر دیا گیا جیسا کہ ان مساعی کو چھوڑ دیا گیا ہے کہ لاطینی اور یونانی زبانیں عبرانی زبان کی ہی بگڑی ہوئی شکل ہیں عیسائیت کے تحکمانہ عقائد مثلاً عیسائی تثلیث کے اقنوم اور خدا کے بیٹے کا نجات دہندہ بن کر انسانی جسم میں حلول کرنا۔ کنواری کے بطن سے پیدائش مسیح کی آمد ثانی، بپتسمہ، ملاقات اولیاء دین مسیح، عشاء ربانی، یہ عقاید نمایاں طور پر عیسائیت کی خصوصیت قرار دیئے گئے ہیں اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ وہ علامتیں ہیں جو کہ عیسائیت کو پیگن ازم سے علیحدہ کرتی ہیں ایک زمانہ میں عیسائی علماء صحف مقدسہ کی بنا پر اس بات پر اصرار کرتے تھے لیکن ان کو یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ وہ ایسا سمجھنے میں بالکل غلطی پر تھے۔ ان کے لئے یہ بات بہت مایوسی کا باعث ہوئی کہ ان میں سے ہر ایک تحکمانہ عقیدہ اور رسم پیگن دنیا کے مختلف حصوں میں بعیر عیسائیت کے اثر کے موجود تھیں اور یہ بات اب پایۂ ثبوت کو بھی پہنچ گئی ہے۔ اگر پوٹس کا ایک فقرہ مستعار لیا جائے تو یہ کہنا چاہیئے کہ ان قدیم عقاید اور رسومات پر توہم پرستی کے پردے پڑے ہوئے تھے اور یہ ان خواہشات کی تشفی کرنے سے قاصر تھیں جو انہیں معرض وجود میں لائیں لیکن انھوں نے بت پرستوں کو مسیح مصلوب کے شناخت کرنے میں استاد کا کام دیا۔

یہ موضوع جو موازنہ اساطیر و قصص اور قدیم مذاہب اور عیسائیت کے عقاید کا متوازی ہونا بہت وسیع ہے۔ میں اس بات پر زیادہ بحث نہیں کروں گا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب ینابیع المسیحیت میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ میں صرف اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یوحنا کی ان تین شہادتوں کا مشہور متن جس پر عقیدۂ تثلیث کی بنیاد ہے اس کے متعلق نیوٹن، پورسن اور دوسرے علماء بڑی محنت اور کوشش کے بعد ثابت کر چکے ہیں کہ وہ متن بھی ایک اضافہ اور الحاقی عبارت ہے اور کلیمنٹ نے تو اس بات کا اعتراف

کیا ہے کہ یہ آیت بائیبل کے کسی قدیم نسخہ میں نہیں پائی جاتی وہ کہتا ہے "یسوع نے ایک خدا پر ایمان لانے کی تعلیم دی لیکن پولس نے یوحنا رسول کے ساتھ مل کر جو کہ افلاطون تھا مذہب مسیح کو مختل کر دیا اور اس میں افلاطون کی ناقابل فہم تثلیث کو شامل کر کے اس کی خوبصورتی اور سادگی کو مسخ کر دیا اور خدا کی دو صفات روح القدس یا افلاطون کے (AGION PNEVMA) اور الوہی عقل جسے افلاطون لوگوس یعنی "کلام" کہہ کر پکارتا ہے کو بھی خدا بنا دیا ــــــ اس پس منظر کی روشنی میں یہ سمجھنا آسان ہے کہ ابن اللہ کا نظریہ کہاں سے آیا۔ یہ بات بھی معنی خیز ہے کہ پولس یوحنا اور متی جن میں سے ایک بھی کنواری کے پیٹ سے پیدائش پر یقین نہیں رکھتا تھا نے یسوع میں خدا کا بیٹا ہونے کی خصوصیت پیدا کی یسوع کے متعلق یہ تشریح یقیناً اس معجزہ میں عقیدہ رکھنے کی ساخت سے پہلے کی ہے جس کا ذکر متی اور لوقا نے کیا ہے اس کے برعکس معجزہ کا تصور پولس کے ادعا کے بعد کا ہے۔ کیونکہ جب انھوں نے خیال کیا کہ یسوع صرف خدا کی طرف سے ہی مبعوث نہیں ہوا بحیثیت ایک آدمی کے جو روح القدس سے بھرپور ہو تاکہ وہ خدائی تجاویز کو عملی جامہ پہنائے اور اس کی پیدائش اس دنیا میں خدا نے پہلے ہی سے مقدر کر رکھی تھی اور اسکو روح القدس سے برکت دی تو انھوں نے خدا اور یسوع کے اس تعلق کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اسکو خدا کے . . . بیٹے کے طور پر پیش کیا انسانی زبان میں یہی ایک اصطلاح تھی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے مفہوم کو ادا کر سکتے تھے کیونکہ خدا سے کسی انسان کا جنم لینا یہودیوں کے نزدیک اول درجہ کی بے ہودگی تھی یہ اصطلاح ابتدا میں محض ایک استعارہ تھا۔

اس بات کو فوراً تسلیم کر لیا جائے گا کہ انجیل نویسوں نے اس اصطلاح یعنی خدا کے بیٹا ہونے کو اس کے حقیقی معنوں میں استعمال کیا یہ کتب متفقہ یعنی متی لوقا اور مرقس میں ستائیس دفعہ استعمال ہوا ہے اور لفظ بیٹا نو مرتبہ البتہ تعداد کے لحاظ سے یہ اس سے بھی زیادہ ہے جتنا کہ یہ بظاہر نظر آتی ہے کیونکہ ایک جیسے بہرے تینوں انجیلوں میں دھرائے گئے ہیں۔ یہ اصطلاح خاص طور پر ان اہم واقعات میں استعمال کی گئی ہے جو ان انجیلوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ بپتسمہ (مرقس باب ۱ آیت ۱۱

جنگل میں شیطان کا یسوع کو ترغیب دینا (متی باب ۴) یسوع کی صورت کا بدل جانا اور اس کے چہرہ کا سورج کی مانند چمکنا (مرقس باب ۹) سردار کاہن کی طرف سے سوالات کا کیا جانا اور ان بدروحوں کے اعتراضات جن کو یسوع نے نکالا تھا۔ یہ قوت واہمہ کے کرشمے جن میں ایک آسمانی آواز نے اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے اور باری باری سے اسے دوزخ کے ساتھ بدلنا ہر ایک چیز کو جو اس کے ساتھ متعلق ہے مشکوک بنا دیتا ہے خصوصاً وہ بہت سے پہرے جن کا ذکر ابھی ہوا ہے وہ سب عیسائیوں کی بے ایمانیاں ہیں۔

یہ قابل غور ہے کہ یہ اصطلاح (QUELLA) میں صرف ایک دفعہ استعمال ہوئی ہے اس مشہور ٹکڑے میں جو انجیلوں مثلاً متی باب ۱۱ اور لوقا باب ۱۰ میں دوبارہ پیش کی گئی ہے اس کے حقیقی مفہوم کو میں بعد میں زیر بحث لاؤں گا۔ رسولوں کے اعمال اور پولس کے خطوط میں یہ اصطلاحی نام متعدد جگہوں پر استعمال ہوا ہے لیکن جیمز جوڈا اور پیٹرس اول اور پیٹرس ثانی کے مکتوبات میں یہ بالکل مفقود ہے۔

اس بات کو نہایت زوردار الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ عہدنامہ جدید میں جو اس کے متعلق اتنے اشارات پائے جاتے ہیں اس بات کو پوری طرح ثابت کرتے ہیں کہ یسوع نے خدا کے بیٹے کی اصطلاح کو اس کے حقیقی معنوں میں استعمال کیا بالفاظ دیگر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ محض ایک جھوٹ کا اعادہ اس جھوٹ کو بالآخر صداقت بنا دیتا ہے۔

یہ اصطلاحی نام جو زیر بحث ہے اگر اسکو اس کے حقیقی معنوں پر محمول کیا جائے تو یہ خدا کے ساتھ اتنے گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان محض کبھی اس کا مدعی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ایک بہت بڑے کفر اور بے حرمتی کی بات کا مرتکب نہ ہو یہ تثلیث کے اسرار کے بلیغ بیان پر محیط ہے کیونکہ یہ تثلیث کے دوسرے اقنوم کی وضاحت کرتا ہے۔ محض ایک ادعا خواہ وہ خود یسوع کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو وہ صحیح حالت کو بیان کرنے کے لئے کافی نہیں ہے یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ ان لوگوں نے بھی اسکو سمجھا جن کی رہنمائی کرنا مقصود تھی۔ (باقی دارد)

جزیہ اور شریعت

جزیہ کا ذکر اگرچہ کلام مجید میں آیا ہے لیکن یہ ٹیکس حقیقت میں اسلام کی پیدائش سے بہت پہلے سے تھا۔ ایتھنس والوں نے ایشائے کوچک کے باشندوں پر حضرت عیسٰی سے پانچسو برس قبل لگایا تھا۔ رومیوں نے اپنے لوگوں پر جاری کیا تھا۔ ایرانیوں نے اپنے زمانہ میں اپنی رعایا پر قائم کیا۔ مسلمانوں نے انہی قوموں کی پیروی کی لیکن اس کی سختی میں بہت زیادہ کمی کر دی اور اس قابل بنا دیا کہ لوگ اسکو آسانی سے پسند کریں۔ یہ بین الاقوامی تعلقات کے قائم کرنیکا بہترین ذریعہ ثابت ہوا۔ وہ آیت جس پر دشمنان اسلام نے اپنی غلط رائے کی بنیاد رکھی ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

"ان لوگوں سے لڑو جو اللہ میں اعتقاد نہیں رکھتے ہیں نہ قیامت میں نہ وہ اس کو حرام ٹھیراتے ہیں جس کو اللہ اور اس کے نبی نے حرام ٹھیرایا۔ نہ وہ اسلام کو مانتے ہیں ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں۔ یہ اس بات کا اظہار ہوگا کہ وہ محکوم ہیں اور جزیہ دیکر وہ اپنی محکومیت کو تسلیم کرتے ہیں"

عرب کے بت پرستوں سے لڑائی کے متعلق آخری حکم کے بعد اس آیت کا تعلق اس جنگ سے ہے جو اہل کتاب سے ہوا۔ حالانکہ یہودیوں نے ایک عرصہ دراز تک عرب کے بت پرستوں کی مدد اسلام کی بیخکنی میں کی تھی رومیوں کی زبردست عیسائی حکومت نے اسلام کی تسخیر کے خیال سے اپنی فوجوں کو نقل و حرکت دی اور اس طریقہ پر نابود کی مہم شروع ہوئی چونکہ اس عیسائی حکومت کا مقصد صرف مسلمانوں کی تذلیل تھی اس لئے وہ الفاظ جس میں مسلمانوں نے اُن کی آخری ہار کا ذکر کیا ہے وہ ان الفاظ سے قطعی مختلف ہیں جن میں عرب کے بت پرستوں کی آخری ہزیمت کا ذکر ہے کلام پاک

کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ وہ بت پرستوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کرے اور نہ یہ مطلب تھا کہ عیسائیوں کو اپنا محکوم بنائے جیسا کہ گبن نے اپنی تاریخ زوال رومن امپائر جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ میں روشنی ڈالی ہے:-

"حضرت ابراہیمؑ - حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے پیروؤں کو ایک مکمل مذہب کی دعوت دی گئی لیکن اگر انہوں نے ایک معمولی ٹیکس کی ادائیگی بہتر جانی تو ان کو ذہنی اور مذہبی آزادی حاصل تھی۔"

برخلاف اس کے یہ دونوں دشمنان اسلام اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ کر اُن کی اطاعت قبول کرلیں۔ اس لئے جیسا کہ دونوں میں سے ہر ایک نے مسلمانوں کیساتھ برتاؤ کا فیصلہ کیا مسلمانوں کو بھی اسی قسم کے برتاؤ کے لئے تیار ہونا تھا۔ لفظ جزیہ جزا سے نکلا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس "نے تشفی بخشی" اور لین کی لغت مدالقاموس کے بموجب اس ٹیکس سے مراد ہے کہ جو مسلمان حکومت غیر مسلموں سے لیتی ہے اور اُس کے بدلے میں ان کی حفاظت کا عہد کرتی ہے نووی کی رائے میں یہ ایک معاوضہ ہے جس میں عہد کیا گیا ہے کہ غیر مسلم رعایا فوجی خدمات سے بَری رہے گی۔ فقرہ "عن ید" کی تشریح مختلف طریقوں پر کی گئی ہے۔ لفظ ید کے معنی ہاتھ کے ہیں جو طاقت اور برتری کے معنی میں مستعمل ہے۔ ہاتھ کے استعمال سے ہی انسان کو حیوانات پر فوقیت حاصل ہے اور اس فقرہ کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ ہم تمہاری برتری کو تسلیم کرتے ہیں جو تم نے ہماری جانیں بچا کر ہم کو بخشی۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں:- اس احسان کے واسطے . . . . . . جو نقد روپیہ کے بدلے میں ہو۔ ابوحیان) اہل کتاب نہیں ہیں جیسا کہ وہ اللہ کو نہیں مانتے اور نہ قیامت کو جب تک کہ وہ اللہ کی جملہ صفات اسکو منسوب نہ کریں اور زندگی بعد از موت کے اصلی مسئلہ کو اچھی طرح نہ سمجھیں۔ یہ یہاں بیان کرنا ضروری ہے کہ مسلمانوں کو جو لڑنے کی اجازت دی گئی ہے وہ صرف اس شرط پر کہ پہلے دشمن میان سے تلوار نکالے۔" اللہ کے نام پر ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں (۲:۱۹۰) آنحضرت صلعم

اس حد سے کبھی آگے نہیں بڑھے ۔ وہ عربوں کے خلاف صرف اس وقت لڑے جب عربوں نے مسلمانوں کے استیصال کے لئے تلوار اُٹھائی ۔ اور عیسائیوں سے اُس وقت لڑے کہ جب رومن امپائر نے پہلے اپنی فوجیں مسلمانوں کی تسخیر کی غرض سے آگے بڑھائیں۔

مولانا محمد علی صاحب نے بہت وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے اور آیت بالا کی تشریح ذیل کے بیان میں مثال کے ساتھ اپنی مشہور تفسیر کلام پاک میں کی ہے:۔

نمبر ۱۰۳۰ " اس آیت کو آیندہ آنیوالی آیت کیساتھ پڑھنا چاہیئے۔ چوتھی آیت سے یہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کی طرف اشارہ ہے وہ وہ ہیں جن سے مسلمانوں نے عہد کیا اور انھوں نے توڑ دیا۔ کیونکہ جنھوں نے بدعہدی نہیں کی، وہ چوتھی آیت میں مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں یہ بالکل صحیح واقعہ ہے کہ عرب بت پرست قبائل نے مسلمانوں سے بار بار بدعہدی کی (۸ : ۵۶) اس پر بھی مسلمانوں کو صلح قبول کرنے کے لئے ہدایت کی گئی اگر غیر معتقدین نے اس پر رضامندی ظاہر کی باوجود بار بار بدعہدی کے (۸ : ۶۱) لیکن یہ حالت زیادہ عرصہ تک جاری رکھنی ناممکن تھی کیونکہ یہ بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ایسے پڑوسیوں پر بھروسہ کرنا ناممکن تھا یہ بدعہدی بالخصوص اس وقت کی گئی کہ جب مسلمان تبوک کی مہم میں لگے ہوئے تھے (رازی - ابوحیان) اس باب کی پہلی تیرہ آیتیں حضرت علی نے ۹ھ میں حج کے موقعہ پر عام طور پر لوگوں کو سنا دی تھیں اور ذیل کی اطلاعات اس کا لازمی نتیجہ ہیں۔

(۱) کوئی بت پرست اس سال کے بعد کعبہ میں داخل نہیں ہو گا ۔

(۲) کوئی شخص ننگا رہ کر کعبہ کا طواف نہیں کرے گا ۔

(۳) اور تمام عہدناموں کی پابندی کی جائے گی ۔

پہلی اور تیسری اطلاعات ان آیات میں بالکل صاف طور پر شامل ہیں ۔ اُن قبائل کا رویہ جن کو یہ اعلان جنگ حضرت علی کی معرفت دیا تھا اُن کے اس جواب سے اچھی طرح ظاہر ہے :۔

"اے علی یہ پیغام اپنے چچیرے بھائی کو پہنچا دو یعنی محمد صلعم کو، کہ ہم نے عہدناموں کو پس پشت

ڈال دیا ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اقرارنامہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ برچھیوں کی نوک اور تلواروں کی دھار سے فیصلہ ہو۔ (رازی۔ ابوحیان)

۱۰۳۱ "حج اکبر سے مراد ذی الحج کی نویں یا دسویں تاریخ ہے جو حاجیوں کی کثیر تعداد میں عرفات اور منا کے میدانوں میں جمع ہونیکا دن ہے"

۱۰۳۲ صرف دو قبیلے بنی دمرا اور بنی کنانا اپنے عہد پر قائم رہے (رازی۔ ابوحیان) یہ سن کر تعجب ہوتا ہے کہ عیسائیوں میں مسلمانوں پر ایمانداری سے اعتراض کرنے کی اس قدر کیوں کمی ہے۔ جس استثنا کا یہاں ذکر ہے وہ اس قدر صاف ہے کہ جتنا ہو سکتا ہے کہ مسلمان بت پرستوں سے مذہب کی بنا پر نہیں لڑ رہے تھے لیکن اس وجہ سے لڑتے تھے کہ وہ بدعہدی کرتے تھے۔ اس پر بھی ایک عیسائی معترض نے ان آیات پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ وہ بذریعہ تلوار مسلمان بناتے ہیں ( ) اگر مسلمان بت پرستوں سے مذہب کی بنا پر لڑتے تھے تو وہ بت پرست جنہوں نے عہد کی پابندی کی تھی کیونکر مستثنےٰ ہے۔ دوبارہ لڑائی جاری رکھنے کا سبب سیاسی تھا یعنی عہدناموں کا توڑنا۔ اور اس لئے صرف انہیں قبائل سے مسلمان لڑے جنہوں نے بدعہدی کی تھی۔ اگر بت پرستی سبب ہوتا تو تمام بت پرستوں سے لڑائی لڑی جاتی۔

۱۰۳۳ آخری آیت میں اس استثنا کی بالکل صاف توضیح ہے کہ بت پرستوں سے مراد تمام عرب کے بت پرستوں سے نہیں ہے بلکہ صرف انہیں بت پرست قبائل عرب سے جو حج کے موقعہ پر جمع ہوئے۔ جنہوں نے مسلمانوں سے اقرارنامے کئے اور پھر توڑ دیئے۔

۱۰۳۴ استثنا سے یہاں ایک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے اور اس قدر کہ اسلام پر حملہ کرنیکا یہ ایک ذریعہ بن گیا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بے دینوں کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ یا تو وہ لڑیں یا مسلمان ہوں۔ کوئی بات اس سے بڑھکر جھوٹ نہیں ہے۔ آیت کے پہلے حکم سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ تمام آیت چند عرب کے بت پرست

قبائل سے تعلق رکھتی ہے جنھوں نے مسلمانوں سے اپنا عہد توڑا اور جن کو اب مسلمانوں کی جانب سے عہد توڑنے کی اطلاع دی جاتی ہے۔ جو بات کہ یاد رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام بت پرستوں میں عرب کے بت پرست بھی شامل ہیں ان کا ذکر اس آیت میں نہیں ہے۔ جن لوگوں کا ذکر ہے وہ وہ ہیں جنھوں نے بار بار بدعہدی کی اور مسلمانوں کو سخت نقصانات پہنچائے۔ اس لئے یہ آیت تعزیری تھی جو ان کے سابقہ اعمال کے نتیجہ کی سزا تھی۔ انھوں نے اس قدر خلاف ورزی کی تھی کہ آیندہ ان کا اعتبار کرنا ناممکن تھا بلکہ وہ اب سزا کے پورے پورے مستحق تھے تاہم اگر وہ اسلامی برادری میں شامل ہو جائیں تو اُن کی حالت بالکل تبدیل ہو جاتے اور اس لئے وہ سزا سے جس کے برخلاف اس کے وہ مستحق تھے بری ہو جاتے تھے۔ وہ حقیقت میں ایک مجرم کو جس نے توبہ کر لی تھی اور جو بالکل سدھر گیا تھا ایک قسم کا معافی نامہ تھا۔ اس لئے اس آیت کا خاتمہ اللہ غفور الرحیم ہی پر ہوا۔ یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف زبانی اقرار ہی کافی نہ تھا کیونکہ ایسا اقرار دھوکہ دینے کی غرض سے بھی کیا جا سکتا ہے جیسے کہ اُن کے عہد نامے تھے۔ جس بات کی ضرورت تھی وہ قطعی تبدیلی تھی تاکہ پرانا گنہگار گنہگار نہ رہے۔ بلکہ بالکل ایک نیا آدمی بن جائے۔ اس لئے دین کے اقرار کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اس موضوع کی تصریح آیندہ آیت اور دفعہ ذیل میں کی جاتی ہے۔

۱۰۳۵ - اس آیت سے تو بالکل کسی قسم کا شبہ باقی ہی نہیں رہتا کہ بت پرستوں اور دہریوں کو اُن کے مذہب کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا۔ خود بیل بھی اس آیت کو یہ معنے پہناتا ہے "تم اسے صحیح پہنچا دو گے تاکہ وہ اپنے گھر بہ حفاظت سے واپس ہو جائے اگر وہ اسلام قبول کرنا نہ چاہے"۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ کے اعلان کے بعد ایک بُت پرست نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا اگر وہ نبی صلعم کے پاس مذہب اسلام کے متعلق پوچھنے جائیں تو کیا وہ مار ڈالے جائیں گے یا کسی اور کام کے لئے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا نہیں اور اس کی تائید میں حضرت علی نے اس آیت کو پیش کیا۔ (رازی)

۱۰۳۶ یہاں یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کس قدر مجبور ہو کر اپنے عہد کو توڑا۔ یہ سبب جو یہاں استثنا کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے دوسری آیت میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کیونکہ جب یہ ظاہر کیا گیا کہ مسلموں کو اپنے عہد کی پابندی ان قبائل سے کس قدر ضروری ہے جنھوں نے اپنے عہد میں پابندی کی تو یہ بیّن دلیل ہے کہ شرائط عہد و پیمان صرف انہیں قبائل سے توڑے گئے جنھوں نے مسلمانوں سے پابندی نہیں کی۔ آیت ذیل اس موضوع پر پوری روشنی ڈالتی ہے"۔

۱۰۳۷ قرآن پاک کے بار بار اعلان پر نظر کرو کہ انہیں بے دینوں سے لڑنے کی ہدایت کی گئی ہے جو ایک مسلمان کی صورت میں حض پر وہ ہاتھ ڈال سکتے ہیں رشتہ داری یا عہد و پیمان کا خیال نہیں کرتے۔ ان لوگوں کی خفیہ شرارت کا سوائے اس کے اور کچھ علاج نہ تھا کہ ان سے عہد و پیمان علانیہ طور پر توڑ ڈالے جائیں اور ان کی شرارت کی ایک مدت مقرر کر دی جائے۔

۱۰۳۸ پھر غور کرو بے دینوں کے ان سرداروں سے جو اقرار کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالتے چاہتے ہیں لڑنا چاہیئے اور مزید برآں جو علانیہ اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی وہ سردار ہی ہیں جن کو خاص طور پر سزا دینی چاہیئے۔ یہ موضوع اس قدر روشن ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیا ان لوگوں میں ایمان سے تعلق نہیں ہے یا ان کے دماغ کھوکھلے ہیں جو یہ دنیا کو سمجھاتے ہیں۔ کہ کلام پاک اسلام یا تلوار کی تلقین کا حامی ہے۔

۱۰۳۹ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خفاۃ کو جو مسلمان ہو گئے تھے بنی بکر کے ہاتھوں قریش کی مدد سے سخت تکالیف پہنچیں۔ لیکن حوالہ عام مسلمانوں کا بھی دیا جا سکتا ہے جو ان بے دینوں کے ہاتھوں بُری طرح ستائے گئے تھے۔ غصہ ستائے جانے کی وجہ سے تھا اور آخری سزا ان ظالموں کو دیئے جانے سے مظلوموں کی اشک شوئی ہوئی۔

شریعت اسلام نے جزیہ غیر مسلموں پر لگایا تاکہ ایک مسلم حکومت میں ان کی حیثیت واضح ہو جائے

اسلام نے سخت ممانعت کی کہ کسی ذمی (غیر مسلم) کی توہین کی جائے یا کسی طرح اسے ستایا جائے۔ برخلاف اس کے جزیہ قبول کرنے سے وہ حقیقی معنوں میں خوش نصیب ہوجاتے تھے جس کی وجہ سے ان کی جان و مال مثل مسلمانوں کے محفوظ ہوجاتے تھے کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ غیر مسلموں سے مہربانی سے پیش آئیں اور شفقت کا برتاؤ کریں۔ اس کی تصدیق کلام پاک سے۔ حدیث سے اور صحابہؓ کے اقوال و افعال سے اور نیز فقہا کے احکام سے پوری پوری ہوچکی ہے۔

اس سلسلہ میں امور تصفیہ طلب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) آیت حتیٰ یعطوا الجزیۃ وھم صاغرون کے صحیح معنے (یہاں تک کہ وہ ٹیکس ادا کریں جو ان کی پستی کی دلیل ہے)

(۲) یہ قطعی اسلامی اصول اور عمل کے خلاف ہے کہ جزیہ ذمیوں کو ذلیل کرنے کی غرض سے لیا جائے

(۳) جزیہ کے لگ جانے سے راعی اور رعایا کے ہر قسم کے حقوق برابر ہوجاتے ہیں۔

(۴) جس طرح سے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح مسلمان ذمیوں کی جان و مال کے معاوضہ کے ذمہ دار ہیں۔

(۵) جزیہ ذمیوں کو واپس کردیا گیا۔ اگر مسلمان ذمیوں کی حفاظت سے قاصر رہے۔

(۶) جو جزیہ دینے کے قابل نہ تھے وہ بری تھے۔

(۷) ذمیوں کو کسی طرح ایذا نہ پہنچائی جائے۔

معترضین نے لفظ صغار کو معنی ذلت کے پہنائے جس کا مقصد ظاہری یہ ہے کہ جزیہ کی وصولیابی کے وقت غیر مسلموں کی ذلت کی جائے۔ اس بے بنیاد سبب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا خیال ہے کہ اسلام نے مالی نقصان پہنچانے اور توہین کرنے کی اجازت دی ہے۔

سیل اپنے زبردست تصنیف القرآن کے صفحہ ۱۵۱ میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس ٹیکس کا کیسا اعلیٰ مقصد ہے جو ان تمام مذاہب کے لوگوں کو شامل کرلیتا ہے جو اپنے مذہب کو آسمانی مذہب ہونے کا درجہ دیتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے،

"میری رائے میں "عن ید" کے صحیح معنی یہ ہیں جس کا لفظاً بلفظ مقصد یہ ہے کہ ہاتھ یا ہاتھوں سے" اور اس کے علاوہ مختلف طور پر ترجمے کئے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خراج فوراً دیا جائے یا اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دوسروں کی معرفت۔ یا یہ کہ خراج صرف امیروں سے وصول کیا جائے یا ان لوگوں سے جن میں ادا کرنے کی اہلیت ہو اور غریبوں سے نہیں۔ اور اس کے یہ بھی معنے سمجھے جاتے ہیں کہ یہ مسلمان کا کرم ہے کہ وہ اتنی قلیل رقم سے خوش ہو جاتے ہیں۔"

"اس قانون کے مطابق یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیہ کی ادائیگی پر مسلمانوں کی حمایت اور حفاظت حاصل تھی اگرچہ مسلم فقہاء دوسرے مذاہب کے متعلق مختلف الرائے ہیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ایک مجوسی سے جزیہ لینے سے انکار کیا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ خود آنحضرت صلعم نے ایک مجوسی کو پناہ دی اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس مذہب کے پیروؤں کو اہل کتاب میں شامل کر لیا جائے اور ان لوگوں کو بھی جو اپنے مذہب کی بنیاد کسی صحیفہ آسمانی پر رکھتے ہیں۔ اور اسی پر کثرت رائے ہے کہ یہی تین مذاہب جزیہ کی ادائیگی پر مسلم حفاظت کے مستحق ہیں۔ دوسرے فقہا صابیوں کو بھی اس زمرہ میں شامل کرتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ہر مذہب کے لوگوں کو یہ رعایت دی جائے سوائے عرب کے بت پرستوں کو، اور حضرت مالک کے خیال میں سوائے ان لوگوں کے جو اسلام سے منحرف ہو گئے ہوں۔"

"کم سے کم ٹیکس جو ہر ایک ایسے شخص سے لیا جا سکتا ہے جس سے عام طور پہلے پا چکا ہے وہ ایک دینار یا تقریباً دس شلنگ سالانہ ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر اور غریب دونوں پر لگانا چاہیئے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ امیروں کو ۴۸ درہم دینا پڑتا تھا (۲۰ اور کبھی ۲۵ کا ایک دینار ہوتا تھا) متوسط الحال اس رقم کا نصف دیتے تھے اور وہ غریب آدمی جو کما سکتے تھے ایک چوتھائی لیکن وہ جو اپنی پیدائش سے معذور ہوں اور جب تک خوشی سے منظور نہ کریں۔ اس سے نہیں لیا جا سکتا۔

تھے وہ بری تھے"

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے سیل کی رائے میں کلام پاک کا ارشاد جزیہ کے متعلق بالکل صاف ہے کہ جزیہ کیا ہے۔ کتنا ٹیکس لگانا چاہیئے اور کس طرح وصول کرنا چاہیئے۔ مثلاً ذیل سے مقابلہ کرو۔

(۱) جس پر خراج لگایا جاتا ہے وہ بذات خود حاضر ہو کر جلد سے جلد ادا کرے۔

(۲) جزیہ صرف امیروں ہی سے وصول کیا جائے یا اُن سے جو ادا کر سکتے ہوں۔ غریبوں سے نہیں۔

(۳) یہ مسلمانوں کا ایک بڑا احسان سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس قدر قلیل رقم سے ہی خوش ہو جاتے ہیں

(۴) کم سے کم خراج جو غیر مسلموں سے لیا جا سکتا ہے وہ ایک دینار یا دس شلنگ سالانہ کے حساب سے ادا کرنا طے پا چکا ہے اور جب تک کہ کوئی خوشی سے تیار نہ ہو اس سے زیادہ نہیں لیا جا سکتا۔ امام حنیفہ نے فیصلہ کیا کہ امیروں سے ۴۸ درہم۔ متوسط الحال سے ۲۴ درہم اور ان غریبوں سے جو کما سکتے ہوں ۱۲ درہم سالانہ لیا جائے۔ لیکن جو اپنی روزی کمانے سے معذور ہوں اُن سے کچھ نہ لیا جائے۔

(۵) یہ کہ یہودی اور عیسائی اس قانون کے رو سے جزیہ دے کر مسلمانوں کی حفاظت میں ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم نے صابیوں کا شمار بھی اہل کتاب میں فرمایا اور ان لوگوں کا بھی جو اپنے مذہب کی بنیاد کسی صحیفۂ آسمانی پر رکھتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ سوائے بت پرست عرب کے ہر مذہب کے لوگوں کو یہ رعایت حاصل ہے اور امام مالک کے رو سے سوائے اُن کے جو اسلام سے منحرف ہوں سب مسلمانوں کی حمایت اور حفاظت میں آ سکتے ہیں۔

یہ وہ احکامات جزیہ اور ذمیوں کے متعلق ہیں جن کا ذکر کلام پاک میں آیا ہے۔ اولاً جزیہ ایک ٹیکس ہے جو یہودیوں اور عیسائیوں کو خود آن کر ادا کرنا چاہیئے اور اُس کے بعد جب مسلمان دوسری قوموں سے ملے تو جزیہ مجوسین اور صابیوں سے لیا جانے لگا۔ امام ابو حنیفہ دجن کے

پیرو دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ ہیں) انھوں نے سوائے عرب کے بت پرستوں کے جنھوں نے پہلے مسلمانوں سے عہد کیا اور پھر توڑ دیا سب کو اس حلقہ میں شریک کر لیا امام مالک نے منحرفین اسلام کو چھوڑ کر سب کو شامل کر لیا۔

اس مفہوم کے علاوہ اگر کوئی اور معنے پہنائے جائیں تو وہ حقیقت میں جعلسازی اور تصرف ہے اور قرآن جو اسلامی تعلیم کا مخزن ہے اس کے منافی ہے۔ (باقی دارد)

روزہ

{از جناب ولیم بشیر پکرڈ صاحب بی۔ اے کنٹب}

{سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو اشاعت اسلام ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۶}

بعض اوقات کھانے اور پینے کی زیادتی سے جسم شوریدہ ہو جاتا ہے جس سے روح دکھ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور ان قوانین میں جکڑ بند ہو جاتی ہے جو بدی کی سزا دینے کے لئے مقرر ہیں۔ جسمانی خواہشات کے غلبہ سے کیا ہوا ایک عمل بعض اوقات روح کو ایک لمبے عارضہ اور دکھ میں مبتلا کر دیتا ہے اس دکھ سے صرف حقیقی اور سچی توبہ ہی نجات دلا سکتی ہے۔

— اس لئے جسم کے اس غلبہ کو جس میں اس قدر فاش غلطیوں کا امکان ہے دور کر دینا چاہیئے جسم کو تعمیل کی عادت ڈالنی چاہیئے کیونکہ صحیح آقا روح ہے روح کو مضبوط کرنا چاہیئے صاف کرنا چاہیئے اور خدا کے نزدیک لانا چاہیئے کیونکہ صرف خدا ہی مقدس ہے اور حاکمیت مطلقہ صرف اسی کو حاصل ہے۔

روزہ رکھنے کا طریق کیا ہے؟

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ روزہ کا حقیقی مقصد جسم کو اذیت پہنچانا یا اس سے برا سلوک کرنا نہیں ہے اور نہ اس کا یہ مقصد ہے کہ جسم کو بھوک سے ہلاک کیا جائے

کیونکہ جسم درحقیقت بُرا نہیں ہے۔ ہمیں روزہ ہمیشہ عملی رحمدلانہ اور معقول طریق سے رکھنا چاہیئے اور روزہ کو ایک دن سے زیادہ بڑھانا نہیں چاہیئے ہمیں روزہ بھی رکھنا چاہیئے اور معین اوقات پر کھانا بھی کھانا چاہیئے ہمیں ضبط نفس کے لئے مجاہدہ بھی کرنا چاہیئے اور کسی وقت آرام بھی کرنا چاہیئے کیونکہ ہمیں دنیا میں رہنا ہے اور ہمیں جسم کے حقوق اور فرائض کو جو ہم پر عاید ہوتے ہیں ادا کرنا ہے۔ اس لئے دن کے دوران میں روزہ رکھو لیکن جب سورج غروب ہو جائے تو ہمیں روزہ افطار کرنا چاہیئے اور جب شام کے بعد زمین پر ایک سکوت چھا جائے تو ہمیں جسم کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کے رحم سے حصہ لیتے ہوئے آرام کرنا چاہیئے۔

سو ہر روز ہم روزہ رکھتے ہیں اور مقررہ وقت پر افطار کرتے ہیں تاکہ جسم کو ایک مجاہدہ سے قابو میں لائیں اور روح کا تزکیہ کر کے اسے مادی علائق سے آزاد کریں اس ضمن میں ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جسم گناہ گار نہیں ہے بلکہ جسم کا روح اور دماغ پر غلط اور بے جا تصرف معصیت ہے۔

جسم نہایت آسانی کے ساتھ غذا کے غیر محتاط استعمال سے بے قابو بنایا جا سکتا ہے اور ادنیٰ خواہشات کو ابھارا جا سکتا ہے۔ بدی کو پوری طرح مغلوب کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ وہ اشیاء جو کہ جائز اور پاک ہیں ان سے اجتناب کر سکیں مثلاً اچھی خوراک اور بیوی سے ہم آغوشی ——— لیکن حقیقی روزہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی سے صرف خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کے لئے روزہ رکھیں کامیابی سے وہی شخص ہمکنار ہوگا جو اپنی مرضی سے محنت اور دکھ کو برداشت کرتا ہے حرص اور خود غرضی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے اس سے بہتر اور کیا طریق ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی مرضی سے ایک وقت معین کے لئے اچھی اور جائز چیزوں کا استعمال بھی ترک کر دیں۔

قحط بھی زمین کو خدا کی مشیت کے مطابق عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی وجہ سے فاقہ کو برداشت کرنے کے عادی ہوتے ہیں تو ان پر جب فاقہ کشی کی مصیبت

آتی ہے تو وہ اسے نہایت آسانی کے ساتھ برداشت کر لیتے ہیں اور خوراک کی کمی کی وجہ سے دوسرے لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کر سکتے ہیں۔ خوراک کو خود غرضی کے ساتھ جمع رکھنا اور مصیبت زدہ لوگوں کو کنجوسی کے ساتھ دینا انسانوں کو ترک کر دینا چاہیئے کیا ہمارا بھائی بلکہ ہمارے ذات کی مانند نہیں ہے اور جو شخص عرصہ دراز سے بھوک کی سختی کو برداشت کرنے کا عادی ہے کیا وہ اس بات پر غور نہیں کرے گا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینٰت من الهدیٰ والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علیٰ ما هدٰکم ولعلکم تشکرون (البقرہ ۱۸۵)

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والے دلائل پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو چاہیئے کہ اسکے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی پوری کر لی جائے اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور کہ تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی تاکہ تم شکر کرو۔

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نو مسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن مرد و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم حیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نو مسلمین ہیں۔ یہ نو مسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدو جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدو جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد واحساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام** ہمارا اوّلیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ...ل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے (۱) بحیثیت حلیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک ...بریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس ...سالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام ...دو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۱۲ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۱۲ ہے۔ (۷) ووکنگ ...سلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ ...رپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ ...مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر ...بھجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ ...انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے۔ نماز خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینیٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جائے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی چندہ کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔
(۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔
Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing , Surrey, England
(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)۔

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

DECEMBER 1946. R. L. No. 908.

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔ اے
مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبد المجید ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ
خواجہ عبد الغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　**اللہ اکبر**　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی) کیوں نہ لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان　　　مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام **ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ** ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین و نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاہ سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے زیادہ نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین ناظرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس کی آمدنی بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین
رسالہ
اشاعت اسلام

جلد ۳۲ | بابت ماہ محرم ۱۳۶۶ھ م ماہ دسمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۲

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

شذرات

مسجد ووکنگ میں عید اضحیٰ کی تقریب

اس دفعہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر مسجد ووکنگ میں حسب دستور خاصہ مجمع تھا۔ عید کی نماز ہمارے نومسلم دوست جناب مولوی بشیر پکرڈ صاحب نے پڑھائی اور نماز کے بعد ایک نہایت بصیرت افروز خطبہ دیا اور اسلامی قربانی کے فلسفہ پر اپنے مخصوص اور دلنشین انداز میں روشنی ڈالی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت ڈالی ہے کہ آج انگریز نومسلمین اسلام کو بالکل اپنا چکے ہیں اور وہ اس قابل ہو گئے ہیں کہ نمازوں کی امامت کرا سکیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ انگلستان میں انگریز نومسلمین کی ایک اچھی جماعت پیدا ہو گئی جو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر تبلیغ اسلام کو جاری رکھ سکے اور یورپ میں غلبۂ اسلام کے لئے مرکزی نقطہ کا کام دے سکے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کا حافظ ہو اور اس کے اندر وہ خوبیاں اور صفات پیدا کر دے جو ایک اسلامی جماعت میں ہونی چاہئیں اور ان نومسلمین کے ذریعہ سے اپنے دین کی خدمت کے بڑے بڑے کام لے۔ آمین۔

نیا سال اور نئے عزائم

ایک سال گذر گیا اور اب ہم دوسرے سال میں داخل ہو رہے ہیں یہ بظاہر نہایت معمولی وقفہ ہے لیکن اگر اس وقفہ کو اچھی طرح استعمال کیا جائے تو اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اگر تو ہم نے اس سال سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے تو اچھے عمل کئے اور دنیا کو خدا کے دین کی طرف

دعوت دی اور اپنی تمام استعدادوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں استعمال کیا تو اس صورت میں یہ سال جو دوام کے مقابلہ میں ایک نہایت حقیر سا وقفہ ہے اس کی اہمیت واقعی بہت بڑھ گئی اور ہم نے یقیناً ترقی کی طرف قدم اٹھایا ہے اور دنیا میں حق و صداقت کو قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوشش کی ہے اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو پھر ہم نے ترقی معکوس کی ہے اور عام دنیا پرستوں کی مانند پستی کی طرف قدم بڑھایا ہے لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ شروع سے ہی ہمارا نصب العین بہت بلند رہا ہے اور گذشتہ سال بھی ہم نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اس نصب العین پر کاربند رہے اور مسلم مشن ووکنگ کا سٹاف بمع اپنے سرپرستوں کے حق و صداقت کی تبلیغ اور دین اسلام کے احیاء اور قیام کے لئے کوشاں رہا ہماری یہ تبلیغی کوششیں کس حد تک کامیاب رہیں، باطل، جہالت اور مادہ پرستی کا ہم نے کس حد تک مقابلہ کیا اس کا اندازہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن ایک بات ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت یقین کے ساتھ عرض کر سکتے ہیں کہ باوجود مشکلات اور روکاوٹوں کے اللہ تعالیٰ نے ہماری اس اپیل میں جو محض حق و صداقت کے نام پر کی گئی اثر پیدا کیا اور ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی دنیا کے جس حصہ میں بھی ہماری آواز پہنچی وہاں سے ہمیں تسلی بخش جواب ملا جس نے ہمارے قلوب میں ایک یقین اور ایمان پیدا کر دیا کہ واقعی غلبۂ اسلام کا وقت آپہنچا ہے اور دنیا کے طول و عرض میں تبلیغ اسلام کے لئے سازگار حالات پیدا ہو گئے ہیں اور اقوام عالم تاریخی اور عمرانی اعتبار سے ایسے نقطۂ انقلاب پر پہنچ گئی ہیں جہاں وہ اسلام کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں اب اگر کوئی روک ہے تو وہ ہماری طرف سے ہے ہمارے پاس اتنے سامان نہیں ہیں کہ ہم وسیع پیمانہ پر دنیا میں تبلیغ اسلام کر سکیں ورنہ دنیا اسلام کو قبول کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہے۔ چنانچہ قارئین اشاعت اسلام پر "مکتوبات" کے کالموں کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہوگی کہ وہ غیر مسلمین جن تک اسلام کا پیغام پہنچا ہے وہ کس شوق اور محبت کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسلام کے لئے ایسی تڑپ کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ ایک پیاسا پانی کے لئے تڑپتا ہے ہماری حقیر کوششوں کے پیش نظر اگر واقعی

معجزنما ہے۔ آج اظہار شکر کے طور پر ہمارے قلوب بے اختیار خدا تعالیٰ کے حضور جھک رہے ہیں کہ اس نے جذبہ تبلیغ اسلام کی اس کیفیت کو جو آج سے چونتیس ۳۴ سال پیشتر محض ایک خواب تھی شرمندۂ تعبیر کیا آج وہ کیفیت واقعات اور تجربہ کی صورت میں ایک حقیقت نظر آرہی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب یہ حقیقت ساری دنیا پر محیط ہو کر دنیا کی تاریخ میں ایک نئے دور کا اضافہ کرے اور سب اقوام عالم حلقہ اسلام میں داخل ہو کر صلح اور امن کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ساری انسانیت تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے۔ دعا ہے خدا تعالیٰ اس عظیم الشان شخص کی روح پر اپنی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل کرے جس نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی۔ جو لوگ انسانوں کے سامنے نہایت گھٹیا درجہ کا تصور پیش کرتے ہیں دنیا شکر کے طور پر ان کی عزت کرتی ہے اور انہیں نسل انسانی کے ہیرو سمجھ کر ان کی پرستش کی جاتی ہے لیکن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اس مادہ پرستی اور دہریت کے زمانہ میں تبلیغ اسلام کے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اس کا اندازہ اس وقت کرنا مشکل ہے وہ ایک تاریخی شخصیت ہیں اور ایسے لوگوں کی عظمت کا صحیح اعتراف ایک لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد مورخ اور زمانہ کرتا ہے ایک وقت آئے گا جب دنیا کو اپنے اس محسن کی عظمت اور خلوص و ایثار کا اعتراف کرنا پڑے گا خدا تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین

نیا سال شروع ہو چکا ہے اس لئے ہمیں ایک تازہ جوش اور قوت کے ساتھ تبلیغی میدان میں قدم مارنا چاہیئے۔ جنگ کے بعد ابھی تک دنیا کے حالات بھی اصلاح پذیر نہیں ہوئے ذرائع آمد و رفت اور ڈاک وغیرہ میں کسی حد تک سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں لیکن دنیا میں بیسیوں قسم کے سیاسی اور معاشی الجھاؤ پیدا ہو چکے ہیں جن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں پہلے سے بھی بڑھکر جد و جہد کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اندر پہلے بڑھ کر ہمت اور عزم کی ضرورت ہے دنیا اس وقت جن مصائب کا شکار ہے۔ اس وقت تک ان مصائب سے دنیا کو نجات حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنے خدا کے ساتھ صلح نہ کرے۔ اور طبعاً

اخلاقی اور روحانی معیار پر زندگی بسر کرے۔ اس مشکلات اور افراتفری کے زمانہ میں خدا اور بندوں کے درمیان اعلےٰ اور بلند تعلقات کا استوار کرنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے لئے ہمیں اپنی تمام استعدادوں اور ذرائع کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری آواز اتنی قوی اور موثر ہوجائے کہ وہ موجودہ نظریات کے تصادم اور شور میں بلند ہو کر ہر ایک انسان تک پہنچ سکے، ہمیں نہایت معقولیت، جرأت اور دلیری کے ساتھ دنیا کو بتانا پڑے گا کہ موجودہ زمانہ کے تمام مشکل مسائل کا حل تعلیمات قرآنی کو قبول کرکے اسے زندگی کا ضابطہ بنانے میں ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کو اسوۂ حسنہ سمجھ کر ان کے نقش قدم پر چلنے میں دنیا کی نجات ہے۔ اس بلند نصب العین کو بروئے کار لانے کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے ان کی زیادہ وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں یہ پریس اور قلم کا زمانہ ہے اس لئے نہایت وسیع اور موثر پیمانہ پر تبلیغی لٹریچر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور ہر وہ طریقہ جس سے ہم اپنی آواز کو زیادہ موثر بنا سکتے ہیں اور دنیا کے کناروں تک پہنچا سکتے ہیں اسکو اختیار کرنا پڑے گا ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے مالی جہاد کی ضرورت ہے اور روپیہ سے بھی بڑھکر اس تبلیغی جدوجہد کی ہر منزل پر ہمیں اپنے سرپرستوں اور دستوں کے تعاون کی ضرورت ہے جو سارے مسلمانوں کے قلوب میں یہ ایمان پیدا کریں کہ اس دور میں دنیا کی اور خود مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ تبلیغ اسلام ہے ہم صرف آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں اگر ہم اس بلند نصب العین اور عزم کو لیکر نئے سال میں تبلیغی جدوجہد کو شروع کریں گے تو خدا تعالےٰ یقیناً ہم کو کامیابی عطا فرمائیگا۔

صوبہ بہار کے المناک واقعات

ہمارے رسالہ کی پالیسی خالصتاً مذہبی اور تبلیغی ہے ہم نے کبھی سیاسیات میں دخل دینے کی کوشش نہیں کی کیونکہ شروع سے ہمارا خیال رہا ہے کہ معمولی سیاسی تحریکات

---

۴۱۴ اور اس سے بڑھکر اپنے سرپرستوں اور دوستوں کے مکمل تعاون کی ضرورت ہے۔

میں حصہ لینے سے تبلیغ اسلام کا بلند نصب العین فوت ہوجاتا ہے اور رسالہ کا معیار بھی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے گرجاتا ہے لیکن آج جو کچھ ہندوستان کے طول وعرض میں ہورہا ہے وہ صرف سیاسی مسئلہ ہی نہیں بلکہ انسانی اور مذہبی مسئلہ بھی ہے۔ صوبۂ بہار میں اس وسیع پیمانہ پر مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور جوانوں کا قتل عام کیا گیا ہے کہ اسکو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں یہ تو درندگی اور سفاکی ہے، دنیا کا کونسا مذہب کونسا اخلاق اور قومی ضابطہ یہ اجازت دیتا ہے کہ اس سنگدلی کے ساتھ انسانوں کو قتل کیا جائے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے سیاسی اختلافات خواہ کسی نوعیت کے ہوں لیکن ان اختلافات کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ انسان جذبۂ مخالفت اور نفرت سے اندھا ہوکر حیوان سے بھی گذر جائے۔ وہ معصوم لوگ جو اس قتل عام میں مارے گئے ہیں غنڈہ گردی اور بربریت کا شکار ہوئے ہیں ان میں سے کثرت یقیناً ایسے لوگوں کی ہوگی جن کو اس سیاسی اختلاف کی نوعیت کا علم بھی نہیں ہوگا لیکن انسانی فطرت کی بربریت جب ابھرتی ہے تو اس کے سامنے معصوم اور نامعصوم ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور یہی وہ حالت ہے جہاں پر مذہب کو انسانی معاملات میں دخل دینے کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ ہمیشہ مذہب نے ہی انسانوں کو حیوانیت کی سطح سے بلند کیا ہے صرف مذہب ہی بہیمانہ جذبات پر قابو رکھنا سکھاتا ہے کیونکہ بغیر ان اسفل جذبات پر قابو حاصل کرنے کے انسان کسی بلند مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ انسانی اختلافات کبھی قتل و غارت سے طے نہیں ہوتے کیونکہ قتل عام سے انسانی قلوب میں ایسے ناسور پیدا ہوجاتے ہیں جن سے انتقامی جذبات ہمیشہ بھڑکتے رہتے ہیں اور فتنہ وفساد کی آگ جلتی رہتی ہے قتل و غارت کا وہ سلسلہ جو آجکل ہندوستان کے مختلف صوبوں میں شروع ہے اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو اس کے نتائج اتنے خطرناک ہوں گے کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اس سفاکی اور درندگی سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتنی وسیع خلیج پیدا ہوجائے گی جس کو دنیا کی کوئی طاقت پاٹ نہیں سکے گی اور نتیجہ کیا نکلے گا؟ برٹش امپیریلزم کے قدم اس ملک میں اور مضبوط ہوجائیں گے اور ہندوستان

دائمی طور پر غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا اور ہندوستانیوں کی وہ قوت جو قومی، سیاسی، اور معاشی تعمیر پر صرف ہوتی چاہیئے وہ نہایت ادنےٰ جھگڑوں پر صرف ہو جائے گی، بہار کے جو واقعات سننے میں آئے ہیں ان کی تفصیلات میں جانے کی تو چنداں ضرورت نہیں لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ یہ واقعات دامن انسانیت پر بدنما دھبہ ہیں یہ سیاست نہیں یہ تو غلاظت ہے اور کمینگی اور سفاکی کی انتہا ہے اس موقعہ پر ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ حالات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور مسلمان لیڈروں کا تو خاص طور پر فرض ہے کہ وہ اس ظلم وعدوان پر اپنی قوم کو صبر کرنے کی تلقین کریں۔ اس موقعہ پر مسلم لیگ کے قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے جو بیان دیا ہے وہ ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا انھوں نے کمال ضبط نفس کا ثبوت دیا ہے اور مسلمانوں کی اس نازک ترین دور میں بہترین رہنمائی کی ہے۔

"صوبہ بہار میں حال ہی میں جو کچھ رونما ہوا اس کی مثال قتل عام کی تاریخ میں نہیں مل سکتی، ہندوستان کے جن صوبوں یا علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں کے مسلمان بدلہ یا انتقام لینے کا خیال دل میں نہ لائیں ——— اس میں شک نہیں کہ بہار کے واقعات سے فرزندانِ توحید کے دل خون ہو رہے ہیں مسلمان غصہ میں بھرے ہوئے ہیں انہیں جذبات بھڑکایا گیا ہے۔ تاہم اعلےٰ اخلاق اور تعلیمات اسلام کا اقتضا یہی ہے کہ بہار اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اس کا بدلہ نہ لیا جائے اور انتقام لینے کا خیال دل سے نکال دیا جائے .... ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم رواداری فیاضی اور فراخدلی کا ثبوت دیں اور اس ٹھوس حقیقت کا ثبوت مہیا کریں کہ مسلمان اعتماد کے لائق ہیں اور کھلا دل رکھتے ہیں، ہمارے فیاضانہ طریق عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ پاکستان میں قلیل التعداد اقوام کے ساتھ بہت اعلیٰ برتاؤ کیا جائے گا اور ان کے جان ومال محفوظ

رہیں گے ۔ ہمیں اسلام کی مقدس تعلیمات کی روشنی میں غیر مسلموں کو بچانے اور ان کی حفاظت کی سعی عمل میں لانی چاہیئے اور اپنے طرز عمل سے ان میں اپنے متعلق اعتماد اور یقین پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔"

دہلی گیارہ نومبر ۱۹۴۶ء ۔

مسلمانوں کو اس بیان کی ایک ایک سطر پر غور کرنا چاہیئے کیونکہ یہ عین تعلیمات اسلامی کی روح کے مطابق ہے اور اسلام پر عمل پیرا ہونے میں ہی ان کی فلاح اور بہبودی مضمر ہے ۔ مسلمان صرف اسلام سے ہی دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں ۔ اور دنیا میں ایک ممتاز اور باخلاق قوم بن کر سربلند ہو سکتے ہیں ظلم و عدوان پر صبر کرنے میں ان کے لئے زندگی ہے قوموں کی اجتماعی زندگی میں صبر ایک زبردست طاقت ہے اور یہ وہ عظیم الشان طاقت ہے کہ دنیا کا کوئی تشدد اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ صرف تشدد اور بہیمیت سے کوئی قوم دنیا میں برقرار نہیں رہ سکتی اور نہ انسانیت کے بلند مقامات پر پہنچ سکتی ہے اگر صرف قتل و غارت ہی انسانیت کا کمال ہے تو پھر ہلاکو اور چنگیز خاں اور ان کی قوم جو غارتگری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی وہ سب سے بڑھ کر باکمال تھی لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ان غارتگروں کو بھی اسلام کی روحانی شوکت کے سامنے جھکنا پڑا اور انھوں نے ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کو کوئی طاقت صفحۂ ہستی سے نابود نہیں کر سکتی بلکہ ہر قوم اسلام کی روحانی قوت کے سامنے صید زبوں ہے بشرطیکہ مسلمان اپنے اندر قوت اور روحانی تنظیم اور تزکیۂ نفس پیدا کریں ۔

آتش تاتاریاں گلزار کیست ٭ شعلہ ہائے او گل دستار کیست

امت مسلم ز آیات خدا است ٭ اصلش از ہنگامۂ قالوا بلیٰ است

شعلہ ہائے انقلاب روزگار ٭ چوں بہ باغ ما رسد گردد بہار

انسان کی عقل کام نہیں دیتی

از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب

زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ ہم نے اپنے ایک مضمون میں اس بات پر روشنی ڈالی تھی کہ مغربی مفکرین پر ایک تبدیلی آ رہی ہے۔ ہم نے اس وقت مسٹر برنرڈ شا کے اعترافات پر بحث کی تھی اور توقع ظاہر کی تھی کہ بہت جلد اور مفکرین بھی اس کی تقلید کریں گے۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ مسٹر ایچ۔ جی ویلز جو سائنس اور اس کی ایجادات کا شدید پرستار ہے وہ برنرڈ شا کے بعد دوسرا شخص ہوگا جو اس کی تقلید کریگا۔ مسٹر شا کے حق میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات کو تنقید کی نگاہ سے دیکھتا رہا ہے اور کسی بات کی تائید میں وہ ہمیشہ بہت احتیاط سے کام لیتا رہا ہے۔ اس کا یہ اعتراف کر لینا کہ وہ اپنی قوم کو کسی بلند سطح پر لیجانے سے ناکام رہا ہے اس بات کی کھلی دلیل ہے اور اس میں تعجب کی ہمارے لئے کوئی بات نہیں تھی کیونکہ اس کا یہ مستقل اسلوب ہے۔ لیکن مسٹر ویلز موجودہ تہذیب سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور موجودہ تہذیب کا رشتہ موجودہ سائنس اور اس کی ایجادات سے قائم کرنے میں وہ وحید العصر ہے اس لئے سائنس کے بہت گن گاتے ہیں اور اس کے نزدیک انسان کی نجات صرف اس بات میں ہے کہ سائنسدان عناصر قدرت پر مکمل تسلط حاصل کریں۔ اس کے نزدیک انسان کے لئے مستقبل میں زرین عہد صرف سائنس سے پیدا ہوگا ــــ اس کے نزدیک سائنس کی کامیابی درامل انسان کی کامیابی ہے اور اس سے انسان تمام دکھوں اور مصیبتوں پر غالب آ سکتا ہے۔ وہ ہمیشہ دلائل دیتا رہا ہے کہ سائنس سے اس دنیا میں ہی بہشت پیدا ہو جائیگا اور اگر انسان نے سائنس کے ذریعہ سے یہ کامیابی حاصل کر لی تو یہ کامیابی دراصل انسانی

دماغ کی ہوگی بالفاظ دیگر یہ عقل کی کامیابی ہوگی موجودہ سائنسدان اور اس کا تعریف کرنیوالا جیسا کہ مسٹر ویلز ہے وحی اور الہام کا قائل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ قوانین قدرت کی تحقیق کرتے ہوئے کسی خالق کے تصور پر غور کرنا اس کے نزدیک غیر ضروری ہی نہیں بلکہ مضحکہ خیز ہے گو اس میں شک نہیں کہ ان قوانین کے متعلق وہ اتنا ہی اندھیرے میں ہے جیسا کہ وہ شخص اندھیرے میں ہو سکتا ہے جس نے کبھی ان قوانین پر غور ہی نہیں کیا۔ فکر کے ایک عجیب عمل سے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ بالکل غیر معقول ہے کہ اس سوال کے متعلق کسی قسم کی پریشانی محسوس کی جائے اس ضمن میں اس کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے:۔

" یہ دماغ انسانی ہے اور یہ پراسرار کائنات ہمارے سامنے موجود ہے اور اس کے بیشمار قوانین ہیں جو زندگی پر حکمران ہیں حرکت اور اشیا کے مابین تعلق پر تسلط رکھتے ہیں۔ میں اپنے دماغ کے ساتھ ان قوانین پر غور کرتا ہوں اور وہ مجھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ان قوانین کا علم مجھے اس قابل بنا دیتا ہے کہ میں ان پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کروں اس طریقہ سے میں ان کا مالک اور وہ میرے غلام بن جاتے ہیں۔ میں زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ اس کا کیا فائدہ ہے کہ میں اس بات پر غور کروں کہ یہ قوانین کیسے معرض وجود میں آئے اور کسی نے انہیں پیدا کیا ہے یا نہیں آیا اس خالق کا ان کے ساتھ اب بھی کوئی تعلق ہے یا نہیں اور انسان کے ساتھ اس خالق کا کیا تعلق ہے جو ان قوانین کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ یہ محض تضیع اوقات ہے۔ صرف یہی کافی ہے کہ مجھے ان کا علم ہو اور وہ میرے کسی کام آئیں۔

یہ وہ طرز فکر ہے جس کے خلاف قرآن مجید مندرجہ ذیل تنبیہہ کرتا ہے:۔

کلا ان الانسان لیطغیٰ۔ ان راٰہ استغنیٰ۔ نہیں انسان سرکشی اختیار کرتا ہے جب تک اپنے آپ کو وہ غنی سمجھتا ہے۔

انسانی عقل جب اپنے آپ کو اپنے لئے کافی سمجھنے لگتی ہے تو اس کا قرآن مجید نے بیان ذکر کیا ہے۔ لیکن لوگوں کا نقطۂ نگاہ جب اس انداز پر قائم ہوجاتا ہے تو عموماً اس کا نتیجہ غرور ہی نکلتا ہے اور اس سے بے انصافی اور ظلم پیدا ہوتا ہے اور اس سے سماجی افراتفری پیدا ہوتی ہے۔ اسے قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے:۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ؕ اولئک ھم الفاسقون۔ ان ان کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اس نے انہیں اپنا آپ بھلوا دیا یہی نافرمان ہیں۔

مذہب نے ہر زمانہ میں کوشش کی ہے کہ انسانوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس غفلت کو دور کرنے کی تحریک کرے۔ وہ خدا جو ساری کائنات کی تخلیق کا سبب ہے مذہب نے اس پردے کو جو غفلت کی وجہ سے انسان کے دل پر پڑ جاتا ہے چاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ مذہب نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ مادہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا سے بھی تعلق قائم رکھے جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ کافی نہیں ہے کہ ہمیں صرف اپنی اس طاقت کا شعور ہو جو ہمیں مادہ پر حاصل ہے اور اس پر قابو حاصل کرکے ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہمیں خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکت بھی حاصل کرنی چاہیئے جس نے ان سب اشیاء کو پیدا کیا ہے اور اس کے نور سے مدد حاصل کریں تاکہ ہم ان انکشافات سے زیادہ سے زیادہ خوشی حاصل کرسکیں۔ اس طریقہ سے ہم علم کا کمال بھی حاصل کرسکتے ہیں اور یہ فائدہ بھی حاصل کرسکتے ہیں کہ اس غرور کو دبائیں جو اس طاقت کے احساس سے پیدا ہوتا ہے۔ طاقت کا شعور اور خدا پر ایمان کی آمیزش ہماری خوشی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے ہم جنسوں کی تباہی اور بربادی پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور ان کو برباد کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھی برباد کرلیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جتنا ہمارا علم اور نیچر کے ذرائع پر اقتدار بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا ہی وہ ہتھیار مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے جس سے ہم اپنے

آپ کو ہلاک کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ایٹم بم اس کی بہترین مثال ہے یہ وہ خوفناک اور تباہ کن طاقت ہے جو نیچر پر فتح پانے سے ان کو حاصل ہوتی ہے نیچر پر انسانوں کا کنٹرول بہت بڑھ گیا ہے لیکن ہمیں اپنے جذباتِ حرص اور رقابت پر کوئی کنٹرول نہیں رہا ہم بہت سے قوانین سے واقف ہیں جو نیچر کے اندر کارفرما ہیں لیکن ہم اس بنیادی قانون سے غافل ہیں جو ہمارے دماغوں میں عمل کرتا ہے اور وہ قانون ہے اس خدا سے تعلق پکڑنے کا جو روح اور مادہ دونوں کا خالق ہے۔ اس تعلق کو ہماری تمام علمی کوششوں کے لئے ملس تکمیل ہونا چاہیئے۔ ہم اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ نور جو اس راستہ سے آتا ہے وہی عقلی قواء کو کمال بخشتا ہے اس بات کا خیال نہیں کیا جاتا کہ علم حاصل کرنے کی تمام جدوجہد ایک عقیدت مندانہ انداز سے ہی پیدا ہوتی ہے لیکن کچھ ترقی کرنے اور حاصل کرنے کے بعد ہم اس انداز کو ترک کر دیتے ہیں مغرور ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو غنی خیال کرنے لگتے ہیں اس کے باعث ساری افراتفری اور تباہی پیدا ہوتی ہے ـــــ چنانچہ سائنٹیفک یورپ کی تاریخ اس کی بہترین شاہد ہے۔ ابتدائی سائنسدان گو زاہدان شب زندہ دار نہیں تھے لیکن ان کے قلوب میں غیر معمولی مذہبی احساس تھا لیکن ہمارے موجودہ سائنسدان ان کے برعکس جو اس قسم کے مذہبی احساس سے بالکل محروم ہیں اور اس محرومی کے نتائج سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ لیکن اس محرومی کے نتائج کو ایچ۔ جی ویلز کے بلیغ اسلوب میں سنیئے اپنی آخری کتاب جو اس نے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ پہلے لکھی جس کا نام ہے (MIND AT THE END OF ITS TETHER) یہ پیدائشی اور بے باک امید پرست مندرجہ ذیل خدشات کا اظہار کرتا ہے:۔

" ہر وہ چیز جسے ہم زندگی کہہ کر پکارتے ہیں اس کا انجام بالکل قریب ہے اور اس سے گریز نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی صاف طور پر اپنی آخری حالت میں داخل ہو رہی ہے

زندگی میں ایک خوفناک اور عجیب سی چیز پیدا ہوگئی ہے۔ وہ لوگ جو غور و فکر کرنے کے عادی نہیں ان کو بھی ایک عجیب قسم کا احساس ہو رہا ہے وہ احساس جو سکڑ رہا ہے اور رم خوردہ ہے یعنی کچھ ایسی کیفیت پیدا ہو رہی ہے کہ زندگی وہ پھر کبھی نہیں ہوگی جو کبھی پہلے تھی"

سو اس سائنس کے پیغمبر کو سوائے مکمل تباہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا جو اس وقت انسانیت کا راستہ روکے کھڑی ہے جبکہ وہ مادہ پر بڑی قدرت حاصل کر چکی ہے۔ اس میں اس کا کچھ قصور نہیں۔ وہ بالکل حق بات کہہ رہا ہے۔ اگر ہم موجودہ حالات پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان کے تیور بالکل وہی ہیں جن کو مسٹر ویلز نے بیان کیا ہے۔ اگر حالات کی اُفتاد یہی رہی اور یونہی ان کے اندر اختلال پیدا ہوتا چلا گیا تو انسانی دماغ یقیناً ایک دن انسان کو مکمل تباہی کی طرف لے جائیگا یہ تباہی ناگزیر ہے۔ مغربی سائنس دانوں نے اپنی قبر تیار کر لی ہے اور اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا تو وہ یقیناً اس میں گر کر اس میں دفن ہو جائیں گی۔

وہ پیگن طرز کی دماغی ساخت جس نے دنیا کو اس نوبت کو پہنچا دیا ہے وہ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ مذہب پرانا ہے ——— الہامی ہدایت ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اس کے تعاقب میں رہی ہے اور زمین کے کناروں تک اس کا تعاقب کرتی رہی ہے یہ عیسائیت کی زحمتو ہے کہ وہ اس طرز زندگی کا آلۂ کار بنی اور ظاہری چمک دمک سے اس نے دنیا کو موہ کا دیا۔ اس بدقسمت مذہب کے متبعین یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ عقل کی روشنی سے بڑھ کر اور کوئی روشنی نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ یہ کائنات اور اس کی تقدیر پر انسان سے بڑھکر اور کوئی بڑی طاقت اس پر حاوی نہیں ہے۔ اس کا سرکاری مذہب کیا ہے اس سے ہمیں چنداں غرض نہیں لیکن یہ سارا نظام ملحدانہ ہو چکا ہے۔ وہ اس قدر بگڑ چکا ہے کہ دین مسیحی کے بعض روشن دماغ فرقے یہ یقین رکھتے ہیں مذہب دین بھی

حاکمیت صرف عقل کو حاصل ہے۔ یہ سب سے بڑی لعنت ہے جو مذہبی روایات پر مسلط ہوتی ہے۔ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس غلط رہنمائی سے بھٹک گیا اور یہ سمجھنے پر مجبور ہوا کہ وحی اگر قصہ کہانی نہیں تو ایک فضول چیز ضرور ہے۔ اس مسلک کے نمایاں مویدین میں ایک مفکر ایچ۔جی ویلز تھا جس کی مذکورہ تصنیف نے ... انی کمزوری کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔ اس کے یہ اعترافات بہت اہمیت رکھتے ہیں وہ آزاد خیال لوگوں کا نمایندہ ہے۔ انگریز قوم کی دماغی کیفیت کا اس کی اس کتاب میں عکس ہے یہ نمایاں بات ہے کہ برطانوی قوم اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئی ہے کہ اگر انسانی دماغ سے کوئی بہتر چیز نہیں ہے جس پر کہ انحصار رکھا جائے تو انسان کی تقدیر یقیناً خطرہ میں ہے۔

برٹش دماغ میں پیگن عنصر نے اپنی حدود اور کمزوریوں کا جائزہ لے لیا ہے، اور اس کی کمزوریوں اور بے بسیوں کا اعلان کر دیا ہے کیا اب اس قوم کی مذہبی فطرت اب بروئے کار آئے گی اور وحی کی ضرورت کو محسوس کرے گی کیا اب وہ اس بات پر غور کرے گی کہ دماغ کی روشنی خواہ کتنی طاقتور ہو اور قوانین قدرت کو دریافت کرنے میں کتنی ہی مہارت رکھتی ہو لیکن خود انسانی فطرت اور جبلت کے قوانین کو دریافت کرنے کے لئے کسی عقل سے بھی بڑی طاقت پر انحصار رکھنا پڑے گا۔ انبیاء کرام نے وہ نور انسانیت کے لئے خدا تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ کیا وہ ہماری اس دعوت پر غور کرے گی کہ عقل کی روشنی سماجی معاملات میں ناکام رہی ہے۔ کیا وہ تاریخ کے اخلاقی نقطہ انقلاب پر اس الہامی کتاب کی طرف رُخ کرے گی جس میں کہ خالص آسمانی اور روحانی رہنمائی کا سامان موجود ہے جس کو وہ آج تک اس تعصب کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی رہی ہے وہ تعصب جو اسے قرون وسطیٰ کے پادریوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ ان سوالات کے جواب پر اس بات کا انحصار ہے کہ آیا ایچ جی ویلز کے خدشات صحیح ثابت ہونگے یا ابھی اس یاس میں سے نکلنے کا کوئی راستہ موجود ہے ؎

محسنِ اعظم

(از بابو محمد یونس خانصاحب)

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا ٭ دعائے خلیل اور نوید مسیحا
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا ٭ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا ٭ وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی ٭ یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگذر کرنیوالا ٭ بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنیوالا ٭ قبائل کا شیر و شکر کرنیوالا
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا ٭ حقیقت کا گر انکو اک اک بتایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر ٭ وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

(حالی پانی پتی)

دنیا کی پرانی تہذیب میں عورت کی کیا حیثیت تھی۔ عرب و ایران۔ ہندوستان، چین اور یورپ میں، اس غریب اور ستائے ہوئے گروہ کے ساتھ روزانہ زندگی میں کیا برتاؤ تھا یہ ایک ایسی درد بھری داستان ہے جس کو یکایک سن کر کبھی یقین نہیں آسکتا۔ لیکن میں نہایت افسوس کیساتھ عرض کرتی ہوں کہ یہ واقعات تاریخ کی کتابوں سے نکال کر پھینکے نہیں جا سکتے۔ اور یہ بدنما داغ انسانیت کے ماتھے سے کبھی نہیں مٹ سکتا کہ مرد جس گود میں پلا اور بڑھا اس نے اسی کو زخمی کیا۔ اسی کو خون ناحق کیا جس کی بدولت اس نے زندگی پائی۔ اور جن باتوں سے انسان کی ترقی ہو سکتی ہے ان پر کان نہ دھرے۔ آخر پرانے زمانہ میں مردوں نے عورتوں کو کیوں اس قدر دبا رکھا تھا۔ اور کیوں ان سے

اس قدر بیزار تھے؟ اس کا جواب بالکل صاف ہے۔

مردوں کا یہ خیال تھا کہ عورتوں کو عقل نہیں دی گئی۔ اس لئے نہ تو ان کو تعلیم دی جا سکتی ہے اور نہ ان کو دنیوی مال و جائداد میں کسی قسم کا حق حاصل ہے۔ عورت صرف ایک بیکار چیز ہے جو صرف مرد کے دل بہلانے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ عورت کی پیدائش کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہ ذلیل خیال تھا جس کی وجہ سے عورت کو اس کے تمام جائز حقوق سے محروم رکھا گیا۔

پرانے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ جو بُرا سلوک کیا جاتا تھا ان پر جو ظلم کیا جاتا تھا اس کا اندازہ میرے ذیل کے بیان سے ہو جائیگا۔ سب سے بڑے حکیم سقراط کا قول ہے :۔

" عورت سے زیادہ جھگڑے اور فساد کی کوئی چیز نہیں ہے وہ دفلی کے درخت کی مانند ہے جو دیکھنے میں اچھا بنتا ہے لیکن اگر کوئی چڑیا اُسے کھاتی ہے تو فوراً مرجاتی ہے"

مشہور حکیم افلاطون کہتا ہے :۔

" جتنے ذلیل اور ظالم مرد ہیں وہ سب نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں "

یونانیوں کا عام خیال ہے :۔

" سانپ اگر کاٹ لے تو اس کا علاج ہو سکتا ہے لیکن عورت کے شر و فساد کا کچھ علاج نہیں "

عورت کی ذلت و تحقیر صرف حکیموں اور فلاسفروں نے ہی نہیں کی بلکہ مذہبی دنیا بھی اس بدنصیب کے ساتھ یہی بدسلوکی کرتی رہی۔ یوحنا دمشقی فرماتے ہیں :۔

" عورت جھگڑے کی بیٹی ہے اور صلح اور امن کی جانی دشمن ہے "

ایک فلسفی کا بیان ہے :۔

" عورت اس بچھو کی مانند ہے جو ہر وقت ڈنک مارتا رہتا ہے "

انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی ماں کو جھڑک دیا تھا۔

یورپ جسکو آج اپنی تہذیب اور شائستگی پر اس قدر ناز ہے وہاں پہلے عورت کی جو قدر و قیمت تھی اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ ۵۸۶ء میں عیسائیوں نے ایک کونسل میں یہ بحث کی کہ عورت کے جسم میں روح بھی ہے یا نہیں۔ بڑے جھگڑوں اور بحثوں کے بعد یہ طے پایا کہ عورت میں روح ہے ورنہ ہمارا مظلوم گروہ اس سے پہلے بے روح سمجھا جاتا تھا۔

اٹلی جو مذہب عیسوی کا مرکز تھا وہاں کی عورتوں کی اخلاقی حالت بھی گری ہوئی تھی ان کے ساتھ چوپایوں سے بھی گیا گذرا سلوک کیا جاتا تھا اور ہمارا گروہ آرام و آسائش سے قطعی محروم رکھا گیا تھا۔

سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی میں بے بنیاد الزاموں پر عورتوں کو آگ میں زندہ جلا دیا گیا۔ بڑی پارلیمنٹ کے زمانہ میں لاکھوں عورتیں سولی پر چڑھا دی گئیں۔ یہی وہ یورپ ہے جس کی تہذیب اور شائستگی کے گیت گائے جاتے ہیں۔ یورپ کا یہ دعوے کہ عورت کی عزت یوروپین اقوام اور یوروپین مذہبی تعلیم نے بڑھائی تاریخی واقعات کے بالکل خلاف ہے۔

چین جو کسی زمانہ میں اپنی تہذیب اور شائستگی کے لئے مشہور تھا وہاں بھی عورتیں اسی طرح ذلیل و خوار تھیں۔ ایک چینی مثل ہے:۔

"اپنی بیوی کی بات تو سننی چاہیئے لیکن اس پر بھروسہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے"

اٹلی والے کہتے ہیں:۔

"گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اسے مہمیز کی ضرورت ہے۔ عورت اچھی ہو یا بُری اُسے مارنا چاہیئے"

اسپین والوں کا قول ہے:۔

"بُری عورت سے بچنا چاہیئے اور اچھی عورت پر کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے"

ہندوستان میں عورتوں کی حالت تو سب ملکوں سے زیادہ گئی گذری ہے۔ ہندوستان کے مشہور قانون بنانے والے منو مہاراج کے مطابق عورت کا کوئی حق اپنے ماں باپ کی جائداد میں نہیں ہے۔ شادی سے پہلے وہ بھائیوں کی محتاج ہے تو شادی کے بعد

اپنے پتی (شوہر) کی لونڈی بن جاتی ہے۔ راجہ اور مہاراجہ اپنی بیویوں کو جوئے میں ہار جاتے تھے۔ مندروں میں دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھائی جاتی تھیں اور ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے۔ مردہ شوہروں کے ساتھ وہ زندہ آگ میں جلادی جاتی تھیں۔

رہا ملک عرب وہاں تو بالکل تہذیب اور تمدن کا نام ہی نہ تھا۔ وہاں عورتوں کی قیمت عام اور معمولی مال اور پونجی سے زیادہ نہ تھی۔ جانوروں سے بھی بدتر زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے تھے۔ ایک مرد جس قدر عورتوں سے چاہتا، شادی کرسکتا تھا۔ خاوند کے مرنے کے بعد تمام بیویاں اس کے بیٹے کے نکاح میں آجاتی تھیں۔ بدچلنی عام تھی۔ جس کو اشعار میں فخریہ بیان کیا جاتا تھا اور انہیں خانہ کعبہ کی مقدس دیواروں پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ اکثر شادیوں کے وقت یہ معاہدہ ہوتا تھا کہ اگر لڑکی پیدا ہوگی تو اسے مار ڈالا جائے گا۔

الغرض دنیا کی تاریخ ۔ تمدن۔ تہذیب اور مختلف مذہبوں کے حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا تھا۔ چونکہ دنیا میں یہ مظلوم گروہ ہمیشہ ذلت اور پستی میں رہا۔ اس لئے کسی نامور شخص کی تعلیم وارشاد میں ہماری عزت اور عظمت کا تذکرہ نہ آیا۔ حضرت موسیٰ کی شریعت اور حضرت عیسیٰ کی صلح کل تعلیم نے ہمارے حق میں کچھ نہ کیا۔ ہندوؤں کے وید مقدس نے تو جو ظلم عورتوں کے حق میں جائز کر رکھا اس کی کہیں فریاد ہی نہیں ہوسکتی۔ مہاتما بدھ نے بھی ہماری خبر نہ لی۔ غرضیکہ کسی قوم۔ کسی مذہب اور کسی ہادی کے پاس ہمارا علاج نہ تھا۔ البتہ ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی وہ حیثیت دنیا میں قائم کی جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ ہی نے اس کو عزت اور منزلت کے دربار میں مردوں کے برابر جگہ دی :-

نہ جہاں میں مجھ کو اماں ملی ۔ جو اماں ملی تو کہاں ملی

مرے جرم ہائے سیاہ کو ترے عفو بندہ نواز میں

اسلام میں عورت کا مرتبہ } آنحضرتؐ نے دنیا کی عورتوں کو یہ خوشخبری سنادی کہ عورت بھی اللہ کی ویسی ہی مخلوق ہے جیسے کہ مرد۔ انسانیت میں وہ مرد کے برابر ہے اور مرد اور عورت میں کوئی ایسا فرق نہیں کہ مرد کو حقوق انسانیت حاصل ہوں اور عورت اس سے محروم رہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور قربت کو عورت بھی انہیں شرائط پر حاصل کرسکتی ہے جو مردوں پر فرض ہیں۔ اس کے اچھے کاموں کو بھی اللہ اسی طرح پسند کرتا ہے جس طرح مردوں کے۔

علم میں عورت کا حصہ } آنحضرت صلعم نے مرد اور عورت کو علم حاصل کرنے کی کامل آزادی دی۔ آپ کا فیض تعلیم و تلقین ہر وقت جاری رہتا تھا لیکن اس سے زیادہ تر مردوں کو فائدہ پہنچتا تھا اور عورتیں اس سے محروم رہتی تھیں۔ آپ نے عورتوں کی اس درخواست پر بھی دن مقرر کردیئے۔ آپ کا یہ ارشاد و عمل صرف مسلمان عورتوں کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ لونڈیوں اور باندیوں کی تعلیم و تربیت کی بھی تاکید فرمائی اور اس مظلوم گروہ کی بھی دادرسی کی گئی۔ یعنی :-

"جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے آداب سکھائے اور اچھے آداب سکھائے اور اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرے تو بہت ثواب ہے"

وراثت میں عورت کا حصہ } ہندو دھرم میں عورت کی ہستی آزاد نہیں ہے۔ منو مہاراج جب ہندو دھرم کے قانون بنانے بیٹھے تو ان کی نظر میں عورت کی حیثیت مکان کے کاٹ کے کواڑ سے زیادہ نہ تھی۔ اُن کے دماغ میں عورت کا تصور بحیثیت ماں، بہن، لڑکی اور بیوی کے کبھی نہیں گذرا۔ ان کی نظر میں وہ دنیا کی چیزوں میں سے ایک ہے اور وہ مرد کی آرام و آسائش کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے جائداد میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہے۔ قانون منو کے مطابق ایک عورت کی حیثیت ایک مرد کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسی کہ ایک شودر کی برہمن کے مقابلہ میں۔ وہ غریب ہمیشہ کی قید اور غلامی کے

لئے بنائی گئی ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کو وہ اپنا کہہ سکے حتیٰ کہ اس کی ذات تک
کیونکہ قانون ہندو دھرم میں یہ لکھا ہے کہ :-

" بچپن میں ایک عورت اپنے باپ کی تابعدار رہے۔ جوانی میں اپنے شوہر کی اور جب خاوند مرجائے تو اپنے بیٹے کی۔ ایک عورت کو کبھی خود مختار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے باپ کو اختیار ہے کہ جس کو اس کا جی چاہے اس کا ہاتھ پکڑوا دے یا اس کا بھائی باپ کی اجازت سے۔ ایک وفادار بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی مثل دیوتا کے پرستش کرے۔ دنیا میں یہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ مرد کو گمراہ کرے۔ اس لئے عقلمند مرد جب عورتوں کے ساتھ ہوتے ہیں وہ اس کے چلتروں سے غافل نہیں رہتے۔ عورتیں صرف ایک بیوقوف ہی کو گمراہ نہیں کرتیں بلکہ ایک پڑھے لکھے آدمی کو بھی غصہ، ہوا و ہوس کا بندہ بنا دیتی ہیں۔ ایک عورت ایک لڑکا اور ایک غلام کو ملکیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ جو کچھ بھی وہ پیدا کرتے ہیں وہ ان کا ہے جن کے وہ مطیع ہوتے ہیں"
انہیں سختیوں سے بیزار ہو کر اور ہندو عورت کی بے بسی کا علاج نہ پاکر راجکماری صاحبہ کاٹنکا ریاست نے اسلام قبول کرنے کے یہ اسباب بیان کئے ہیں :-

" ہر روز ہندوؤں کی کمزوریاں۔ خرابیاں اور قابل رحم حالت ظہور میں آتی جاتی ہے۔ باہر کے لوگ　　نہیں بلکہ خود ہندو ظاہر کر رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی اچھوتوں کے لئے اپنی جان کیوں خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ عقد بیوگاں کیوں قانوناً نافذ کیا جا رہا ہے۔ ستی کو ایک انگریزی قانون نے کیوں بند کیا۔ سوسائٹی کی ہر اصلاح پارلیمنٹ کے ذریعہ زبردستی کیوں کی جا رہی ہے۔ ایسے مذہب سے کیا فائدہ جس سے انسان کو سوسائٹی میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں ان سے رہائی نہ دلا سکے اور انسان کے بنائے ہوئے قانونوں سے مذہب کے قاعدوں کی اصلاح کی جائے۔ اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ یہ مذہب صرف نسلاً بعد نسلاً چلے آتے ہیں اور یہ انسانوں کے کسی کام کے نہیں "

عیسائیوں کا مذہب اپنی نرمی اور ہمدردی انسان کے لئے مشہور ہے۔ وہاں بھی عورت کا جائداد میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور آج بھی ایک یورپین عورت باوجود اتنی تہذیب اور شائستگی کے دعووں کے اپنے باپ یا رشتہ دار کی جائداد میں اپنے بھائیوں کی طرح شریک نہیں ہو سکتی بلکہ جب تک ایک بھی وارث موجود رہتا ہے وہ حصہ دار نہیں بن سکتی۔ شادی ہونے کے ساتھ ساری جائداد شوہر کی ہو جاتی ہے۔ صرف آنحضرت صلعم ہی نے عورتوں کا حق جائداد میں قائم کیا۔ اور ہمارے ستمزدہ گروہ کو جو آنحضرت صلعم سے قبل مردکا ورثہ خیال کیا جاتا تھا آپ نے باپ بھائی اور شوہر کی جائداد کا وارث ٹھہرایا۔

عقد نکاح میں عورت کا اختیار } آنحضرت صلعم سے پہلے عورت کو اپنے رفیق زندگی کے انتخاب کی بھی آزادی نہ تھی۔ آپ نے اپنے قول و فعل سے بالکل صاف کر دیا کہ عورت کنواری ہو یا بیوہ دونوں کو نکاح کے معاملہ میں پوری آزادی ہے آپ کے دربار میں کئی مقدمات اس قسم کے پیش ہوئے کہ باپ نے لڑکی کا نکاح بغیر اس کی مرضی کے کر دیا۔ آپ نے نکاح توڑ دیا اور آزادی حقوق نسواں کے لئے روشن مثال قائم کر دی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے عورتوں کو ایک خاص حق بخشا جس کو مہر کہتے ہیں۔ جس کی ادائیگی ہر مرد پر فرض ہوتی ہے یہ عورت کے حقوق اور ضروریات کے پورا کرنے کے لئے جو مرد پر فرض ہیں قائم کیا گیا ہے۔ اور اس مہر کو بلا مانگے خوشدلی سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی

بیواؤں کا عقد } اسلام کے سوا اس ستم زدہ گروہ کی کسی مذہب نے دادرسی نہیں کی کوئی مذہب بیواؤں کی شادی کو بالکل ناجائز قرار دیتا ہے اور کوئی اگر اجازت دیتا ہے تو بیوہ پر تاوان بطور سزا کے لگاتا ہے۔ آنحضرت ہی نے عورتوں کو اس مصیبت سے بھی نجات دلائی۔ آپ نے فرمایا۔

"دو باتوں میں ہرگز دیر نہ کرو ــــ جب جنازہ آجائے اور جب کسی بیوہ عورت کا کوئی جوڑ مل جائے تو ہرگز دیر نہ کرو۔"

غور فرمایئے آنحضرت صلعم مردانہ جمال میں کامل حسین اور حسب و نسب میں عالی خاندان تھے لیکن آپ نے اپنی پہلی شادی حضرت خدیجہؓ سے پینتالیس سالہ بیوہ تھیں کی اور اس کے بعد بھی سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دوسری شادیاں بیوہ عورتوں سے کر کے بیواؤں کے عقد ثانی کی ایک شاندار مثال قائم کر دی۔

عورت بحیثیت ماں ماں کی عزت تمام قومیں کرتی ہیں لیکن اتنی نہیں جتنی کہ وہ مستحق ہے عورت جس کو مردوں نے نخوت و غرور سے ٹھکرایا تھا آنحضرت صلعم نے اس کا رتبہ اتنا بلند کیا کہ ماں حصول جنت کا ذریعہ بن گئی آنحضرت صلعم کا ارشاد ایک لکھنوی شاعر انیس اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے"

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "اگر خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کی کسی بات میں اُونہہ تک نہ کرو اور نہ ان کو جھڑکو۔ اُن سے ادب کے ساتھ بات کرو اور ان کے حق میں یہ دعا مانگو کہ "اے میرے پروردگار! میرے والدین پر اس طرح رحم فرما جس طرح انھوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھ پر رحم کیا" آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "اگر تمہارے اعمال اچھے بھی ہوں لیکن اگر تم ماں کیساتھ بدسلوکی اور بے ادبی کرتے ہو تو جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے"۔

عورت بحیثیت بیوی دنیا کی تاریخ میں عورتیں ایک جائداد منقولہ کی حیثیت رکھتی تھیں یہ ہمارے پیارے نبی صلعم کی طفیل ہے کہ ہمارے مظلوم گروہ کی اس درجہ قدر دانی ہوتی ہے کہ عورت ذلت و خواری کے گہرے گڑھے سے نکل کر عزت و احترام کے اونچے تخت پر جگہ پاتی ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

(۱) عورت کے ساتھ حسن و خوبی کیساتھ پیش آؤ۔

(۲) مسلمانوں میں کامل ایمان والا وہی ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور جس کا اپنی بیوی

۴ اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس فرماتی ہے کہ

کے ساتھ اچھا برتاؤ ہو۔

(۳) تم میں سب سے بہتر وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کے سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہوں ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہوں اور میں اپنی بیویوں کے ساتھ نیک برتاؤ میں تم سے بہتر ہوں۔

(۴) عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔

(۵) تمہارے حقوق عورتوں پر اور عورتوں کے تم پر ہیں۔

عورت بحیثیت بیٹی کے

پہلے زمانہ میں لڑکی ماں کے لئے مصیبت اور باپ کے لئے ایک ذلت کا سبب تھی جسے پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اور جس کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا۔ آنحضرت صلعم کی ذات عورت کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر آئی۔ آپ نے لڑکیوں کے جان سے مار ڈالنے کو قانوناً منع ہی نہیں کیا بلکہ لڑکیوں کو حقوق زندگی میں برابر کا شریک قرار دیا۔ آپ نے لڑکیوں سے محبت سے پیش آنے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

" خدا جسے لڑکیاں دے اور وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس شخص کے لئے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کر دیں گی اور جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا "

عورتوں کے درد کا علاج جیسا کہ ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی اور مذہب کسی اور ہادی اور ریفارمر نے نہیں کیا اور نہ اس درجہ کسی نے حمایت کی۔ کیا عورت کو دینی و دنیاوی طور پر اتنی عزت نصیب ہوئی ؟ یہ صرف آپ ہی کی ذات بابرکات تھی جس نے عورت کے لئے وہ کیا جس سے زیادہ آج تک مذہب دنیا نہ کر سکی اور نہ کر سکے گی۔ عورت کی قدرتی کمزوری کا احساس۔ اس کی فلاح اور بہبودی کی تڑپ جتنی آپ کے دل میں تھی اور کسی کے دل میں نہ تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے محسنِ اعظم کا لقب

پایا۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے:۔

دُر فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

یسُوع بِن مَریم

اِبن اللہ کا نظریّہ

از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور

((بسلسلہ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء))

بنی اسرائیل کو اس اصطلاح کا علم تھا اور وہ اسے استعمال بھی کرتے تھے۔ اصولی طور پر تمام یہودی یہوہ کے بیٹے ہیں اور یہی ایک بات تھی جو ان کی باقی دنیا سے امتیازی خصوصیت تھی۔ عہدنامہ قدیم میں تمام انسانوں کو خدا کے بیٹے کہکر پکارا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کو تو خاص طور پر خدا کے بیٹے کہا گیا ہے خدا کے بچّے بھی کہا گیا ہے۔ اس اصطلاحی نام کا اطلاق سارے مشرق میں بلند پایہ شخصیتوں پر ہوتا تھا۔ پیغمبران خدا کے لئے بھی یہ اصطلاحی نام استعمال کیا جاتا تھا اس محبت کی وجہ سے جس کا اظہار خدا ان سے کرتا تھا اور خاص حفاظت جو وہ ان کی فرماتا تھا۔ اس زمانہ کے بعد جب یہودیوں کو بائبل سے خارج کیا گیا پاکباز انسانوں اور اساتذہ کو خدا کے بیٹے کہکر پکارا جاتا تھا۔ [1]

دوسرے نام کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جیسا کہ زمینی بادشاہ یہ پسند کرتے ہیں کہ اپنے بیٹے

[1] Heit Muller, (Tubingen). Jesus 123, See also Wellhauson, Das Evangelium Marci

..ان کے ساتھ یا ان کے ماتحت حکومت کریں بالکل اسی طرح اسرائیلی بادشاہوں کو یہوہ جو سب سے بڑا حکمران ہے اپنے پسندیدہ صوبجات کی حکومت تفویض کرتا تھا۔ اس لئے خدا کے بیٹے کے اصطلاحی نام کا ہر ایک اسرائیلی بادشاہ پر اطلاق ہوتا تھا جو اس مذہبی حکومت کے اصولوں پر کاربند رہتا تھا۔

دوسرے سام میں وہ آیت ہے جو یسوع کے بپتسمہ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے وہ آیت ہے :۔ " تو میرا بیٹا ہے آج کے دن میں نے تجھے جنم دیا "

یہ اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں کہ یہ محض اسرائیلی بادشاہوں کی رسومات تاجپوشی میں سے دعا کا ایک طریق تھا۔ ان سب واقعات میں اس سے بڑھکر اس اصطلاحی نام کا اور کوئی مفہوم نہیں تھا کہ اس شخص کا خدا سے نہایت گہرا اخلاقی اور مذہبی تعلق ہے جو اس وقت سے لیکر آج تک انسانوں کا خدا سے قائم ہوتا چلا آیا ہے۔ یہودیوں کے دماغ میں حقیقی ابنیت کا کبھی خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی کفر اور بے حرمتی کی بات نہیں ہوسکتی تھی۔ یسوع کے زمانہ میں یہ اصطلاح دو طریق پر استعمال ہوتی تھی ایک تو ان لوگوں کے لئے استعمال کی جاتی تھی جو خدا سے خاص تعلق رکھتے ہوں یعنی آسمانی بادشاہ اور پیغمبر یا زمینی بادشاہ اور شہزادے۔

یہ درست ہے بنی اسرائیل ایک مسیح کے انتظار میں تھے اور اس کی آمد کی بہت خواہش رکھتے تھے اور انھوں نے اس کی آمد کے ساتھ بڑی بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں کہ وہ ان کے لئے زمین پر سلطنت قائم کریگا اور ان کو غلامی سے نجات دلائے گا اور یہ بھی درست ہے کہ ان کے نزدیک مسیح خدا کا محبوب بیٹا تھا اور اس زمین پر خدا کا ایک پر جبروت خلیفہ تھا لیکن وہ انسانوں میں سے ایک انسان خیال کیا جاتا تھا۔ یہودی لٹریچر میں سے ایک پیرا بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس سے یہ ثابت ہو کہ مسیح ان معنوں میں خدا کا بیٹا ہے جن معنوں میں عیسائی اسے خدا کا بیٹا خیال کرتے ہیں۔ صحف مقدسہ کے متن کی بال کی کھال اتارکر

بڑی مشکل سے وہ صرف دو پہرے ایسے پیش کرتے ہیں جو صرف انہی لوگوں کو یقین دلا سکتے ہیں جو پہلے ہی یقین کر چکے ہوں۔ ابتدائی زمانہ کے عیسائی بے ایمانی اور تحریف کے آرٹ کے ماہر تھے وہ اس طریقہ سے بعض حصص کا اضافہ کر دیتے تھے کہ ان پر گرفت کرنا بہت مشکل ہو جاتا تھا خصوصًا پہلی نظر میں تو اس کا پکڑنا سخت مشکل ہوتا ہے۔

"کیونکہ میں اور میرا بیٹا صداقت کے راستہ پر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے"

(Enoch, CV: 2)

اس فقرہ کے متعلق ثابت ہو چکا ہے اور ساری دنیا میں مسلم ہو چکا ہے کہ یہ ایک الحاقی عبارت ہے اور اس کے علاوہ صرف ایک فقرہ ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں "میرا بیٹا کرائسٹ"

(Esardas, VII: 28-29)

یہ بھی بعد کا اضافہ ہے اور صرف عیسائیوں کے نسخوں میں پایا جاتا ہے ــــ اگر اس لقب کی تاریخی حیثیت اور اہمیت یہ ہے تو یہ کہنا غیر معقول نہ ہوگا کہ یسوع نے صرف اس مفہوم میں اسے استعمال کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بائیبل میں دو آیات ایسی ہیں جن کو کھینچ تان کر ان کے اور معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ میں ابھی ان پر روشنی ڈالوں گا۔ لیکن ان دو آیات کے علاوہ کہیں بھی یہ اصطلاحی نام اس مفہوم میں یسوع کے منہ سے نہیں نکلا۔ ہمیشہ دوسرے لوگ ہی اسے یسوع کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں۔ اس کے برعکس اس کی ساری تعلیم میں شروع سے لیکر آخر تک یسوع میں اور خدا میں ایک امتیاز قائم رکھا گیا ہے اس نے نہایت صاف طور پر اور بار بار اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وہ ایک انسان استاد ہے اور خدائی صفات اس کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہئیں۔ جب شیطان نے جنگل میں اسے ترغیب دی کہ وہ بعض باتیں کرکے دکھائے اگر وہ خدا کا بیٹا ہے تو اس نے شیطان کو یہ کہکر وہاں سے بھگا دیا۔

"اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر تب ابلیس اس کے پاس سے چلا گیا" (متی باب ۴)

یسوع نے تو اپنے اندر نیکی کی خصوصیت سے بھی انکار کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ مطلق نیکی صرف خدا کی طرف ہی منسوب کرنی چاہیئے جب ایک شخص نے اسے نیک کہکر پکارا تو یسوع نے جواب دیا:۔

"تو مجھے نیک کہکر کیوں پکارتا ہے نیک صرف ایک ہی ہے اور وہ خدا ہے" (متی باب ۱۹)

یسوع نے اس ضمن میں اتنی قطعی اور فیصلہ کن بات کی ہے کہ اس نے اپنا مرتبہ روح القدس سے بھی گھٹا کر بتایا ہے کیونکہ اس نے کہا ہے:۔

"جو کوئی بنی آدم کے برخلاف کوئی بات کہیگا وہ تو اسے معاف کی جائے گی لیکن جو کوئی روح القدس کے خلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہ کی جائے گی نہ اس عالم میں اور نہ آنے والے میں" (متی باب ۱۲)

یسوع کو اس اصطلاح کا بطور استعارہ کے علم تھا "خدا کے بچے" (متی باب ۵)

اور جب وہ اپنے آپ کو ان میں سے ایک بتاتا ہے تو اس وقت وہ اس اصطلاح کو بطور استعارہ کے استعمال کرتا ہے اور اسے بالکل مجازی معنی میں لیتا ہے حقیقی معنی میں نہیں لیتا یہ بات اس واقعہ سے جو کہ انجیلوں میں موجود ہے بالکل اور قطعی طور پر صاف ہو جاتی ہے:۔

"یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو؟ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا

کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا باب ۱۰)

یہ آیات جو یوحنا کی انجیل میں آئی ہیں ان پر کوئی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں یہ خود اپنا مطلب بیان کر رہی ہیں یہ کسی تشریح کی محتاج نہیں یسوع اس موقعہ پر زبور کا حوالہ دے رہا ہے:۔

"میں نے کہا تھا کہ تم اللہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" (زبور ۸۲)

یسوع نے اس اصطلاح کو اپنے متعلق استعمال کرنے کی یہ دلیل دی ہے اگر عدالت کرنے والے خدا کے نمایندے ہو کر خدا کہلائے جا سکتے ہیں یا حق تعالیٰ کے فرزند کہلا سکتے ہیں اور خدا انہیں مخاطب کر کے ایسا کہہ سکتا ہے تو یسوع خود اس وجہ سے مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس نے اپنے آپ کو استعارۃً خدا کا بیٹا کہا۔ مویدین دین مسیح نے ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے دفتر سیاہ کئے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ آیات ان کے نظریۂ ابن اللہ کے متبائن نہیں ہیں اور یہ نتیجہ نکالنے کی سعی کی ہے کہ یہ آیات یسوع کی الوہیت پر اثر انداز نہیں ہوئیں اور نہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یسوع صرف انسان تھا ـــــ میں پھر ایک دفعہ اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ یسوع اس معاملہ میں بالکل قطعی تھا کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ہمیشہ ابن آدم کہکر پکارا ہے اس اصطلاح کا مفہوم میں بعد میں ثابت کروں گا صرف انسان ہونا ہی ہے اور جن لوگوں نے سنا کہ یسوع اپنے آپ کو صرف انسان ہی کہتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو صرف انسان ہی کہا ہے کیونکہ اس نے کہا:۔

"لیکن اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سنی ابراہام نے تو یہ نہیں کیا تھا" (یوحنا باب ۸)

یسوع نے اپنے آپ کو نبی بھی کہا ہے "یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا" (متی باب ۱۳) اور جن لوگوں نے اس کی تعلیم کو اس کے منہ سے سُنا انھوں نے بھی اسکو نبی اور استاد خیال کیا" انھوں نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیا بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی" (متی باب ۱۶) بلکہ اس کے شاگردوں

نے بھی اسے نبی ہی خیال کیا'' انھوں نے اس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا'' (لوقا باب ۲۴) یہ صحیح ہے پطرس نے جب اس پر یسوع نے سوال کیا کہ وہ اس کے متعلق کیا خیال کرتا ہے تو اس نے جواب دیا "تم کرائسٹ ہو زندہ خدا کے بیٹے" لیکن یسوع نے وہیں اور اسی وقت ابن آدم کی اصطلاح استعمال کر کے اس سے اختلاف کیا اور اس نے سختی کے ساتھ اس اصطلاح کو رد کر دیا:۔

" اس نے ان کو تاکید کر کے حکم دیا کہ یہ کسی سے نہ کہنا" (لوقا باب ۹)

مجھے اس بات کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ فقرہ جو پطرس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ بعد کا اضافہ ہے ـــــ میں ایک اور واقعہ لیتا ہوں۔ سردار کاہن اور قوم کے بزرگ جمع ہیں اور یہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ آیا وہ کفریات کا مرتکب ہے لیکن ان کو کوئی گواہ نہیں ملتا۔ اگر یسوع عوام میں اپنی ابنیت اور الوہیت کا دعوےٰ کرتا رہا تھا جیسا کہ آج عیسائی لوگ ہمیں یقین دلاتے ہیں تو یقیناً قوم کے بزرگوں کو صدر عدالت میں یسوع کے خلاف وہ گواہ تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آتی خصوصاً جبکہ فریسی اور فقیہہ اس کے خلاف تھے اور ہمیشہ انبوہ اور بھیڑ میں موجود رہتے تھے یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ یسوع نے تسلیم کیا اور قوم کے بزرگوں کے سامنے اس امر کا اعتراف کیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے لوقا بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے یسوع سے سوال کیا:۔

" ان سب نے کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے۔ اس نے ان سے کہا تم خود کہتے ہو کیونکہ میں ہوں" حالانکہ وہ تھوڑی دیر پیشتر بزرگوں کو کہہ چکا تھا کہ وہ ابن آدم ہے اور اپنی پوزیشن کو صاف کرنا چاہتا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میں ہوں لیکن میں نہیں کہتا۔ نفی میں جواب دینے کے لئے یہ ایک عجیب طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ متی نے جواب درج کیا ہے" تم کہتے ہو" (Peake) پیک اس آیت پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہمیں اس مبہم جواب کو کہ" تم کہتے ہو" نفی سمجھنا چاہیئے ـــــ یہودی چونکہ اس کے جواب کے اپنے مفید مطلب لینے پر تلے ہوئے

تھے اس لئے انھوں نے اسے بطور اثبات اور اقرار کے لیا لیکن پیلاطوس نے ایسا نہیں سمجھا۔ یہودیوں کا الزام جو مسیح کو پیلاطوس کی عدالتی گرفت میں لاسکتا تھا وہ تھا کہ یسوع اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے اس لئے پیلاطوس نے اس پر سوال کیا۔ "کیا تم یہودیوں کے بادشاہ ہو اور اس نے اسے جواب دیا کہ تم کہتے ہو" پیلاطوس نے اس جواب کو جیسا کہ یہودیوں کو بھی چاہیئے تھا انکار پر محمول کیا۔ پیلاطوس نے سردار کاہن سے اور دوسرے لوگوں سے کہا میں اس میں کوئی قصور نہیں پاتا" (لوقا باب ۲۳)

یہ بات بالکل صاف ہے کہ یسوع نے اس الزام کی بھی نفی کی کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا (اس کے حقیقی معنوں میں) کہتا ہے یہ تو محض عیسائی علماء کی بچوں کی سی اٹکھیلیاں کہ وہ ان آیات کو مسیح کی الوہیت کی تائید میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا صرف دو آیات ہیں ایک مرقس کی انجیل میں اور دوسری Matthew میں جن کے اندر یسوع کے منہ میں ایسے الفاظ دیئے گئے ہیں کہ اگر ان کو سرسری نظر سے دیکھا جائے تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے واقعی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کے طور پر پیش کیا۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ یسوع آرامی زبان بولتا تھا وہ یونانی زبان نہیں بولتا تھا مثلاً جب وہ دلکھتا ہے ابا تو متی اسکو بالکل صحیح طور پر ترجمہ کرتا ہے باپ لیکن متی اسکو" او میرے باپ" میں بدل دیتا ہے۔ لوقا اور یوحنا اس میں مزید اصلاح کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں" میرے باپ" اور نظر ثانی کرنے والے مدویوں نے بار بار اس بات کی تاکید کی ہے کہ my کی جگہ The پڑھنا چاہیئے۔

اس کے علاوہ مرتب کرنے والوں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ ایک طریقہ یسوع کی جسمانی ابنیت کو منوانے کا اختیار کیا۔ جب بزرگوں میں سے ایک نے یسوع سے دریافت کیا کہ کیا وہ خدا کا بیٹا ہے تو مرتب کرنے والوں نے اسے بدل کر (The Son of God) کر دیا۔ یہ بددیانتی اور تحریف اتنی ہوشیاری کے ساتھ کی جاتی ہے کہ عموماً اس پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔ انہیں نے بادی النظر میں اس حقیقت کو قائم کر کے یقین کی حد تک پہنچا دیا ہے۔

اور دائمی طور پر یسوع کے متعلق ایک غلط اثر قائم کر دیا ہے۔ اگر ہم ان بد دیانتیوں کو پیش نظر رکھ کر انجیلوں کا مطالعہ کریں تو یسوع کا وہ امتیاز جو قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ بنیادی طور پر مفقود ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم انجیل میں پڑھتے ہیں " جیسے میرے باپ نے میرے لئے ایک بادشاہی مقرر کی ہے میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں" (لوقا باب ۲۲)۔ اس آیت میں بھی My کو The کے ساتھ تبدیل کر متبعین مسیح جو کسی اور لقب کو ماننے والے ہیں اس کی تائید کر سکے ہیں۔ سو اگر ہم ان دو آیات کو ان تبدیلیوں کو دماغ میں رکھ کر مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ان سے بھی مسیح کی ابنیت کی تائید نہیں ہوتی پہلی عبارت یوں ہے:۔

" اس دن اور اس گھڑی کو کوئی آدمی نہیں جانتا نہ فرشتے جانتے ہیں جو آسمان پر ہیں نہ بیٹا لیکن صرف باپ" (متی)

دوسری آیت یہ ہے:۔

" میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوائے باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا ظاہر کرے" (متی باب ۱۱)

پہلی آیت میں یسوع کا یہ اعتراف موجود ہے کہ اس کا علم محدود ہے اور آخرہ عدالت کے دن کے متعلق اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے اس آیت میں "نہ بیٹا" کے لفظ متی کی مستند انجیل سے حذف کر دیئے گئے ہیں گو کئی پرانے نسخوں میں یہ موجود ہے۔ (Dummelow کے نزدیک یہ اس لئے حذف کئے گئے ہیں کیونکہ ان کے متعلق خیال تھا کہ ان سے مذہب میں مشکل واقع ہوتی ہے۔ اس مشکل کے پیش نظر متی اور یوحنا نے ساری آیت کو ہی سرے سے حذف کر دیا ہے اس آیت نے آریوس کے پیروؤں کو یہ ماننے پر مجبور کیا اور وہ اس کی تعلیم بھی دیتے رہے کہ یسوع مشیت ایزدی سے لاعلم تھا اور (Athanasius کو ان کے سامنے تشریح کرنی پڑی کہ لاعلمی یسوع کی انسانی فطرت کا جزو ہے اگر ہم اس آیت کو اس کے ساتھ کی آیات کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے ......

"اس وقت یسوع نے کہا اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں" (متی باب ۱۱) باقی آیندہ

موت کے بعد ارتقاء

{از جناب ایم۔ اے۔ صمد صاحب}

اس زمین پر روح انسانی کے ارتقاء پر بحث کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ جب ایک چیز ارتقاء کی ایک خاص حالت میں کمال کو پہنچ جاتی ہے تو وہ بالکل ایک نئی حالت کو جنم دیتی ہے جو کہ آیندہ ترقی کا بنیادی پتھر بن جاتی ہے آخر کار وہ ملحقات جنہوں نے اس جدید حالت کی پیدایش میں مدد دی ہوتی ہے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور وہ چیز اپنی ترقی کو ان کے بغیر جاری رکھتی ہے البتہ ایک عرصہ تک وہ ایک تعطل کی حالت میں رہتی ہے اور اس وقفہ کو اسلامی دینیات میں برزخ کا نام دیا گیا ہے ـــ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خوراک جو ہم کھاتے ہیں وہ جسم میں جاکر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ملحقات تو بول و براز بن کر خارج ہو جاتے ہیں اور دوسرا حصہ جسم میں خون اور گوشت بن جاتا ہے اور اپنی ترقی کو جاری رکھتا ہے اور نطفہ کو پیدا کرتا ہے اور حمل ٹھیرنے کے بعد انسانی بچے کو جنم دیتا ہے موت کے ایک حالت میں پیدا ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چیز بالکل تباہ ہو گئی ہے بلکہ یہ تو صرف صورت کا بدل جانا ہے بالکل اسی طرح آدمی کی موت اس کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کر دیتی ہے جس نے کہ اسے جنم دیا ہے اور روح کو آزاد چھوڑ دیتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے ماحول میں اپنے

ارتقاء کو جاری رکھے۔ حیات بعد الموت بھی اس زمین پر حیات کا ایک تسلسل ہے۔ اچھے لوگوں کے لئے بہشتی زندگی اور بروں کے لئے دوزخ کی زندگی بسر کرنا ہے۔ اور اس زندگی کی ابتداء اس زمین پر شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ روح کے لئے دو بہشت ہیں اسی طرح دو دوزخ بھی ہیں ولمن خاف مقام ربه جنتٰن اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر رکھتا ہے اس کے لئے دو جنت ہیں۔

ومن کان فی هذه اعمٰی فهو فی الاخرة اعمٰی اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا۔

اس کے علاوہ اور دو جگہ پر بھی اس کا ذکر ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ ہم یقیناً انہیں قریب کی سزا کا مزا چکھائیں گے پہلے اس کے کہ انہیں بڑی سزا دیں جس کی طرف انہیں جانا ہوگا — اگر تم صحیح علم سے جانتے تو تم یقیناً دوزخ کو دیکھ لیتے۔

آیندہ ترقی اس صورت میں شروع ہوتی ہے جبکہ بعد میں ہونے والے ارتقاء کی بنیاد طبعی اور صحت ور زندگی گذارنے کے بعد تو کچھ وہ علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر وہ تمام طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی کہ اس دوسری زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بیج جو ایک پھل کے اندر تیار ہوتا ہے اس صورت میں اپنی ترقی جاری رکھ سکتا ہے اور ایک نئے پودے کو جنم دے سکتا ہے جبکہ وہ مکمل ہو کر اور پوری نشوونما حاصل کر کے باہر آتا ہے — میں پہلے سے ذکر کر چکا ہوں اور اس پر اچھی طرح بحث کر چکا ہوں کہ روح زمین پر کن کن حالتوں میں گذرتی ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے انسان ایک باشعور ہستی ہے اور خیر و شر میں انتخاب کر سکتا ہے شاید وہ ایسا طریق زندگی اختیار کرے جس سے اس کی روح بالکل منحنی اور رکی ہوئی ہو کر رہ جائے اور دوسری حالت میں وہ ترقی کرنے کے قابل نہ رہے اور اگر وہ پسند کرے تو وہ طبعی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر کے روح کی قوتوں کو ترقی دے سکتا ہے۔

وہ روح جس کی قوتیں مفلوج ہو جاتی ہیں تو اسے موت کے بعد اس کمی کو پورا کرنا پڑتا

ہے جو کہ اس ارضی زندگی میں رہ گئی ہے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ روح کو مکمل نشوونما حاصل کرنے کے لئے پھر از سر نو دوسرے جسم میں جانا پڑتا ہے لیکن یہ عقیدہ قوانین ارتقا کے بالکل خلاف ہے نیچر میں کہیں بھی واپس لوٹنا اور ترقی معکوس نہیں ہے جب ایک چیز ایک خاص حالت میں سے گذر جاتی ہے تو پھر وہ کبھی دوبارہ اس حالت میں عود نہیں کرتی لیکن اگر وہ بیمار ہو کر جسم سے نکلے تو دوسری حالت میں کسی چارہ سازی کی ضرورت ضرور پیش آتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بیج ناقص حالت میں باہر نکلتا ہے تو وہ دوبارہ پھل کے اندر نہیں جا سکتا ہے بالکل اسی طرح وہ انسانی بچہ جو بعض نقائص کو لیکر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اس کو دوبارہ ماں کے پیٹ میں نہیں بھیجا جاتا تاکہ ان نقائص کی اصلاح ہو جائے، البتہ عمل جراحی سے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا کوئی دوسرا مناسب علاج کیا جاتا ہے ـــــ بالکل اسی طرح جب ایک روح قفس عنصری کو خیرباد کہتی ہے اور گناہوں کی وجہ سے بیمار اور آزردہ ہوتی ہے تو اسے پھر اس زمین پر نہیں بھیجا جاتا جیسا کہ مسئلہ تناسخ کے قائلین کا خیال ہے البتہ موت کے بعد دوسری حالت میں ہی اس پر کوئی ایسا عمل کیا جاتا ہے جس سے اس کی حالت بہتر ہو جائے اس طریق علاج کو مذہبی اصطلاح میں دوزخ کے نام سے پکارتے ہیں یہ ایک طرح کا دل جلنا ہوتا ہے جو گنہگاروں کو برداشت کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ پشیمان ہوں اور اس طریقہ سے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کریں۔ نار اللہ الموقدۃ۔ التی تطلع ... علی الافئدۃ۔ اللہ کی جلائی ہوئی آگ جو دلوں پر اطلاع پالیتی ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں دوزخ کو باوجود خوفناک ہونے کے گنہگاروں کا دوست کہہ کر پکارا گیا ہے اور دوسری جگہ اسے گنہگاروں کا ماں بھی کہا گیا ہے۔

فالیوم لا یؤخذ منکم فدیۃ ولا من الذین کفروا ماوٰکم النار ھی مولٰکم وبئس المصیر۔ سو آج تم سے فدیہ نہیں لیا جائے گا اور نہ ان

سے جنھوں نے کفر کیا تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہی تمہاری مددگار ہے اور وہ بری جگہ ہے
واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ اور جن کی نیکیاں ہلکی ہوں گی تو انکی ماں ہاویہ
اس لئے دوزخ ایک قسم کا ہسپتال ہے اسکا مطلب اور مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کو
گناہوں کی آلودگی سے پاک اور صاف کیا جائے وہ گناہ جو اس نے خود اپنی مرضی سے کئے ہیں
جیسا کہ آگ سونے کو آلودگی سے پاک کر دیتی ہے۔

ما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباسآء والضرآء
لعلھم یضرعون اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کے بسنے والوں کو
سختی اور دکھ میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔

یہ بالکل دوزخ کے ایسے تصور کے مطابق ہے کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک وقت آئیگا
جب سب گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا مسلمان دائمی سزا اور جہنم میں یقین نہیں
رکھتے ——— پھر ایک جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے اور
وہ لوگ جو ناخوش ہیں وہ آگ میں ڈالے جائیں گے وہ اس میں آہیں بھریں گے اور کراہیں گے اس
میں رہیں گے جب تک کہ زمین اور آسمان قائم رہ سکتے ہیں سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ چاہے
کیونکہ خدا تعالیٰ کر کے چھوڑتا ہے جس کا کہ وہ ارادہ کر لیتا ہے اور وہ لوگ جو خوش کئے گئے
ہیں وہ باغوں میں ہوں گے اس میں رہیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہ سکتے ہیں سوائے
اس کے جو خدا تعالیٰ چاہے اور یہ ایک ایسا انعام ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

بہشت کے باغوں کو دائمی کہکر پکارا گیا ہے ایک ایسا انعام جو کبھی منقطع نہیں ہوگا لیکن
دوزخ اس طرح نہیں ہے آنحضرت صلعم کی ایک حدیث اسکو بالکل واضح کر دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ
دوزخ پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس میں ایک بھی انسان باقی نہ رہے گا ——— یہ اس لئے کہ
خدا تعالےٰ نے سب مردوں اور عورتوں کو اپنے رحم و کرم کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن
مجید میں آتا ہے کہ "میری رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے" اور ایک دوسری جگہ ہے:-

الا من رحم ربك ولذالك خلقهم سوائے اس کے جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس کے لیئے اس نے انہیں پیدا کیا ہے

جب ہم اس قابل ہو گئے کہ آگے ترقی کر سکیں تو ہم بہشتی زندگی میں داخل ہو گئے یا ایسی ترقی کی زندگی میں جس کی کوئی انتہا نہیں۔

یاایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

اے اطمینان پانے والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی سو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

پھر خداتعالیٰ نے اپنی رحم و کرم کی صفات کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ نیکی کا اجر تو کئی گنا دیا جاتا ہے اور بدی کو یا تو معاف کر دیا ہے یا اس کے مطابق اس کی سزا دے دی جاتی ہے۔

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها وهم لا یظلمون۔

جو کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے دس اس کی نیکی ہیں اور جو کوئی بدی کرتا ہے تو اس کی مثل ہی اسکو سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ اور جو کچھ تمہیں مصیبت پہنچے گی تو وہ اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت کچھ معاف بھی کر دے گا۔

بہشت کا نقشہ قرآن مجید میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ایک تمثیلی بیان ہے جس کو خود قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهر

من مسآء غیر آسن ۔

اس جنت کی ایک مثال ہے جس کا وعدہ متقیوں کو دیا جاتا ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بگڑتا نہیں ــــ یہ تمثیلی رنگ کا جو بیان ہے بہت معنی خیز ہے خصوصاً اگر ہم اس بات کو یاد رکھیں کہ قرآن مجید میں ایمان کی مثال ہمیشہ پانی سے دی گئی ہے اور ایک اچھے عمل کی تشبیہ ایک بیج سے دی گئی ہے جو اس زمین پر بویا جاتا ہے اور بڑھ کر درخت بن جاتا ہے جس کی شاخیں اور پھل اس میں پھیل جاتے ہیں یہ ان لوگوں کا انعام ہے جو یقین رکھتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں جیسا کہ متقیوں کے بیان میں اعادہ کیا گیا ہے ان کے لئے "باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں" اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ بہشت ایک حالت کا نام ہے جس میں ہماری روحانی قوتیں حقیقت کا جامہ پہن لیتی ہیں اور ہم مزید ترقی کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں جس کو انسان ارضی زندگی کی حالت میں خیال میں نہیں لاسکتے جیسا کہ بیج کی قوتیں باغ کی صورت میں رونما ہوتی ہیں اور پانی اس دریا کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو ہمیشہ بہتا رہتا ہے ۔ انسان کے روحانی قوے کا بروئے کار آنا اور اس کے اچھے اعمال اور عقائد کے رنگ میں اس کا ظاہر ہونا ہی اس کا بہشت ہے اس بات کی اور وضاحت ہو جاتی ہے جب قرآن مجید فرماتا ہے:۔

وسارعوآ الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین ــــ

"اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ایک اور بات جو قابل غور ہے کہ قرآن مجید کے مطابق بہشتی زندگی ایک ساکن حالت نہیں ہے بلکہ اس زندگی میں زیادہ سے زیادہ ترقی کے لئے ہمیشہ میدان کھلا رہیگا جس کو قرآن مجید نے اس جملہ میں بیان کیا ہے "باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"

اس کو اور واضح کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے :۔

لکن الذین اتقوا ربهم لهم غرف من فوقها غرف مبنیة تجری من تحتها الانهار۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب کا تقوےٰ اختیار کرتے ہیں اُن کے لئے بلند مقامات ہیں ان کے اوپر اور بلند مقامات بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ارتقاء کے ہر مقام کے متعلق ترقی کی سات منازل بیان فرماتا ہے۔ جماداتی حالت میں۔ نباتاتی حالت میں، حیوانی حالت میں ماں کے رحم میں اور بالآخر ارتقاء روح کی اس زمین پر سات حالتیں اور اسی کے مطابق حیات بعد الموت میں سات بہشتوں کا ذکر کرتا ہے۔ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق ....

اور ہم نے تمہارے اوپر سات رستے بنائے اور ہم اپنی خلق سے غافل نہیں ہیں ـــــ

موت کے بعد ارتقائی زندگی کس نوعیت کی ہے اس کا ہمیں حقیقی طور پر علم نہیں۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزآءً بما کانوا یعملون

پس کوئی شخص اسے نہیں جانتا جو آنکھوں کی راحت سے ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا اس کا بدلہ جو وہ عمل کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے :۔

" اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے متقی بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور انسانی دماغ جسے خیال میں نہیں لاسکتا "

لیکن اتنا ہمیں علم دیا گیا ہے کہ وہ ایسی حالت ہے جس میں تمام گناہ جڑ سے اُکھاڑ دیئے جائیں گے۔ ان المتقین فی جنت وعیون ۔ ادخلوها بسلم اٰمنین ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقبلین۔ لا یمسهم فیها نصب وما هم منها بمخرجین۔ متقی باغوں اور چشموں میں ہونگے ان میں سلامتی سے امن میں

ہو کر داخل ہو جاؤ اور جو ان کے دلوں میں کچھ کدورت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے وہ بھائی بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے ان میں انہیں کوئی تکلیف نہیں چھوئے گی اور نہ وہ ان سے نکالے جائیں گے ۔

امن اور اعلےٰ درجہ کی ترقی اس حالت میں ہوگی ۔ دعوٰىهم فيها سبحنك اللهم وتحيتهم فيها سلام ج واخر دعوٰهم ان الحمد لله رب العلمين ۔ اور وہ ان میں پکاریں گے اے اللہ تو پاک ہے اور ان میں آپس کی دعا سلامتی ہوگی اور ان کی آخری پکار ہوگی کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے ۔ جنت کا سب سے بڑا حاصل خوشی اور خدا کی محبت قرار دیا گیا ہے ۔ وعد الله المؤمنين والمؤمنت جنت تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها ومسكن طيبة فى جنت عدن ط ورضوان من الله اكبر ذالك هو الفوز العظيم ۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں انہی میں رہیں گے اور ہمیشہ کے باغوں میں پاکیزہ رہنے کی جگہ کا اور اللہ کی رضا ، سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی بھاری کامیابی ہے ۔

اچھوتوں میں اشاعت اسلام

(بقیہ از صفحہ نمبر ۴۳۸)

ہیں اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت بڑا میدان ہے مسلمانوں کو اس طرف فوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے یہ غفلت کا موقعہ نہیں اگر اس وقت سستی سے کام لیا گیا تو اس کے نتائج سیاسی لحاظ سے بھی بہت خراب نکلیں گے ۔

اچھوتوں میں اشاعت اسلام

حال ہی میں مشہور اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکار نے ایک بیان دیا جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے آپ نے کہا:-

" اگر ہندو کانگرس نے اچھوتوں کے جائز مطالبات کو نہ مانا تو کچھ عجب نہیں کہ میں اپنی قوم کو یہ مشورہ دوں کہ وہ اسلام قبول کرے جو اونچ نیچ کے امتیازات کو مٹا دیتا ہے ڈاکٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ اچھوتوں کی بقا اسی میں ہے کہ پونا پیکٹ منسوخ ہو اور اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملے ورنہ اچھوت برباد ہو جائیں گے "۔۔۔ جب ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ اب اپنی قوم کو اسلام قبول کرنیکا مشورہ کیوں نہیں دیتے تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں کانگرس کو ایک اور موقعہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے وعاوی انصاف پر پوری اترے "

ڈاکٹر امبیدکر کی یہ دھمکی بالکل بیہودہ ہے ہندو کانگرس کبھی اچھوتوں کے جائز مطالبات کو قبول نہیں کریگی اور نہ اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملیگا کیونکہ اگر اچھوتوں کے مطالبات کانگرس تسلیم کرلے تو پھر ہندو کی ہستی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور دوسرے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کانگرس اچھوتوں کے مطالبات کو تسلیم کر لیتی ہے اور انہیں جداگانہ انتخاب کا حق بھی دے دیا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی اچھوتوں کی قومی زندگی معرض خطر میں ہے، کیونکہ جب تک وہ ہندو تمدن کو اور ہندوانہ رسموں کو ترک نہیں کرتے اس وقت تک وہ عملی طور پر ہندوؤں سے علیحدہ کیسے ہو سکتے ہیں اور جب تک وہ مسئلہ تناسخ کو ترک نہیں کرتے تو وہ ہندوؤں کے فلسفۂ کرم سے کیسے آزاد ہو سکتے ہیں اور آزاد ہو کر اپنی حالت کو موجودہ حالت سے بہتر کیسے بنا سکتے ہیں اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں لیکن اس موقعہ پر جبکہ اچھوتوں میں اس قدر بیداری پیدا ہو رہی ہے اور وہ ہزاروں سال کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں مسلمانوں پر بھی کچھ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اچھوتوں کو اسلام کا پیغام پہنچائیں اور انہیں حلقۂ اسلام میں داخل کریں اور انہیں بلند انسانی سطح پر لائیں مسلمانوں کی کتنی غفلت اور سستی ہے کہ ایک اتنی بڑی قوم اسلام کی محتاج ہے مرض اسلام ہی اس کے عارضہ کا واحد علاج ہے اور مسلمان ہیں کہ ان تک اسلام پہنچانے میں تامل سے کام لیتے

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز، خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسول حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی جماعت لندن میں ہے جو برطانیہ عظمیٰ کی "مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوا خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات۔ تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداران فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کرلیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کرلیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک عظیم الشان اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ [illegible]

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۸/۸ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر دیا بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے۔ نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارزن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم [illegible] ریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England — The Imam, The Mosque Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں